

جلد دوازدہم

شارح

حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ
شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ناشر
مکتبہ حجاز دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد دوازدہم

شارح : حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند 09412873888

سائز : ۲۰×۳۰ / ۸

صفحات : ۳۸۴

تاریخ طباعت : بار اول رجب المرجب ۱۴۳۶ ہجری مطابق اپریل ۲۰۱۵ عیسوی

کمپیوٹر کتابت : روشن کمپیوٹرز، محلہ اندرون کوٹلہ دیوبند

کاتب : مولوی حسن احمد پالن پوری فاضل دار العلوم دیوبند 09997658227

پریس : ایچ، ایس پرنٹرس، ۱۴/۱۷ چاندی محل، دریا گنج دہلی (011)23244240

09811122549

ناشر

مکتبہ حجاز دیوبند ضلع سہارن پور۔ (یو، پی)

09997866990 ------- 09358974948

فہرست مضامین

کتاب التعبیر

خواب کا مطلب بتانا

کتاب الفِتَنِ
آزمائشیں

کتاب الأحکام

حکومت کے احکام

کتاب التَّمَنِّی

آرزو کرنا

کتاب أخبار الآحاد

غیر متواتر حدیثوں سے استدلال کرنا

کتاب الاعتصام

دین کو مضبوط پکڑنا

كتاب الرد على الجهمية وغيرهم: التوحيدِ

جہمیہ وغیرہ (معتزلہ) کی تردید

اللہ تعالیٰ کے لئے صفات کا ثبوت توحید کے منافی نہیں

تقریب اختتام

اللہ حافظ!

عربی ابواب کی فہرست

کتاب التعبیر

كتاب الفتن

كتاب الأحكام

كتاب التمنى

كتاب أخبار الآحاد

كتاب الاعتصام

كتاب الرد على الجهمية وغيرهم: التوحيد

بسم اللہ مجرٖیھا ومرساھا ۞ إن ربی لغفور رحیم

وقفہ: تحفۃ القاری کی گیارہویں جلد ۴؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۷؍دسمبر ۲۰۱۴ء میں پوری ہوئی تھی، پھر اس کی تصحیح کی، پروف ریڈنگ خود کرتا ہوں، کسی پر اعتماد نہیں کرتا، اور تصحیح کے ساتھ حک وفک بھی کرتا ہوں، چھ سو صفحات کی تصحیح میں دس دن لگتے ہیں۔ پھر طویل سفر پر نکل گیا، پہلے دبئی ہوکر مدینہ منورہ گیا، وہاں سے عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ جانا ہوا، پھر دبئی لوٹ کر قطر گیا، وہاں تین دن رک کر دبئی واپس لوٹا، پھر زمبابوے (ہرارے) گیا، وہاں سے زامبیا آیا، پھر چپاٹا ہوکر ملاوی گیا، وہاں سے ساؤتھ افریقہ جانا ہوا، پھر دبئی ہوتا ہوا دیوبند لوٹ آیا، اس سفر میں برخوردار جناب مولانا مفتی حسین احمد سلمہ اور دوسرے کرم فرما جناب ابراہیم بھائی مینز ازید مجدہٗ ہم رکاب رہے۔ اب میں اکیلا سفر نہیں کرتا، یہاں آکر گیارہویں جلد دوبارہ پڑھی، میں کمپیوٹر کتابت کی دو مرتبہ تصحیح کرتا ہوں، پھر پریس میں بھیج کر چند کتابوں پر تقریظات/ مقدمات لکھے، اب فارغ ہوکر جمعرات ۲۹؍ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹؍فروری ۲۰۱۵ء کو بارہویں جلد شروع کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ جلد اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔

کتاب التعبیر

خواب کا مطلب بتانا

ربط: علامہ بُلقینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حیلوں میں امر مخفی کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اس لئے کتاب الحیل کے بعد خوابوں کی تعبیر کا بیان شروع کرتے ہیں، کیونکہ تعبیر بھی مخفی امر ہوتی ہے، اگرچہ معبّر جانتا ہے (مقدمہ فتح الباری ص:۴۷۳)

عَبَّرَ الرؤیا کے معنی ہیں: خواب کی تعبیر بیان کرنا، اور **عَبَّرَ عن ما فی نفسہ** کے معنی ہیں: اظہار مافی الضمیر کرنا، دل کی بات کہنا، خوابوں کا معاملہ خیالات جیسا ہے یعنی جو خیالات کے اسباب ہیں وہی خوابوں کے بھی ہیں، اچھے اسباب پیدا ہوتے ہیں تو اچھے خواب نظر آتے ہیں اور برے اسباب جمع ہوتے ہیں تو برے خواب نظر آتے ہیں۔ البتہ خیالات اور خوابوں میں فرق یہ ہے کہ خیالات میں چیزیں متشکل نہیں ہوتیں اور خواب میں جو خیالات دل میں گزرتے ہیں وہ دل کی آنکھوں کے سامنے متشکل ہوتے ہیں۔

اور یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ بحالت بیداری جب آدمی کچھ خیال کرتا ہے تو دماغ اس میں مستغرق ہوکر نہیں سوچتا۔ کیونکہ بیداری کی حالت میں آنکھ کچھ دیکھ رہی ہے، کان کچھ سن رہا ہے، منہ میں کوئی چیز ہے جس کا مزہ زبان لے رہی ہے، ناک کوئی خوشبو یا بدبو سونگھ رہا ہے اور جسم سے جو چیز مس کررہی ہے اس کا بھی ادراک ہورہا ہے اور یہ تمام ادراکات دماغ

کررہا ہے۔اس وجہ سے دماغ پوری طرح خیال کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔مگر جب آدمی سوجاتا ہے تو اس وقت بھی خیالات کا سلسلہ برابر چلتا رہتا ہے، البتہ جب تک نیند گہری ہوتی ہے، خواب یاد نہیں رہتے، پھر جب نیند ہلکی پڑتی ہے تو دل میں جو خیالات گزرتے ہیں، دماغ ان میں پوری طرح مستغرق ہوکر سوچتا ہے، اس لئے وہ خیالات دل کی نگاہوں کے سامنے متشکل ہوکر نظر آتے ہیں۔

اور یہ تمام خوابوں کی حقیقت کا بیان نہیں،صرف ان خوابوں کا بیان ہے جو خیالات ہوتے ہیں، رہے ڈراؤنے خواب اور مبشرات تو ان کی حقیقت جدا ہے، ڈراؤنے خواب شیطان کا تماشا ہوتے ہیں۔حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے اپنا خواب سنایا کہ گویا ان کا سر قلم کردیا گیا ہے، آنحضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:''جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ نیند میں کھیل کرے تو اس کو لوگوں میں بیان نہ کیا کرو''(رواہ مسلم مشکوۃ کتاب الرؤیا حدیث نمبر ۴۶۱۶)

اور مبشرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھائے جاتے ہیں۔خواب کی یہ تین قسمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں آئی ہیں۔دیکھئے سنن دارمی ۲:۱۲۵ ترمذی شریف ابواب الرؤیا اور ابن سرین رحمہ اللہ جو بڑے تابعی ہیں، ان سے بھی مروی ہیں (خوابوں کی تفصیل کے لئے دیکھیں رحمۃ اللہ ۵:۵۳۵-۵۳۸)

بَابٌ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

وحی شروع ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو اچھے خواب نظر آنے لگے

نبوت سے چھ ماہ پہلے آنحضور ﷺ کو رویائے صالحہ نظر آنے لگے، بار بار آپ کو ناسوت سے عالم مثال میں لے جایا جاتا تاکہ عالم ملکوت سے مناسبت پیدا ہوجائے اور یہ بات آنحضور ﷺ کے ساتھ خاص نہیں، سبھی انبیاء کے ساتھ یہی معاملہ رہا ہے، علقمہ بن قیسؒ جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے خاص تلمیذ ہیں ایک مرسل روایت میں فرماتے ہیں: انبیاء کو سب سے پہلے خواب دکھلائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب سچے خوابوں سے ان کے قلوب مطمئن ہوجاتے ہیں تو بحالت بیداری ان پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے (فتح الباری ۱:۱۷) اور حدیث کتاب کے شروع میں ترجمہ وتفصیل کے ساتھ آچکی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

۹۱- كتابُ التعبير

[۱-] بَابٌ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

[۶۹۸۲-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ح: وَحَدَّثَنِيْ

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، وَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَ تْ بِهِ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، فَكَانَ يَأْتِيْ حِرَاءً فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ- وَهُوَ: التَّعَبُّدُ- اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ، وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا، حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَ هُ الْمَلَكُ فِيْهِ، فَقَالَ: اقْرَأْ، " فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ، فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَغَطَّنِيْ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيْ الْجَهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَغَطَّنِيْ الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿مَالَمْ يَعْلَمْ﴾[العلق: ۱-۵] فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ، حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ، فَقَالَ: " زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ" فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ: ' يَا خَدِيْجَةُ مَا لِيْ؟" وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ، وَقَالَ: " قَدْ خَشِيْتُ عَلَيَّ" فَقَالَتْ لَهُ: كَلَّا، أَبْشِرْ! فَوَ اللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَقْرِيْ الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ. ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخُوْ أَبِيْهَا، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ، فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الإِنْجِيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ: أَيْ ابْنَ عَمِّ، اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ. فَقَالَ وَرَقَةُ: ابْنَ أَخِيْ! مَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَا رَأَى، فَقَالَ وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى مُوْسَى، يَا لَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا أَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ؟" فَقَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ. [راجع: ۳]

وضاحت: یہاں تک روایت پہلے آچکی ہے، ترجمہ اور تفصیل بھی گذر چکی ہے، آگے روایت منقطع ہے، امام زہری رحمہ اللہ کی مرسل روایت ہے، انھوں نے فیما بلغنا کہہ کراس کو بیان کیا ہے، اور امام زہری رحمہ اللہ کی مرسل روایتیں صرف پر چھائیں ہوتی ہیں، حقیقت سے ان کا کچھ تعلق نہیں ہوتا، آگے کی روایت کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"اور وحی سست پڑ گئی یعنی رک گئی، یہاں تک سست پڑنا کہ نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غم گیں ہوئے —— یہ ان باتوں میں سے ہے جو ہمیں پہنچی ہیں —— ایسا غم گیں ہونا کہ آپ دوڑ کر جاتے تھے/صبح کو جاتے تھے اس (وحی رکنے) کی وجہ سے بار بار تا کہ اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں سے گر جائیں یعنی خودکشی کر لیں، پس جب بھی آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تھے تا کہ خود کو اس

سے نیچے ڈال دیں تو آپ کے سامنے جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے تھے، اور کہتے تھے: اے محمد! آپ یقیناً اللہ کے برحق رسول ہیں، پس تھم جاتا تھا اس کی وجہ سے آپ کا اضطراب اور آپ کو قرار آجاتا تھا، پس آپ لوٹ آتے تھے، پس جب لمبا ہوجاتا تھا آپ پر وحی کا انقطاع تو صبح جاتے تھے اسی طرح کے ارادے سے، پس جب آپ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تھے تو جبرئیل آپ کے سامنے ظاہر ہوتے تھے، پس وہ آپ سے اسی طرح کی بات کہتے تھے''

تبصرہ: علماء نے لکھا ہے کہ پہلی وحی کے موقعہ پر آپ کو حقیقتِ حال سے واقف نہیں کیا گیا تھا، اسی لئے آپ کو گھبراہٹ ہوئی تھی، اور حرم محترم آپ کو ورقہ کے پاس لے گئی تھیں، موسیٰ علیہ السلام کو طور پر جب نبوت سے سرفراز کیا گیا، اور حقیقتِ حال واضح کردی گئی تو آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوئی، اور نبی ﷺ کو گھبراہٹ اسی لئے تو ہوئی تھی کہ پہلی وحی کے موقعہ پر معاملہ کھولا نہیں گیا تھا، پھر خودکشی کا ارادہ کیوں کیا؟ پھر جب جبرئیل علیہ السلام نے ظاہر ہوکر اطمینان دلایا تو بھی بار بار یہ ارادہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے امام زہری رحمہ اللہ کو جو بات بے سند پہنچی ہے وہ صحیح نہیں۔

لغت: حدیث میں مثلَ فَلَقِ الصبح (سپیدۂ صبح کی طرح) آیا ہے، اس مناسبت سے سورۃ الانعام کی (آیت ۹۶) میں جو ﴿فَالِقُ الإِصْبَاحِ﴾ آیا ہے، اس کے معنی بیان کئے ہیں، فَلَق کے معنی ہیں: پھاڑنا، نمودار کرنا، فالق: اسم فاعل ہے، اللہ تعالیٰ دن میں سورج کی روشنی نمودار کرتے ہیں، وہ رات کی تاریکی پھاڑ کر ظاہر ہوتی ہے، اور رات میں چاند کی روشنی رات کی تاریکی چیر کر ضوفشاں ہوتی ہے۔

وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتّٰى حَزِنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم- فِيْمَا بَلَغَنَا - حُزْنًا عَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُءُوْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ، فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ، تَبَدَّى لَهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ حَقًّا، فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ، فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذٰلِكَ، فَإِذَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ الْجَبَلِ تَبَدَّى لَهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿فَالِقُ الإِصْبَاحِ﴾: ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ، وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ.

بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِيْنَ

نیک لوگوں کا خواب

نبی کا خواب ہمیشہ سچا ہوتا ہے، کیونکہ وہ وحی ہوتا ہے، اور نیک آدمی کا خواب عام طور پر سچا ہوتا ہے، اس کے خواب میں چھیچھڑے کم ہوتے ہیں، اور عام آدمی کا خواب عام طور پر خیالات کا مجموعہ ہوتا ہے، اس بھوس میں دانے کم ہوتے ہیں۔

اور سچا خواب کمالاتِ نبوت کا ایک حصہ ہے، نبوت تو ختم ہوگئی، مگر اس کے کمالات باقی ہیں، اور وہ کمالات کیا ہیں؟ اس

کی تفصیل نہیں آئی، صرف اچھے خوابوں کو نبوت کا ایک کمال قرار دیا ہے، جیسے دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث میں چند کمالات ضروری ہیں، جس میں وہ کمالات ہوتے ہیں: مجلس شوری اس کو شیخ الحدیث بناتی ہے، مثلاً: علومِ آلیہ پر اس کی نظر ہو، علوم عالیہ میں اختصاص ہو، صلاح وتقوی کا پیکر ہو، تصنیف وتالیف سے مزاولت رکھتا ہو، اور طلباء پر اس کا اثر ہو تو مجلس شوری اس کو شیخ الحدیث بناتی ہے، مجلس شوری کی طرف سے تعیین ضروری ہے، رہے اس کے کمالات تو بعض اوصاف بعض مدرسین میں ہوسکتے ہیں، اور وہ اس کا امتیاز ہونگے، مگر وہ شیخ الحدیث نہیں ہوگا، اسی طرح نبوت وہبی عہدہ ہے جو خاتم النّبیین ﷺ پر پورا ہو گیا، اب کسی طرح کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، مگر نبوت پتھر کو نہیں ملتی، اس کے لئے بھی کچھ اوصاف وکمالات ضروری ہیں، وہ اوصاف وکمالات اللہ تعالیٰ پیدا کرتے تھے، پھر نبوت سے سرفراز کرتے تھے، موسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے: ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ﴾: میں نے تم کو اہتمام سے اپنے لئے بنایا ہے (طٰہٰ آیت ۴۱)

اور نبوت کے یہ کمالات واوصاف مختلف اعتبارات سے کم وبیش ہوتے ہیں، روایات میں دس سے زیادہ اعداد آئے ہیں، باب کی روایت میں ہے: ''نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے'' یہ عدد خاص اعتبار سے ہے، دوسرے اعداد دوسرے اعتبارات سے ہیں، اور بعض اعداد بیانِ تکثیر کے لئے بھی ہیں، جیسے جماعت کی نماز کے فوائد پچیس بھی آئے ہیں اور ستائیس بھی۔ شاہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ میں ایک اعتبار سے باجماعت نماز کے ۲۵ اور دوسرے اعتبار سے ۲۷ فوائد بیان کئے ہیں (رحمۃ اللہ ۲: ۲۰۵) تفصیل کے لئے تحفۃ الالمعی (۲: ۵۴) دیکھیں۔

آیتِ کریمہ: سورۃ الفتح کی (آیت ۲۷) ہے: ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْ يَا بِالْحَقِّ، لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُ وْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ، لاَ تَخَافُوْنَ، فَعَلِمَ مَالَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾:

ترجمہ: بخدا! واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بامقصد سچا خواب دکھلایا کہ تم ضرور مسجدِ حرام میں داخل ہوؤگے، اگر اللہ نے چاہا اطمینان سے، اپنے سر منڈاتے ہوئے اور کترواتے ہوئے (زلفیں بنواتے ہوئے) تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہوگا، سو اللہ نے وہ باتیں جانیں جو تم کو معلوم نہیں، پس اس سے ورے ایک جلد ملنے والی فتح گردانی۔

استدلال: آیت کریمہ سے استدلال ذرا دقیق ہے، پہلے ایک قاعدہ سمجھیں: جن دو چیزوں میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے، وہاں خاص کے ضمن میں عام پایا جاتا ہے، جیسے انسان اور حیوان میں یہ نسبت ہے، پس جب انسان پایا جائے گا تو اس کے ضمن میں حیوان کا تحقق ہوگا۔ اب سمجھیں کہ نبوت وولایت (صلاح وتقوی) میں یہی نسبت ہے، نبوت خاص ہے اور صلاح عام، اور نبی کا خواب سچا ہوتا ہے، آیت کی اس پر دلالت قطعی ہے، پس نیک آدمی کا خواب بھی سچا ہوگا، کیونکہ نبوت اس کو شامل ہے، البتہ اصل اور مشمول میں فرق کرنا ضروری ہے، چنانچہ نبی کا خواب ہمیشہ سچا ہوتا ہے اور نیک بندے کا اکثر۔

[٢-] بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِيْنَ

وَقَوْلُهُ: ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْ يَا بِالْحَقِّ﴾ إِلٰى: ﴿فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

[٦٩٨٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِىْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ"

بَابٌ: الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ

اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے

حدیث میں لفظ رؤیا اچھے خواب کے لئے اور لفظ حُلم برے خواب کے لئے استعمال کیا ہے، اگرچہ لغت کے اعتبار سے رؤیا دونوں کو عام ہے۔ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اور برا خواب شیطان کی طرف سے (باب کی پہلی حدیث) پس جب اچھا خواب نظر آئے تو اللہ کا شکر بجالائے، اور اس کو بیان کرے، اور جب ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس کی برائی سے اللہ کی پناہ چاہے، اور اس کو کسی سے بیان نہ کرے، وہ خواب اس کو ضرر نہیں پہنچائے گا (دوسری حدیث)

تشریح: رویا صالحہ کی دو قسمیں ہیں: بُشریٰ من اللہ اور رویا ملکی یعنی نیک آدمی کا خواب۔ اول: وہ خواب ہے جو اللہ کی طرف سے دکھلایا جاتا ہے، اور وہ مؤمن کے لئے خوش خبری ہوتا ہے۔ دوم: نیک آدمی کے خواب میں اس کی خوبیاں اور خرابیاں پیکر محسوس اختیار کرتی ہیں، اول بشارت ہوتی ہے اور دوم تنبیہ، اور وہ بھی نتیجۃً بشارت ہوتی ہے۔

[٣-] بَابٌ: الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ

[٦٩٨٤-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ، سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: " الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ" [راجع: ٣٢٩٢]

[٦٩٨٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنِى اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِى ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: " إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِىَ مِنَ اللّٰهِ، فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا، وَلْيُحَدِّثْ بِهَا، وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ، فَإِنَّمَا هِىَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، وَلاَ يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لاَ تَضُرُّهُ.

بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے

یہ ردیف باب ہے، نبی کو نبوت سپرد کرنے سے پہلے جن کمالات سے بہرہ ور کیا جاتا ہے، ان میں آخری کمال رؤیا صالحہ ہے، خواب عالم مثال میں لے جا کر دکھایا جاتا ہے، اس طرح انبیاء کو عالم ملکوت سے قریب کیا جاتا ہے، پھر عالم لاہوت سے عالم ناسوت میں وحی آتی ہے، علاوہ ازیں: پینتالیس خوبیاں اور بھی انبیاء میں ہوتی ہیں، جن کی تفصیل نہیں آئی۔ اور باب میں تین حدیثیں ہیں: پہلی حدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے جو گذشتہ باب میں مختصر آئی ہے، اور حضرات عبادۃ وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیثیں باب کے ہم معنی ہیں۔

پہلی حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے، اور برا خواب شیطان کی طرف سے، پس جب کوئی برا خواب دیکھے تو اس سے پناہ چاہے اور بائیں طرف تھوک دے، پس وہ اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

[٤-] بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

[٦٩٨٦-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيىَ بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ – وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، لَقِيْتُهُ بِالْيَمَامَةِ – عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: ''الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ، وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ، فَإِنَّهَا لاَتَضُرُّهُ'' وَعَنْ أَبِيْهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهُ.

[راجع: ٣٢٩٢]

[٦٩٨٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ''

وَرَوَاهُ ثَابِتٌ، وَحُمَيْدٌ، وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَشُعَيْبٌ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٦٩٨٨-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:'' رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ''[طرفه: ٧٠١٧]

[٦٩٨٩-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ: أَنَّـهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَقُوْلُ: "الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ"

وضاحت: پہلی حدیث کی سند میں ہے کہ مسدد نے عبداللہ بن یحییٰ کی تعریف کی، مسدد کی ان سے یمامہ میں ملاقات ہوئی ہے۔

بَابُ مُبَشِّرَاتٍ

خوش خبریاں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نبوت میں سے نہیں باقی رہی مگر خوش خبریاں" لوگوں نے پوچھا: خوش خبریاں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "اچھے خواب"

تشریح: نبوت چھیالیس کمالات کے مجموعہ پر ملتی ہے، اور وہ وہبی ہے، کسبی نہیں، مگر نبوت کے یہ کمالات مشخص نہیں صرف اچھے خوابوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ نبوت کے ۴۶ کمالات میں سے ایک ہے، نیک بندوں کو اچھے خواب دکھائے جاتے ہیں، جس سے وہ خوش ہوتے ہیں —— اور الہام: مبشرات کے ساتھ ملحق ہے، وہ بھی باقی ہے، اللہ کے نیک بندوں کو الہام بھی ہوتا ہے، مگر غیر نبی کا خواب اور الہام حجت نہیں، اور جزء کے تحقق سے کل کا تحقق نہیں ہوتا، جیسے انسان کی تمام حقیقت ہے: حیوان ناطق، پس اگر کسی جگہ حیوانیت کا تحقق ہو تو وہ انسان نہیں ہوگا، گدھا ہوسکتا ہے، پس جو نبوت کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے۔

[۵-] بَابُ مُبَشِّرَاتٍ

[۶۹۹۰-] حدثنا أَبُوْ الْیَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَقُوْلُ: "لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ" قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ"

بَابُ رُؤْیَا یُوْسُفَ عَلَیْهِ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں ایک خواب دیکھا تھا، وہ بڑا ہی عجیب خواب تھا، انھوں نے اپنے والد سے کہا: "ابا! سچ سچ میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے، جو مجھے سجدہ کررہے ہیں!" ابا نے فرمایا: "منّے! اپنا خواب اپنے

بھائیوں سے مت بیان کر دینا، ورنہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے (کیونکہ) شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے، اور اسی طرح تیرے پروردگار تجھے منتخب فرمائیں گے، اور تجھے سخن فہمی کا حصہ عطا فرمائیں گے، اور تجھ پر اور خاندانِ یعقوب پر اپنی نعمت پوری فرمائیں گے، جس طرح ماضی میں تیرے بزرگوں: ابراہیم واسحاق علیہما السلام پر اپنی نعمت پوری فرمائی، تیرے پروردگار سب کچھ جاننے والے بڑی حکمت والے ہیں'' —— یہ تین خوش خبریاں ہیں، خواب کی تعبیر نہیں، تعبیر آگے آئے گی، وہ سپیدۂ صبح کی طرح واضح ہوگی، اگرچہ وہ کچھ وقت کے بعد سامنے آئے گی۔

خواب کی تعبیر: ''اور انھوں نے اپنے والدین کو تختِ شاہی پر بٹھایا، اور وہ سب ان کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے، اور فرمایا: ابا جان! یہ میرے سابق خواب کی تعبیر ہے، جسے میرے پروردگار نے بالکل سچا کر دکھایا، اور میرے ساتھ نیک سلوک کیا جب مجھے قید خانہ سے نکالا، اور وہ آپ حضرات کو صحراء سے لے آیا، شیطان کے فساد ڈالنے کے بعد میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان، بے شک میرے پروردگار مخفی تدبیر کرنے والے ہیں اس کام کی جو وہ کرنا چاہتے ہیں، بے شک وہ سب کچھ جاننے والے بڑی حکمت والے ہیں، اے میرے پروردگار! آپؐ نے مجھے حکومت عطا فرمائی، اور سخن فہمی کی تعلیم دی! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! دنیا وآخرت میں آپ میرے سرپرست ہیں، مجھے فرماں برداری کی حالت میں موت دیں، اور مجھے نیک بندوں میں شامل فرمائیں! (آیات ۱۰۰ و ۱۰۱)

[٦-] بَابُ رُؤْيَا يُوْسُفَ عَلَيْهِ السلام

[١-] وَقَوْلِهِ: ﴿إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِأَبِيْهِ يٰأَبَتِ إِنِّىْ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِىْ سَاجِدِيْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾

[٢-] وَقَوْلِهِ: ﴿يٰأَبَتِ هٰذَا تَأْوِيْلُ رُؤْيَاىَ مِنْ قَبْلُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَأَلْحِقْنِىْ بِالصَّالِحِيْنَ﴾

بَابُ رُؤْيَا إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

سورۃ الصافات میں ہے: ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی: ''اے میرے رب! مجھے نیک فرزند عطا فرما، پس ہم نے ان کو ایک بردبار فرزند کی خوش خبری دی، سو وہ لڑکا جب ان کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو انھوں نے کہا: منّے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس تو غور کر لے تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا: ابا جی! آپ وہ کام کریں جس کا آپ حکم دیئے گئے ہیں، آپ مجھے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو سہارنے والوں میں سے پائیں گے! پھر جب دونوں نے سرِ تسلیم خم کر لیا، اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل ڈال دیا تو ہم نے اس کو پکارا کہ ابراہیم! تم نے خواب سچ کر دکھایا، ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا

کرتے ہیں" (آیات۱۰۲-۱۰۵)

لغات: أَسْلَمَا (تثنیہ) إسلام (مصدر): منقاد ہونا، مجاہد رحمہ اللہ نے ترجمہ کیا: دونوں نے وہ بات مان لی جس کا ان دونوں کو حکم دیا گیا تھا...... تَلَّ فلانًا: پچھاڑنا، گرانا، الجَبِین: پیشانی، ماتھا، مجاہد رحمہ اللہ نے ترجمہ کیا: ان کا چہرہ زمین پر رکھا۔ حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کیا: کروٹ پر لٹایا، شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ نے ترجمہ کیا: اس کو ماتھے کے بل پچھاڑا۔

[۷-] بَابُ رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلُهُ: ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَسْلَمَا﴾: سَلَّمَا مَا أُمِرَا بِهِ. ﴿وَتَلَّهُ﴾: وَضَعَ وَجْهَهُ بِالْأَرْضِ.

بَابُ التَّوَاطُؤِ عَلَى الرُّؤْيَا

خواب پر متفق ہونا

کبھی چند آدمی ایک ہی طرح کا خواب دیکھتے ہیں، اگرچہ خواب کی نوعیت مختلف ہوتی ہے مگر قدرِ مشترک ایک ہوتا ہے، ایسی صورت میں خواب پر اعتماد بڑھ جاتا ہے، جیسے ایک رمضان میں متعدد صحابہ آخری سات راتوں میں شبِ قدر دکھلائے گئے، اور دوسرے متعدد حضرات آخری دس راتوں میں دکھلائے گئے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: "آخری سات راتوں میں شبِ قدر کو تلاش کرو" یعنی ان راتوں میں عبادت کا اہتمام کرو (یہ حدیث تحفۃ القاری ۳: ۴۸۴ میں گذری ہے، وہاں سیاق قدرے مختلف ہے)

[۸-] بَابُ التَّوَاطُؤِ عَلَى الرُّؤْيَا

[۶۹۹۱-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ أُنَاسًا أُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، وَإِنَّ أُنَاسًا أُرُوْا أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "الْتَمِسُوْهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ" [راجع: ۱۱۵۸]

بَابُ رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُوْنِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ

قیدیوں، فسادیوں اور مشرکوں کا خواب

کبھی غیر مسلم کو بھی سچے خواب دکھائے جاتے ہیں، اور ان میں ان کی مصلحت ہوتی ہے، آج بھی بعض ہندو خواب میں

نبی ﷺ کو دیکھتے ہیں، اور وہ خواب ان کی ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں، یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھی دو قیدیوں نے —— جن پر بادشاہ کو زہر دے کر مارنے کا الزام تھا —— خواب دیکھے، اور کافر بادشاہ نے بھی خواب دیکھا، جس کی یوسف علیہ السلام نے تعبیر دی۔

قیدیوں کے خواب: بادشاہ کے ساقی نے خواب دیکھا کہ وہ شراب کشید کر رہا ہے، اور نان بائی نے دیکھا کہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہے، جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر دی: پہلا اپنے آقا کو شراب پلائے گا، اور دوسرا سولی دیا جائے گا، جس کے سر میں سے پرندے کھائیں گے —— چنانچہ ایسا ہی ہوا، پہلا بے گناہ ثابت ہوا اور اپنی پوسٹ پر بحال ہوا، اور دوسرا ملزم ٹھہرا اور سولی دیا گیا۔

بادشاہ کا خواب: سات نہایت لاغر گائیں سات فربہ گایوں کو کھا رہی ہیں، اور سات ہری بالیاں اور سات سوکھی بالیاں ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے تعبیر دی کہ سات سال لگاتار کاشت کروگے، پس جو فصلیں کاٹو ان کو ان کی بالیوں میں چھوڑ دو، پھر سات سال سخت آئیں گے اس وقت ذخیرہ کیا ہوا غلہ استعمال کرنا۔

قولہ: ﴿وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ﴾: مدت کے بعد اس کو خیال آیا...... ادَّکر: باب افتعال سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اصل ذکر ہے...... اور أمة کے معنی ہیں قرن: زمانہ...... اور ایک قراءت أَمَة ہے، جس کے معنی ہیں: بھولنا۔

قولہ ﴿يَعْصِرُوْنَ﴾ نچوڑوگے یعنی انگوروں اور تیل کو...... **قولہ:** ﴿تُحْصِنُوْنَ﴾: رکھ چھوڑوگے، بچائے رکھوگے۔

اور حدیث میں یوسف علیہ السلام کی پامردی کی تعریف ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر ٹھہرتا میں قید خانہ میں جتنی مدت یوسف علیہ السلام ٹھہرے، پھر میرے پاس بلانے والا آتا تو میں اس کے ساتھ ہو لیتا'' امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی اگر میں ہوتا تو بلاتے ہی ساتھ چل دیتا، بادشاہ کے پاس جانے کو مؤخر نہ کرتا۔ اور حدیث تحفۃ القاری ۶: ۵۸۱ میں گذری ہے۔

[۹-] بَابُ رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُوْنِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ

لِقَوْلِهِ: ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ﴾

﴿وَادَّكَرَ﴾: افْتَعَلَ مِنْ ذَكَرَ. ﴿أُمَّةٍ﴾: قَرْنٍ، وَيُقْرَأُ أَمَةٍ: نِسْيَانٍ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿يَعْصِرُوْنَ﴾: الْأَعْنَابَ وَالدُّهْنَ. ﴿تُحْصِنُوْنَ﴾: تَحْرُسُوْنَ.

[۶۹۹۲-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ، ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِيْ لَأَجَبْتُهُ" قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ: يَعْنِيْ لَوْ كُنْتُ لَأَجَبْتُهُ فِي أَوَّلِ مَا دُعِيْتُ، لَمْ أُؤَخِّرْهُ. [أطرافه: ۳۳۷۲، ۳۳۷۵، ۳۳۸۷، ٤٥۳۷، ٤٦٩٤]

بَابُ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَنَامِ

نبی ﷺ کوخواب میں دیکھنا

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، اور شیطان میرا پیکر اختیار نہیں کرسکتا''

تشریح: آخر حدیث کا اول حدیث سے تعلق ہے کہ جس نے نبی ﷺ کوخواب میں دیکھا اس نے واقعی آپؐ ہی کو دیکھا، کیونکہ شیطان آپؐ کی صورت بنا کر خواب میں نہیں آسکتا، اور آپؐ کوخواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ بیداری میں اس کو آپؐ کی زیارت نصیب ہوگی، پس یہ حدیث حیاتِ دنیا کے ساتھ خاص ہے۔ باب کی باقی حدیثیں حیاتِ دنیا کے ساتھ خاص نہیں، اور خواب میں آپؐ کی زیارت کی تفصیل تحفۃ القاری (۱:۴۰۲) میں آچکی ہے۔

قولہ: لَايَتَخَيَّلُ بِي: میری صورت بنا کر خواب میں نہیں آسکتا...... **قولہ: لایتراءَ ی بی**: میری صورت میں نظر نہیں آسکتا...... **قولہ: فقد رأی الحقَّ**: بالیقین اس نے واقعی چیز دیکھی، وہ محض تخیل وتصور نہیں...... **قولہ: لا يَتَكَوَّنُنِيْ**: وہ میری شکل وصورت اختیار نہیں کرسکتا، تَكَوَّنَ الشيئُ: کسی کی شکل وصورت اختیار کرنا۔

[۱۰-] بَابُ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَنَامِ

[۶۹۹۳-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقَظَةِ، وَلاَ يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ"[راجع: ۱۱۰]

[۶۹۹۴-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَتَخَيَّلُ بِيْ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءً ا مِنَ النُّبُوَّةِ"[راجع: ۶۹۸۳]

[۶۹۹۵-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلاَثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهَا لاَ تَضُرُّهُ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَتَرَاءَ ى بِيْ"[راجع ۳۲۹۲]

[۶۹۹۶-] حدثنا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ

الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ رَآنِيْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ" تَابَعَهُ يُوْنُسُ، وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ. [أطرافه: ۳۲۹۲]

[٦٩٩٧-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ: سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "مَنْ رآنِيْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَتَكَوَّنُنِيْ"

بَابُ رُؤْيَا اللَّيْلِ

رات کا خواب

رات کے آخر میں جو خواب نظر آتا ہے وہ زیادہ سچا ہوتا ہے، حاشیہ میں مسند احمد کے حوالہ سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: أصدقُ الرؤيا بالأسحار: حاشیہ میں دیگر اقوال بھی ہیں، اور باب میں تین حدیثیں ہیں، پہلی حدیث تحفۃ القاری (۳۱۶:۶) میں آچکی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کلمات کی چابیاں دیا گیا ہوں (پہلے مفاتیح کی جگہ جوامع آیا ہے) اور میں دبدبہ کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں، اور دریں اثناء کہ میں گذشتہ رات سویا ہوا تھا، اچانک میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں، یہاں تک کہ وہ میرے ہاتھ میں رکھی گئیں'' —— حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تو تشریف لے گئے، اور تم ان خزانوں کو دست بدست لے رہے ہو (پہلے تَنْـتَـثِلُوْنها آیا ہے یعنی تم ان کو کھود کر نکال رہے ہو)

[۱۱-] بَابُ رُؤْيَا اللَّيْلِ

رَوَاهُ سَمُرَةُ.

[٦٩٩٨-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتّٰى وُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ" قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُوْنَهَا. [راجع: ۲۹۷۷]

حوالہ: حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث آگے (حدیث ۷۰۴۷) آرہی ہے۔

آئندہ حدیث: پہلے تحفۃ القاری (۵۸:۷) میں آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے آج رات کعبہ کے پاس خواب میں دکھلایا گیا، پس میں نے ایک آدمی کو دیکھا گندمی رنگ کا، گندمی رنگ والوں کو جو آپ دیکھتے ہیں ان میں سب سے

اچھا، ان کی زلفیں تھیں، نہایت شاندار زلفیں جو آپ نے کبھی دیکھی ہوں، انھوں نے ان میں کنگھی کر رکھی تھی، ان زلفوں سے پانی ٹپک رہا تھا، دو آدمیوں پر ٹیک لگائے ہوئے تھے ـــــ یا فرمایا: دو آدمیوں کے مونڈھوں پر ـــــ بیت اللہ کا طواف کررہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیح بن مریم ہیں ـــــ پھر اچانک میں نے ایک آدمی دیکھا، انتہائی گھونگھریالے بال والا، دائیں آنکھ کا کانا، گویا وہ آنکھ انگور کے خوشے میں نکلا ہوا دانہ ہے، پس میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ پس بتانے والے نے کہا: یہ مسیح دجال ہے۔

[٦٩٩٩-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "أُرَانِىْ اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَرَأَيْتُ رَجُلاً آدَمَ، كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ، لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ، قَدْ رَجَّلَهَا يَقْطُرُ مَاءً، مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ- أَوْ: عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ- يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ، فَسَأَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ. ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ، أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، فَسَأَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ"[راجع: ٣٤٤٠]

آئندہ روایت: امام زہریؒ کے شاگرد یونس ایلی کی ہے، انھوں نے سند حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچائی ہے، یہ روایت یہاں مختصر ہے، آگے (حدیث ۷۰۴۶ پر) مفصل آرہی ہے، اور امام زہریؒ کے دوسرے تین شاگرد (سلیمان، زہری کے بھتیجے اور سفیان) یونس کے متابع ہیں، وہ بھی سند ابن عباسؓ تک لے جاتے ہیں، اور زبیدی (تلمیذ زہری) کی سند میں شک ہے کہ سند کا منتہی ابن عباسؓ ہیں یا ابو ہریرہؓ؟ اور دوسرے شاگرد (شعیب اور اسحاق) یقین سے سند حضرت ابو ہریرہؓ پر لے جاتے ہیں، اور زہری کے شاگرد معمر پہلے سند میں عبید اللہ کا ذکر نہیں کرتے تھے، بعد میں ان کا نام لینے لگے۔

[٧٠٠٠-] حدثنا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: إِنِّىْ أُرِيْتُ اللَّيْلَةَ فِى الْمَنَامِ، وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ، وَابْنُ أَخِىْ الزُّهْرِىِّ، وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِىِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم.

وَقَالَ الزُّبَيْدِىُّ: عَنِ الزُّهْرِىِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم. وَقَالَ شُعَيْبٌ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيىَ، عَنِ الزُّهْرِىِّ: كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم. وَكَانَ مَعْمَرٌ، لاَ يُسْنِدُهُ حَتّٰى كَانَ بَعْدُ.[طرفه: ٧٠٤٦]

قوله: لا يُسند: موصول نہیں کرتے تھے، عبید اللہ کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ

دن کا خواب

تعبیر خواب کے امام حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دن کا خواب رات کے خواب کی طرح ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول حاشیہ میں ہے کہ تعبیر کے تعلق سے رات دن کے خوابوں میں کچھ فرق نہیں، اور گذشتہ باب کے حاشیہ میں جعفر صادق رحمہ اللہ کا قول ہے کہ قیلولہ میں دیکھے ہوئے خواب کی تعبیر بہت جلدی سامنے آتی ہے، اور باب میں وہ حدیث ہے جو تحفۃ القاری (۶:۱۹۶) میں گذری ہے۔ نبی ﷺ نے ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر میں قیلولہ میں دو خواب دیکھے ہیں۔

[۱۲-] بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ

وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ: رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ.

[۷۰۰۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ، وَجَعَلَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ.[راجع: ۲۷۸۸]

[۷۰۰۲-] قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ، مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ: مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ" شَكَّ إِسْحَاقُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" كَمَا قَالَ فِي الْأُوْلٰى. قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ. قَالَ:" أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ" فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ.[راجع: ۲۷۸۹]

بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ

عورتوں کا خواب

نیک عورت کا خواب نیک مرد کے خواب کی طرح ہے، وہ بھی نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے، اور باب میں ام العلاء

انصاریہ رضی اللہ عنہا کا خواب ہے، جو انھوں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کی وفات کے بعد دیکھا تھا، یہ حدیث تحفۃ القاری (۳:۵۶۴) میں گذر چکی ہے، اور بی اور بہ میں راجح بہ ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے اس کے متابعات پیش کئے ہیں۔

[١٣-] بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ

[٧٠٠٣-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُمُ اقْتَسَمُوْا الْمُهَاجِرِيْنَ قُرْعَةً. قَالَتْ: فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ، وَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا، فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ، دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. قَالَتْ: فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ. فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ، لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ؟" فَقُلْتُ: بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللّٰهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَمَّا هُوَ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ، وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ، وَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِيْ!" فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا. [راجع: ١٢٤٣]

[٧٠٠٤-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا، وَقَالَ: "مَا أَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِهِ!" قَالَتْ: وَأَحْزَنَنِيْ، فَنِمْتُ، فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِيْ، فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "ذٰلِكِ عَمَلُهُ" [راجع: ١٢٤٣]

بَابٌ: الْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ

براخواب دیکھے تو بائیں طرف تھتکار دے، اور اللہ کی پناہ چاہے

کبھی خواب میں شیطان پریشان کرتا ہے، کسی ملعون جانور کی شکل میں انسان کو نظر آتا ہے، جس سے آدمی ڈر جاتا ہے، اور دل میں وحشت اور خوف پیدا ہوتا ہے، ایسے خواب کا علاج یہ ہے کہ جب آنکھ کھلے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دے، اور کہے: أعوذ بالله من شر هذه الرؤيا: میں اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، ان شاء اللہ وہ خواب اس کو ضرر نہیں پہنچائے گا یعنی اس کو وساوس سے نجات مل جائے گی۔

[١٤-] بَابٌ: الْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ

[٧٠٠٥-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ

ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ- وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَفُرْسَانِهِ - قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمُ الْحُلُمَ يَكْرَهُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، فَلَنْ يَضُرَّهُ"[راجع: ۳۲۹۲]

بَابُ اللَّبَنِ

خواب میں دودھ

جاننا چاہئے کہ مفردات کی تعبیر نہیں ہوتی، بلکہ خواب کے تناظر میں تعبیر دی جاتی ہے، مثلاً: خواب میں دودھ دیکھا، گائے دیکھی، گھوڑا دیکھا، بلّی دیکھی، اس کی جو تعبیریں کتابوں میں لکھی ہیں وہ کلّی نہیں، پورا خواب بیان کیا جائے، معبّر خواب کے تناظر میں تعبیر دے گا، جیسے نبی ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپؐ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، آپؐ نے چھک کر پیا، پھر بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔ لوگوں نے تعبیر دریافت کی، آپؐ نے علم سے تعبیر دی یعنی حضرت عمرؓ کو علومِ نبوت سے حظِ وافر حاصل ہوگا، یہ محض دودھ کی تعبیر نہیں، بلکہ آپؐ نے اپنا بچا ہوا دودھ دیا اس کی تعبیر ہے، دودھ اور پانی خواب میں علم کا پیکر اختیار کرتے ہیں۔

[۱۵-] بَابُ اللَّبَنِ

[۷۰۰۶-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ ثُمَّ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ، حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظَافِيْرِيْ، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ" قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" الْعِلْمُ"[راجع: ۸۲]

بَابٌ: إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِيْ أَطْرَافِهِ أَوْ أَظَافِيْرِهِ

جب دودھ آدمی کے اعضاء میں یا ناخنوں میں بہے

الرِّیّ کے معنی ہیں: سیرابی، اور جری/ خرج الری من أطرافه/ أظافيره: محاورہ ہے، جس کے محاورہ میں معنی ہیں: رُواں رُواں سیراب ہونا یعنی چھک کر پینا، اور محاورہ کے لغوی معنی نہیں ہوتے، مگر حضرت رحمہ اللہ نے لغوی معنی پیش نظر رکھ کر باب قائم کیا ہے۔

[۱٦-] بَابٌ: إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِيْ أَطْرَافِهِ أَوْ أَظَافِيْرِهِ

[۷۰۰۷-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ صَالِحٍ،

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّـهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ، حَتّٰى إِنِّیْ لَأَرَى الرِّیَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِیْ، فَأَعْطَيْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ" فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ: فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: " الْعِلْمَ"[راجع: ۸۲]

بَابُ الْقَمِيْصِ فِی الْمَنَامِ

خواب میں کرتا

ایک خواب میں لوگ نبی ﷺ کے سامنے پیش کئے گئے، جیسے کمانڈر کے سامنے فوجی پیش کئے جاتے ہیں، لوگوں نے چھوٹے بڑے کُرتے پہن رکھے تھے، کسی کا کُرتا پستانوں تک تھا، کسی کا اس سے نیچے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کُرتا پہن رکھا تھا جو زمین پر گھسٹ رہا تھا، آپؐ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی، آپؐ نے دین داری تعبیر دی۔

صرف کُرتے کی تعبیر دین داری نہیں، بلکہ خواب میں لوگوں نے جس طرح چھوٹے بڑے کُرتے پہن رکھے تھے اس تناظر میں اس کی تعبیر دین داری ہے۔

سوال: اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت لازم آتی ہے۔

جواب: اس منظر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اس کی کوئی دلیل نہیں، پس سوال ختم! اور حدیث تحفۃ القاری (۱:۲۳۲) میں گذر چکی ہے۔

[۱۷-] بَابُ الْقَمِيْصِ فِی الْمَنَامِ

[۷۰۰۸-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا أَبِیْ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِیَّ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدْیَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ، وَمَرَّ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ" قَالُوْا: مَا أَوَّلْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: " الدِّيْنَ"[راجع: ۲۳]

بَابُ جَرِّ الْقَمِيْصِ فِی الْمَنَامِ

خواب میں کرتا گھسیٹنا

بعض کام خواب میں اچھے ہوتے ہیں اور بیداری میں برے، خواب میں کپڑا گھسیٹنے کی تعبیر اچھی ہے اور بیداری میں ناجائز ہے

......**دُون** (ظرف مکان) اضداد میں سے ہے، اس کے معنی ہیں: (۱) نیچے، جیسے **دون قدمِك بِساط** : تیرے پیروں کے نیچے فرش ہے (۲) اوپر، جیسے **السماء دونك**: آسمان تیرے اوپر ہے، حدیث میں پہلے معنی ہیں...... **اِجْتَرَّ الشیئَ**: کھینچنا۔

[۱۸-] بَابُ جَرِّ الْقَمِيْصِ فِي الْمَنَامِ

[۷۰۰۹-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّـهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ، وَمِنْهَا مَايَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجْتَرُّهُ" قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" الدِّيْنُ"[راجع: ۲۳]

بَابُ الْخُضْرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَاءِ

خواب میں سبزہ زار اور ہری کیاری

حدیث مفصل تحفۃ القاری (۲۹۶:۷) میں آچکی ہے۔ قیس کہتے ہیں: میں ایک مجلس میں تھا جس میں حضرات سعد اور ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے، پس عبداللہ بن سلام گذرے، اہل مجلس نے کہا: یہ جنتی آدمی ہے! پس قیس نے ابن سلام کو بتایا کہ لوگوں نے یہ کہا، آپؓ نے فرمایا: سبحان اللہ! لوگوں کے لئے مناسب نہیں کہ ایسی بات کہیں جس کا ان کو بخوبی علم نہیں، میں نے بس خواب دیکھا تھا، گویا ایک کھمبا ہری کیاری میں رکھا گیا، پس وہ اس میں گاڑا گیا، اور اس کھمبے کے سر میں کنڈا تھا اور اس کے نیچے چھوٹا خادم تھا، پس مجھ سے کہا گیا: اس پر چڑھ، چنانچہ میں اس پر چڑھ گیا، یہاں تک کہ میں نے کنڈا پکڑ لیا، میں نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''عبداللہ مرے گا درانحالیکہ وہ مضبوط کنڈا پکڑے ہوئے ہوگا'' ـــــ اس سے لوگوں نے استنباط کیا کہ میں جنتی ہوں۔

پہلے خواب کی تعبیر یہ آئی ہے: سبزہ زار اسلام ہے، اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے، اور وہ کنڈا وہ مضبوط کنڈا ہے، جس کا ذکر سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۶ میں ہے، پس آپؓ موت تک اسلام پر رہیں گے، اور ایسا آدمی جنتی ہوتا ہے۔

[۱۹-] بَابُ الْخُضْرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَاءِ

[۷۰۱۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ: كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيْهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، وَابْنُ عُمَرَ، فَمَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، فَقَالُوْا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ! فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا،

قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَهُمْ أَنْ يَقُوْلُوْا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ، إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عَمُوْدٌ وُضِعَ فِيْ رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ، فَنُصِبَ فِيْهَا، وَفِيْ رَأْسِهَا عُرْوَةٌ، وَفِيْ أَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ، وَالْمِنْصَفُ: الْوَصِيْفُ، فَقِيْلَ: ارْقَهْ، فَرَقِيْتُهُ حَتّٰى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ. فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَمُوْتُ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى" [راجع: ۳۸۱۳]

بَابُ كَشْفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں عورت کو کھولنا

خواب میں دیکھنے اور بیداری میں دیکھنے کے احکام مختلف ہیں، پھر بالغ عورت کو دیکھنے اور بچی کو دیکھنے کے احکام بھی مختلف ہیں، نبی ﷺ کے سامنے خواب میں فرشتہ نے ایک ریشم کا ٹکڑا رکھا، اور کہا: یہ آپؐ کی اہلیہ ہیں، آپؐ نے کپڑا کھولا تو صدیقہ رضی اللہ عنہا نظر آئیں، چنانچہ بعد میں آپؐ کا ان سے نکاح ہوا۔ اور حدیث اور نکاح کی تقریب کا بیان تحفۃ القاری (۷:۳۵۴) میں آچکا ہے۔

[۲۰-] بَابُ كَشْفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

[۷۰۱۱-] حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةِ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُوْلُ: إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ" [راجع: ۳۸۹۵]

بَابُ الْحَرِيْرِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں ریشم

خواب میں ریشم دیکھنا بلکہ پہننا بھی جائز ہے، اور بیداری میں دیکھنا تو جائز ہے اور مرد کے لئے پہننا ناجائز ہے۔ فرشتہ خواب میں ریشم کے ٹکڑے میں صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لایا تھا، اور آپؐ نے اس کو کھول کر دیکھا۔

[۲۱-] بَابُ الْحَرِيْرِ فِي الْمَنَامِ

[۷۰۱۲-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أُرِيْتُكِ قَبْلَ أَنْ أَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ، رَأَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ، فَقُلْتُ لَهُ: اكْشِفْ، فَإِذَا كَشَفَ فَإِذَا هُوَ أَنْتِ، فَقُلْتُ: إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ

عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ، ثُمَّ أُرِيْتُكِ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ، فَقُلْتُ: اكْشِفْ، فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَقُلْتُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ" [راجع: ۳۸۹۵]

بَابُ الْمَفَاتِيْحِ فِي الْيَدِ

ہاتھ میں چابیاں

حدیث ابھی گذری ہے، خواب میں آپؐ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں پیش کی گئیں، یہ خواب واقعہ بنا، آپؐ کی امت دنیا کے ذخائر کی مالک بنی —— نیز اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپؐ جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کئے گئے ہیں، یہ ترکیب مقلوبی ہے، اصل ہے: کلمات جامعة: ہمہ گیر جملے یعنی عبارت مختصر اور مفہوم وسیع، پھر عبارت کو سبک کرنے کے لئے مرکب اضافی بنایا، مگر معنی مرکب توصیفی کے ہیں —— اور ہروی رحمہ اللہ نے کہا: جوامع الکلم سے مراد قرآنِ کریم ہے، کیونکہ اس کے الفاظ نہایت مختصر اور معنی وسیع ہیں (حاشیہ) —— اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جوامع الکلم یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت سی ان باتوں کو جمع کرتے ہیں جو کتب سابقہ میں تھیں ایک دو جملوں میں یعنی آپؐ کتب سابقہ کے طویل مضامین کو سمیٹ کر ایک دو جملوں میں ادا کرتے ہیں۔

[۲۲-] بَابُ الْمَفَاتِيْحِ فِي الْيَدِ

[۷۰۱۳-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ"

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبَلَغَنِيْ أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ: أَنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الْأُمُوْرَ الْكَثِيْرَةَ الَّتِيْ كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ، أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ. [راجع: ۲۹۷۷]

بَابُ التَّعْلِيْقِ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ

کڑے اور حلقہ سے لٹکنا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے خواب میں مضبوط کڑے کو پکڑا تھا، اور اسی حال میں بیدار ہوئے تھے، آپؐ نے تعبیر دی کہ تم موت تک اسلام کو مضبوط پکڑے رہوگے۔ کڑا تھامنے کی یہ تعبیر مطلقاً نہیں بلکہ پورے خواب کے تناظر میں ہے۔

[٢٣-] بَابُ التَّعْلِيقِ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ

[٧٠١٤-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، ح: وَحَدَّثَنِيْ خَلِيْفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ، وَسَطَ الرَّوْضَةِ عَمُوْدٌ، فِيْ أَعْلَى الْعَمُوْدِ عُرْوَةٌ، فَقِيْلَ لِيْ: ارْقَهْ! قُلْتُ: لاَ أَسْتَطِيْعُ فَأَتَانِيْ وَصِيْفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ فَرَقِيْتُ، فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:" تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الإِسْلَامِ، وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى، لاَ تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ"[راجع: ٣٨١٣]

بَابُ عَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهِ

خیمہ کی لکڑی آپؐ کے گدّے کے نیچے

اس باب میں کوئی حدیث نہیں، حافظ رحمہ اللہ نے مختلف طرق سے ایک حدیث لکھی ہے، اور لکھا ہے: وهذه طُرُقٌ يقوى بعضها بعضا: یہ حدیثیں ملک شام کے فضائل میں ہیں، اور کنز العمال (۳۵۰۴۳-۳۵۰۵۰) میں بھی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایک خواب دیکھا، فرشتوں نے خیمہ کی (نورانی) لکڑی نبی ﷺ کے گدّے کے نیچے سے نکالی، اور اس کو لے چلے، آپؐ اس کو دیکھتے رہے، آپؐ نے پوچھا: کیا لے جا رہے ہو؟ (ما تحملون) فرشتوں نے جواب دیا: اسلام کا ستون لے جا رہے ہیں (عمود الإسلام) ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کو لے جا کر شام میں رکھیں۔ اس حدیث کی سندیں اگرچہ حسن لغیرہ ہیں، مگر مضمون میں نکارت ہے، اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ اس کو باب میں نہیں لائے۔

[٢٤-] بَابُ عَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهِ

بَابُ الإِسْتَبْرَقِ وَدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں موٹا ریشمی کپڑا اور جنت میں جانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خواب دیکھا تھا کہ ان کے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے، وہ جنت میں جہاں جانا چاہتے ہیں، وہ کپڑا اڑا کر ان کو وہاں لے جاتا ہے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ خواب نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی نیک بندہ ہے!'' یا فرمایا: ''عبداللہ نیک بندہ ہے!'' —— جبھی وہ جنت میں اڑتا پھر رہا ہے!

[۲۵-] بَابُ الإِسْتَبْرَقِ وَدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فِی الْمَنَامِ

[۷۰۱۵-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ فِی الْمَنَامِ كَأَنَّ فِیْ يَدِیْ سَرَقَةً مِنْ حَرِيْرٍ، لَا أُهْوِیَ بِهَا إِلٰى مَكَانٍ فِی الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِیْ إِلَيْهِ، فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ.[راجع: ٤٤٠]

[۷۰۱۶-] فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:" إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ" أَوْ قَالَ: "إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ"[راجع: ١١٢٢]

بَابُ الْقَيْدِ فِی الْمَنَامِ

خواب میں بیڑی

بیڑی: پیروں میں ڈالی جانے والی رکاوٹ، بندھن، اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ اس کے پیر بندھے ہوئے ہیں تو اہل تعبیر کے نزدیک: یہ اچھا خواب ہے، پابندی ثبات فی الدین کا پیکر ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱-إذَا اقْتَرَبَ الزمانُ لم تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيا المؤمنِ: جب قیامت کا زمانہ نزدیک آئے گا تو مؤمن کا خواب قریب نہیں کہ جھوٹا ہو، یعنی آخر زمانہ کے خواب اکثر سچے ہوں گے۔

۲-ورؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءاً من النبوة: مؤمن کا خواب (کمالاتِ) نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

تشریح: اس کا شانِ ورود ترمذی (حدیث ۲۲۷۰) میں ہے۔ جب نبی ﷺ نے فرمایا کہ رسالت ونبوت منقطع ہوگئی تو صحابہ کو تشویش ہوئی کہ خیر کا دروازہ بند ہوگیا، پس آپؐ نے فرمایا: ''مگر خوش کن باتیں ابھی باقی ہیں'' صحابہ نے پوچھا: خوش کن باتیں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''مسلمان کا خواب جو کمالاتِ نبوت میں سے ایک کمال ہے'' پس صحابہ کو اطمینان ہوگیا کہ ابھی خیر کا دروازہ پوری طرح بند نہیں ہوا، ابھی ایک صورت باقی ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وما كان من النبوة فإنه لا يَكْذِب: (جب مؤمن کا خواب نبوت کا ایک حصہ ہے تو وہ جھوٹا کیسے ہوسکتا ہے؟) جو چیز نبوت کا حصہ ہو وہ جھوٹی نہیں ہوتی —— پھر محمد بن سیرین (راوی) نے کہا: اور میں بھی یہی بات کہتا ہوں (کہ نبوت کی بات جھوٹی نہیں ہوتی)

ابن سیرین نے کہا: اور کہا جاتا تھا کہ خواب تین طرح کے ہیں: (۱) خیالات (تصورات) (۲) شیطان کا ڈراوا (۳) اللہ

کی طرف سے خوش خبری —— پس جوکوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اس کو کسی سے بیان نہ کرے، اور اٹھے اور نماز پڑھے۔

ابن سیرین نے فرمایا: اہل تعبیر خواب میں گلے میں پڑا ہوا لوہے کا طوق ناپسند کرتے ہیں، اور ان کو پیروں کی بیڑی پسند تھی، اور تعبیر دی جاتی تھی کہ پاؤں کی بیڑی دین میں ثابت قدمی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عوف اعرابی، قتادہ، یونس، ہشام اور ابو ہلال نے ابن سیرین سے، انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے یعنی حدیث من النبوۃ تک مرفوع ہے اور و ما کان سے موقوف ہے، اور بعض نے (قتادہ کے شاگرد ہشام نے) سب کو حدیث میں داخل کردیا ہے، اور عوف کی حدیث زیادہ واضح ہے (انھوں نے مرفوع وموقوف کو الگ الگ کیا ہے) اور یونس بن عبید نے پاؤں کی بیڑی والے مضمون کے بارے میں شک ظاہر کیا ہے کہ یہ شاید مرفوع ہے —— نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غُلّ: گردن میں پڑے ہوئے طوق کو کہتے ہیں۔

[۲۶-] بَابُ الْقَيْدِ فِی الْمَنَامِ

[۷۰۱۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفًا، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سِيْرِيْنَ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.[راجع: ۶۹۸۸]

وَمَاكَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّـهُ لاَ يَكْذِبُ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَنَا أَقُوْلُ هٰذِهِ.

قَالَ: وَكَانَ يُقَالُ: الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: حَدِيْثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ، وَبُشْرَى مِنَ اللّٰهِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلٰى أَحَدٍ، وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ، قَالَ: وَكَانَ يُكْرَهُ الْغُلُّ فِی النَّوْمِ، وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ، وَيُقَالُ: الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِی الدِّيْنِ.

وَرَوَاهُ قَتَادَةُ، وَيُوْنُسُ، وَهِشَامٌ، وَأَبُوْ هِلَالٍ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم، وَأَدْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِی الْحَدِيْثِ، وَحَدِيْثُ عَوْفٍ أَبْيَنُ، وَقَالَ يُوْنُسُ: لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم فِی الْقَيْدِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: لَاتَكُوْنُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِی الْأَعْنَاقِ.

بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِی الْمَنَامِ

خواب میں بہتا چشمہ

حدیث تحفۃ القاری (۵۶۴:۳) میں گذری ہے، حضرت ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان بن مظعون

رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خواب دیکھا کہ ان کے لئے چشمہ بہہ رہا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ ان کا عمل ہے جو ان کے لئے بہہ رہا ہے!'' یہ تو وفات کے بعد چشمہ بہنے کی تعبیر ہے، اور اگر کوئی زندہ خواب میں بہتا چشمہ دیکھے تو خواب کے تناظر میں اس کی مختلف تعبیریں ہونگی۔

[۲۷-] بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِي الْمَنَامِ

[۷۰۱۸-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ- وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ، بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم - قَالَتْ: طَارَلَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فِي السُّكْنَى حَيْثُ أَقْرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ، فَاشْتَكَى فَمَرَّضْنَاهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ، ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ. قَالَ: '' وَمَا يُدْرِيْكِ؟'' قُلْتُ: لَا أَدْرِيْ. قَالَ: '' أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ، إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ'' قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَوَ اللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ. قَالَتْ: وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِيْ، فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ''ذٰلِكَ عَمَلُهُ يَجْرِيْ لَهُ''[راجع: ۱۲۴۳]

بَابُ نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰى يَرْوَى النَّاسُ

کنویں سے پانی نکالنا یہاں تک کہ لوگ سیراب ہوگئے

ایک خواب میں نبی ﷺ کنویں سے پانی نکال رہے تھے کہ ڈول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لے لیا، انھوں نے ایک یا دو ڈول مشکل سے نکالے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا تو وہ کوس بن گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''پس نہیں دیکھا میں نے لوگوں میں کسی ہیرو کو جس نے ان جیسا کارنامہ انجام دیا ہو، یہاں تک کہ لوگ اونٹوں کو سیراب کر کے سایہ میں بٹھانے کے لئے لے گئے —— یہ خواب شیخین کی مدتِ خلافت اور ان کے کارناموں کا پیکر تھا۔

[۲۸-] بَابُ نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰى يَرْوَى النَّاسُ

رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۷۰۱۹-] حدثنا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَخْرُ

ابْنُ جُوَيْرِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "بَيْنَا أَنَا عَلٰى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا، إِذْ جَاءَ نِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ، فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضُعْفٌ، فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهِ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهُ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ"[راجع: ۳۶۳۳]

وضاحت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اگلے باب میں ہے۔

بَابُ نَزْعِ الذَّنُوْبِ وَالذَّنُوْبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضُعْفٍ

مشکل سے کنویں سے ایک دوڈول نکالنا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دوسال چند دن ہے، ایک دوڈول کھینچنے میں اس طرف اشارہ ہے، اور مشکل سے نکالنے میں ملک کے داخلی اضطراب کی طرف اشارہ ہے، جس میں ان کا کوئی دخل نہیں، اس لئے فرمایا: و اللہ یغفر لہ!

[۲۹-] بَابُ نَزْعِ الذَّنُوْبِ وَالذَّنُوْبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضُعْفٍ

[۷۰۲۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، قَالَ: "رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوْا، فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ، وَفِيْ نَزْعِهِ ضُعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ! ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ، فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهُ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ"[راجع: ۳۶۳۳]

[۷۰۲۱-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدٌ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ وَعَلَيْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ، وَفِيْ نَزْعِهِ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ! ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ ابْنِ الْخَطَّابِ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ"[راجع: ۳۶٦٤]

بَابُ الْاِسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں آرام کرنا

صدیق اکبرؓ نے ڈول نبی ﷺ کے ہاتھ میں سے اس لئے لے لیا تھا کہ آپؐ آرام فرمائیں۔

[۳۰-] بَابُ الِاسْتِرَاحَةِ فِی الْمَنَامِ

[۷۰۲۲-] حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُ أَنِّیْ عَلٰی حَوْضٍ أَسْقِیْ النَّاسَ، فَأَتَانِیْ أَبُوْ بَکْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ یَدِیْ لِیُرِیْحَنِیْ، فَنَزَعَ ذَنُوْبَیْنِ وَفِی نَزْعِهِ ضُعْفٌ، وَاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهُ! فَأَتَی ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ، فَلَمْ یَزَلْ یَنْزِعُ، حَتّٰی تَوَلَّی النَّاسُ وَالْحَوْضُ یَتَفَجَّرُ" [راجع: ۳۶۶٤]

بَابُ الْقَصْرِ فِی الْمَنَامِ

خواب میں محل

ایک منامی معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل دیکھا ہے، اس محل کے پاس ایک عورت (حور) وضو کر رہی تھی، چنانچہ آپؐ محل میں داخل نہیں ہوئے، دور ہی سے محل دیکھ لیا۔

[۳۱-] بَابُ الْقَصْرِ فِی الْمَنَامِ

[۷۰۲۳-] حدثنا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِی اللَّیْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُقَیْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ ابْنُ الْمُسَیَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ: بَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ: "بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰی جَنْبِ قَصْرٍ، قُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ. فَذَکَرْتُ غَیْرَتَهُ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا" قَالَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ: فَبَکٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ: أَعَلَیْكَ بِأَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ؟ [راجع: ۳۲٤۲]

[۷۰۲٤-] حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَیْشٍ. فَمَا مَنَعَنِیْ أَنْ أَدْخُلَهُ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُ مِنْ غَیْرَتِكَ" قَالَ: وَعَلَیْكَ أَغَارُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ [راجع: ۳۶۷۹]

بَابُ الْوُضُوْءِ فِی الْمَنَامِ

خواب میں وضوء

خواب کبھی مؤمن کو دکھایا جاتا ہے جو اس کے لئے بشارت ہوتا ہے، اور کبھی مؤمن کے لئے دوسرے شخص کو دکھایا جاتا

ہے:یَرَاھا المسلمُ أو تُری له: نبی ﷺ نے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل دیکھا، اس کے پاس (صحن میں) حور وضوء کر رہی تھی، یہ خواب حضرت عمرؓ کے لئے بڑی بشارت ہے، اور جنت دار تکلیف نہیں، مگر دار عبادت تو ہے، جنت میں بھی اللہ کی عبادت کا سلسلہ جاری رہے گا، جیسے فرشتے مکلّف نہیں، مگر ہر وقت عبادت میں لگے رہتے ہیں۔

[۳۲-] بَابُ الْوُضُوْءِ فِی الْمَنَامِ

[۷۰۲۵-] حدثنا یَحْیىَ بْنُ بُکَیْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ عُقَیْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم، قَالَ: "بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوْا: لِعُمَرَ، فَذَکَرْتُ غَیْرَتَهُ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا" فَبَکَی عُمَرُ وَقَالَ: عَلَیْكَ بِأَبِیْ وَأُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَغَارُ؟

[راجع: ۳۲٤۲]

بَابُ الطَّوَافِ بِالْکَعْبَةِ فِی الْمَنَامِ

خواب میں کعبہ شریف کا طواف

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ابواب حدیثوں سے ڈھالے ہیں، تعبیر بیان کرنا مقصود نہیں، اور حدیث تحفۃ القاری (۵۸:۷) میں گذر چکی ہے، نبی ﷺ بھی خواب میں طواف کر رہے تھے کہ یہ دو منظر دیکھے۔ اور خواب عالم مثال میں لے جا کر دکھایا جاتا ہے، اور عالم مثال میں ماضی اور مستقبل کی سب چیزیں موجود ہے، اور دجال کا مکہ میں داخل نہ ہوسکنا عالم خارجی سے تعلق رکھتا ہے۔

[۳۳-] بَابُ الطَّوَافِ بِالْکَعْبَةِ فِی الْمَنَامِ

[۷۰۲٦-] حدثنا أَبُوْ الْیَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم:" بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ أَطُوْفُ بِالْکَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبِطُ الشَّعَرِ، بَیْنَ رَجُلَیْنِ، یَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: ابْنُ مَرْیَمَ. فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِیْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَیْنِ الْیُمْنیٰ، کَأَنَّ عَیْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِیَةٌ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: هٰذَا الدَّجَّالُ. أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ" وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِی الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ.[راجع: ۳٤٤۰]

بَابٌ: إِذَا أَعْطَى فَضْلَهُ غَيْرَهُ فِي النَّوْمِ

خواب میں اپنا بچا ہوا دوسرے کو دینا

نبی ﷺ نے خواب میں اپنا بچا ہوا دودھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا، اس کی تعبیر علم ہے یعنی علوم نبوت سے حضرت عمرؓ کو حظ وافر حاصل ہوگا۔

[٣٤-] بَابٌ: إِذَا أَعْطَى فَضْلَهُ غَيْرَهُ فِي النَّوْمِ

[٧٠٢٧-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِيْ، ثُمَّ أَعْطَيْتُ عُمَرَ" قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "الْعِلْمَ" [راجع: ٨٢]

بَابُ الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں اطمینان اور گھبراہٹ کا ختم ہونا

حدیث تحفۃ القاری (۳:۴۴۷) میں آچکی ہے، مگر یہاں سیاق قدرے مختلف ہے، اس لئے ترجمہ کرتا ہوں۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں: عہد نبوی میں کچھ صحابہ خواب دیکھا کرتے تھے، وہ اس کو نبی ﷺ سے بیان کرتے تھے، آپؐ ان کے بارے میں جو چاہتے فرماتے، یعنی تعبیر دیتے، اور میں جوان لڑکا تھا، شادی سے پہلے مسجد نبوی میرا گھر تھا، پس میں نے سوچا: اگر تیرے اندر خیر ہوتی تو تو بھی ان لوگوں کی طرح خواب دیکھتا، پس جب میں ایک رات لیٹا تو میں نے دعا کی: "اے اللہ! اگر آپ میرے اندر خیر جانتے ہیں تو مجھے کوئی خواب دکھلایئے!" پس دریں اثنا کہ میں اسی طرح تھا، اچانک میرے پاس دو فرشتے آئے، ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا، وہ دونوں مجھے لے چلے، اور میں ان کے درمیان دعا کررہا تھا: "اے اللہ! میں دوزخ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں!" پھر دکھلایا گیا میں، مجھ سے ایک اور فرشتہ نے ملاقات کی، اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گرز تھا، اس نے مجھ سے کہا: گھبرامت! تو اچھا آدمی ہے! کاش تو رات میں نماز پڑھتا! پس وہ مجھے لے چلے یہاں تک کہ مجھے دوزخ پر کھڑا کیا (دوزخ کنویں کی شکل میں تھی، اس پر) مینڈ بنی ہوئی تھی کنویں کی مینڈ کی طرح، اس پر (پانی کھینچنے کی) دو لکڑیاں تھیں کنویں کی لکڑیوں کی طرح، ہر دو لکڑیوں کے درمیان ایک فرشتہ تھا، جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا، اور میں دوزخ میں کچھ مردوں کو زنجیروں میں لٹکا ہوا دیکھ رہا تھا، ان کے سران کے نیچے تھے یعنی وہ الٹے لٹکے ہوئے تھے، ان میں میں نے قریش کے کچھ آدمیوں کو پہچانا، پھر وہ فرشتے مجھے دائیں طرف لے چلے، میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ

رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا، آپؐ نے فرمایا: ''عبداللہ نیک آدمی ہے!'' نافع رحمہ اللہ (مولیٰ ابن عمرؓ) کہتے ہیں: پھر اس کے بعد ابن عمرؓ (رات میں) بکثرت نماز پڑھا کرتے تھے۔

[٣٥-] بَابُ الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ

[٧٠٢٨-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ رِجَالاً مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانُوْا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَيَقُصُّوْنَهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَيَقُوْلُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا شَاءَ اللّٰهُ، وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيْثُ السِّنِّ، وَبَيْتِيَ الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ، فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: لَوْ كَانَ فِيْكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرَى هٰؤُلَآءِ، فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ لَيْلَةً قُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِيْ رُؤْيَا، فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ نِيْ مَلَكَانِ فِيْ يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ، يُقْبِلَانِ بِيْ، وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللّٰهَ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ. ثُمَّ أُرَانِيْ لَقِيَنِيْ مَلَكٌ فِيْ يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ لِيْ: لَمْ تُرَعْ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ تُكْثِرُ الصَّلَاةَ. فَانْطَلَقُوْا بِيْ حَتّٰى وَقَفُوْنِيْ بِجَهَنَّمَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، لَهُ قُرُوْنٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ، بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ، وَأُرَى فِيْهَا رِجَالاً مُعَلَّقِيْنَ بِالسَّلَاسِلِ، رُءُ وْسُهُمْ أَسْفَلُهُمْ، عَرَفْتُ فِيْهَا رِجَالاً مِنْ قُرَيْشٍ، فَانْصَرَفُوْا بِيْ عَنْ ذَاتِ الْيَمِيْنِ.

[٧٠٢٩-] فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ'' فَقَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ. [راجع: ١١٢٢]

بَابُ الْأَخْذِ عَلَى الْيَمِيْنِ فِي النَّوْمِ

خواب میں دایاں ہاتھ پکڑنا

حدیث گذشتہ باب والی ہے، اس میں ہے: فأخذا بی ذات الیمین: پس دونوں فرشتے مجھے دائیں طرف لے چلے، ہاتھ پکڑنے کا ذکر نہیں، مگر عام طور پر ہاتھ پکڑ کر لے چلتے ہیں۔

[٣٦-] بَابُ الْأَخْذِ عَلَى الْيَمِيْنِ فِي النَّوْمِ

[٧٠٣٠-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ

الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَكُنْتُ أَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ، وَكَانَ مَنْ رَأَى مَنَامًا قَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ لِيْ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِيْ مَنَامًا يُعَبِّرُهُ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. فَنِمْتُ، فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِيْ فَانْطَلَقَا بِيْ، فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِيْ: لَمْ تُرَعْ، إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، فَانْطَلَقَا بِيْ إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا فِيْهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ، فَأَخَذَا بِيْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ.[راجع: ۴۴۰]

[۷۰۳۱-] فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ، لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ"

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ.[راجع: ۱۱۲۲]

بَابُ الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ

خواب میں لکڑی کا پیالہ

نبی ﷺ کے زمانہ میں لکڑی کے پیالے استعمال ہوتے تھے، پس اس کی کوئی تخصیص نہیں اور باب حدیث سے ڈھالا ہے۔

[۳۷-] بَابُ الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ

[۷۰۳۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ" قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" الْعِلْمَ"[راجع: ۸۲]

بَابٌ: إِذَا طَارَ الشَّيْئُ فِي الْمَنَامِ

خواب میں کسی چیز کا اڑ جانا

کنگن (کلائی کا ایک زیور) جواڑا نہیں کرتا: اس کا خواب میں اڑ جانا: فتنہ کا ختم ہونا ہے، دو جھوٹے نبیوں کا فتنہ نبی ﷺ کو سونے کے دو کنگنوں کی شکل میں دکھایا گیا، مرد کے ہاتھ میں چوڑی اچھی نہیں، وہ عورت کو زیب دیتی ہے، چنانچہ آپ ﷺ کو

خواب میں کنگن ناگوار گذرے، پس کہا گیا: پھونک دیں، چنانچہ دونوں اڑ گئے، اور حدیث تفصیل کے ساتھ پہلے آئی ہے۔

[۳۸-] بَابٌ: إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ

[۷۰۳۳-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيْطٍ، قَالَ: قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الَّتِيْ ذَكَرَ. [راجع: ۳۶۲۰]

[۷۰۳۴-] فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ لِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَطَعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا، فَأُذِنَ لِيْ، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ" فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزُ بِالْيَمِيْنِ، وَالآخَرُ مُسَيْلِمَةُ. [راجع: ۳۶۲۱]

وضاحت: پہلی حدیث میں ذکر کا فاعل نبی ﷺ ہیں...... **ذُکرلی:** یہ حدیث ابن عباسؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنی ہے...... **فقطَعْتهما** إلخ میں تقدیم تاخیر ہے۔

بَابٌ: إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ

خواب میں گائے ذبح ہوتے ہوئے دیکھی

حدیث میں مختلف زمانوں کے دو خواب ہیں، اور حدیث تحفۃ القاری (۱۶۵:۷) میں آچکی ہے۔

پہلا خواب: ہجرت سے پہلے دیکھا کہ آپؐ مع صحابہ ایسی جگہ کی طرف ہجرت کر رہے جہاں کھجور کے درخت ہیں، بیدار ہوئے تو خیال اس طرف گیا کہ وہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے بعد میں وحی نے تعیین کی کہ وہ جگہ مدینہ ہے، وہاں بھی کھجور کے درخت ہیں۔

دوسرا خواب: غزوۂ احد سے پہلے آپؐ نے خواب میں گائے کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھا (بعض روایات میں رأیتُ بَقَرًا تُنْحَرُ ہے) یہ جنگ احد میں صحابہ کی شہادت تھی، وہ مسلمانوں کے حق میں بہتر تھی، جنگِ بدر میں صرف چودہ صحابہ شہید ہوئے تھے، جبکہ بہت سے صحابہ شہادت کی تمنا لے کر گئے تھے، یہ تمنا اللہ نے جنگِ احد میں پوری فرمائی، اور ایمان میں کھرے پن کا ثواب اللہ نے ان کو جنگِ بدر کے بعد جنگِ احد میں عنایت فرمایا۔

[۳۹-] بَابٌ: إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ

[۷۰۳۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ جَدِّهِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا

نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ.
وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا، وَاللّٰهِ خَيْرٌ، فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْخَيْرِ، وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِيْ آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ"[راجع: ۳۶۲۲]

وضاحت: أُراہ: مسلم کی روایت میں نہیں ہے، پس یہ ابو بردہ یا امام بخاری کا قول ہے...... وَهَل: خیال، گمان، وہم ...... واللہ خیر: اللہ نے جو کیا وہ بہتر ہے...... فإذا: گائے ذبح کیا جانا احد میں صحابہ کی شہادت تھی...... وإذا الخیر: احد میں شکست کے بعد فتح ملی وہ مراد ہے...... وثواب الصدق: ایمان میں کھرے پن کا بدلہ۔

بَابُ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں پھونکنا

خواب میں نبی ﷺ نے اپنے ہاتھوں میں دو کنگن دیکھے، آپؐ پر وہ دونوں بھاری ہوئے اور دونوں نے آپؐ کو فکرمند بنایا تو وحی آئی کہ ان کو پھونک دیجئے، آپؐ نے ان کو پھونک دیا۔

[۴۰-] بَابُ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ

[۷۰۳۶-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "نَحْنُ الآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ"[راجع: ۲۳۸]

[۷۰۳۷-] وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوْتِيْتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ، فَوُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِيْ، فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا: صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ"[راجع: ۳۶۲۱]

بَابٌ: إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوْرَةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ

خواب دیکھا کہ ایک چیز کو ایک علاقہ سے نکالا اور دوسری جگہ بسایا

مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے وبائی شہر تھا، جب مہاجرین وہاں پہنچے تو ہر شخص بیمار پڑ گیا، پس نبی ﷺ نے دعا فرمائی: اللّٰهُمَّ حبب إلينا المدينة، وانقل حماها إلى الجحفة: پھر نبی ﷺ نے خواب دیکھا کہ ایک کالی عورت جس کا سر پراگندہ تھا، مدینہ منورہ سے نکلی، اور مَهْيَعَة یعنی جُحْفَة میں جا پہنچی، نبی ﷺ نے اس کی تعبیر نکالی کہ مدینہ منورہ کی وباء

جحفہ میں منتقل ہوگئی۔ آپؐ کی دعا سے یہ ہوا اس لئے باب میں أخرج لائے۔

[٤١-] بَابٌ: إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْئَ مِنْ كُوْرَةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ

[٧٠٣٨-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ، حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَتَأَوَّلْتُهَا: أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا"[طرفاه: ٧٠٣٩، ٧٠٤٠]

بَابُ الْمَرْأَةِ السَّوْدَاءِ، بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّائِرَةِ الرَّأْسِ

کالی پراگندہ سر والی عورت

یہ دو باب ہیں، دونوں میں گذشتہ باب والی حدیث ہے۔

[٤٢-] بَابُ الْمَرْأَةِ السَّوْدَاءِ

[٧٠٣٩-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَدِيْنَةِ: " رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ، حَتّٰى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ، فَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ، وَهِيَ الْجُحْفَةُ"[راجع: ٧٠٣٨]

[٤٣-] بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّائِرَةِ الرَّأْسِ

[٧٠٤٠-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ، حَتّٰى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ، فَأَوَّلْتُ: أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا"[راجع: ٧٠٣٨]

بَابٌ: إِذَا رَأَى أَنَّهُ هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ

خواب میں دیکھا کہ اس نے تلوار ہلائی

باب حدیث سے ڈھالا ہے۔ غزوۂ احد سے پہلے نبی ﷺ نے خواب دیکھا، خواب میں آپؐ نے تلوار ہلائی، اس کا

اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا (یہ اچھی بات نہیں تھی، چنانچہ) آپؐ سے کہا گیا: دوبارہ ہلائیں تو وہ اسی طرح اچھی ہوگئی، اس کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ غزوۂ احد میں شکست کا سامنا ہوا، پھر وہ فتح سے بدل گئی، کفار پسپا ہوکر میدان چھوڑ کر چل دیئے، اور سرخ روئی مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔

[٤٤-] بَابٌ: إِذَا رَأَى أَنَّهُ هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ

[٧٠٤٠-] حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى، فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ، وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ" [راجع: ٣٦٢٢]

بَابُ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ

جھوٹا خواب بنانے پر وعید

لوگ مختلف مقاصد سے خواب گڑھتے ہیں، جیسے اپنی جماعت یا شخصیات کی تائید وتعظیم کے لئے حدیثیں گھڑتے ہیں، حدیثیں گھڑنا نبی ﷺ پر افتراء ہے، اور خواب گھڑنا اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے، اس لئے اس پر سخت وعید آئی ہے، پس لوگوں کو اس حرکت سے باز آجانا چاہئے۔

حدیث: میں تین مضمون ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا:

۱- جس نے کوئی ایسا خواب گھڑا جو اس نے نہیں دیکھا تو وہ (قیامت کے دن) حکم دیا جائے گا کہ جَو کے دو دانوں میں گرہ لگائے، اور وہ ہرگز یہ کام نہیں کرسکے گا (یہ تعلیق بالمحال ہے، جھوٹا خواب بنانے والے کی سزا کو اس امر محال پر موقوف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی سزا ہمیشہ جاری رہے گی، پھر یہ غایت بیان کئے بغیر سزا کا بیان ہے، پس جب اللہ کا فضل اس کے شامل حال ہوگا اس کا عذاب موقوف ہوگا)

۲- اور جس نے کان لگا کر سنی ایسے لوگوں کی بات جو اس کو ناپسند کرتے ہیں یا فرمایا: جو اس سے بھاگتے ہیں، تو اس کے کانوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

۳- اور جس نے کوئی (جاندار کی) تصویر بنائی وہ (قیامت کے دن) سزا دیا جائے گا، اور وہ مکلّف کیا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈالے، اور وہ کبھی بھی اس میں روح نہیں پھونک سکتا (یہ بھی تعلیق بالمحال ہے)

سند: عکرمہؒ کے تلامذہ میں اختلاف ہے: (۱) ایوب سختیانی سند ابن عباسؓ تک پہنچاتے ہیں اور حدیث کو مرفوع کرتے ہیں (۲) اور خالد حذّاء اور ہشام بن حسان بھی سند ابن عباسؓ تک لے جاتے ہیں، مگر حدیث کو ابن عباسؓ کا قول قرار دیتے

ہیں (۳) قتادہ اور ابو ہاشم رمانی سند حضرت ابو ہریرہؓ تک لے جاتے ہیں اور حدیث کو موقوف کرتے ہیں۔

فائدہ: امام ترمذیؒ نے پہلا مضمون حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوسندوں سے ذکر کیا ہے، پہلی سند میں رفع میں شک ہے، اور دوسری بالجزم مرفوع ہے، اور امام ترمذیؒ نے اسی کو اصح قرار دیا ہے۔

[۴۵-] بَابُ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ

[۷۰۴۲-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ، وَلَنْ يَفْعَلَ. وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ أَوْ: يَفِرُّوْنَ مِنْهُ، صُبَّ فِيْ أُذُنَيْهِ الآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ، وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ"

قَالَ سُفْيَانُ: وَصَلَهُ لَنَا أَيُّوْبُ. [راجع: ۲۲۲۵]

وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ: مَنْ كَذَبَ فِيْ رُؤْيَاهُ.

وَقَالَ شُعْبَةُ: عَنْ أَبِيْ هَاشِمٍ الرُّمَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ،: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، قَوْلُهُ: مَنْ صَوَّرَ، وَمَنْ تَحَلَّمَ، وَمَنِ اسْتَمَعَ.

حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: مَنِ اسْتَمَعَ، وَمَنْ تَحَلَّمَ، وَمَنْ صَوَّرَ...... نَحْوَهُ.

تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ.

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إن أَفْرَى الْفِرىٰ أن يُرِىَ عينيه مالم تَرَيَا: مہا جھوٹ یہ ہے کہ دکھلائے اپنی آنکھوں کو وہ جو نہیں دیکھا انھوں نے (مہا جھوٹ: اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے)

لغت: فَرَى يَفْرِى (ض) فَرْيًا الشيئَ: پھاڑنا، چیرنا...... فَرَى الكذب: جھوٹ گھڑنا...... الفِرىٰ: (بالکسر) جمع الْفِرْيَة: جھوٹ، جھوٹا الزام...... أَفْرَى (اسم تفضیل) الْفِرىٰ: أكذب الكذبات: مہا جھوٹ۔

ترکیب: أفرى الفِرىٰ: إن کا اسم، أن يرى إلخ خبر...... يُرِى (فعل معروف) إِرَاءَ ة: دکھلانا...... أن مصدریہ، يُرِىَ: فعل بافاعل، عينيه: مفعول اول، مالم تَرَيَا: مفعول ثانی۔

[۷۰۴۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ مَوْلٰى ابْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرِىَ عَيْنَيْهِ مَالَمْ تَرَيَا"

بَابٌ: إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا

جب ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس کو نہ بتلائے نہ اس کا تذکرہ کرے

حدیث: ابوسلمۃ بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ (تابعی) کہتے ہیں: میں خواب دیکھا کرتا تھا، وہ مجھے بیمار کردیتا تھا یعنی میں پریشان ہوجاتا تھا، یہاں تک کہ میں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں (پریشان کن) خواب دیکھا کرتا تھا، پس وہ مجھے بیمار کردیتا تھا، یہاں تک کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کوئی وہ چیز دیکھے جو اسے پسند ہے تو نہ بیان کرے اس کو مگر اس سے جو اس سے محبت رکھتا ہے، اور جب وہ چیز دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ کی پناہ چاہے اس خواب کی برائی سے اور شیطان کے شر سے، اور چاہئے کہ تھتکار دے تین مرتبہ، اور اس کو کسی سے بیان نہ کرے، پس وہ اس کو ضرر نہیں پہنچائے گا (اور وساوس ختم ہوجائیں گے)

[٤٦-] بَابٌ: إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا

[٧٠٤٤-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، يَقُوْلُ: لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِيْ، حَتّٰى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ: وَأَنَا كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِيْ، حَتّٰى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللهِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ، وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ، وَلْيَتْفِلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ"[راجع: ٣٢٩٢]

پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو مذکورہ حدیث کے ہم معنی ہے، اس لئے اس کا ترجمہ نہیں کیا۔

[٧٠٤٥-] حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا، فَإِنَّهَا مِنَ اللهِ، فَلْيَحْمَدِ اللهَ عَلَيْهَا، وَلْيُحَدِّثْ بِهَا، وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ"

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

ایک رائے یہ ہے کہ اگر تعبیر صحیح نہ ہو تو خواب پہلی تعبیر کے تابع نہیں ہوتا

خواب کی فی نفسہ کوئی حیثیت ہوتی ہے یا وہ تعبیر کے تابع ہوتا ہے؟ یعنی جو تعبیر دیدی جائے وہی اس کی حقیقت ہوتی

ہے؟ ایک رائے یہ ہے کہ خواب تعبیر کے تابع ہوتا ہے، ان حضرات کی دلیل دو روایتیں ہیں:

۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ضعیف روایت ہے: **الرؤيا لأول عابر**: جو پہلے تعبیر دیدے وہی خواب کی حقیقت ہوجاتی ہے، اسی لئے ترمذی کی روایت میں ہے: **لَا تُحَدِّثْ بها إلا لبيبا أو حبيبا**: خواب یا تو عقلمند سے بیان کرو یا دوست سے، ایرے غیرے سے بیان کروگے اور وہ جو اوندھی سیدھی تعبیر دیدے گا وہی خواب کی حقیقت بن جائے گی۔

۲- ترمذی وغیرہ میں حدیث حسن ہے: **الرؤيا على رجل طائرٍ مَا لم يُتَحَدَّثْ به**: خواب پرندے کے پیروں میں ہوتا ہے جب تک اس کو بیان نہ کیا جائے: **فإذا تُحَدِّثْ بها سَقَطَتْ**: پس جب اس کو بیان کیا جاتا ہے تو وہ گر پڑتا ہے یعنی اب اس کی تعبیر واقع ہوجاتی ہے —— پرندے کے پیر میں: ایک محاورہ ہے، پرندہ جب پیروں میں کوئی چیز لے کر اڑتا ہے تو وہ گر بھی سکتی ہے اور وہ منزل تک اس کو لے بھی جاسکتا ہے، یہی حال خواب کا ہے، جب تک اس کو کسی سے بیان نہ کیا جائے اس کی تعبیر واقع نہیں ہوتی، وہ خواب کے ساتھ رہتی ہے، پھر جب اس کو کسی سے بیان کیا اور اس نے تعبیر دیدی تو وہی خواب کی حقیقت بن جاتی ہے۔

دوسری رائے: یہ ہے کہ خواب کی فی نفسہ حقیقت ہوتی ہے، اگر تعبیر دینے والا صحیح تعبیر دے تو سبحان اللہ، حقیقت اور تعبیر موافق ہوجائیں گے، اور چوک جائے اور غلط تعبیر دیدے تو خواب کی حقیقت نہیں بدلے گی —— کہتے ہیں: یہ رائے امام بخاری رحمہ اللہ کی ہے، مگر آپ نے دوسرے کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی ہے۔

اس قول کی دلیل: باب کی روایت ہے۔ ایک صحابی نے نبی ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس کی تعبیر مجھے دینے دیں، آپؐ نے فرمایا: دو، ابوبکرؓ نے تعبیر دی، پھر پوچھا: میں نے تعبیر صحیح دی یا غلطی کی؟ آپؐ نے فرمایا: ''کچھ صحیح دی کچھ چوک گئے'' ابوبکرؓ نے عرض کیا: میں آپؐ کو قسم دیتا ہوں! بتائیں مجھ سے کیا چوک ہوئی؟ آپؐ نے فرمایا: ''قسم مت دو'' (اور آپؐ نے ان کو چوک نہیں بتلائی) اس روایت سے واضح ہوا کہ خواب کی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے، جس کو تعبیر دینے والا پا بھی سکتا ہے اور چوک بھی سکتا ہے۔

ناقص رائے: دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں، خواب کی دو جہتیں ہیں: ایک: نفس الامری، دوسری: خواب دیکھنے والے کے تعلق سے۔ نفس الامر میں خواب کی مستقل حقیقت ہوتی ہے، مگر خواب دیکھنے والے کو اس کا علم نہیں ہوتا، اس لئے تعبیر دینے والا جو بھی تعبیر دیتا ہے اس کے حق میں وہی حقیقت بن جاتی ہے، اور اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں، اچھی تعبیر دیتا ہے تو خواب دیکھنے والا خوش ہوتا ہے، اور بری تعبیر دیتا ہے تو مغموم ہوجاتا ہے —— جیسے مسائل اجتہادیہ میں نفس الامر میں حق واحد ہے، مجتہد اس کو پاتا بھی ہے اور چوکتا بھی ہے، مگر مجتہد و مقلد کے تعلق سے یعنی عمل کے اعتبار سے حق متعدد ہیں، کیونکہ نفس الامری حق کا مجتہد کو پتہ نہیں چل سکتا، پس جو بھی اس کا اجتہاد ہوتا ہے عمل کے اعتبار سے وہی حق ہوتا ہے —— یا جیسے شمولِ علم کے تعلق سے تقدیر مبرم ہے، مگر بندے کو اس کا پتہ نہیں ہوتا، اس لئے اس کے حق میں عدم علم کی وجہ سے تقدیر معلق ہے۔

اور یہ مضمون اِس حدیث سے سمجھ میں آتا ہے۔ نبی ﷺ نے ہجرت سے پہلے خواب دیکھا کہ آپؐ نے صحابہ کے ساتھ ایک ایسے مقام کی طرف ہجرت فرمائی جہاں کھجور کے درخت تھے، آپؐ کے ذہن میں مَھْجَرْ: ہجرت کی جگہ یمامہ یا ہجر آئی، مگر وحی سے مَھْجَر مدینہ متعین ہوا، معلوم ہوا کہ خواب کی فی نفسہ حقیقت ہے، اور تعبیر غلط ہو جائے تو وہ حقیقت نہیں بدلتی، مگر خواب دیکھنے والے کو یا تعبیر دینے والے کو اس نفس الامری حقیقت کا پتہ نہیں چلتا، اس لئے اس کے حق میں خواب کی جو تعبیر اس کے ذہن میں آئی ہے یا تعبیر دینے والے نے جو تعبیر دی ہے (پردہ کھلنے تک) وہی اس خواب کی حقیقت ہوتی ہے۔

اور فیض الباری میں ہے کہ خواب دونوں طرح کے ہوتے ہیں، بعض کی حقیقتِ مستقرہ ہوتی ہے اور بعض تعبیر کے تابع ہوتے ہیں، اور حدیث: الرؤیا علی رِجل طائر: قضیہ مہملہ ہے، جو موجبہ جزئیہ کے حکم میں ہے یعنی بعض خواب پرندے کے پیر میں ہوتے ہیں، ہر خواب کی یہ صورتِ حال نہیں۔ واللہ اعلم

حدیث: ایک صحابی نے عرض کیا: میں نے آج رات خواب میں ایک سائبان دیکھا، جو گھی اور شہد کو ٹپکا رہا تھا، اور میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اس میں سے ہاتھوں میں لے رہے ہیں، کوئی زیادہ لے رہا ہے کوئی کم —— اور اچانک ایک رسّی زمین سے آسمان تک ہے، پس میں نے آپؐ کو دیکھا آپؐ نے اس کو پکڑا پس آپؐ چڑھ گئے، پھر اس کو ایک اور شخص نے پکڑا، پس وہ اس کے ذریعہ چڑھ گیا، پھر اس کو ایک اور شخص نے پکڑا، پس وہ اس کے ذریعہ چڑھ گیا، پس اس کو ایک اور شخص نے پکڑا پس وہ ٹوٹ گئی، پھر جوڑی گئی۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یارسول اللہ! میرے ابا آپؐ پر قربان! بخدا! مجھے موقع دیجئے میں اس کی تعبیر دوں، آپؐ نے فرمایا: ''اس کی تعبیر بیان کرو'' ابوبکرؓ نے کہا: رہا سائبان تو وہ اسلام ہے اور رہا وہ شہد اور گھی جو ٹپک رہا ہے وہ قرآن ہے، اس کی شیرینی ٹپک رہی ہے، پس کوئی قرآن سے زیادہ لے رہا ہے کوئی کم، اور رہی زمین سے آسمان تک لمبی رسّی تو وہ دین حق ہے جس پر آپؐ ہیں، آپ اس کو پکڑے ہوئے ہیں، پس اللہ آپؐ کو بلند کریں گے، پھر آپؐ کے بعد اس کو ایک اور آدمی لے گا پس وہ اس کے ذریعہ بلند ہوگا، پھر لے گا اس کو ایک اور آدمی وہ بھی اس کے ذریعہ بلند ہوگا، پس لے گا اس کو ایک اور آدمی، پس وہ اس کے ساتھ ٹوٹ جائے گی، پھر وہ اس کے لئے جوڑی جائے گی، پس وہ اس کے ذریعہ بلند ہوگا، اب مجھے بتلایئے اے اللہ کے رسول! میرے ابا آپؐ پر قربان! میں نے صحیح تعبیر دی یا میں چوک گیا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کچھ صحیح تعبیر دی اور کچھ چوک گئے!'' ابوبکرؓ نے کہا: پس بخدا! اے اللہ کے رسول! ضرور مجھ سے بیان کریں وہ جو میں چوک گیا، آپؐ نے فرمایا: قسم مت دو —— اس حدیث میں یہ بات زیر بحث آتی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تعبیر میں کیا چوک ہوئی؟ حاشیہ بھرا پڑا ہے، اس کا خلاصہ تحفۃ الالمعی (۶:۵۷) میں ہے اور فیض الباری میں ہے کہ جب نبی ﷺ نے وہ بات نہیں بتلائی تو اب کون یہ بات بتلا سکتا ہے؟ اس لئے اس کے درپے ہونا لاحاصل ہے۔

[۴۷-] بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

[۷۰۴۶-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ

ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: إِنِّىْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِى الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلاَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلاَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِىْ أَنْتَ! وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّىْ فَأَعْبُرَ بِهَا. فَقَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم: "اعْبُرْ" قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَالإِسْلاَمُ، وَأَمَّا الَّذِىْ يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ، حَلاَوَتُهُ تَنْطُفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِىْ أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُوْ بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُوْ بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ، ثُمَّ يُوَصَلُ لَهُ فَيَعْلُوْ بِهِ، فَأَخْبِرْنِىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِىْ أَنْتَ! أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم:" أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا" قَالَ: فَوَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَتُحَدِّثَنِّىْ بِالَّذِىْ أَخْطَأْتُ. قَالَ:" لاَ تُقْسِمْ"[راجع: ٧٠٠٠]

بَابُ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ

نمازِ فجر کی بعد خواب کی تعبیر بتانا

تعبیر بتانے کے تعلق سے سب اوقات برابر ہیں، اور نبی ﷺ نماز فجر کے بعد صحابہ سے پوچھتے تھے: کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ کوئی خواب بیان کرتا تو آپؐ اس کی تعبیر دیتے، ایک دن حسب معمول دریافت کیا، کسی نے کوئی خواب بیان نہیں کیا، پس آپؐ نے اپنی ایک منامی معراج کا تذکرہ کیا، یہ حدیث تحفۃ القاری (۱۴۸:۴) میں آچکی ہے، اس خواب میں آپؐ کو آٹھ مناظر دکھائے گئے:

۱- ایک شخص لیٹا ہوا ہے، دوسرا شخص اس کے پاس بڑا پتھر لئے کھڑا ہے، وہ پتھر لیٹے ہوئے کے سر پر مارتا ہے تو اس کا بھیجا نکل جاتا ہے اور پتھر لڑھک جاتا ہے، وہ شخص اس کے پیچھے جاتا ہے، اور پتھر کو لے آتا ہے، اس کے واپس آنے سے پہلے اس شخص کا سر ٹھیک ہوجاتا ہے، وہ پھر مارتا ہے، یہی ہوتا رہتا ہے —— یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا، مگر وہ فرض نماز بھی نہیں پڑھتا۔

۲- ایک شخص گدی کے بل پڑا ہے، دوسرا شخص لوہے کا آنکڑا لئے کھڑا ہے، وہ اس آنکڑے کو اس کے جبڑے میں گھسا تا ہے اور گدی تک چیر دیتا ہے، پھر دوسرا جبڑا چیرتا ہے، اتنی دیر میں پہلا جبڑا ٹھیک ہوجاتا ہے، پھر وہ پہلا جبڑا چیرتا ہے، اسی طرح یہ عمل جاری رہتا ہے —— یہ مہا جھوٹا ہے، گھڑ کر ایک بات چلا دیتا ہے جو دنیا کے کناروں تک پہنچ جاتی ہے۔

٣- تندور جیسی ایک چیز ہے، اس میں چیخ وپکار مچی ہوئی ہے، اس میں کچھ مرد اور عورتیں ننگی ہیں، جب آگ تندور کے کنارے تک پہنچتی ہے تو وہ لوگ اوپر اٹھتے ہیں، یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہوجاتے ہیں، پھر جب آگ دھیمی پڑتی ہے تو وہ لوگ اس میں لوٹ جاتے ہیں —— یہ زنا کار مرد وزن ہیں۔

٤- ایک خون جیسی نہر ہے، ایک شخص اس میں تیر رہا ہے، وہ کنارے پر آنا چاہتا ہے، کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے، اس کے پاس پتھروں کا ڈھیر ہے، جب وہ شخص تیرتا ہوا قریب آتا ہے تو وہ اس کے منہ پر ایک پتھر دے مارتا ہے، اور وہ جہاں تھا وہیں پہنچ جاتا ہے —— یہ سود خور ہے۔

٥- ایک شخص کریہ المنظر ہے، وہ آگ دہکا رہا ہے اور اس کے گرد چکر لگا رہا ہے —— یہ جہنم کے ذمہ دار فرشتے مالک ہیں۔

٦- ایک ہرا بھرا باغ ہے، اس میں موسم بہار کا ہر پھول ہے، اس باغ میں ایک بہت ہی لمبا آدمی ہے، اس کا سر آسمان سے باتیں کررہا ہے، اور اس کے گرد بے حساب بچے ہیں —— یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، اور بچے وہ ہیں جو نابالغ مرے ہیں۔

٧- ایک بڑا باغ ہے، نبی ﷺ نے اس سے بڑا باغ کبھی نہیں دیکھا، آپؐ اس میں چڑھے اور ایک ایسے شہر میں پہنچے جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، اس باغ میں آپؐ داخل ہوئے تو ایسے مرد نظر آئے جن کا آدھا بدن نہایت خوبصورت اور آدھا نہایت بدصورت تھا، ان سے کہا گیا کہ جاؤ فلاں نہر میں گرو۔ وہاں ایک نہر بہہ رہی تھی، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا، جب وہ لوگ اس میں نہا کر نکلے تو ان کی بدصورتی ختم ہوگئی اور نہایت خوبصورت بن گئے —— یہ جنت عدن تھی، اور آدھے خوبصورت اور آدھے بدصورت وہ لوگ ہیں جنھوں نے نیک وبد عمل رلائے ہیں۔

٨- پھر نبی ﷺ کو دور سے آپؐ کا جنت کا ٹھکانہ دکھایا گیا، آپؐ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سفید بادل جیسا محل نظر آیا، ساتھیوں نے کہا: یہ آپؐ کی منزل ہے (آپؐ نے فرمایا: مجھے موقعہ دو، میں اندر جا کر دیکھ آؤں! فرشتوں نے کہا: ابھی آپؐ کی حیات دنیا باقی ہے، جب وہ پوری ہوجائے گی تو آپؐ اپنے گھر میں جائیں گے)

[٤٨-] بَابُ تَعْبِیْرِ الرُّؤْیَا بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ

[٧٠٤٧-] حدثنا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ أَبُوْ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ لِأَصْحَابِهِ: " هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ؟" قَالَ: فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُصَّ، وَإِنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ: "إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِيْ، وَإِنَّهُمَا قَالاَ لِيْ: انْطَلِقْ وَإِنِّيْ انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا:

[١-] وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يُهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ، فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ، فَلاَ يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِهِ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى.

قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَ: قَالَ لِیْ: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا.

[۲-] فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِنْ حَدِيْدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِیْ أَحَدَ شِقَّیْ وَجْهِهِ، فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلٰى قَفَاهُ، وَمَنْخِرَهُ إِلٰى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إِلٰى قَفَاهُ- قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ أَبُوْ رَجَاءٍ: فَيَشُقُّ- ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الآخَرِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ، فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى.

قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَ: قَالَا لِیْ: انْطَلِقْ انْطَلِقْ.

قولہ: آتیان: دوفرشتے (جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام) آئے تھے...... ابْتَعَثَانِی: دونوں نے مجھے جگایا (پہلے یہ لفظ نہیں آیا)...... لَثَغَ يَلْثَغُ: يَشْدَخُ: کچلنا، ریزہ ریزہ کرنا، کھوکھلی چیز توڑنا...... تَدَهْدَهَ: الٹ دینا...... كَلُّوْب: لوہے کا آنکڑا ...... شَرْشَرَ الشیئَ: کاٹ کر ڈال دینا۔

[۳-] فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ - قَالَ: وَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: فَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ - قَالَ: فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ، فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، فَإِذَا هُمْ يَأْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا، قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: قَالَا لِیْ: انْطَلِقِ انْطَلِقْ.

[۴-] قَالَ: فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ- حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: أَحْمَرَ مِثْلَ الدَّمِ - وَإِذَا فِی النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ، وَإِذَا عَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيْرَةً، وَإِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ، ثُمَّ يَأْتِیْ ذٰلِكَ الَّذِیْ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ، فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا، فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ، كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ، فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا.

قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هٰذَانِ؟ قَالَ: قَالَا لِیْ: انْطَلِقْ انْطَلِقْ.

[۵-] قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً، وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ لَهُ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا.

قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هٰذَا؟ قَالَ: قَالَا لِیْ: انْطَلِقْ انْطَلِقْ.

[۶-] فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ، وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَیِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا أَكَادُ أَرٰى رَأْسَهُ طُوْلًا فِی السَّمَاءِ، وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ.

قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هٰذَا؟ مَا هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: قَالَا لِیْ: انْطَلِقْ انْطَلِقْ.

لغات: ضَوْضَأَ: شور مچانا، غل کرنا...... فغرفمه (ف) فَغْرًا: منہ کھولنا...... المَرْآة: المنظر، اس کی اصل المَرْايَة ہے، اور المِرْآة (بکسر المیم) آئینہ...... حَشَّ النارَ: آگ کو سلگانے کے لئے کریدنا، سلگانا...... اِعْتَمَّ النبتُ: پودے کا مکمل ہو کر کلی لانا۔

[٧-] قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلٰى رَوْضَةٍ عَظِيْمَةٍ، لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلاَ أَحْسَنَ، قَالَ: قَالاَ لِىْ: ارْقَ فِيْهَا، قَالَ: فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا، فَانْتَهَيْنَا إِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا، فَدَخَلْنَاهَا، فَتَلَقَّانَا فِيْهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، قَالَ: قَالاَ لَهُمْ: اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِىْ ذٰلِكَ النَّهَرِ. قَالَ: وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِىْ، كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِى الْبَيَاضِ، فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ، ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ، فَصَارُوْا فِىْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، قَالَ: قَالاَ لِىْ: هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ، وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ.

[٨-] قَالَ: فَسَمَا بَصَرِىْ صُعُدًا، فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ، قَالَ: قَالاَ لِىْ: هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ. قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمَا، ذَرَانِىْ فَأَدْخُلَهُ. قَالاَ: أَمَّا الآنَ فَلاَ، وَأَنْتَ دَاخِلُهُ.

لغت: المَحْض: بیور، کوئی اور رنگ نہیں تھا..... عَدْن: ہمیشہ رہنے کا..... سَمَا يَسْمو بلند ہونا۔

قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: فَإِنِّىْ قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا، فَمَا هٰذَا الَّذِىْ رَأَيْتُ؟ قَالَ: قَالاَ لِىْ: أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ.

[١-] أَمَّا الرَّجُلُ الأَوَّلُ الَّذِىْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلاَةِ الْمَكْتُوْبَةِ.

[٢-] وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِىْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلٰى قَفَاهُ، وَمَنْخِرُهُ إِلٰى قَفَاهُ، وَعَيْنُهُ إِلٰى قَفَاهُ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْ مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الآفَاقَ.

[٣-] وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ هُمْ فِى مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّوْرِ، فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِىْ.

[٤-] وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِىْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِى النَّهَرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ، فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا.

[٥-] وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْآةِ الَّذِىْ عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا، فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ.

[٦-] وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِىْ فِى الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيْمُ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلٰى الْفِطْرَةِ"

قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَوْلاَدُ الْمُشْرِكِيْنَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " وَأَوْلاَدُ الْمُشْرِكِيْنَ"

[٧-] وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيْحٌ، فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا، تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ"[راجع: ٨٤٥]

﴿الحمدللہ! کتاب التعبیر کی شرح پوری ہوئی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الفِتَنِ

آزمائشیں

ربط: خواب کبھی فتنہ (آزمائش) بن جاتا ہے، سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۶۰) میں ارشادِ پاک ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾: ہم نے جو آپ کو (شب معراج میں) مشاہدہ کرایا اس کو ہم نے لوگوں کے لئے آزمائش ہی بنایا، اس لئے کتاب الرؤیا کے بعد کتاب الفتن لائے۔

فِتَن: فِتنة کی جمع ہے، مادہ فَتْن ہے، اس کے لغوی معنی ہیں: سونے کو آگ میں تپا کر کھرا کھوٹا معلوم کرنا: أصلُ الفَتْن: إدخال الذهبِ النارَ، لِتَظْهَرَ جودتُه من رَدَاءَ ته (راغب) پھر فتنہ کے معنی آزمائش کے ہوگئے، کیونکہ آزمانے سے بھی کھرا کھوٹا معلوم ہوجاتا ہے، اور آزمائش میں چونکہ تکلیف دی جاتی ہے، اس لئے ایذا رسانی اور اس کی مختلف شکلوں کے لئے لفظ فتنہ استعمال ہونے لگا، اور آزمائش میں جو کھوٹا ثابت ہوا اور اس کے ساتھ جو معاملہ کیا جائے، اس کے لئے بھی لفظ فتنہ اور اس کے مشتقات استعمال ہونے لگے، اب فتنہ کے معنی ہیں: آزمائش، آفت، دنگا فساد، ہنگامہ، دکھ دینا، اور تختۂ مشق بنانا وغیرہ۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ دنیا امتحان گاہ ہے، یہاں انسان ہر گھڑی میدانِ امتحان میں کھڑا ہے، ایمان و کفر تو بڑے امتحان ہیں، ان کے علاوہ بھی مؤمن کا مختلف شکلوں میں امتحان ہوتا ہے، پس اگر مؤمن آزمائش میں کامیاب ہوجائے تو زہے قسمت! ورنہ دنیا و آخرت میں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ کے آخر میں فتنوں کی چھ قسمیں کی ہیں:

۱- آدمی کے اندر کا فتنہ، اور وہ یہ ہے کہ آدمی کے احوال بگڑ جائیں، اس کا دل سخت ہوجائے، اور اس کو عبادت میں حلاوت اور مناجات میں لذت محسوس نہ ہو۔

۲- گھر کا فتنہ یعنی نظام خانہ داری کا بگاڑ۔

۳- وہ فتنہ جو سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے یعنی نظام مملکت کا بگاڑ، اور لوگوں کا ناحق حکومت کی آز کرنا۔

۴-ملی فتنہ یعنی دین کے بڑے اٹھ جائیں، اور دین کا معاملہ نا اہلوں کے ہاتھ میں پہنچ جائے، پس اولیاء اور علماء دین میں غلو کریں، اور بادشاہ، اور عوام دین میں سستی کریں، نہ اچھے کاموں کا حکم دیں، نہ برے کاموں سے روکیں، اور زمانہ: زمانۂ جاہلیت ہو کر رہ جائے۔

۵-عالم گیر فتنہ یعنی بد دینی کا فتنہ، جب یہ فتنہ رونما ہوتا ہے تو لوگ انسانیت اور اس کے تقاضوں سے نکل جاتے ہیں۔

۶-فضائی حادثات کا فتنہ، بڑے بڑے طوفان اٹھتے ہیں، وبائیں پھیلتی ہیں، زمین دھنستی ہے، بڑے علاقہ میں آگ لگتی ہے، اور عام تباہی مچتی ہے۔

ملحوظہ: تفصیل رحمۃ اللہ الواسعہ (۵:۶۵۵-۶۵۸) میں ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ

جب فتنہ رونما ہوتا ہے تو ہر کسی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اس لئے نبی ﷺ نے فتنوں سے ڈرایا ہے

آیتِ کریمہ: سورۃ الانفال کی (آیت ۲۵) ہے: ''اور تم ایسے وبال سے ڈرو جو خاص ظالموں ہی پر واقع نہیں ہوگا (بلکہ ہر کسی کو اپنی لپیٹ میں لیلے گا، جب اچھے لوگ مداہنت برتیں، نہ نصیحت کریں نہ اظہار نفرت تو عذاب میں سب شامل ہونگے)

اور باب میں چار حدیثیں ہیں، اور سب میں ایک مضمون ہے۔ نبی ﷺ حوض کوثر پر پانی پینے کے لئے آنے والوں کا انتظار کر رہے ہونگے، فرشتے کچھ لوگوں کو ہٹا دیں گے، آپ فرمائیں گے: یہ میرے امتی ہیں (ان کو آنے دو) فرشتے کہیں گے: آپؐ کو معلوم نہیں، یہ لوگ الٹے پاؤں لوٹ گئے تھے (یہ وہ مؤمنین ہیں جو وفاتِ نبوی کے بعد مسیلمہ اور عنسی کے فتنہ کا شکار ہوگئے، نبی ﷺ نے ان کو ڈرایا، مگر جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۲- كتابُ الفِتَن

[۱-] بَابُ مَاجَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ

[۷۰۴۸-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ

ابْنِ أَبِیْ مُلَیْکَةَ، قَالَتْ أَسْمَاءُ: عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: " أَنَا عَلٰی حَوْضِیْ، أَنْتَظِرُ مَنْ یَرِدُ عَلَیَّ، فَیُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُوْنِیْ فَأَقُوْلُ: أُمَّتِیْ! فَیُقَالَ: لاَ تَدْرِیْ، مَشَوْا عَلَی الْقَهْقَرٰی"

قَالَ ابْنُ أَبِیْ مُلَیْکَةَ: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلٰی أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ. [راجع: ۶۵۹۳]

[۷۰۴۹-] حدثنا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مُغِیْرَةَ، عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " أَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ، لَیُرْفَعَنَّ إِلَیَّ رِجَالٌ مِنْکُمْ، حَتّٰی إِذَا أَهْوَیْتُ لِأُنَاوِلَهُمُ اخْتَلِجُوْا دُوْنِیْ، فَأَقُوْلُ: أَیْ رَبِّ أَصْحَابِیْ. یَقُوْلُ: لاَ تَدْرِیْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ"

[راجع: ۶۵۷۵]

قولہ: من دونی: أی من عندی ...... لَیُرْفَعن: البتہ اٹھائے جائیں گے میری طرف تم میں سے کچھ لوگ یعنی آئیں گے، یہاں تک کہ جب میں ان کو دینا چاہوں گا یعنی جام کوثر تو وہ کھینچ لئے جائیں گے میرے پاس سے (اخْتَلَجَ الشیئَ: کھینچ کر نکالنا)

[۷۰۵۰-] حدثنا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، یَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: " أَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ، وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ یَظْمَأْ أَبَدًا، لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَیَعْرِفُوْنِّیْ، ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ"[راجع: ۶۵۸۳]

[۷۰۵۱-] قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: فَسَمِعَنِیْ النُّعْمَانُ بْنُ أَبِیْ عَیَّاشٍ، وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هٰذَا، فَقَالَ: هٰکَذَا سَمِعْتَ سَهْلاً؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلٰی أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ لَسَمِعْتُهُ یَزِیْدُ فِیْهِ: قَالَ: "إِنَّهُمْ مِنِّیْ. فَیُقَالُ: إِنَّكَ لاَ تَدْرِیْ مَا بَدَّلُوْا بَعْدَكَ. فَأَقُوْلُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِیْ"[راجع: ۶۵۸۴]

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: " سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ أُمُوْرًا تُنْکِرُوْنَهَا"

دورِ نبوی کے بعد ایسی باتیں پیش آئیں گی جن کو لوگ اوپرا سمجھیں گے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک تم عنقریب میرے بعد ترجیح اور ایسی باتیں دیکھو گے جن کو تم انجانا سمجھو گے!" یعنی حکومت اپنے لوگوں کو اور نا اہلوں کو آگے بڑھائے گی، صحابہ نے پوچھا: (اس زمانہ میں) ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "امراء کو ان کا حق دو یعنی ان کی اطاعت کرو، اور اپنا حق اللہ سے مانگو یعنی محرومی پر صبر کرو۔

عبداللہ بن یزیدؓ کی حدیث تحفۃ القاری (۸: ۴۲۰) میں گذری ہے، آپؐ نے انصار سے فرمایا: "عنقریب ملاقات

کروگے تم میرے بعد ترجیح سے، پس صبر کرنا، یہاں تک کہ مل جاؤ مجھ سے حوض کوثر پر"

[۲-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا"

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" اصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ"

[۷۰۵۲-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً وَأُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا" قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" أَدُّوْا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوْا اللّٰهَ حَقَّكُمْ"

[راجع: ۳۶۰۳]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا:" جس کو اپنے امیر کی کوئی بات ناپسند آئے وہ صبر کرے (بغاوت نہ کرے) کیونکہ جو شخص بالشت بھر حکومت (اتھارٹی) سے نکل جاتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے!"

تشریح: جاہلیت کا دور انارکی (Anarchy) کا دور تھا، حکومت کا فقدان تھا، قانون معطل تھا، بدنظمی کا راج تھا، اور کشت وخون کا بازار گرم تھا، پس اگر لوگ امیر کی معمولی/شخصی باتوں سے ناراض ہوکر بغاوت کریں گے تو خون خرابہ ہوگا، اور جاہلیت کا دور لوٹ آئے گا۔

[۷۰۵۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنِ الْجَعْدِ، عَنْ أَبِيْ رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيْرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّـهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً"[طرفاه: ۷۰۵۴، ۷۱۴۳]

[۷۰۵۴-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْجَعْدِ أَبِيْ عُثْمَانَ، حَدَّثَنِيْ أَبُوْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيْرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ، فَإِنَّـهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ، إِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً"[راجع: ۷۰۵۳]

آئندہ حدیث: حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ بیمار تھے، طلباء پڑھنے گئے، انھوں نے پہلے دعا دی: **أَصْلَحَك اللّٰه:** اللہ آپ کو ٹھیک کردیں، پھر عرض کیا: آپ ہم سے کوئی ایسی حدیث بیان کریں جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو نفع پہنچائیں، جو آپ نے نبی ﷺ سے سنی ہو (معلوم ہوا کہ پڑھانے کا نفع سب سے پہلے استاذ کو پہنچتا ہے) حضرت عبادہؓ نے فرمایا: ہم نے نبی ﷺ سے بیعت کی (اس کی تفصیل تحفۃ القاری (۱: ۲۲۰) میں ہے) پس آپؐ نے من جملہ ان باتوں کے جن کا ہم سے عہد لیا (یہ بات بھی تھی) کہ ہم نے بیعت کی امیر کی بات سننے اور ماننے پر، خوشی اور ناخوشی میں، تنگی اور آسانی میں، اور ہم پر

ترجیح دینے میں، اور یہ کہ ہم حکومت کے لوگوں سے منازعت نہ کریں، مگر یہ کہ تم کھلا کفر دیکھو، جس کے کفر ہونے کی تمہارے پاس صریح دلیل ہو"

لغت: مَنْشَط اور مَکْرَہ: مصدر میمی ہیں: خوشی اور ناخوشی۔

[٧٠٥٥-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَهُوَ مَرِيْضٌ، قُلْنَا: أَصْلَحَكَ اللّٰهُ! حَدِّثْنَا بِحَدِيْثٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. قَالَ: دَعَانَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَبَايَعْنَا. [راجع: ١٨]

[٧٠٥٦-] فَقَالَ: فِيْمَا أَخَذَ عَلَيْنَا: أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لاَ نُنَازِعَ الأَمْرَ أَهْلَهُ، إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا، عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ. [طرفه: ٧٢٠٠]

آئندہ حدیث: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہاجری قریشی (حضرت عمرو بن العاصؓ) کو حکومت کا کوئی کام سونپا، یعنی نوکری دی، پس ایک انصاری (اُسید بن حُضیرؓ) نے عرض کیا: آپؐ نے فلاں کو نوکری دی اور مجھے نہیں دی یعنی آپؐ نے ان کو مجھ پر ترجیح دی، اور مجھے نظر انداز کیا، آپؐ نے فرمایا: (میں نے ان کو تم (انصار) پر ترجیح نہیں دی، بلکہ مسلمانوں کی مصلحت پیش نظر رکھ کر ان کو کام سونپا ہے، ترجیح کا عمل تو میرے بعد شروع ہوگا) عنقریب تم میرے بعد ترجیح کو دیکھو گے، پس صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو۔

[٧٠٥٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِيْ! قَالَ: "وَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أُثْرَةً، فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ" [راجع: ٣٧٩٢]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "هَلَاكُ أُمَّتِيْ عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ"

پیش خبری: ناسمجھ نوجوانوں کے ہاتھوں میری امت تباہ ہوگی

یہ باب أُثْرَة: ترجیح کی مثال کے طور پر لائے ہیں، باصلاحیت پختہ کار غیر کو چھوڑ کر بے صلاحیت ناپختہ کار خویش کو عہدہ/کام سونپا۔ یہ عمل بنوامیہ کے دور میں شروع ہوا، ناتجربہ کار نوجوانوں کو شہروں کا گورنر بنایا جاتا تھا اور باصلاحیت پختہ کار لوگوں کو، خاص طور پر انصار کو نظر انداز کیا جاتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشگی خبر دی، اور انصار کو صبر کی تلقین کی۔

حدیث: عاص بن وائل کا پرپوتا سعید کہتا ہے: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجدِ نبوی میں بیٹھا تھا، اور ہمارے ساتھ (حضرت معاویہؓ کا مقرر کیا ہوا مدینہ کا گورنر) مروان بن الحکم تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: میں نے (فی نفسہ سچے (اور لوگوں کے) سچے قرار دیئے ہوئے یعنی رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کی تباہی قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی، پس مروان نے کہا: ان نوجوانوں پر اللہ کی لعنت! (غلمةً: منصوب علی الاختصاص ہے یعنی میں ان نوجوانوں میں نہیں ہوں، ورنہ لعنت کیوں بھیجتا) پس حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: اگر میں چاہوں تو فلاں کی اولاد، فلاں کی اولاد کہہ کر تعیین بھی کرسکتا ہوں یعنی تو یا تیری اولاد بھی حدیث کا مصداق ہوسکتی ہے، مگر میں بات مبہم رکھنا چاہتا ہوں (پس مروان چپکا ہوگیا)

(پھر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خاندان ختم ہوا تو مروان الحمار کے بعد مروان بن الحکم شام کا بادشاہ بنا) عمرو بن یحییٰ (راوی) کہتا ہے: میں اپنے دادا سعید کے ساتھ مروان کی اولاد کے پاس جایا کرتا تھا، جب وہ ملک شام کے بادشاہ بنے، پس جب وہ (اس کی اولاد کو) نوجوان نوعمر دیکھتے تو ہم سے کہتے: شاید یہ لوگ اس حدیث کا مصداق ہیں، ہم کہتے: آپ بہتر جانتے ہیں۔

استدلال: بنو معاویہ اور بنو مروان (بنوامیہ) کے زمانہ میں ترجیح کا عمل شروع ہوا، وہ اپنی نوجوان ناتجربہ کار اولاد کو حکومت کے عہدے دینے لگے، اور باصلاحیت، تجربہ کار اور عمر رسیدہ حضرات کو نظر انداز کرنے لگے، یہی اقرباء پروری اور خویش نوازی ہے۔

[۳-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " هَلَاكُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ"

[۷۰۵۸-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِالْمَدِيْنَةِ، وَمَعَنَا مَرْوَانُ، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "هَلَكَةُ أُمَّتِيْ عَلٰى أَيْدِيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ" فَقَالَ مَرْوَانُ: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً! فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ بَنِيْ فُلَانٍ وَبَنِيْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ. فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّيْ إِلٰى بَنِيْ مَرْوَانَ حِيْنَ مَلَكُوْا بِالشَّامِ، فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا: عَسَى هٰؤُلَآءِ أَنْ يَكُوْنُوْا مِنْهُمْ. قُلْنَا: أَنْتَ أَعْلَمُ. [راجع: ۳۶۰۴]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ"

عربوں کے لئے خرابی ہے اس شر سے جو قریب آچکا ہے!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر زمانہ میں مدینہ میں بلوہ ہوا، اور حضرت عثمانؓ شہید کئے گئے، پھر یزید کے زمانہ میں

واقعہ حرّہ پیش آیا، جس میں کُشتوں کے پُشتے لگ گئے، باب کی حدیثوں میں غالباً اسی کی پیش خبری ہے۔

حدیث (۱): حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ نیند سے بیدار ہوئے، آپؐ کا چہرہ سرخ تھا، فرمارہے تھے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، عربوں کے لئے خرابی ہے اس شر سے جو قریب آچکا ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھول دی گئی —— اور ابن عیینہ رحمہ اللہ نے نوے کا یا سو کا عدد بنایا۔ پوچھا گیا: کیا ہم ہلاک ہونگے درانحالیکہ ہم میں نیک لوگ ہونگے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! جب (گناہ کی) گندگی بڑھ جائے گی۔

حدیث (۲): نبی ﷺ مدینہ کے قلعوں میں سے کسی قلعے پر چڑھے (وہاں سے سارا مدینہ نظر آرہا تھا) آپؐ نے فرمایا: ''میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں آپ لوگ اس کو دیکھ رہے ہو؟ (سوال متوجہ کرنے کے لئے تھا) میں تمہارے گھروں میں فتنے برستے ہوئے دیکھ رہا ہوں، جیسے بارش برستی ہے''

[٤-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: '' وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ''

[٧٠٥٩-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَيْنَةَ، أَنَّـهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، أَنَّهَا قَالَتِ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ، يَقُوْلُ: '' لاَ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ'' وَعَقَدَ سُفْيَانُ تِسْعِيْنَ أَوْ مِائَةً، قِيْلَ: أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ: ''نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ''[راجع: ٣٣٤٦]

[٧٠٦٠-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: '' هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟'' قَالُوْا: لاَ، قَالَ: '' فَإِنِّيْ لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلاَلَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ''[راجع: ١٨٧٨]

بَابُ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ

فتنوں کا دور دورہ

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''زمانہ کے (اجزاء) قریب قریب آجائیں گے (یعنی وقت کی برکت ختم ہوجائے گی یا زمانہ قیامت کے قریب پہنچ جائے گا) اور عمل گھٹ جائے گا، اور خود غرضی ڈالی جائے گی، اور فتنوں کا ظہور ہوگا، اور ہرج زیادہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا: ہرج کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: قتل وقتال (اس حدیث کی پہلی سند امام زہری کے شاگرد معمر کی ہے، انھوں نے زہری اور ابو ہریرہؓ کے درمیان سعید بن المسیبؒ کا واسطہ ذکر کیا ہے، اور دوسری سند میں زہری کے چار شاگردوں

نے حُمید کا واسطہ ذکر کیا ہے، پس دونوں سندیں صحیح ہیں)

[۵-] بَابُ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ

[۷۰۶۱-] حدثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، أَيُّمَ هُوَ؟ قَالَ:" الْقَتْلُ الْقَتْلُ"[راجع: ۸۵]

[۷۰۶۲-] وَقَالَ شُعَيْبٌ، وَيُوْنُسُ، وَاللَّيْثُ، وَابْنُ أَخِيْ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[طرفه: ۷۰۶۶]

آگے چار روایتوں میں ایک ہی مضمون ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر تھے، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ معلّم، قاضی اور بیت المال کے ذمہ دار تھے، دونوں بڑے آدمی تھے، انھوں نے طلباء کے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ قیامت سے پہلے ایسا زمانہ آئے گا جس میں جہالت عام ہو جائے گی، اور علم اٹھالیا جائے گا، اور ماردھاڑ بہت ہو گی (یہی فتنہ کا دور دورہ ہے) اور آخری دو روایتوں میں ہے: ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ ھَرْج: حبشی زبان کا لفظ ہے، اور اس کے معنی ہیں: قتل۔

[۷۰۶۳-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيْقٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَبِيْ مُوْسَى، فَقَالَا: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ، وَيُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ، وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ، وَالْهَرْجُ: الْقَتْلُ"[طرفاه: ۷۰۶۴، ۷۰۶۵]

[۷۰۶۴-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ، قَالَ: جَلَسَ عَبْدُ اللّٰهِ، وَأَبُوْ مُوْسَى، فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ، وَيَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ، وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ، وَالْهَرْجُ: الْقَتْلُ"[راجع: ۷۰۶۳]

[۷۰۶۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، قَالَ: إِنِّيْ لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ، وَأَبِيْ مُوْسٰى، فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ مِثْلَهُ، وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشِ الْقَتْلُ.[راجع: ۷۰۶۳]

[۷۰۶۶-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ - وَأَحْسِبُهُ رَفَعَهُ - قَالَ:" بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرْجِ، يَزُوْلُ فِيْهَا الْعِلْمُ، وَيَظْهَرُ فِيْهَا الْجَهْلُ" قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى: وَالْهَرْجُ: الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ.[راجع: ۷۰۶۲]

آئندہ روایت: میں یہ اضافہ ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: من شرار الناس مَن تُدرکھم الساعۃ وھو أحیاء: برے لوگوں میں سے ہیں وہ جن کو قیامت پائے درانحالیکہ وہ زندہ ہوں۔

کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا: لاتقوم الساعۃ إلا علی الشرار: جب قیامت برپا ہوگی تو برے لوگ ہی ہونگے —— اور جو حدیث میں ہے: لاتزال طائفۃ من أمتی علی الحق حتی تقوم الساعۃ: قیامت تک میری امت کی ایک جماعت حق پر قائم رہے گی —— اس سے قرب قیامت مراد ہے، ٹھیک جس وقت قیامت کا بگل بجایا جائے گا روئے زمین پر کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ ہوگا (ترمذی حدیث ۲۲۰۵) یعنی فتنہ عام ہوجائے گا۔

[۷۰۶۷-] وَقَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ، عَنِ الْأَشْعَرِیِّ: أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ: تَعْلَمُ الْأَیَّامَ الَّتِیْ ذَکَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَیَّامَ الْهَرْجِ؟ نَحْوَهُ. قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: "مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِکُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْیَاءٌ"

بَابٌ: لَا یَأْتِیْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِیْ بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ

آنے والا زمانہ گذشتہ زمانہ سے بدتر ہوگا

حدیث: زبیر بن عدیؒ کہتے ہیں: ہم انسؓ کے پاس گئے، ہم نے ان سے ان مظالم کا شکوہ کیا جو ہمیں حجاج سے پہنچ رہے تھے، آپؓ نے فرمایا: "صبر کرو، اس لئے کہ آنے والا زمانہ گذشتہ زمانہ سے بدتر ہوگا، یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات کرو یعنی صورتِ حال دن بدن خراب ہوتی جائے گی، نت نئے فتنے جاگیں گے، میں نے یہ بات تمہارے نبی ﷺ سے سنی ہے (اب حدیث مرفوع ہوگئی)

سوال: حجاج کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا زمانہ ہے، وہ تو خیر القرون تھا، اور دجال کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آئے گا، وہ بھی بہترین زمانہ ہوگا؟

جواب: زمانہ کروٹ لیتا ہے، اس وقت کچھ دن کے لئے احوال ٹھیک ہوجاتے ہیں، پھر وہی کتے کی دُم ٹیڑھی!

اس کے بعد کی حدیث بار بار گذری ہے۔ ماذا أنزل من الفتن سے استدلال کیا ہے۔

[۶-] بَابٌ: لَا یَأْتِیْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِیْ بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ

[۷۰۶۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ، قَالَ: أَتَیْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، فَشَکَوْنَا إِلَیْهِ مَا یَلْقَوْنَ مِنَ الْحَجَّاجِ، فَقَالَ: اصْبِرُوْا، فَإِنَّهُ لَا یَأْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِیْ بَعْدَهُ

شَرٌّ مِنْهُ، حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّكُمْ، سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم.

[۷۰۶۹-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ هِنْدَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتِ: اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةً فَزِعًا يَقُوْلُ: " سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَاذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْخَزَائِنِ، وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ؟ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ؟ يُرِيْدُ أَزْوَاجَهُ، لِكَيْ يُصَلِّيْنَ؟ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الآخِرَةِ"[راجع: ۱۱۵]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: " مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا"

جوہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں!

حکومت اسلامیہ کے خلاف بغاوت کرنا فتنوں کا دروازہ کھولنا ہے، اس عمل سے بے شمار جانیں ضائع ہوتی ہیں —— اور ہم میں سے نہیں: یعنی ہمارے طریقے پر نہیں، ہمارا طریقہ امن قائم رکھنا ہے —— مگر خوارج سے قتال جائز ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے لوہا لیا ہے۔

[۷-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: " مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا"

[۷۰۷۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: " مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا"[راجع: ۶۸۷۴]

[۷۰۷۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: " مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا"

آگے کی روایتوں میں یہ مضمون ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد، مجمع، مارکیٹ یا بازار وغیرہ میں تیر لے کر گذرے تو تیر کو پر کی طرف سے نہ پکڑے، بلکہ پیکان (پھل) کی طرف سے پکڑے تاکہ وہ کسی کو لگ نہ جائے —— جب بے خبری میں زخمی کرنے کی اجازت نہیں تو ہتھیار اٹھانے کی یعنی بالقصد زخمی کرنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟ وہ تو بدرجہ اَولیٰ ناجائز ہے۔

[۷۰۷۲-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: " لَا يُشِرْ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ مِنْ يَدِهِ، فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ"

[۷۰۷۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قُلْتُ لِعَمْرٍو: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! سَمِعْتَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا" قَالَ: نَعَمْ. [راجع: ۴۵۱]

[۷۰۷۴-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلاً مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِأَسْهُمٍ قَدْ أَبْدَى نُصُوْلَهَا، فَأُمِرَ أَنْ يَأْخُذَ بِنُصُوْلِهَا، لاَ يَخْدِشُ مُسْلِمًا. [راجع: ۴۵۱]

[۷۰۷۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِيْ مَسْجِدِنَا أَوْ: فِيْ سُوْقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى نِصَالِهَا أَوْ قَالَ: لِيَقْبِضْ بِكَفِّهِ، أَلَّا يُصِيْبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَيْئٍ" [راجع: ۴۵۲]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "لاَ تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ"

قتلِ مؤمن کفر ہے، اس لئے خانہ جنگی سے بچو

خانہ جنگی فتنوں کا دروازہ کھولتی ہے، مسلمان جب باہم بھڑتے ہیں تو ہوش کھو بیٹھتے ہیں، اور کردنی ناکردنی کر گذرتے ہیں، اور باب کی حدیثوں میں ایک ہی مضمون ہے، مسلمان کو گالی دینا حد اطاعت سے نکل جانا ہے، فاسق ایسے ہی شخص کو کہتے ہیں، اور مسلمان کو قتل کرنا احکام شریعت کا عملی انکار ہے، پس ان دونوں گناہوں سے بچنا چاہئے، واللہ الموفق!

[۸-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "لاَ تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ"

[۷۰۷۶-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ" [راجع: ۴۸]

[۷۰۷۷-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّـهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "لاَ تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" [راجع: ۱۷۴۲]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۴: ۴۶۸) میں گذری ہے، اس کا آخری حصہ نیا ہے، اس لئے اس کا ترجمہ بعد میں ہے۔

[۷۰۷۸-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَكْرَةَ، وَعَنْ رَجُلٍ آخَرَ، هُوَ أَفْضَلُ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِیْ بَكْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ:" أَلَا تَدْرُوْنَ أَیُّ يَوْمٍ هٰذَا؟" قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، فَقَالَ:" أَلَيْسَ يَوْمُ النَّحْرِ؟" قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ:" أَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ؟" قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "فَإِنَّ دِمَاءَ كُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، وَأَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟" قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ:" اللّٰهُمَّ اشْهَدْ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهُ" وَكَانَ كَذٰلِكَ، فَقَالَ:" لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ"

فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِیِّ، حِيْنَ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ، قَالَ: أَشْرِفُوْا عَلٰى أَبِیْ بَكْرَةَ، فَقَالُوْا: هٰذَا أَبُوْ بَكْرَةَ يَرَاكَ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَحَدَّثَتْنِیْ أُمِّیْ عَنْ أَبِیْ بَكْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: لَوْ دَخَلُوْا عَلَیَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: بَهَشْتُ، يَعْنِیْ: رَمَيْتُ.[راجع: ٦٧]

قوله: أَبْشَارکم: الْبَشَر کی جمع :وهو ظاهر الجِلد:تمہاری کھالیں،تمہارے اجسام کے ظاہری حصے(عمدہ)

قوله: فلما حُرِّق:إلخ۔

وضاحت: حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے بھائی عمرو بن الحضرمی کے لڑکے عبداللہ کو حضرت معاویہؓ نے بصرہ بھیجا تھا تاکہ وہ بصرہ والوں کو حضرت علیؓ سے جنگ پر آمادہ کریں۔ حضرت علیؓ نے جاریہ بن قدامہ کو بھیجا، انھوں نے عبداللہ کو ایک گھر میں گھیر لیا، اور گھر جلا دیا، اندر سب لوگ جل گئے۔

ترجمہ: پس جب تھا وہ دن جس میں ابن الحضرمی جلایا گیا، جب اس کو جاریۃ بن قدمۃ نے جلایا تو کہا: ابوبکرۃؓ کو جھانک کر دیکھو (وہ اپنے گھر میں تھے، ان کو دیکھو: وہ منقاد ہیں یا بغاوت پر آمادہ ہیں؟) پس لوگوں نے کہا: یہ ابوبکرۃ ہیں، آپ کو دیکھ رہے ہیں یعنی وہ منقاد ہیں، آپ کے فعل کو دیکھ کر ایک حرف نہیں بولے —— عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میری والدہ نے ابوبکرۃؓ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ انھوں نے فرمایا: اگر وہ لوگ میرے گھر میں گھستے تو میں ان کو لاٹھی سے (بھی) نہ مارتا —— امام بخاریؒ نے بَہِشَ کے معنی بیان کئے: تیر مارنا (تَبَاهَشَ کے معنی ہیں: لاٹھی وغیرہ سے لڑنے کو تیار ہونا) (کیونکہ نبی ﷺ نے خانہ جنگی سے منع کیا ہے، اس لئے میں ڈنڈا بھی نہ اٹھاتا)

[۷۰۷۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ"
[راجع: ۱۷۳۹]

[۷۰۸۰-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو ابْنِ جَرِيْرٍ، عَنْ جَدِّهِ جَرِيْرٍ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ" ثُمَّ قَالَ: " لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ"[راجع: ۱۲۱]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " تَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ"

فتنوں میں جو جتنا کم حصہ لے وہ بہتر ہے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "عنقریب فتنے ہونگے، بیٹھنے والا ان میں بہتر ہوگا کھڑے ہوئے سے، اور کھڑا ہوا ان میں بہتر ہوگا چلنے والے سے، اور چلنے والا ان میں بہتر ہوگا دوڑنے والے سے یعنی جو ان میں جتنا کم حصہ لے گا وہ بہتر ہوگا۔ اور جو فتنوں کو جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی زد میں لے لیگا، پس جو شخص کوئی جائے پناہ پائے یا بچنے کی جگہ پائے وہ اس سے چپک جائے۔

لغت: تَشَرَّفَ للشيئ: جھانکنا، نظر اٹھا کر دیکھنا...... اسْتَشْرَفَ للشيئ: کسی چیز کا نشانہ بننا، زد میں آنا۔

[۹-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " تَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ"

[۷۰۸۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: وَحَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ، مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ، فَمَنْ وَجَدَ فِيْهَا مَلْجَأً أَوْ مُعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ"[راجع: ۳۶۰۱]

[۷۰۸۲-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ، مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ، فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مُعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ"[راجع: ۳۶۰۱]

وضاحت: پہلی روایت میں قال إبراهيم: امام بخاریؒ کے استاذ محمد کا مقولہ ہے اور سند میں تحویل ہے۔

بَابٌ: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

جب دوشخص تلواریں لے کر بھڑیں

دنیوی ذاتی جھگڑوں کی وجہ سے اگر دو شخص ایک دوسرے کے قتل کے درپے ہوں اور میدان میں نکل آئیں اور ایک دوسرے کو ڈھیر کردے تو دونوں جہنم میں جائیں گے، اور اجتہادی خطا کی بنا پر ہونے والے جھگڑے حدیث کا مصداق نہیں۔

[۱۰-] بَابٌ: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

[۷۰۸۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: خَرَجْتُ بِسِلَاحِيْ لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ، فَاسْتَقْبَلَنِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قُلْتُ: أُرِيْدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ" قِيْلَ: هٰذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ:" إِنَّهُ قَدْ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ"

قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِأَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ يُحَدِّثَانِيْ بِهِ فَقَالَا: إِنَّمَا رَوَى هٰذَا الْحَسَنُ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا.

وَقَالَ مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، وَيُوْنُسُ، وَهِشَامٌ، وَمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ، عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ.

وَرَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ.

وَقَالَ غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ. [راجع: ۳۱]

وضاحت: اس حدیث میں یہ گفتگو ہے کہ یہ واقعہ حسن بصریؒ کا ہے یا احنف بن قیس کا؟ یہ حدیث پہلے دو مرتبہ حماد بن زید کی سند سے گذری ہے، اس میں احنف کا واقعہ ہے (اور وہی صحیح ہے) اور یہاں حماد ہی کی روایت ہے کہ واقعہ حسنؒ کا ہے (یہ صحیح نہیں، کیونکہ سند میں مجہول واسطہ ہے) خود حماد نے ایوب اور یونس کے سامنے حدیث ذکر کی، تاکہ وہ اپنی سند سے یہ روایت بیان کریں، تاکہ واسطہ کی جہالت ختم ہوجائے، پس دونوں نے کہا: حسن نے یہ حدیث احنف سے روایت کی ہے یعنی واقعہ احنف کا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کو حماد کی یہ بات سلیمان بن حرب کے ذریعہ پہنچی ہے۔

پھر مؤمل کی سند ذکر کی ہے، وہ حماد سے، اور وہ چار اساتذہ سے روایت کرتے ہیں، اس میں بھی احنف کا واسطہ ہے، پھر

معمر کی سند ذکر کی ہے، وہ صرف ایوب سے روایت کرتے ہیں، اس میں بھی احنف کا واسطہ ہے ــــــ پھر اصل حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں: (۱) بکار کی (۲) منصور کے شاگرد شعبہ کی (اس سند سے حدیث مرفوع ہے) اور منصور کے شاگرد سفیان اس کو مرفوع نہیں کرتے۔

بَابٌ: كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ؟

جب لوگ ایک امام پر متفق نہ ہوں تو کیا کرے؟

کبھی قومی یا ملکی معاملہ میں دو یا چند فریق ہوجاتے ہیں، اور نزاع سخت ہوجاتا ہے، ایک امام یا ایک بات پر اتفاق نہیں ہوتا: تو کیا کرنا چاہئے؟ جواب: جس فریق کو دیانۃً حق پر سمجھتا ہے اس کا ساتھ دے، اور قلب کا رجحان کسی طرف نہ ہو تو غیر جانبدار رہے، اگرچہ غیر جانبداری عملی ہو۔ اور حدیث تحفۃ القاری (۷: ۱۵۴) میں گذری ہے، اس کے آخر میں ہے کہ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور کوئی امام نہ ہو تو تمام فرقوں سے جدا رہے، خواہ اس کے لئے کتنی ہی مشقتیں برداشت کرنی پڑیں۔

[۱۱-] بَابٌ: كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ؟

[۷۰۸٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَ نَا اللهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَفِيْهِ دَخَنٌ" قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: "قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ" قَالَ: قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: "نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: "هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا" قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: "تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ" قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: "فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ، وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ" [راجع: ۳۶۰۶]

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ

ایک رائے یہ ہے کہ ظالموں اور فتنہ پروروں کا ساتھ دینا مکروہ ہے

یہ رائے صحیح ہے، ارشادِ پاک ہے: ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى، وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾: نیکی اور

تقوی میں ایک دوسرے کی اعانت کرو، اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو (المائدۃ آیت ۲) اور فتح الباری (۱۳: ۳۷) میں حدیث ہے: من کَثَّرَ سواد الفتن فھو منھم: جو فتنہ پروروں کی نفری بڑھاتا ہے اس کا شمار انہی میں ہوتا ہے، یہی حدیث عام الفاظ سے بھی مروی ہے: من کثر سواد قوم فھو منھم: (نصب الرایہ ۴: ۳۴۶) پس ظالموں اور فتنہ پروروں سے کنارہ کش رہنا چاہئے، ان کا ساتھ دے کر ان کی نفری نہیں بڑھانی چاہئے۔ اور حدیث تحفۃ القاری (۹: ۱۹۸) میں گذری ہے۔ کچھ مسلمان (مکہ میں) مشرکین کے ساتھ تھے، وہ مشرکین کی تعداد بڑھا رہے تھے، جنگِ بدر میں وہ مشرکین کے ساتھ نکلے، اور لقمۂ اجل بنے تو ان کے حق میں سورۃ النساء کی (آیت ۹۷) نازل ہوئی، اور ان لوگوں کے انجام سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔

[١٢-] بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ

[٧٠٨٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، وَغَيْرُهُ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الْأَسْوَدِ، ح: وَقَالَ اللَّيْثُ، عَنْ أَبِى الْأَسْوَدِ، قَالَ: قُطِعَ عَلٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ، فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ، فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَنَهَانِىْ أَشَدَّ النَّهْيِ، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِىْ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ، يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَيَأْتِى السَّهْمُ فَيُرْمَى فَيُصِيْبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ، أَوْ يَضْرِبُهُ فَيَقْتُلُهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلاَئِكَةُ ظَالِمِىْ أَنْفُسِهِمْ﴾

[راجع: ٤٥٩٦]

بَابٌ: إِذَا بَقِيَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ

جب آدمی نکمّے لوگوں میں رہ جائے

باب میں ترمذی شریف کی حدیث کے الفاظ ہیں، اس میں جواب ہے: ''جو باتیں تو جانتا ہے ان کو لازم پکڑ، اور جو باتیں انجانی ہیں ان کو چھوڑ، اور تو خاص اپنی ہی فکر کر، اور عام لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے'' —— اور ایک روایت میں ہے: اپنے گھر سے چپک جا، اور اپنی زبان کو اپنے کنٹرول میں رکھ'' (مشکات کتاب الفتن حدیث ۵۳۹۸)

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی باب کی روایت جو گیارہویں جلد میں، کتاب الرقاق (حدیث ۶۴۹۷) میں گذری ہے: اس میں ہے کہ جب لوگوں کا حال چوکر (بھوسی) جیسا ہوجائے، اور امانت داری کا فقدان ہوجائے تو بہت محتاط رہنا چاہئے، ہر کسی پر آنکھ بند کر کے اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں: اب میں ہر شخص سے معاملہ نہیں کرتا، فلاں اور فلاں ہی سے معاملہ کرتا ہوں۔

[۱۳-] بَابٌ: إِذَا بَقِيَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ

[۷۰۸٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَدِيْثَيْنِ، رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الآخَرَ، حَدَّثَنَا: " أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرآنِ، ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ" وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا، قَالَ: " يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رَجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْئٌ. وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّيْ الْأَمَانَةَ، فَيُقَالُ: إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا، وَيُقَالَ لِلرَّجُلِ: مَا أَعْقَلَهُ! وَمَا أَظْرَفَهُ! وَمَا أَجْلَدَهُ! وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ، وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ، لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الإِسْلَامُ، وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ، وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا"[راجع: ٦٤٩٧]

لغات: الوكت: دھبا، چتّی، ہلکا سا نشان...... المَجْل: آبلہ، چھالا...... نَفِطَ: آبلہ پڑنا...... اِنْتَبَرَ الشیئُ: بلند ہونا، بڑھنا، پھولنا۔

بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ

فتنہ کے زمانہ میں جنگل میں جا بسنا

تَعَرَّب: جنگل میں مقیم ہونا، الأعراب: بدّو، بارشوں اور سبزہ کی جگہوں میں سکونت پذیر۔ بداوت کی زندگی اچھی زندگی نہیں، جنگلی لوگ تہذیب وتمدن اور علم وحکمت سے ناآشنا رہ جاتے ہیں، مگر فتنہ (خانہ جنگی) کے زمانہ میں اچھی ہے، تاکہ فتنوں سے بچا رہے، حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد (عارضی طور پر) ربذہ مقام میں جا بسے تھے، جو مدینہ کے قریب میں ایک چھوٹا سا دیہات تھا، وہاں آپؓ نے شادی کی، اولاد ہوئی، پھر وفات سے چند دن پہلے مدینہ آ گئے، حجاج (ظالم) حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد مدینہ آیا، اور حضرت سلمہؓ کے پاس گیا، اور اس نے (زجراً) کہا: او اکوع کے لڑکے! تو اپنی ایڑیوں پر پلٹ گیا؟ تو نے بادیہ نشینی اختیار کر لی؟ حضرت سلمہؓ نے جواب دیا: نہیں! بلکہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بادیہ نشینی کی اجازت دی ہے!

تشریح: حضرت سلمہؓ کو نبی ﷺ نے خصوصی اجازت دی تھی یا عمومی؟ خاص طور پر اجازت دی تھی تو اس کا پس منظر کیا تھا؟ یہ بات معلوم نہیں۔ خیال ہے کہ عام اجازت دی تھی، جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے کہ وہ زمانہ جلدی آ رہا ہے کہ

مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہونگی جن کو وہ لئے لئے پھرے گا پہاڑوں کی چوٹیوں پر، اور بارش کی جگہوں میں، وہ اپنا دین لے کر فتنوں سے بھاگے گا۔ اور حدیث تحفۃ القاری (۲۲۶:۱) میں گذری ہے۔

[۱۴-] بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ

[۷۰۸۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ! ارْتَدَدْتَ عَلٰى عَقِبَيْكَ؟ تَعَرَّبْتَ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ.

وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبَذَةِ، وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا، فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰى قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ بِلَيَالِيَ، فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ.

[۷۰۸۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يُوْشِكُ أَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ، يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ"[راجع: ۱۹]

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

فتنوں سے پناہ چاہنا

جو چیز اللہ کی طرف سے آتی ہے اس سے اللہ ہی بچا سکتے ہیں، اور فتنہ کسی بھی وقت رونما ہوسکتا ہے، پس ہر وقت فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہئے، اور حدیث پہلے چھ مرتبہ گذر چکی ہے، اس کے آخر میں فتنوں کے شر (ضرر) سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔

[۱۵-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

[۷۰۸۹-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سَأَلُوْا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ، فَصَعِدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: "لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْئٍ إِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ" فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا، فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ رَأْسُهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِيْ، فَأَنْشَأَ رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى يُدْعَى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَنْ أَبِيْ؟ قَالَ: "أَبُوْكَ حُذَافَةُ" ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ، إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ

حَتّٰی رَأَیْتُهُمَا دُوْنَ الْحَائِطِ"

قَالَ قَتَادَةُ: یُذْكَرُ هٰذَا الْحَدِیْثُ عِنْدَ هٰذِهِ الآیَةِ: ﴿یٰـأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ أَشْیَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [المائدة: ۱۰۱] [راجع: ۹۳]

[۷۰۹۰-] وَقَالَ عَبَّاسٌ النَّرْسِیُّ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ، حَدَّثنَا قَتَادَةُ، أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم، بِهٰذَا. وَقَالَ: كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِیْ ثَوْبِهِ یَبْكِیْ، وَقَالَ: عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ، أَوْ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ. [راجع: ۹۳]

[۷۰۹۱-] وَقَالَ لِیْ خَلِیْفَةُ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ، وَمُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ: عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، بِهٰذَا، وَقَالَ: عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ. [راجع: ۹۳]

لغات: أَحْفٰى فلانا: بار بار سوال کر کے پریشان کرنا...... **لَاحَاه مُلاحاة:** کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا...... **عند هذه الآیة:** یعنی یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے...... **لَافٌّ:** لپیٹنے والا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم: " الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ"

فتنہ مشرق کی طرف سے ابھرے گا

نبی ﷺ کے بعد سب سے پہلے نجد (یمامہ) سے مسیلمہ کذاب کے فتنہ نے سر ابھارا، پھر عراق سے فتنے رونما ہوتے رہے، عراق بھی مدینہ سے شمال مشرق کی طرف ہے، باب کی حدیثوں میں نبی ﷺ نے اس کی خبر دی ہے، اور حدیثیں سب آچکی ہیں۔ اور قرن الشیطان سے مراد قرن الشّمس (سورج کا اوپر کا کنارہ) ہے، کفار سورج کے سامنے ڈنڈوت کرتے ہیں، یہ درحقیقت شیطان کی پوجا ہے، اس لئے اس کو قرن الشیطان کہا ہے۔

[۱٦-] بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم: " الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ"

[۷۰۹۲-] حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم: أَنَّهُ قَامَ إِلٰی جَنْبِ الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: " الْفِتْنَةُ هَاهُنَا، الْفِتْنَةُ هَاهُنَا، مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ، أَوْ قَالَ: قَرْنُ الشَّمْسِ" [راجع: ۳۱۰٤]

[۷۰۹۳-] حدثنا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ یَقُوْلُ: " أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ" [راجع: ۳۱۰٤]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۳:۳۶۱) میں آچکی ہے، نبی ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر فرمایا۔ پس یمن سے مراد اپنا اور کعبہ کا دایاں اور شام سے مراد اپنا اور کعبہ شریف کا بایاں ہے، اور آپؐ کے پیچھے سمندر ہے، اس لئے اس کے لئے دعا نہیں کی، اور سامنے مشرق تھا، اس کے لئے دعا کرنے کے لئے عرض کیا گیا تو فرمایا: ''وہاں زلزلے اور فتنے ہیں، اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا!'' پس یہ حدیث پہلی حدیث ہی ہے۔

[۷۰۹۴-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَأْمِنَا، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا'' قَالُوْا: وَفِيْ نَجْدِنَا؟ قَالَ: '' اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَأْمِنَا، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا'' قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَفِي نَجْدِنَا؟ فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: '' هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ''[راجع: ۱۰۳۷]

آئندہ روایت: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حلقۂ درس میں آئے، سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں: ہم نے امید باندھی کہ وہ ہم سے کوئی اچھی سی حدیث بیان کریں گے، پس ان کی طرف ایک آدمی نے ہم سے سبقت کی (اور اس نے جھک شروع کردی) اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! فتنہ میں قتال کی بات ہم سے بیان کیجئے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے'' یعنی آپ کو ابن الزبیر کی حمایت میں حجاج سے لڑنے کے لئے نکلنا چاہئے تھا! ابن عمرؓ نے پوچھا: جانتا ہے (آیت میں) فتنہ کیا ہے؟ تیری ماں تجھے گم کرے! نبی ﷺ مشرکین ہی سے لڑتے تھے، اور ان کے دین میں داخل ہونا فتنہ تھا (یہی فتنہ مشرق سے ابھرا تھا) اور تمہارا ملک کے لئے لڑنا (فتنہ کا مصداق) نہیں۔

ملحوظہ: اس روایت کا پس منظر تحفۃ القاری (۹:۱۰۵) میں ہے۔

[۷۰۹۵-] حدثنا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَرَجَوْنَا أَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيْثًا حَسَنًا، قَالَ: فَبَادَرَنَا إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! حَدِّثْنَا عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾[البقرة: ۱۹۳] فَقَالَ: هَلْ تَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ؟ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ! إِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَكَانَ الدُّخُوْلُ فِيْ دِيْنِهِمْ فِتْنَةً، وَلَيْسَ بِقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ. [راجع: ۳۱۳۰]

بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

وہ فتنہ جو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا

یہ نظام مملکت کا بگاڑ ہے، اور لوگوں کا ناحق حکومت کی آز کرنا ہے، حدیث میں ہے: ''شیطان اس سے تو مایوس ہو گیا ہے

کہ جزیرۃ العرب میں نمازی بندے اس کی پرستش کریں، البتہ وہ ان کو آپس میں لڑانے میں لگا ہوا ہے (مسلم شریف ۱۷:۱۵۶)

جنگ خطرناک دلہن ہے!

خلف بن حوشبؒ کہتے ہیں: اسلاف پسند کرتے تھے کہ وہ درج ذیل اشعار کو فتنوں (خانہ جنگیوں) کے زمانہ میں تصور میں لائیں:

جنگ اول اول تو ایک جوان عورت نظر آتی ہے ❁ جو میک اپ کر کے ہر ناداں کو اپنی طرف بلاتی ہے
یہاں تک کہ جب بھڑکتی ہے اور اس کی لپٹیں جوان ہو جاتی ہیں ❁ تو پیٹھ پھیرتی ہے بڑھیا بے شوہر ہو کر
ادھیڑ عمر، اوپرا ہوتا ہے اس کا رنگ اور جوانی ڈھل گئی ❁ نہ سونگھنے کے قابل رہی نہ چومنے کے!

[۱۷-] بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِیْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يَتَمَثَّلُوْا بِهٰذِهِ الْأَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ:

الْحَرْبُ أَوَّلُ مَا تَكُوْنُ فَتِيَّةً ❁ تَسْعَى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُوْلِ
حَتّٰى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا ❁ وَلَّتْ عَجُوْزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيْلِ
شَمْطَاءَ، يُنْكَرُ لَوْنُهَا، وَتَغَيَّرَتْ ❁ مَكْرُوْهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيْلِ

لغات: تَمَثَّلَ الشيئَ: تصور کرنا، ذہن میں کسی چیز کا نقشہ لانا ...... الضِّرام: آگ کی دہک، بھڑک ...... شَمطاء: أَشْمَط کا مؤنث: سیاہ و سفید بالوں والا۔

آئندہ حدیث: مع شرح تحفۃ القاری (۲:۳۸۴) میں آچکی ہے۔

[۷۰۹۶-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ، قَالَ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ، يَقُوْلُ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ عُمَرَ، إِذْ قَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم فِی الْفِتْنَةِ؟ قَالَ: "فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِیْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَرِ" قَالَ: لَيْسَ عَنْ هٰذَا أَسْأَلُكَ، وَلٰكِنِ الَّتِیْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ، قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا، قَالَ عُمَرُ: أَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: بَلْ يُكْسَرُ، قَالَ عُمَرُ: إِذَنْ لَا يُغْلَقَ أَبَدًا. قُلْتُ: أَجَلْ، قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ: أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ كَمَا أَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ، وَذٰلِكَ أَنِّیْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ، فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ؟ فَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ عُمَرُ. [راجع: ۵۲۵]

آئندہ روایت: بھی تحفۃ القاری (۲۰۲:۷) میں تفصیل سے گذر چکی ہے، علی بلوی تصیبہ سے استدلال ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو حالات بگڑے تو پھر انھوں نے سنور نے کا نام نہیں لیا، دن بدن بگڑتے ہی چلے گئے۔

[۷۰۹۷-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَم، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا إِلٰى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِيْنَةِ لِحَاجَةٍ، وَخَرَجْتُ فِيْ أَثَرِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلٰى بَابِهِ وَقُلْتُ: لَأَكُوْنَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يَأْمُرْنِيْ، فَذَهَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَقَضَى حَاجَتَهُ، وَجَلَسَ عَلٰى قُفِّ الْبِئْرِ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَوَقَفَ، فَجِئْتُ إِلٰى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: "ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَدَخَلَ فَجَاءَ عَنْ يَمِيْنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ لَكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَجَاءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَامْتَلَأَ الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَجْلِسٌ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيْبُهُ" فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا، فَتَحَوَّلَ حَتّٰى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلٰى شَفَةِ الْبِئْرِ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَعَلْتُ أَتَمَنَّى أَخًا لِيْ وَأَدْعُوْ اللّٰهَ أَنْ يَأْتِيَ.

قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَتَأَوَّلْتُ ذٰلِكَ: قُبُوْرَهُمْ، اجْتَمَعَتْ هَاهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ. [راجع: ۳۶۷۴]

آئندہ روایت: تحفۃ القاری (۵۰۵:٦) میں آچکی ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ امیر المؤمنین پر برملا تنقید کرنا فتنوں کو بھڑکاتا تھا، ہاں تنہائی میں نصیحت کرنی چاہئے، اس سے فائدہ ہوگا، اور یہ خیال کر کے نہیں رکنا چاہئے کہ وہ ہمارے امیر ہیں، امیر ہیں تو کیا ہوگیا، نصیحت تو امیر کو بھی کرنی چاہئے۔

[۷۰۹۸-] حدثنا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ: قِيْلَ لِأُسَامَةَ: أَلَا تُكَلِّمُ هٰذَا؟ قَالَ: قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُوْنَ أَنْ أَفْتَحَ لَكَ بَابًا أَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ، وَمَا أَنَا بِالَّذِيْ أَقُوْلُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَكُوْنَ أَمِيْرًا عَلٰى رَجُلَيْنِ: أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ، فَيُطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ

بِرَحَاهُ، فَيُطِيْفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ: أَىْ فُلَانُ، أَلَسْتَ كُنْتُ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلاَ أَفْعَلُهُ، وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهُ"[راجع: ۳۲٦۷]

بَابٌ

عورت کی سربراہی کامیابی کا راستہ نہیں

یہ باب بلاعنوان ہے، اور ابن بطال کے یہاں یہ باب نہیں، پس یہ باب کالفصل ہے، اور حدیث تحفۃ القاری (۵۲۹:۸) میں گذری ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ عورتوں کی سربراہی کامیابی کا راستہ نہیں، اس سے فتنے جنم لیتے ہیں۔

[۱۸-] بَابٌ

[۷۰۹۹-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ: لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَنَّ فَارِسَ مَلَّكُوْا ابْنَةَ كِسْرَى قَالَ: "لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً"[راجع: ٤٤۲۵]

آئندہ روایت کی وضاحت: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں تھیں، عمرہ کے لئے گئی تھیں، واپسی میں راستہ میں ان کو شہادتِ عثمانؓ کی اطلاع ملی، وہ مکہ واپس لوٹ گئیں، حضرات زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما مدینہ میں تھے، وہ بھی مکہ پہنچ گئے، اور مشورہ ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے، چنانچہ ایک بڑا لشکر تیار ہوکر بصرہ کی طرف روانہ ہوا، کیونکہ قاتلین عراق اور مصر کے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپؓ نے عراق منتقل ہونے کا فیصلہ کیا، تاکہ شورش پر قابو پایا جاسکے، اور حضرات عمار وحسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ روانہ کیا، تاکہ وہ لوگوں کو جنگ کے لئے آمادہ کریں۔

ترجمہ: ابومریم (راوی) کہتا ہے: جب حضرات طلحہ وزبیر وعائشہ رضی اللہ عنہم نے بصرہ کی طرف کوچ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرات عمار وحسن رضی اللہ عنہما کو بھیجا، وہ دونوں ہمارے پاس کوفہ پہنچے، اور دونوں منبر پر چڑھے، حضرت حسنؓ منبر پر اوپر تھے، اور عمار: حسن سے نیچے تھے (یہ صاحبزادے کا احترام تھا) ہم ان کے پاس اکٹھا ہوئے، پس میں نے عمارؓ کو کہتے سنا کہ عائشہؓ بصرہ کی طرف روانہ ہوچکی ہیں، بخدا! وہ تمہارے نبی ﷺ کی بیوی ہیں دنیا وآخرت میں، مگر اللہ تعالیٰ تمہیں آزمارہے ہیں تاکہ کھل کر یہ بات سامنے آجائے کہ تم حضرت علیؓ کی اطاعت کرتے ہو یا حضرت عائشہؓ کی؟

[۷۱۰۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْيَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ، قَالَ: لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ

وَعَائِشَةُ إِلٰى الْبَصْرَةِ، بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوْفَةَ، فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ، وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِي أَعْلَاهُ، وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ، فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ: إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلٰى الْبَصْرَةِ، وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صلى الله عليه وسلم فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ، لِيُعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيْعُوْنَ أَمْ هِيَ؟[راجع: ۳۷۷۲]

[۷۱۰۱-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ غَنِيَّةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ: قَامَ عَمَّارٌ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ، فَذَكَرَ عَائِشَةَ وَذَكَرَ مَسِيْرَهَا وَقَالَ: إِنَّهَا زَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صلى الله عليه وسلم فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَلٰكِنَّهَا مِمَّا ابْتُلِيْتُمْ.[راجع: ۳۷۷۲]

آئندہ روایت: ابووائل شقیق بن سلمہ کہتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (کوفہ کے گورنر) اور حضرت ابو مسعود عقبۃ بن عمرو بدری رضی اللہ عنہ (کوفہ کے مالدار اور فیاض آدمی) حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جب ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں کی طرف بھیجا، تا کہ وہ ان کو جنگ پر آمادہ کریں، پس دونوں نے کہا: نہیں دیکھا ہم نے آپ کو جب سے آپ مسلمان ہوئے ہیں کہ کیا ہو آپ نے کوئی کام زیادہ ناپسندیدہ ہمارے نزدیک آپ کے جلدی کرنے سے اس معاملہ میں! پس حضرت عمارؓ نے (ترکی بہ ترکی) جواب دیا: نہیں دیکھا میں نے آپ دونوں سے جب سے آپ دونوں مسلمان ہوئے ہو کوئی ایسا کام جو میرے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ ہو آپ دونوں کے دیر کرنے سے اس معاملہ میں! پھر ابومسعودؓ نے دونوں (ابوموسیٰ اور عمار) کو ایک ایک جوڑا دیا، پھر وہ سب مسجد گئے۔

[۷۱۰۲و۷۱۰۳-و۷۱۰٤-] حدثنا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، يَقُوْلُ: دَخَلَ أَبُوْ مُوْسَى، وَأَبُوْ مَسْعُوْدٍ عَلٰى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهُ عَلِيٌّ إِلٰى أَهْلِ الْكُوْفَةِ، يَسْتَنْفِرُهُمْ، فَقَالَا: مَا رَأَيْنَاكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ مُنْذُ أَسْلَمْتَ! فَقَالَ عَمَّارٌ: مَا رَأَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِيْ مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ! وَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً، ثُمَّ رَاحُوْا إِلٰى الْمَسْجِدِ.[طرفه: ۷۱۰۶]

نوٹ: روایت میں تین صحابہ ہیں اس لئے تین نمبر لگائے ہیں۔

آئندہ حدیث: گذشتہ حدیث کے ہم معنی ہے۔ شقیق بن سلمہ کہتے ہیں: میں ابومسعود، ابوموسیٰ اور عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، پس ابومسعودؓ نے کہا: آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں، لیکن اگر میں چاہوں تو اس میں عیب نکالوں علاحدہ آپ کے۔ اور نہیں دیکھی میں نے آپ سے کوئی چیز جب سے آپ نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے زیادہ عیب کی بات میرے نزدیک آپ کے جلد بازی کرنے سے اس معاملہ میں۔ پس عمارؓ نے جواب دیا: اے ابومسعودؓ! اور نہیں دیکھی

میں نے آپ سے اور آپ کے ان ساتھی (ابوموسیٰ) سے کوئی چیز جب سے آپ دونوں نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے زیادہ عیب کی بات آپ دونوں کے درنگ کرنے سے اس معاملہ میں! پھر ابومسعودؓ نے کہا: اور وہ مالدار تھے: اے غلام! دو جوڑے لا، پس ایک ابوموسیٰ کو دیا اور ایک عمار کو (وہ سفر کے کپڑوں میں تھے، اور ابوموسیٰ کو موافقت کے لئے دیا تھا) اور کہا: دونوں ان کو پہن کر جمعہ کے لئے جاؤ۔

نوٹ: سب روایات سے یہ استدلال کرنا ہے کہ عورت کی سربراہی فتنہ کا دروازہ کھولتی ہے۔

[۷۱۰۵-و۷۱۰۶-و۷۱۰۷-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِیْ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِیْقِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِیْ مَسْعُوْدٍ، وَأَبِیْ مُوْسَى، وَعَمَّارٍ، فَقَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِیْهِ غَیْرَكَ، وَمَا رَأَیْتُ مِنْكَ شَیْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِیَّ صلى الله علیه وسلم أَعْیَبَ عِنْدِیْ مِنِ اسْتِسْرَاعِكَ فِیْ هٰذَا الْأَمْرِ. فَقَالَ عَمَّارٌ: یَا أَبَا مَسْعُوْدٍ وَمَا رَأَیْتُ مِنْكَ وَلاَ مِنْ صَاحِبِكَ هٰذَا شَیْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِیَّ صلى الله علیه وسلم أَعْیَبَ عِنْدِیْ مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِی هٰذَا الْأَمْرِ، فَقَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ، وَكَانَ مُوْسِرًا: یَاغُلاَمُ هَاتِ حُلَّتَیْنِ، فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوْسَى وَالْأُخْرَى عَمَّارًا وَقَالَ: رُوْحَا فِیْهِ إِلٰى الْجُمُعَةِ. [راجع: ۷۱۰۳]

بَابٌ: إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتے ہیں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ایسا سنگین واقعہ تھا کہ خانہ جنگی کی صورت میں اللہ کا عذاب آیا، جنگِ جمل پیش آئی، پھر جنگِ صفین، جس میں ہزاروں آدمی لقمۂ اجل بنے، اچھے بھی اور برے بھی یعنی قاتلین عثمان وخوارج بھی، البتہ آخرت میں حسب اعمال حشر ہوگا، برے برے ہونگے اور اچھے اچھے! امام بخاری رحمہ اللہ یہ باب اسی مناسبت سے لائے ہیں، امام صاحب کی دقّتِ نظر کو آفریں ہے!

[۱۹-] بَابٌ: إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

[۷۱۰۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا یُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّـهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله علیه وسلم: " إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِیْهِمْ، ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى أَعْمَالِهِمْ "

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: "إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ! وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ"

پیشین گوئی کے مطابق: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح پسندی سے خانہ جنگی موقوف ہوئی

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خارجیوں سے نمٹ لئے، جو مارے جانے تھے مارے گئے، باقی تتر بتر ہوگئے تو انھوں نے تین بڑوں کے قتل کا پلان بنایا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا، پس حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد کئے گئے، وہ بڑا لشکر لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے، تاکہ ان کو بیعت پر مجبور کریں، حضرت معاویہؓ بھی اپنا لشکر لے کر نکلے، پھر ان کی طرف سے صلح کی پیش کش ہوئی جس کو حضرت حسنؓ نے قبول کرلیا، اور وہ حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہوگئے، کیونکہ صفین میں مسلمانوں کا خون بہت بہہ چکا تھا، حضرت حسنؓ مزید خون خرابہ نہیں چاہتے تھے، اس لئے مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لئے آپ نے صلح منظور کرلی، جس کی نبی ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔

حدیث: سفیان بن یزید کہتے ہیں: مجھ سے ابوموسیٰ اسرائیل نے حدیث بیان کی، میری ان سے کوفہ میں ملاقات ہوئی ہے، وہ قاضی عبداللہ بن شبرمہ کے پاس آئے، اور کہا: مجھے منصور عباسی کے بھتیجے عیسیٰ (گورنر کوفہ) کے پاس لے جایئے، میں ان کو نصیحت کرونگا، ابن شبرمہ ان پر ڈرے، پس انھوں نے یہ کام نہیں کیا (گورنر کے پاس نہیں لے گئے، انھوں نے سوچا: گورنر نوجوان ہے، کہیں بپھر نہ جائے)

پس ابوموسیٰ اسرائیل نے کہا: ہم سے حسن بصری رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لشکروں کے ساتھ کوچ کیا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے معاویہؓ سے کہا: میں ایسا زبردست لشکر دیکھ رہا ہوں جو پیٹھ نہیں پھیرے گا یہاں تک کہ مقابل لشکر کو پیٹھ نہ دکھادے یعنی آپ بھی ایسا ہی لشکر جرار تیار کریں، حضرت معاویہؓ نے کہا: مسلمانوں کے بچوں کو کون سنبھالے گا؟ عمروؓ نے کہا: میں (سنبھالوں گا)

یعنی اب بھی ان کی رائے یہی رہی کہ زبردست لشکر تیار کرکے سخت مقابلہ کیا جائے، اور بچے یتیم ہوجائیں تو ان کو میں یعنی ہماری حکومت سنبھال لے گی، مگر حضرت معاویہؓ کا موڈ لڑنے کا نہیں تھا، چنانچہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے ایک دوسری روایت میں فرمایا: واللہ إنه کان خیر الرجلین: بخدا! معاویہؓ دونوں میں بہتر تھے۔

پس عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرۃ نے کہا: ہم ان سے ملاقات کرتے ہیں، اور صلح کی پیش کش کرتے ہیں، حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابوبکرہؓ سے یہ حدیث سنی ہے کہ دریں اثنا کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسنؓ آئے، پس آپؐ نے فرمایا: "میرا یہ بیٹا سردار ہے!" (صدر ہر جا کہ بنشیند صدر است! خلافت سے دست بردار ہونے کے بعد بھی میرا یہ بیٹا سردار (بڑا آدمی) رہے گا، اس کی شان کچھ گھٹ نہیں جائے گی۔" اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں

کی دو جماعتوں میں مصالحت کرائیں'' (فکان کما قال!)

[۲۰-] بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ: '' إِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ! وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ یُصْلِحَ بِهِ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ''

[۷۱۰۹-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِیْلُ أَبُوْ مُوْسٰی، وَلَقِیْتُهُ بِالْکُوْفَةِ، جَاءَ إِلٰی ابْنِ شُبْرُمَةَ، فَقَالَ: أَدْخِلْنِیْ عَلٰی عِیْسٰی فَأَعِظَهُ، فَکَأَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ خَافَ عَلَیْهِ فَلَمْ یَفْعَلْ.

فَقَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ إِلٰی مُعَاوِیَةَ بِالْکَتَائِبِ، قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِیَةَ: أَرٰی کَتِیْبَةً لَا تُوَلِّیْ حَتّٰی تُدْبِرَ أُخْرَاهَا. قَالَ مُعَاوِیَةُ: مَنْ لِذَرَارِیِّ الْمُسْلِمِیْنَ؟ فَقَالَ: أَنَا! فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ: نَلْقَاهُ فَنَقُوْلُ لَهُ: الصُّلْحَ.

قَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَکْرَةَ، قَالَ: بَیْنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ، فَقَالَ: '' ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ یُصْلِحَ بِهِ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ''[راجع: ۲۷۰۴]

آئندہ روایت: حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر ایک الزام کے جواب میں لائی گئی ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسنؓ سے سالانہ مال کی ایک مقدار پر مصالحت کی تھی، پس انہی کے لوگوں نے کہنا شروع کیا: مال کی لالچ میں صلح کی! حالانکہ حضرت حسنؓ خلیفہ بننے سے پہلے مالدار اور فیاض تھے، جیسا کہ روایت کے آخر میں ہے، ایسے شخص کو مال کا کیا لالچ ہوسکتا ہے؟ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ مصالحت کے بعد بھی آپ سردار (لوگوں کا مرجع) تھے، لوگ اپنی حاجتیں لے کر آپ کے پاس آتے تھے، ان کی اشک شوئی کے لئے اندوختہ ہونا چاہئے، چنانچہ آپ نے مال کی وہ مقدار قبول کی، ورنہ عہدے کے سامنے مال کی کیا وقعت ہے!

ایک واقعہ: ہمارے سابق مہتمم: **دارالعلوم دیوبند** سے تنخواہ نہیں لیتے تھے، اس وقت مہتمم کی تنخواہ کوئی پندرہ بیس ہزار روپے رہی ہوگی، ایک مجلس میں ان کی اس خوبی کا ذکر چھڑا تو ایک پھکڑ بولا: مجھے مہتمم بنادو، میں تنخواہ نہیں لونگا اور بیس ہزار روپے ماہانہ دارالعلوم کو چندہ دونگا، عہدہ کی یہ شان ہے! (حالانکہ عہدہ حاصل کرنے کے لئے قربانی (رشوت) دینا اور عہدہ مسلّم ہوجانے کے بعد قربانی دینے میں بڑا فرق ہے)

ترجمہ: عمرو بن دینارؒ (تابعی) کہتے ہیں: مجھے ابوجعفر محمد باقر رحمہ اللہ (تابعی) نے خبر دی کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ حرملہ (تابعی) نے ان کو (باقر کو) خبر دی —— عمرو بن دینار کہتے ہیں: میں نے حرملہ کو دیکھا ہے (مگر یہ روایت ان سے نہیں سنی) —— حرملہ کہتے ہیں: مجھے حضرت اسامہؓ نے حضرت علیؓ کے پاس بھیجا (تعاون کی امید سے) اور کہا: وہ اب عنقریب تم سے پوچھیں گے کہ تمہارے آقا کو کس چیز نے (میری مدد سے) روکا؟ تو ان سے کہنا: وہ (میرے

آقا) آپ سے کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ شیر کے منہ میں ہوں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس میں آپ کے ساتھ ہوں، مگر یہ معاملہ (خانہ جنگی کا معاملہ) میری سمجھ میں نہیں آیا —— پس انھوں نے مجھے کچھ نہیں دیا (ان کے پاس اپنا کچھ تھا ہی نہیں! انھوں نے دنیا کو تین طلاقیں دیدی تھیں اور حکومت کے مال میں گنجائش نہیں ہوگی یا احتیاط کی ہوگی) پس میں حضرات حسن، حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انھوں نے میرے لئے میرے اونٹ پر بوجھ لاد دیا!

[۷۱۱۰-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: قَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ: أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلٰى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ - قَالَ عَمْرٌو: وَقَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ- قَالَ: أَرْسَلَنِيْ أُسَامَةُ إِلٰى عَلِيٍّ، وَقَالَ: إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الآنَ فَيَقُوْلُ: مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ؟ فَقُلْ لَهُ: يَقُوْلُ لَكَ: لَوْ كُنْتَ فِيْ شِدْقِ الأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ فِيْهِ، وَلٰكِنَّ هٰذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ. فَلَمْ يُعْطِنِيْ شَيْئًا، فَذَهَبْتُ إِلٰى حَسَنٍ، وَحُسَيْنٍ، وَابْنِ جَعْفَرٍ، فَأَوْقَرُوْا لِيْ رَاحِلَتِيْ.

بَابٌ: إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ

ایک قوم کے پاس ایک بات کہنا، پھر نکل کر اس کے خلاف کہنا (فتنہ کا سبب ہے)

فتنہ (دنگا فساد) اس سے بھی پیدا ہوتا ہے کہ ایک قوم سے ایک بات کہے، پھر وہاں سے نکل کر اس کے خلاف کہے، اور اس کی بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں، امام صاحب رحمہ اللہ نے روایات کی روشنی میں تین صورتیں بیان کی ہیں:

۱- کسی سے سچے دل سے بیعتِ خلافت کی، پھر اس کو توڑ دیا اور اس کے مخالفوں کے ساتھ مل گیا —— حضرت معاویہؓ نے یزید کے لئے بیعت اپنی حیات میں لی تھی، اس وقت حضرت ابن عمرؓ نے بیعت نہیں کی تھی، فرمایا تھا کہ بیک وقت دو شخصوں سے بیعت نہیں ہوسکتی، پھر جب حضرت معاویہؓ کا انتقال ہوگیا تو ابن عمرؓ نے خط کے ذریعہ اپنی اور اپنی اولاد و متعلقین کی بیعت لکھ بھیجی، پھر مدینہ میں یزید کے خلاف شورش ہوئی، مدینہ والوں نے یزید کی بیعت توڑ دی اور جنگ کے لئے تیاری شروع کی تو یزید نے مدینہ والوں کی سرکوبی کے لئے لشکر بھیجا اور سنہ ۶۳ھ میں حرّہ کا واقعہ پیش آیا، جب مدینہ میں جنگی تیاری ہورہی تھی تو ابن عمرؓ نے اپنی اولاد اور متعلقین کو جمع کیا، پہلے حدیث سنائی کہ غدار (بے وفا) کے لئے قیامت کے دن جھنڈا گاڑا جائے گا، پھر فرمایا کہ ہم نے اخلاص سے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، پس کوئی اس کو توڑ کر مدینہ کے لیڈروں کا ساتھ نہ دے، ورنہ میری اس سے کٹ آف (Cutoff)!

۲- مقصد پنہاں کچھ ہو، اور زبان پر کچھ ہو، دل میں اپنا مفاد ہو، اور زبان سے قوم وملت اور ادارے کے مفاد کا اظہار ہو —— جب یزید کے لئے بیعت لی گئی تو حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ نے اپنے لئے بیعت لی، اور مکہ مکرمہ کو اپنا پایۂ تخت بنایا، اسلامی دنیا کا ایک تہائی بنوامیہ کے ہاتھ میں تھا، اور دو تہائی پر ابن الزبیر کی حکومت تھی، پھر جب حضرت معاویہؓ کی اولاد

نالائق ہوگئی تو شام میں مروان اور ابن زیاد نے خلافت کا دعوی کیا، حضرت ابو برزہ اسلمیؓ نے اس پر تبصرہ کیا کہ یہ دنیا کے مفاد کے لئے ہے، اگرچہ ملت کے مفاد کا گانا گایا جاتا ہے۔

۳- منافقین نبی ﷺ اور مسلمانوں کے سامنے ایمان اور اس میں اخلاص کا دعوی کرتے تھے، اور باہر نکل کر کچھ اور کہتے تھے: ﴿وَإِذَا لَقُوْا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قَالُوْ آمَنَّا، وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيَاطِيْنِهِمْ قَالُوْا إِنَّا مَعَكُمْ، إِنَّمَا نَحْنُ مَسْتَهْزِءُ وْنَ﴾: اور جب وہ مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لائے، اور جب وہ اپنے گرو گھنٹالوں کے پاس تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم نے تو ان مسلمانوں کا بےوقوف بنایا تھا —— یہ نفاق بھی باب کی ایک مثال ہے، ایک کے پاس ایک بات کہنا، پھر نکل کر اس کے خلاف کہنا باعث فتنہ ہے۔

[۲۱-] بَابٌ: إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلاَفِهِ

[۷۱۱۱-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حشَمَهُ وَوَلَدَهُ، فَقَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَإِنِّيْ لاَ أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، ثُمَّ يُنْصَبَ لَهُ الْقِتَالَ، وَإِنِّيْ لاَ أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهُ، وَلاَ تَابَعَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ، إِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ. [راجع: ۳۱۸۸]

ترجمہ: نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب مدینہ والوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت اتار دی (اور جنگ کی تیاری شروع کی) تو ابن عمرؓ نے اپنے متعلقین اور اپنی اولاد کو جمع کیا، اور کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر غدار (بے وفا، عہد شکن) کے لئے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا، اور ہم نے اس شخص (یزید) سے بیعت کی ہے، ویسی جیسا اللہ ورسول نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اور میں نہیں جانتا کوئی بے وفائی اس سے بڑی کہ ایک شخص بیعت کرے ویسی جیسا اللہ ورسول نے حکم دیا ہے، پھر وہ اس شخص سے برسر پیکار ہوجائے، اور میں نہیں جانتا تم میں سے کسی کو جو یزید کی بیعت کو اتار دے اور اس معاملہ میں (بغاوت کرنے والوں کی) پیروی کرے مگر ہوگا وہ فیصلہ کن میرے اور اس کے درمیان یعنی جو یزید کی بیعت توڑ کر اس کے مخالفوں کے لشکر میں شامل ہوا میرا اس سے کچھ تعلق نہیں، یہ فیصلہ کن بات ہے۔

[۷۱۱۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّامِ، وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ، وَوَثَبَ الْقُرَّاءُ بِالْبَصْرَةِ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِيْ إِلٰى أَبِيْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِيْ دَارِهِ، جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهُ مِنْ قَصَبٍ، فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنْشَأَ أَبِيْ يَسْتَطْعِمُهُ بِالْحَدِيْثِ فَقَالَ: يَا أَبَا بَرْزَةَ أَلاَ تَرٰى مَا وَقَعَ فِيْهِ النَّاسُ؟ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ: إِنِّيْ

احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللّٰهِ أَنِّیْ أَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلٰی أَحْیَاءِ قُرَیْشٍ، إِنَّكُمْ یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلٰی الْحَالِ الَّتِیْ عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَنْقَذَكُمْ بِالإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ، وَهٰذِهِ الدُّنْیَا الَّتِیْ أَفْسَدَتْ بَیْنَكُمْ، إِنَّ ذَاكَ الَّذِیْ بِالشَّامِ وَاللّٰهِ إِنْ یُقَاتِلُ إِلَّا عَلٰی الدُّنْیَا. [طرفه: ۷۲۷۱]

ترجمہ: ابوالمنہال کہتے ہیں: جب ابن زیاد اور مروان شام میں حکومت کے دعویدار ہوئے، اور ابن الزبیر مکہ میں کودے (مکہ ان کا پایۂ تخت تھا) اور قراء بصرہ میں کودے (وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لئے کھڑے ہوئے تھے) تو میں اپنے ابا کے ساتھ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، یہاں تک کہ ہم ان کے پاس ان کے گھر میں داخل ہوئے، وہ بانس کے ایک بالا خانہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے، ہم ان کے پاس بیٹھ گئے، پس میرے ابا نے باتیں شروع کرانی چاہیں تو کہا: اے ابو برزہ! کیا آپ دیکھتے نہیں وہ جس میں لوگ واقع ہوئے ہیں؟ پس پہلی وہ بات جو میں نے ان سے سنی جو انھوں نے فرمائی (یہ تھی) کہ میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں کہ میں آج قبائل قریش سے سخت ناراض ہوں (چونکہ یہ بغض فی اللہ تھا، اس لئے ثواب کی امید باندھی) اے جماعت عرب! تم رسوائی، تعداد کی قلت اور گمراہی کی اس حالت میں تھے جس کو تم جانتے ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام اور نبی ﷺ کے ذریعہ نجات بخشی، یہاں تک کہ تمہارا حال وہاں پہنچا جس کو تم دیکھ رہے ہو، اور یہ دنیا ہے جس نے تمہارے درمیان بگاڑ پیدا کیا ہے، بے شک وہ جو شام میں ہے یعنی مروان بخدا! نہیں لڑ رہا مگر دنیا کے لئے (مگر منہ سے کہتا ہے کہ ملت کی فلاح و بہبود کے لئے کھڑا ہوا ہوں)

[۷۱۱۳-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِیْ إِیَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ، عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ، قَالَ: إِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ الْیَوْمَ شَرٌّ مِنْهُمْ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانُوْا یَوْمَئِذٍ یُسِرُّوْنَ وَالْیَوْمَ یَجْهَرُوْنَ.

[۷۱۱٤-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ حَبِیْبِ بْنِ أَبِیْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِی الشَّعْثَاءِ، عَنْ حُذَیْفَةَ، قَالَ: إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَمَّا الْیَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الإِیْمَانِ.

وضاحت: نفاق اعتقادی یہ ہے کہ دل میں کفر لئے ہوئے ہو، اور زبان سے اسلام ظاہر کرے، اور اگر خواص کے سامنے اسلام کا اظہار کرے اور عوام کے سامنے کفر بکے تو کفر بواح ہے۔

حدیث (۱): حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج کے منافقین زمانۂ نبوی کے منافقین سے بدتر ہیں، وہ چپکے سے (اپنے سرداروں کے سامنے) نفاق ظاہر کرتے تھے، اور آج کے منافقین برملا اس کا اظہار کرتے ہیں۔

حدیث (۲): حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: عہدِ نبوی میں نفاق (اعتقادی) تھا، اور آج تو ایمان کے بعد کفر ہے۔

بَابٌ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُوْرِ

قیامت سے پہلے لوگ تمنا کریں گے کہ کاش وہ مرگئے ہوتے!

فتنوں کے تعلق سے ایسا زمانہ آسکتا ہے کہ دین پر عمل کرنا ایسا دشوار ہوجائے جیسا ہاتھ میں چنگاری پکڑنا، مگر مؤمن کو ہمت نہیں ہارنی چاہئے، ایسے پرآشوب زمانہ میں دین پر ثابت قدم رہنے کا بڑا ثواب ہے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ گذرے گا ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر پر، پس کہے گا: اے کاش میں اس کی جگہ ہوتا!'' یعنی میں آج سے پہلے مرگیا ہوتا، تا کہ فتنوں کا شکار نہ ہوتا۔

[۲۲-] بَابٌ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُوْرِ

[۷۱۱۵-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهُ"

[راجع: ۸۵]

بَابُ تَغَيُّرِ الزَّمَانِ حَتّٰى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ

زمانہ پلٹا کھائے گا، تا آنکہ مورتیاں پوجی جائیں گی

باب کے دو جزء ہیں: (۱) زمانہ پلٹا کھائے گا (۲) مورتیوں کی پوجا شروع ہوجائے گی۔ پہلی حدیث دونوں اجزاء سے متعلق ہے، اور دوسری حدیث صرف پہلے جزء سے متعلق ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرینیں ذوالخلصہ مورتی پر مٹکیں گی!'' (مٹکنا: ناز دکھانا، یعنی عورتیں بن سنور کر اس کی پوجا شروع کردیں گی) —— اور فرمایا: ''قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ ایک قحطانی نکلے گا جو لوگوں کو اپنے ڈنڈے سے ہانکے گا —— خلافت عدنانیوں کے پاس ہے، ان پر ایک قحطانی غالب آجائے گا، یہ زمانہ کا پلٹا کھانا ہے۔

[۲۳-] بَابُ تَغَيُّرِ الزَّمَانِ حَتّٰى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ

[۷۱۱۶-] حدثنا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ" وَذُو الْخَلَصَةِ: طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

[۷۱۱۷-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِيْ

هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصًا"[راجع: ۳۵۱۷]

بَابُ خُرُوْجِ النَّارِ

آگ کا نکلنا

اب قیامت کی بڑی نشانیوں کا تذکرہ شروع کرتے ہیں، یہ بڑے فتنے ہیں، ان کے تعلق سے جاننا چاہئے کہ آدمی اپنے زمانہ کی اصطلاحات میں آئندہ کی باتیں بیان کرتا ہے، ورنہ لوگ سمجھیں گے نہیں، آئندہ جو فتنے رونما ہونگے ان کی نوعیت کیا ہوگی؟ یہ وقت بتائے گا، جیسے یاجوج وماجوج کا آسمان کی طرف تیر پھنکنا، ان کے تیروں کی نوعیت کیا ہوگی؟ وہ وقت پر معلوم ہوگی، جیسے جنت وجہنم کی نعمتوں اور سزاؤں کا پورا ادراک ابھی نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح فتن وملاحم کی روایات کو بھی تقریبی طور پر ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

معلق روایت: تحفۃ القاری (۶:۵۴۳) میں آئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سے پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی"

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ حجاز کی سرزمین سے ایک آگ نکلے گی جو بُصری کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کرے گی" (یہ حدیث صرف بخاری شریف میں ہے اور اسی جگہ ہے)

تشریح: بُصری: ملک شام کا ایک شہر ہے، دمشق سے ۱۴۱ کلومیٹر ہے، زمانۂ جاہلیت میں قریش کے قافلے (گرمی کے سفر میں) بُصری سے گذرتے تھے، نبی ﷺ نے دومرتبہ اس کو دیکھا ہے، اسی شہر میں بَحیرا راہب سے آپؐ کی ملاقات ہوئی ہے، اور حاشیہ میں سرزمین حجاز سے چند مرتبہ آگ نکلنے کا تذکرہ ہے وہ اس حدیث کا مصداق نہیں۔

[۲۴-] بَابُ خُرُوْجِ النَّارِ

وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ"

[۷۱۱۸-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، تُضِيْءُ أَعْنَاقَ الإِبِلِ بِبُصْرَى"

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب دریائے فُرات (عراق کا ایک دریا) سونے کے خزانے سے

ہٹ جائے گا، پس جو شخص اس موقع پر موجود ہو، وہ اس میں سے کچھ نہ لے" —— اور اس حدیث کے دوسرے طریق میں ہے کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے ہٹ جائے گا یعنی بہت بڑا خزانہ ظاہر ہوگا —— اور مسلم شریف میں ہے کہ اس خزانہ کو حاصل کرنے کے لئے بڑی جنگ ہوگی، اور سو میں سے ننانوے مارے جائیں گے، ہر شخص چاہے گا کہ وہ خزانہ اس کے ہاتھ آئے، اس لئے فرمایا: "اس خزانے میں سے کوئی نہ لے" یعنی اس کو حاصل کرنے کے لئے اپنی جان نہ گنوائے۔

(مسلم کتاب الفتن حدیث ۲۸۹۴)

[۷۱۱۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَدِّهِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يُوْشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا" قَالَ: عُقْبَةُ: وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: "يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ"

بَابٌ

مال کی فراوانی

مال کی ریل پیل بھی ایک طرح کا فتنہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خیرات کرو، پس عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنی زکات لئے لئے پھرے گا، پس وہ ایسا شخص نہیں پائے گا جو اس کو قبول کرے"

راوی: اس حدیث کے راوی حارثہ بن وہب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبید اللہ کے اخیافی (ماں شریک) بھائی ہیں، حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی ام کلثوم بنت جرول کو کافر ہونے کی وجہ سے الگ کر دیا تھا، بعد میں وہ مسلمان ہوئیں، اور وہب سے ان کا نکاح ہوا، حارثہ ان کے لڑکے ہیں۔

[۲۵-] بَابٌ

[۷۱۲۰-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْبَدٌ، يَعْنِيْ ابْنَ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "تَصَدَّقُوْا، فَسَيَأْتِيْ زَمَانٌ يَمْشِيْ بِصَدَقَتِهِ، فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا" قَالَ مُسَدَّدٌ: حَارِثَةُ أَخُو عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهِ. [راجع: ۱۴۱۱]

آئندہ حدیث: پہلے کئی جگہ آئی ہے، مگر متفرق آئی ہے، یہاں ایک ساتھ آئی ہے، اس لئے ترجمہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱-قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ دو بڑی جماعتیں لڑیں گے، جن کے درمیان کُشتوں کے پشتے لگ جائیں گے، دونوں کا دعوی (نعرہ) ایک ہوگا (دیکھیں حدیث ۶۹۳۵)

۲-اور یہاں تک کہ بھیجے جائیں مہامکار، مہا جھوٹے، تقریباً تیس، ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

۳-اور یہاں تک کہ علم سکیڑ لیا جائے، اور بھونچال بہت آئیں، اور زمانہ کے اجزاء قریب ہو جائیں اور فتنوں کا دور دورہ ہو، اور مار دھاڑ بڑھ جائے۔

۴-اور یہاں تک کہ تم میں مال کی بہتات ہو، پس وہ بہے، یہاں تک کہ مال والا اس شخص کو ڈھونڈھے جو اس کی زکات قبول کرے، اور یہاں تک کہ وہ اس کو پیش کرے، پس وہ شخص جس کے سامنے پیش کیا ہے کہے: مجھے اس کی حاجت نہیں۔

۵-اور یہاں تک کہ لوگ تعمیر میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں۔

۶-اور یہاں تک کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر سے گزرے تو کہے: کاش میں اس کی جگہ ہوتا!

۷-اور یہاں تک کہ سورج اس کے چھپنے کی جگہ سے نکلے، پس جب وہ نکلے گا، اور اس کو سب لوگ دیکھیں گے: تو وہ وہ وقت ہوگا جب اس شخص کو جو قبل ازیں ایمان نہیں لایا: ایمان لانا مفید نہیں ہوگا، یا اس نے ایمان کی حالت میں کوئی خیر نہیں کمائی (دیکھیں حدیث ۶۵۰۶)

۸-اور ضرور برپا ہوگی قیامت درانحالیکہ دو شخصوں نے اپنے کپڑے پھیلا رکھے ہونگے، پس وہ ان کا سودا نہیں کرنے پائیں گے اور نہ وہ دونوں اس کو لپیٹنے پائیں گے۔

۹-اور البتہ ضرور قیامت برپا ہوگی درانحالیکہ آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر لوٹا ہوگا، پس وہ اس کو پی نہیں سکے گا۔

۱۰-اور البتہ ضرور قیامت قائم ہوگی، درانحالیکہ وہ اپنے حوض کو لیپ رہا ہوگا، پس وہ اس میں پانی نہیں پلا سکے گا۔

۱۱-اور البتہ ضرور قیامت قائم ہوگی درانحالیکہ اس نے اپنے منہ کی طرف لقمہ اٹھایا ہوگا، پس وہ اس کو کھا نہیں سکے گا۔

[۷۱۲۱-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:

[۱-] لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ، تَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

[۲-] وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ، قَرِيْبٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

[۳-] وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ، وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ.

[۴-] وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ، حَتّٰى يَهُمَّ رَبُّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ: لَا أَرَبَ لِيْ بِهِ.

[٥-] وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ.

[٦-] وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهُ.

[٧-] وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ أَجْمَعُوْنَ، فَذَاكَ حِيْنَ ﴿لاَيَنفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾[الأنعام: ١٥٨]

[٨-] وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلاَنِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا، فَلاَ يَتَبَايَعَانِهِ وَلاَ يَطْوِيَانِهِ.

[٩-] وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلاَ يَطْعَمُهُ.

[١٠-] وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلُوْطُ حَوْضَهُ فَلاَ يَسْقِيْ فِيْهِ.

[١١-] وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيْهِ فَلاَ يَطْعَمُهَا"[راجع: ٨٥]

بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ

دجال کا تذکرہ

دَجَّالَ: دَجْل (مکروفریب) سے مبالغہ کا صیغہ ہے: انتہائی جھوٹا اور فریب کار، یہ اس کا وصفی نام ہے، اس کا دوسرا لقب **مَسِيْح** بھی ہے، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب بھی ہے، دجال: مسیح ضلالت ہے اور عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہدایت، جب عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو یہود نے ان کو مسیح ضلالت سمجھا، اور ان کے قتل کے درپے ہوئے، بلکہ اپنے خیال میں انھوں نے ان کو سولی دیدی، اب وہ بڑی بے تابی سے دجال کا انتظار کر رہے ہیں، اور کتابیں لکھ رہے ہیں، اور جب وہ ظاہر ہوگا تو وہی دوڑ کر اس کی پیروی کریں گے، ہم مسلمانوں کو تو دجال سے اور اس کے فتنہ سے پناہ مانگنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

دجال: ایک معین شخص ہے، وہ خدائی کا دعویدار ہوگا، اور اللہ تعالیٰ شروع میں اس کو خارق عادت امور پر قدرت دیں گے، وہ مردوں کو زندہ کرے گا، زمین کے خزانے اس کی پیروی کریں گے، اس کے حکم سے بارش برسے گی اور زمین سبزہ اگائے گی، پھر آخر میں اللہ تعالیٰ اس کو عاجز کر دیں گے، اور وہ ان امور میں سے کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔

۱- دجال کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی

حدیث: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے قیس بن خالد سے کہا: نبی ﷺ سے کسی نے دجال کے بارے میں مجھ سے زیادہ سوالات نہیں کئے، اور آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ''تجھے کیا چیز نقصان پہنچائے گی اس سے؟!'' یعنی تم دجال سے اتنے کیوں ڈرتے ہو؟ وہ تمہارا کیا بگاڑے گا! حضرت مغیرہؓ نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ زیادہ بے قدر ہے اللہ کے نزدیک ان چیزوں سے!'' یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں، پس اگر یہ چیزیں اس کے ساتھ ہونگی تو ان سے اس کو کیا شرف حاصل ہوگا؟! بہر حال

آپؐ نے نفی نہیں کی۔ پس معلوم ہوا کہ یہ چیزیں اس کے ساتھ ہونگی، یہی بات بیان کرنا مقصود ہے۔

[۲۶-] بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ

[۷۱۲۲-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ، قَالَ: قَالَ لِيْ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ، وَإِنَّهُ قَالَ لِيْ: "مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ؟" قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ. قَالَ: "إِنَّهُ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ"

۲- دجال کانا ہوگا

دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی، انگور کے خوشے میں کوئی دانہ باہر نکل آتا ہے، اس طرح اس کی آنکھ باہر نکلی ہوئی ہوگی، دھنسی ہوئی نہیں ہوگی، پھر بھی خدا ہونے کا دعوی کرے گا، ایسا عیب دار کہیں خدا ہوسکتا ہے؟ مگر اس کو بھی خدا ماننے والے مل جائیں گے، دنیا میں بے وقوفوں کی کمی نہیں، ایک ڈھونڈھو ستّر مل جاتے ہیں۔

[۷۱۲۳-]حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ - قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم - قَالَ: "أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ"[راجع: ۳۰۵۷]

لغت: طَفَا الشيئُ: ابھرنا، اندر نہ جانا، الطافية من العنب: خوشۂ انگور میں نمایاں اور ابھرا ہوا دانہ۔

۳- مدینہ منورہ میں تین مرتبہ بھونچال آئے گا

دجال: مدینہ منورہ پہنچے گا، اور باہر پڑاؤ ڈالے گا، اس وقت وقفہ وقفہ سے مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا، پس ڈر کر ہر کافر اور منافق مدینہ سے نکل جائے گا، اور دجال کے لشکر میں شامل ہوجائے گا، حاشیہ میں ہے کہ کافر سے مراد غالی روافض (فرقہ امامیہ، اثنا عشریہ وغیرہ) ہیں، وہ کافر ہیں، اور مدینہ میں ان کی تعداد بہت ہے، مدینہ خروج دجال کے وقت اس کوڑے کو باہر پھینک دے گا۔

[۷۱۲۴-] حدثنا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "يَجِيْءُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ، تَرْجُفُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ"[راجع: ۱۸۸۱]

۴- مدینہ منورہ میں دجال کا رعب داخل نہیں ہوگا

جب دجال نکلے گا تو ہر بستی کو رونڈ ڈالے گا، مگر مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوسکے گا، اس وقت مدینہ کے سات دروازے

ہونگے، اور ہر دروازے پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا، وہ دجال کو مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، بلکہ اس کا رعب (ڈر) بھی مدینہ میں داخل نہیں ہوگا، مدینہ والے بالکل مطمئن ہونگے۔

[۷۱۲۵-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِىْ بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لاَ يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ" [راجع:۱۸۷۹]

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ، فَقَالَ لِىْ أَبُوْ بَكْرَةَ: سَمِعْتُ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۷۱۲۶-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنِى سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِىْ بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لاَ يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ، وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، لِكُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ"[راجع: ۱۸۷۹]

۵- ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے

دجال کا فتنہ بڑا سنگین فتنہ ہے، ہر نبی نے اپنی قوم کو اس کے فتنہ سے ڈرایا ہے، مگر اب تو متعین ہو گیا کہ یہ فتنہ خاتم النّبیین ﷺ کے زمانہ میں رونما ہوگا، پس اس سے بہت پناہ مانگنی چاہئے، یا تو وہ ہمارے زمانہ میں ظاہر نہ ہو یا اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے فتنہ سے محفوظ رکھیں، اور نبی ﷺ نے اس کو پہچاننے کی ایک واضح علامت بتادی ہے جو کسی نبی نے نہیں بتائی، وہ کانا ہوگا، جبکہ خدا کانا نہیں ہوسکتا، پس اس کو پہچاننے میں کیا دشواری ہوگی!

[۷۱۲۷-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِى النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ:" إِنِّىْ لَأُنْذِرُكُمُوْهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، وَلٰكِنِّىْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ"[راجع: ۳۰۵۷]

۶- نبی ﷺ نے دجال کو خواب میں دیکھا ہے

نبی ﷺ خواب میں طواف کررہے تھے، آپؐ نے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو طواف کرتے ہوئے دیکھا، اور ان کا حلیہ بیان کیا، پھر اس کے پیچھے دجال کو دیکھا وہ بھاری بدن، سرخ رنگ کا تھا، اس کے بال انتہائی گھونگریالے تھے، اور وہ دائیں آنکھ کا کانا تھا، وہ عبدالعزی بن قطن کے بالکل مشابہ تھا (تحفۃ القاری ۷:۵۸)

[۷۱۲۸-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَارَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطُفُ أَوْ: يُهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: ابْنُ مَرْيَمَ. ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ، فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيْمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، قَالُوْا: هٰذَا الدَّجَّالُ. أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ" رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ.[راجع: ۳٤٤۰]

۷- نبی ﷺ نماز میں دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے

نماز میں ہر دعا نہیں مانگ سکتے، اہم دعا ہی مانگی جاتی ہے، جبکہ نبی ﷺ تعلیم امت کے لئے نماز میں دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے، اس سے اس کے فتنہ کی سنگینی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

[۷۱۲۹-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَسْتَعِيْذُ فِي صَلاَتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.[راجع: ۸۳۲]

۸- دجال کی دوزخ جنت اور جنت دوزخ ہوگی

دجال کے ساتھ دوزخ اور جنت بھی ہوگی، وہ اس کی خدائی کا انکار کرنے والوں کو دوزخ میں جھونکے گا اور ایمان لانے والوں کو جنت میں بھیجے گا، نبی ﷺ نے فرمایا: اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگی، اور اس کا پانی آگ ہوگی، پس مؤمن اس کی دوزخ سے نہ ڈرے، بے خوف اس میں کود ے، وہ جنت ہوگی۔

[۷۱۳۰-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ فِي الدَّجَّالِ:" إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا، فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ، وَمَاؤُهُ نَارٌ"
قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ۳٤٥۰]

۹- دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان 'کافر' لکھا ہوا ہوگا

کانے ہونے کے علاوہ دجال کی ایک واضح علامت یہ ہوگی کہ اس کے ماتھے پر کافر یا ک، ف، ر لکھا ہوا ہوگا، جس کو ہر پڑھا لکھا مؤمن پڑھ لے گا، اور اس کے فتنہ سے بچ جائے گا۔

[۷۱۳۱-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبًا كَافِرٌ" فِيْهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ. [طرفه: ۷۴۰۸]

بَابُ: لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِيْنَةَ

دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوگا

جب دجال مدینہ پہنچے گا تو احد پہاڑ کے پیچھے ایک شور زمین میں اترے گا، اس پر مدینہ کے راستوں میں داخل ہونا حرام کردیا گیا ہوگا، مدینہ سے ایک نیک بندہ نکل کر دجال کے پاس جائے گا، اور اس کے دعویٰ خدائی کی تکذیب کرے گا، دجال اس کو قتل کردے گا، پھر زندہ کرے گا، وہ اب بھی تکذیب کرے گا، دجال دوبارہ اس کو قتل کرنا چاہے گا مگر وہ اس پر قادر نہیں ہوگا —— یہ بندہ کون ہوگا؟ معلوم نہیں، وقت بتائے گا، حاشیہ میں ہے کہ وہ خضر ہونگے، یہ بے دلیل بات ہے۔ اور حدیث کا ترجمہ تحفۃ القاری (۴:۵۶۱) میں ہے۔

[۲۷-] بَابٌ: لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِيْنَةَ

[۷۱۳۲-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ، فَكَانَ فِيْمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ: " يَأْتِي الدَّجَّالُ، وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ، فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ تَلِي الْمَدِيْنَةَ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ: مِنْ خِيَارِ النَّاسِ، فَيَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَدِيْثَهُ، فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ، هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْيَوْمَ، فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ" [راجع: ۱۸۸۲]

مدینہ منورہ میں دجال کی طرح طاعون (پلیگ) بھی داخل نہیں ہوگا

جیسے دجال بڑا فتنہ (گمراہی کا ذریعہ) ہے، طاعون بھی بڑا فتنہ (وباء) ہے، اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کی دونوں سے حفاظت فرمائیں گے، ان شاء اللہ! اور حدیث آچکی ہیں۔

[۷۱۳۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " عَلٰی أَنْقَابِ الْمَدِیْنَةِ مَلاَئِكَةٌ، لاَ یَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلاَ الدَّجَّالُ. [راجع: ۱۸۸۰]

[۷۱۳۴-] حدثنا یَحْیَی بْنُ مُوْسَی، قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: " الْمَدِیْنَةُ یَأْتِیْهَا الدَّجَّالُ، فَیَجِدُ الْمَلاَئِكَةَ یَحْرُسُوْنَهَا، فَلاَ یَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلاَ الطَّاعُوْنُ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ "[راجع: ۱۸۸۱]

بَابُ یَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ

یاجوج ماجوج کا فتنہ

یاجوج ماجوج کا فتنہ بھی بڑا فتنہ ہے، یاجوج وماجوج کون ہیں؟ **جواب**: یہ بات طے ہے کہ وہ انسان ہیں، اور آدم ونوح علیہما السلام کی اولاد ہیں، نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد ہیں، نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے، سام، حام اور یافث ـ پہلے دنیا میں تینوں کی اولاد الگ الگ بسی ہوئی تھی، اب سب انسان گڈمڈ ہوگئے ہیں، پہچان باقی نہیں رہی، خیال ہے کہ منگولیا ان کا اصل وطن تھا، وہاں سے جو قوم دنیا میں پھیلی ہے وہ یاجوج وماجوج ہیں، ان کا خروج وعروج انسانوں کے لئے بڑی آزمائش بن جائے گا، اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہماری حفاظت فرمائیں (آمین)

[۲۸-] بَابُ یَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ

[۷۱۳۵-] حدثنا أَبُوْ الْیَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَخِیْ، عَنْ سُلَیْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِیْ عَتِیْقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، أَنَّ زَیْنَبَ بِنْتَ أَبِیْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ، عَنْ أُمِّ حَبِیْبَةَ بِنْتِ أَبِیْ سُفْیَانَ، عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ عَلَیْهَا یَوْمًا فَزِعًا یَقُوْلُ: " لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَیْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْیَوْمَ مِنْ رَدْمِ یَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ " وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَیْهِ الإِبْهَامِ وَالَّتِیْ تَلِیْهَا، قَالَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ: فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَنَهْلِكُ وَفِیْنَا الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ: " نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ "[راجع: ۳۳۴۶]

[۷۱۳۶-] حدثنا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ، حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: " یُفْتَحُ الرَّدْمُ: رَدْمُ یَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلَ هٰذِهِ " وَعَقَدَ وُهَیْبٌ تِسْعِیْنَ. [راجع: ۳۳۴۷]

﴿الحمدللہ! ۱۱-۵-۳۶ھ = ۳-۳-۲۰۱۵ء کو کتاب الفتن کی شرح پوری ہوئی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الأحکام

حکومت کے احکام

کتابوں میں باہمی ربط: اب پانچ کتابیں آئیں گی: (۱) کتاب الاحکام (۲) کتاب التمنی (۳) کتاب اخبار الآحاد (۴) کتاب الاعتصام (۵) کتاب التوحید، ان میں سے پہلی چار کتابیں کتاب الفتن سے متعلق ہیں۔ جب کوئی فتنہ سر ابھارتا ہے تو حکام کے پاس جانا پڑتا ہے، اکثر وہی فتنہ کی آگ بجھاتے ہیں، اس لئے کتاب الاحکام لائے، اور لوگ سرکاری عہدوں کی تمنا کرتے ہیں، اس لئے کتاب التمنی لائیں گے، اور حکام کو قرآن کریم کے علاوہ اخبار آحاد سے بھی تمسک کرنا پڑتا ہے، کیونکہ اکثر حدیثیں اخبار آحاد ہیں، اس لئے کتاب اخبار الآحاد لائیں گے، پھر چونکہ اخبار آحاد میں سنت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، باقی احادیث یا تو منسوخ ہیں یا مؤول ہیں یا کسی وجہ سے ہیں، البتہ قرآنِ کریم پورا متمسک بہ ہے، اس لئے کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ لائیں گے، اور اس پر یہ سلسلہ ختم ہوجائے گا۔ پھر آخر میں کتاب التوحید لائیں گے، یہ بھی کتاب الایمان ہی ہے، اس میں اشارہ ہے کہ ایمان میں استمرار اور موت کے ساتھ اقتران ضروری ہے۔

کتاب الاحکام کا موضوع: حکم کے معنی ہیں: قضائے شرعی، کورٹ کا فیصلہ، مرسوم ملکی، شاہی فرمان (Decree) اس کتاب میں قضات وامراء کے احوال، ان کے فیصلے اور فیصلوں کی نوعیت کا بیان ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿أَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾

اللہ ورسول کی اطاعت کے ساتھ اولی الامر کی اطاعت ضروری ہے

آیتِ کریمہ: سورۃ النساء (آیت ۵۹) میں حکم ہے: ''اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو، اور اللہ کے رسول کا اور تم میں سے اہل حکومت کا کہنا مانو'' —— اور باب کی پہلی حدیث میں ہے: ''جس نے میری اطاعت کی اس نے بالیقین اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے یقیناً میری اطاعت کی، اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے یقیناً میری نافرمانی کی (معلوم ہوا کہ رسول کی طرح رسول کے امیر کی اطاعت بھی ضروری ہے)

اور دوسری حدیث بار بار آئی ہے: ''امیر المؤمنین چرواہا ہے'' اور چرواہے کی بات ریوڑ مانتا ہے، ورنہ ڈنڈا کھاتا ہے، پس لوگوں کو بھی اس کی بات ماننی چاہئے۔

فائدہ: پہلے اربابِ حکومت اہلِ علم ہوتے تھے، بعد میں صورت بدل گئی، اہلِ علم الگ ہوگئے اور ارباب حکومت الگ۔ پس سوال پیدا ہوا کہ اب اول نمبر کس کا ہے؟ اہل علم کا یا ارباب حکومت کا؟ یہ سوال ایسا ہی ہے جیسے دورِ اول میں أقرأ لکتاب اللہ ہی اعلم بالدین ہوتا تھا، بعد میں یہ الگ الگ ہوگئے، دین کے زیادہ جاننے والے جدا ہوگئے اور قرآن کو تجوید سے عمدہ پڑھنے والے جدا ہوگئے۔ پس باب امامت میں سوال پیدا ہوا کہ پہلا نمبر کس کا ہے؟ امام ابوحنیفہ اور امام بخاری رحمہما اللہ کے نزدیک پہلا نمبر اعلم کا ہے (تحفۃ القاری ۲:۵۳۹) اسی طرح یہاں بھی پہلا نمبر اعلم کا ہوگا، اور اس کی دلیل آیت کا اگلا حکم ہے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾: پھر اگر کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ، یعنی اربابِ حکومت اور اہل علم کے درمیان اختلاف کی صورت میں قرآن وسنت کو حکم بناؤ، اور اس کا فیصلہ اہلِ علم ہی کریں گے، پس وہی مرجع ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۳- کتابُ الأحکام

[۱-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿أَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾

[۷۱۳۷-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ، وَمَنْ عَصَى أَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ" [راجع: ۲۹۵۷]

[۷۱۳۷-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " أَلاَ كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْإِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، أَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" [راجع: ۸۹۳]

بَابٌ: الْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ

امیر المؤمنین قریشی ہو

باب میں حدیث کے الفاظ ہیں، مگر حدیث امام صاحب کی شرط کے مطابق نہیں، اس لئے اس کو باب میں رکھا ہے

(فتح) یہ حدیث مسند احمد، سنن بیہقی اور مستدرک وغیرہ میں: الأئمة من قریش کے الفاظ سے مروی ہے یعنی خلفاء (سربراہ اعظم) قریشی ہوں۔

پہلے اسلامی ملک ایک تھا، خلافت قائم تھی، اور خلفاء عباسی ہوتے تھے، پھر عثمانی (ترکی) خلافت قائم ہوئی، پھر اعدائے اسلام نے خلافت کو پارہ پارہ کردیا پس ہر زمانہ میں یہ حدیث زیر بحث آئی کہ یہ عام ہے یا خاص؟ جمہور کہتے ہیں: خاص وعام ہے یعنی خلیفہ قریشی ہونا چاہئے، خواہ کسی خاندان سے ہو، اور شیعہ کہتے ہیں: خاص درخاص ہے، خلیفہ آلِ رسول ہی سے ہوسکتا ہے، یہ دونوں نظریے اسلام کی عالم گیریت کے منافی ہیں، اسلام عالم گیر اور آفاقی مذہب ہے، پس ہر جگہ خلافت کے لئے قریشی کو یا آلِ رسول کو کہاں سے درآمد کریں گے؟ حقیقت میں یہ حدیث مسئلہ نہیں، بلکہ پیشین گوئی ہے، وفاتِ نبوی کے بعد جو اختلاف رونما ہوگا، انصار کہیں گے: منا أمير ومنكم أمير، اس سلسلہ میں یہ حدیث ہے کہ امیر دو نہیں، ایک ہوگا، اور وہ قریش سے ہوگا، کیونکہ لوگ قریشی خلیفہ پر ہی متفق ہوسکتے ہیں، اس کی نظیر حدیث: اللحد لنا والشق لغيرنا ہے، قبریں دونوں طرح کی جائز ہیں، مگر آپؐ نے اپنی قبر کے بارے میں فرمایا کہ بغلی بنائی جائے، صندوقی نہ بنائی جائے، یہ ایک پیشین گوئی ہے، پس خلیفہ ہر اہل ہوسکتا ہے، قریشی یا آلِ رسول سے ہونا ضروری نہیں۔ پھر باب میں دو حدیثیں ہیں، دونوں تحفۃ القاری (۹۷:۷) میں آچکی ہیں، اور ان سے استدلال کے بارے میں بھی تفصیل آچکی ہے۔

[۲-] بَابٌ: الْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ

[۷۱۳۹-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُمْ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ: أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ: فَغَضِبَ، فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالاً مِنْكُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللهِ، وَلاَ تُؤْثَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَأُوْلَئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوْا الدِّيْنَ" تَابَعَهُ نُعَيْمٌ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ. [راجع: ۳۵۰۰]

[۷۱۴۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، يَقُوْلُ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِيْ قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ"

[راجع: ۳۵۰۱]

بَابُ أَجْرِ مَنْ قَضَى بِالْحِكْمَةِ

اس قاضی کا ثواب جو حکمت سے فیصلہ کرے

حکمت: علم کا آخری درجہ ہے، پہلا درجہ عالمیت کا ہے، دوسرا فقاہت کا اور تیسرا (آخری درجہ) حکمت کا (تحفۃ القاری ۱:۳۴۲) پس قاضی کے لئے آخری درجہ کا علم ضروری ہے، اور حدیث پہلے آئی ہے جو قاضی اللہ کی دی ہوئی حکمت سے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے وہ قابل رشک ہے، اس کو اتنا بڑا اجر ملے گا کہ دوسروں کی اس پر رال ٹپک جائے گی۔ اور آیتِ کریمہ میں یہ بیان ہے کہ قاضی کے لئے ضروری ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کے مطابق فیصلہ کرے، جو جج قوانین وضعیہ کے مطابق فیصلے کرتے ہیں وہ فاسق (حدِ اطاعت سے نکلنے والے) ہیں۔ اللّٰهم احفظنا منه!

[۳-] بَابُ أَجْرِ مَنْ قَضَى بِالْحِكْمَةِ

لِقَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾[المائدة: ٤٧]

[٧١٤١-] حَدَّثَنِيْ شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لاَحَسَدَ إِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، أَوْ آخَرُ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا"[راجع: ٧٣]

تنبیہ: حدیث میں أو: بمعنی واو ہے۔

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلإِمَامِ مَالَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً

اگر امیر کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کا سننا اور ماننا ضروری ہے

باب کی سب حدیثیں پہلے آچکی ہیں، پہلی حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو اور مانو، چاہے تم پر حبشی غلام امیر مقرر کر دیا جائے، جس کا سر گویا منقی کا دانہ ہے'' دوسری حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تم میں سے اپنے امیر سے کوئی چیز دیکھے پس اس کو ناپسند کرے تو صبر کرے (اس کی بات سنے اور فرمان برداری کرے، نافرمانی، خروج اور بغاوت نہ کرے) کیونکہ جو بھی شخص جماعت سے ایک بالشت جدا ہوگا، پھر وہ مرے گا تو وہ جاہلیت (انارکی) کی موت مرے گا'' تیسری حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''امیر کی بات سننا اور ماننا لازم ہے مسلمان آدمی پر، خواہ اس کی بات پسند ہو یا ناپسند، جب تک وہ گناہ کا حکم نہ دیا جائے، پس جب وہ گناہ کا حکم دیا گیا تو نہ سننا ہے نہ ماننا''

[٤-] بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلإِمَامِ مَالَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً

[٧١٤٢-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيْ التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "اسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا، وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيْبَةٌ"[راجع: ٦٩٣]

[٧١٤٣-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنِ الْجَعْدِ، عَنْ أَبِيْ رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيْهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيْرِهِ شَيْئًا فَكَرِهَهُ فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ إِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً"[راجع: ٧٠٥٣]

[٧١٤٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ"[راجع: ٢٩٥٥]

قوله: يرويه: ابن عباس ؓ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں یعنی خود انھوں نے نبی ﷺ سے نہیں سنی۔

آئندہ حدیث: میں ایک واقعہ ہے، جو پہلے تحفۃ القاری (۴۲۹:۸) میں آیا ہے، امیر صاحب نے سریہ کو آگ میں کودنے کا حکم دیا، اس واقعہ کے آخر میں ہے کہ اگر وہ آگ میں گھس جاتے تو قیامت تک اس سے نہ نکلتے، کیونکہ امیر کی اطاعت معروف کاموں میں ہے، ناجائز کاموں میں نہیں۔

[٧١٤٥-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سَرِيَّةً، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيْعُوْهُ، فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ تُطِيْعُوْنِيْ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا، ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيْهَا. فَجَمَعُوْا حَطَبًا فَأَوْقَدُوْا، فَلَمَّا هَمُّوْا بِالدُّخُوْلِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِرَارًا مِنَ النَّارِ، أَفَنَدْخُلُهَا؟ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ خَمِدَتِ النَّارُ، وَسَكَنَ غَضَبُهُ، فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا أَبَدًا، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ"[راجع: ٤٣٤٠]

قوله: لَمَّا جمعتم: لَمَّا بمعنی إلا ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ الإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللّٰهُ

بَابٌ: مَنْ سَأَلَ الإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا

عہدہ مانگے بغیر ملے گا تو اللہ تعالیٰ مدد کریں گے، اور مانگنے سے ملے گا تو خود نبیڑے گا!

یہ دو باب ہیں، اور دونوں بابوں میں ایک حدیث ہے، جو پہلے کتاب الایمان والنذ ور میں دو مرتبہ آچکی ہیں، اور ترجمہ واضح ہے۔ البتہ یہ جاننا چاہئے کہ دل کی شدید خواہش بھی مانگنا ہے، جیسا کہ اگلے باب میں آرہا ہے۔

[٥-] بَابُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ الإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللّٰهُ

[٧١٤٦-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ، وَأْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ" [راجع: ٦٦٢٢]

[٦-] بَابٌ: مَنْ سَأَلَ الإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا

[٧١٤٧-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الإِمَارَةَ، فَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَأْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ"

[راجع: ٦٦٢٢]

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الإِمَارَةِ

عہدے کی لالچ بری چیز ہے

لوگوں میں عام طور پر کرسی (عہدہ) کی شدید خواہش (لالچ) پائی جاتی ہے، پھر جب کرسی مل جاتی ہے تو چپک کر رہ جاتی ہے، آدمی کسی قیمت پر عہدہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، إلا من رحم الله! عہدوں کی یہ لالچ بہت بری چیز ہے، خواہ عہدہ چھوٹا ہو یا بڑا، باب کی پہلی حدیث ہے کہ عنقریب تم امارت کی لالچ کروگے، اور وہ عنقریب قیامت کے دن پشیمانی ہوگی، پس امارت اچھی دودھ پلانے والی، بری دودھ چھڑانے والی ہے!"

تشریح: عورت جب بچہ کو دودھ پلاتی ہے تو چھاتی سے چمٹاتی ہے، چمکارتی ہے اور پیار سے دودھ پلاتی ہے، مگر جب دودھ چھڑاتی ہے تو چھاتی باندھ دیتی ہے، پستان کے سرے پر کڑوا مادّہ لگا دیتی ہے، اور بچہ ضد کرے تو تھپڑ مار کر جدا کر دیتی ہے، یہی حال عہدوں کے آغاز وانجام کا ہے۔ فَهل من مُدَّکِر!

سند: اس حدیث کی پہلی سند ابن ابی ذئب کی ہے، وہ سعید مقبری اور ابو ہریرہؓ کے درمیان واسطہ نہیں بڑھاتے اور حدیث کو مرفوع کرتے ہیں، دوسری سند عبدالحمید اوسی مدنی کی ہے، وہ عمر بن الحکم کا واسطہ بڑھاتے ہیں اور حدیث کو موقوف کرتے ہیں، پس یہ مزید فی متصل الاسناد ہے، اور مرفوع اور موقوف دونوں طرح حدیث صحیح ہے۔

اور آخری حدیث پہلے آئی ہے، دو اشعریوں نے سرکاری عہدہ مانگا، آپؐ نے فرمایا: ''ہم یہ عہدہ نہیں دیتے اس کو جو اس کو مانگتا ہے اور اس کو جو اس کی شدید خواہش رکھتا ہے''

[۷-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الإِمَارَةِ

[۷۱۴۸-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الإِمَارَةِ، وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ"

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمْرَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ.

[۷۱۴۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَا وَرَجُلَيْنِ مِنْ قَوْمِيْ، فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ: أَمِّرْنَا يَارَسُوْلَ اللهِ! وَقَالَ الآخَرُ مِثْلَهُ، فَقَالَ: " إِنَّا لَا نُوَلِّيْ هٰذَا مَنْ سَأَلَهُ، وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ" [راجع: ۲۲۶۱]

بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

اس شخص کی سزا جسے کسی رعیت کی دیکھ بھال سونپی گئی، پس اس نے خیر خواہی نہیں کی

حضرت معقل رضی اللہ عنہ آخری بیماری میں تھے، بصرہ کا گورنر عبیداللہ بن زیاد بیمار پرسی کے لئے آیا، آپؓ نے اس کو حدیث سنائی کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کی حفاظت سونپیں، پھر وہ اس کی پوری خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنت کی بو نہیں پائے گا! یہ ابوالاشہب کے الفاظ ہیں، اور ہشام بن حسان کے الفاظ ہیں: جو بھی مسلمانوں کی کسی جماعت کا ذمہ دار بنایا جائے پھر وہ اس حال میں مرے کہ وہ ان کے حق میں ملاوٹ کرنے والا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیں گے۔

ان حدیثوں میں غایت بیان کئے بغیر سزا بیان کی گئی ہے، اور وعید کی حدیثوں میں تغلیظ کے لئے ایسا کیا جاتا ہے، پس

وہ والی کسی دن جنت میں ضرور جائے گا۔

[۸-] بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

[۷۱۵۰-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ ابْنَ يَسَارٍ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: إِنِّيْ مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم:" مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ، لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ"

[۷۱۵۱-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ، قَالَ زَائِدَةُ: ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ: أَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُوْدُهُ، فَدَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: أُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ:" مَا مِنْ وَالٍ يَلِيْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ، إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ"

لغات: اسْتُرْعِيَ: فعل مجہول: اسْتَرْعَاهُ الشيئَ: حفاظت کرانا، نگرانی اور دیکھ بھال کرانا...... لم يَحُطْهَا: حَاطَ (ن) حَوْطًا الشيئَ: حفاظت کرنا، دیکھ بھال کرنا...... غَشَّ صَاحِبَه: غیر مفید چیز کو مفید بنا کر پیش کرنا، ملاوٹ کرنا۔

بَابٌ: مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

جو مشکل میں ڈالے گا اللہ تعالیٰ اس کو مشکل میں ڈالیں گے

حکام کا مزاج نرمی کرنے کا ہونا چاہئے، قانون میں جہاں تک گنجائش ہو درگذر کرنا چاہئے، اس سے حاکم کا وقار بڑھتا ہے، سخت گیر حاکم بدنام ہوتا ہے، اور باب کی حدیث میں ہے: ''جو شخص دشواری کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لئے دشواری کریں گے'' —— اور جو شخص ماتحتوں پر نرمی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے۔

[۹-] بَابٌ: مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

[۷۱۵۲-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ طَرِيْفٍ أَبِيْ تَمِيْمَةَ، قَالَ: شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدُبًا وَأَصْحَابَهُ وَهُوَ يُوْصِيْهِمْ، فَقَالُوْا: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ:" مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: وَمَنْ يُشَاقِقْ يُشَقِّقِ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَقَالُوْا: أَوْصِنَا، فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الإِنْسَانِ بَطْنُهُ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ، وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يُحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءِ كَفٍّ مِنْ دَمٍ أَهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ"

قَالَ: قُلْتُ لِأَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ: مَنْ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم، جُنْدُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ جُنْدُبٌ. [راجع: ٦٤٩٩]

ترجمہ: ابوتمیمہ طریف کہتے ہیں: میں صفوان بن محرز (تابعی) اور جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں کی مجلس میں شریک تھا، درانحالیکہ وہ ان کو وصیت کررہے تھے، پس لوگوں نے پوچھا: آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شہرت کا طالب ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا بھانڈا چوراہے پر پھوڑیں گے، یعنی اس کو رسوا کریں گے، اور جو شخص دشواری ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر دشواری ڈالیں گے —— لوگوں نے عرض کیا: ہمیں وصیت کیجئے! آپؓ نے فرمایا: موت کے بعد سب سے پہلے انسان کا پیٹ بدبودار ہوجائے گا، پس جو شخص طاقت رکھتا ہے کہ نہ کھائے وہ مگر حلال تو وہ ایسا کرے، اور جو شخص طاقت رکھتا ہے کہ حائل نہ ہو اس کے اور جنت کے درمیان ایسا مٹھی بھر خون جو اس نے بہایا ہو تو چاہئے کہ وہ ایسا کرے —— فربریؒ نے امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا: سمعتُ رسولَ الله جندبؓ نے کہا ہے؟ فرمایا: ہاں! جندبؓ نے کہا ہے (کیونکہ صفوان تو تابعی ہیں)

بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْیَا فِی الطَّرِیْقِ

راستہ میں فیصلہ کرنا اور فتوی دینا

قضاء کے سلسلہ میں کوئی نص نہیں تھی اس لئے باب میں اضافہ کیا۔ اور باب میں دو آثار ہیں ان سے پہلا جزء ثابت کیا ہے، اور حدیث سے دوسرا جزء —— پہلے سادگی تھی، قُضات راستہ ہی میں فیصلے کرتے تھے اور مفتی فتوی بھی دیتے تھے، اور مفتی تو اب بھی راستہ میں مسئلہ بتادیتے ہیں، مگر فیصلہ کرانے کے لئے کورٹ میں جانا پڑتا ہے، یہ بدلے ہوئے احوال کا تقاضا ہے۔

[۱۰-] بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْیَا فِی الطَّرِیْقِ

[۱-] وَقَضَی یَحْیَی بْنُ یَعْمَرَ فِی الطَّرِیْقِ. [۲-] وَقَضَی الشَّعْبِیُّ عَلٰی بَابِ دَارِهِ.

[۷۱۵۳-] حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِی الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: بَیْنَمَا أَنَا وَالنَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَقِیَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَتَی السَّاعَةُ؟ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم: "مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟" فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ، ثُمَّ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِیْرَ صِیَامٍ وَلَا صَلَاةٍ

وَلَا صَدَقَةٍ، وَلٰکِنِّی أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. قَالَ: " أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ "[راجع: ۳٦٨٨]

لغت: السُّدَّةَ: دروازہ، برآمدہ، دروازہ کے سامنے کا سائبان ...... اسْتَكَانَ: بے بس وکم ہمت ہوا، نروس (Nervous) ہوا۔ شکستہ ہمت ہوا('Dfrghu)

بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَّابٌ

مروی ہے کہ نبی ﷺ کے لئے کوئی دربان نہیں تھا

ما ذُکر: روایت ہے: یہ باب میں اس لئے بڑھایا ہے کہ دربان اور باڈی گارڈ (محافظ) رکھ سکتے ہیں، اور نبی ﷺ کے لئے دربان اس لئے نہیں تھا کہ اللہ نے آپؐ کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ بعد میں خلفائے راشدین کے لئے دربان تھے۔

[۱۱-] بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَّابٌ

[۷۱۵٤-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ لِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ: تَعْرِفِيْنَ فُلَانَةَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ: " اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ " فَقَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّيْ، فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِنْ مُصِيْبَتِيْ! قَالَ: فَجَاوَزَهَا وَمَضَى، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ: مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَتْ: مَا عَرَفْتُهُ! قَالَ: إِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: قَالَ: فَجَاءَتْ إِلٰى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ "[راجع: ۱۲۵۲]

قوله: إليك عني: پرے ہٹ...... الْخِلْو: خالی، بےغم۔

بَابٌ: الْحَاكِمُ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلٰى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُوْنَ الإِمَامِ الَّذِيْ فَوْقَهُ

حاکم بالا کے بغیر ماتحت حاکم قصاص کا فیصلہ کرسکتا ہے

قُضات کوحکومت کی طرف سے جوتقررنامے دیئے جاتے ہیں ان میں ان کے اختیارات کی صراحت ہوتی ہے، یا دستور میں صراحت ہوتی ہے، پس اگر نیچے کی کورٹ کو قصاص کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے تو وہ قصاص کا فیصلہ کرسکتا ہے، ورنہ نہیں، اور تقررنامہ میں یا دستور میں صراحت نہ ہوتو عرف کا اعتبار ہوگا، اور اس مسئلہ میں کوئی صریح نص نہیں ہے۔

اور پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت قیس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے سُپر نٹنڈنٹ (محافظ، سربراہِ کار) تھے (نگران کے کیا اختیارات تھے؟ معلوم نہیں (ترمذی (حدیث ۳۸۸۱) میں حدیث کے راوی محمد بن عبداللہ انصاری کا قول ہے کہ حضرت قیسؓ نبی ﷺ کے (سرکاری) کاموں کے ذمہ دار تھے) اور دوسری حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے پہلے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا، پھر پیچھے سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بھیجا (اور دونوں کے لئے یمن کے دو پر گنے بنائے گئے) اور آخری حدیث میں ہے کہ ایک مرتد کو حضرت معاذؓ نے قتل کیا، اور فرمایا: یہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے (کہ مرتد قتل کیا جائے)

[۱۲-] بَابٌ: الْحَاكِمُ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلٰى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُوْنَ الإِمَامِ الَّذِىْ فَوْقَهُ

[۷۱۵۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ أَبِىْ، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَىِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيْرِ.

[۷۱۵۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ قُرَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِىْ مُوْسَى: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بَعَثَهُ وَأَتْبَعَهُ بِمُعَاذٍ.[راجع: ۲۲۶۱]

[۷۱۵۷-]ح: وَحَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوْبُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هَلَالٍ، عَنْ أَبِىْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِىْ مُوْسَى: أَنَّ رَجُلاً أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ، فَأَتَاهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَهُوَ عِنْدَ أَبِىْ مُوْسَى فَقَالَ: مَا لِهٰذَا؟ قَالَ: أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ، قَالَ: لاَ أَجْلِسُ حَتّٰى أَقْتُلَهُ، قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.[راجع: ۲۲۶۱]

بَابٌ: هَلْ يَقْضِىْ الْحَاكِمُ أَوْ يُفْتِىْ وَهُوَ غَضْبَانُ؟

کیا سخت غصہ کی حالت میں حاکم فیصلہ کرے یا مفتی فتوی دے؟

حضرت رحمہ اللہ نے ہل چلایا ہے، مسئلہ کا فیصلہ نہیں کیا، پھر باب میں حاکم (قاضی) کے ساتھ مفتی کو بھی ملایا ہے، پہلے حکام فیصلے بھی کرتے تھے یعنی وہ قاضی بھی ہوتے تھے، اور حدیث میں شدید غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے کی سخت ممانعت آئی ہے، کیونکہ سخت غصہ کی حالت میں دماغ کا ٹمپریچر ٹھیک نہیں رہتا، کبھی مقدمہ کے فریقین میں سے کوئی بدتمیزی کرتا ہے تو قاضی کا پارہ چڑھ جاتا ہے، ایسی صورت میں اس کے حق میں ناانصافی کا امکان ہے، پس قاضی کو فیصلہ مؤخر کرنا چاہئے، جب حالت نارمل ہوجائے تب فیصلہ کرے۔

اور اگر غصہ کسی غیر متعلق پر آرہا ہے، مگر قاضی غصہ میں لال پیلا ہورہا ہے تو بھی فیصلہ کو مؤخر کرے، اور غصہ معمولی ہو تو اس حالت میں فیصلہ کرسکتا ہے، اور فتوی کا بھی یہی حکم ہے۔

باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبید اللہ کو جو کرمان کے قاضی تھے: لکھا کہ آپ غصہ کی حالت میں دو شخصوں کے درمیان یعنی معمولی مقدمہ میں بھی فیصلہ نہ کریں، پھر اسی مضمون کی حدیث لکھی۔

پھر فتوی کی دو روایتیں لائے ہیں، جو پہلے آچکی ہیں، پہلا واقعہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا لمبی نماز پڑھانے کا ہے اور دوسرا واقعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا حالتِ حیض میں طلاق دینے کا ہے، پہلے واقعہ میں غصہ کی حالت میں آپؐ نے وعظ کہا ہے اور حضرت معاذؓ کو ڈانٹا ہے اور دوسرے واقعہ میں فتوی دیا ہے کہ ابن عمرؓ رجوع کرلیں، مگر یہ شدید غصہ کے واقعات نہیں، اگرچہ راوی نے أشد غضبا کہا ہے، کیونکہ نبی غصہ میں بھی آپے سے باہر نہیں ہوتا۔

[۱۳-] بَابٌ: هَلْ يَقْضِيْ الْحَاكِمُ أَوْ يُفْتِيْ وَهُوَ غَضْبَانُ؟

[۷۱۵۸-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرَةَ، قَالَ: كَتَبَ أَبُوْ بَكْرَةَ إِلٰى ابْنِهِ، وَكَانَ بِسجِسْتَانَ: أَنْ لاَ تَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "لاَ يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ"

[۷۱۵۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارِكِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الأَنْصَارِيِّ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلاَةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلاَنٍ، مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فِيْهَا، قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِيْ مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوْجِزْ، فَإِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ"

[راجع: ۹۰]

[۷۱۶۰-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ الْكِرْمَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قَالَ: "لِيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا" قَالَ أَبُوْعَبْدِاللّٰهِ: مُحَمَّدٌ: هُوَ الزُّهْرِيُّ. [راجع: ٤٩٠٨]

بَابُ مَنْ رَأَى الْقَاضِيَ أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُوْنَ وَالتُّهَمَةَ، وَذٰلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا مَشْهُوْرًا

ایک رائے یہ ہے کہ قاضی اپنی جانکاری سے معاملات میں فیصلہ کرسکتا ہے جبکہ بدگمانی کا موقعہ نہ ہو، اور معاملہ سب کا جانا پہچانا ہو

یہ امام اعظم رحمہ اللہ کی رائے ہے، قاضی (جج) اپنی واقفیت کے مطابق معاملات (حقوق العباد) میں فیصلہ کرسکتا ہے، حدود (حقوق اللہ) میں نہیں کرسکتا، ان میں شہادت ضروری ہے۔ مگر یہ بات دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے: اول: تہمت اور بدگمانی کا موقع نہ ہو، لوگ یہ نہ کہیں کہ قاضی نے معاملہ کی معرفت کے بغیر فیصلہ کیا ہے۔ دوم: معاملہ معروف ہو، ہر کوئی اس کو جانتا ہو، ڈھکا چھپا نہ ہو —— اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک قاضی اپنی واقفیت سے فیصلہ نہیں کرسکتا، نہ معاملات میں نہ حدود میں، مقدمہ کی کارروائی ضروری ہے، شہود یا نکول ہی کے ذریعہ فیصلہ ہوگا۔

ایک واقعہ: فتح مکہ کے موقعہ پر صفا پہاڑی پر نبی ﷺ مکہ کے نومسلم مردوں اور عورتوں سے بیعتِ اسلام لے رہے تھے، جب مرد فارغ ہوگئے تو عورتوں کا نمبر آیا، وہ فاصلہ سے بیٹھی تھیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیعت کے الفاظ زور سے کہہ رہے تھے، بیعت کرنے والیوں میں ابوسفیان (کفار کے کمانڈر انچیف) کی اہلیہ ہند بھی تھیں، انھوں نے بیعت کے بعد مسئلہ پوچھا کہ میرے شوہر ابوسفیان کنجوس آدمی ہیں، میری اور بچوں کی ضرورت کے بقدر خرچہ نہیں دیتے، اور ان کا مال میرے پاس ہوتا ہے، پس کیا میں ان کی نظر بچا کر زیادہ لے سکتی ہوں؟ (ابوسفیان بھی وہیں تھے، وہ بولے لے سکتی ہو) پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''عرف کے مطابق لے سکتی ہو'' یعنی عام طور پر جتنا خرچ ہوتا ہے اتنا لے سکتی ہو (چاٹ کھانے کے لئے نہیں لے سکتی) —— یہ آپؐ نے مقدمہ کا فیصلہ کیا یا مسئلہ بتایا؟ امام اعظمؒ کے نزدیک فیصلہ کیا، دوسرے اماموں کے نزدیک مسئلہ بتایا، اس لئے اختلاف ہوا —— اور حدیث پہلے آچکی ہے۔

[١٤-] بَابُ مَنْ رَأَى الْقَاضِيَ أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُوْنَ وَالتُّهَمَةَ

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِهِنْدٍ: '' خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ''

وَذٰلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا مَشْهُوْرًا

[٧١٦١-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ:

جاءَ تْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ مَاكَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، ثُمَّ قَالَتْ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ مِنْ أَنْ أُطْعِمَ الَّذِيْ لَهُ عِيَالَنَا؟ قَالَ لَهَا: "لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيْهِمْ مِنْ مَعْرُوْفٍ" [راجع: ۲۲۱۱]

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُوْمِ، وَمَا يَجُوْزُ مِنْ ذٰلِكَ، وَمَا يَضِيْقُ عَلَيْهِ وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلٰى عَامِلِهِ، وَالْقَاضِيْ إِلَى الْقَاضِيْ

(۱) مُہری خط پر گواہی: کونسا مہری خط قبول کیا جائے، اور کس کے قبول کرنے میں درنگ کی جائے

(۲) اور حاکم کا اپنے کارندے کے نام خط (۳) اور مقدمہ کی کاروائی کی ترسیل

بخاری شریف کے اکثر نسخوں میں المختوم (مہر لگا ہوا) ہے، اور بعض نسخوں میں المحکوم (فیصلہ کیا ہوا) ہے، مطلب دونوں کا ایک ہے، اور اس باب میں تین باتیں ہیں:

پہلی بات: حاکم کسی کو مہر لگا کر خط بھیجے یا چھپے ہوئے پیڈ پر خط لکھے، دستخط کرے اور مہر بھی لگائے، اور لے جانے والا شہادت دے یعنی قسم کھا کر کہے کہ یہ فلاں کا خط ہے تو وہ خط قبول کیا جانا چاہئے، باب کے آخر میں روایت ہے، نبی ﷺ نے جب شاہ روم کو دعوتِ اسلام کا خط لکھنا چاہا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ گورنمنٹ مہری خط ہی قبول کرتی ہے، چنانچہ آپؐ نے چاندی کی مہر بنوائی، اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ کرایا، پھر مہر لگا کر خط بھیجا، جس کو ہرقل نے قبول کیا۔

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی اس رائے سے متفق ہیں، مگر وہ حدود کے خطوط میں درنگ (مزید تحقیق) کرنے کی بات کہتے ہیں، کیونکہ تزویر (فریب) کا احتمال ہے، پس مزید تحقیق کے بعد حد جاری کی جائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوی (ہنگامہ) میں شدت ایک بناوٹی خط سے آئی تھی، اس خط پر حضرت عثمانؓ کی سرکاری مہر تھی، مگر حضرت عثمانؓ نے اس کا انکار کیا، پھر شک کی سوئی مروان پر ٹھہری، جو پرائیویٹ سکریٹری تھا، اس لئے حدود کے خطوط میں احتیاط ضروری ہے، البتہ قتل خطا میں دیت کا معاملہ ہو تو خط قبول کر لیا جائے، اور اس پر مزید تحقیق کے بغیر عمل کیا جائے، کیونکہ مال کی تلافی ممکن ہے۔

صورتِ مسئلہ: کوئی قتل ہوا، مقدمہ چلا، قتل عمد ثابت ہوا، اور قصاص کا فیصلہ ہوا، پھر قاتل دوسری جگہ کھسک گیا، حاکم (قاضی) نے دوسری جگہ کے عامل (گورنر) کو خط بھیجا کہ اس کو قصاصاً قتل کیا جائے، تو اس خط پر عمل کرنے میں درنگ کرنی چاہئے۔ اور اگر قتل خطا کا فیصلہ ہوا ہے، اور قاتل کا عاقلہ دوسری جگہ ہے، اس لئے حاکم نے اپنے عامل کو خط لکھا کہ قاتل کے عاقلہ سے دیت وصول کی جائے تو اس پر فوری عمل کیا جائے ــــــ مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کی بات سمجھے

بغیر اعتراض جڑ دیا ہے!

دوسری بات: مقدمہ کی کاروائی فیصلہ کئے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا، ایک کورٹ سے مقدمہ دوسری کورٹ میں ٹرانسفر کرنا، یا فیصلہ بھیجنا تا کہ دوسری جگہ کا قاضی اس کو نافذ کرے: اس سلسلہ میں عصر حاضر کے دیدہ ور عالم حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی زید مجدہم نے قاموس الفقہ (۴:۵۲۱ لفظ قضاء) میں اچھا نوٹ لکھا ہے، اس کو پڑھ لیں:

''عدالتی طریقہ کار سے متعلق ایک اہم مسئلہ ایک جگہ سے دوسری جگہ مقدمات کی کاروائی کی ترسیل کا ہے، اکثر اوقات ایک حلقہ کے قاضی کو دوسرے حلقہ کے قاضی کے پاس کاروائی بھیجنی ہوتی ہے، یہ ایک ضرورت ہے، دوسری طرف قضاء کا کام نہایت احتیاط کا متقاضی ہے، ایک جگہ سے دوسری جگہ تحریر بھیجنے میں دھوکہ اور تزویر کا کافی اندیشہ ہے، اس لئے فقہاء نے ایک جگہ سے دوسری جگہ مقدمات سے متعلق فائل اور تحریریں بھیجنے کی اجازت دی ہے، ابتداءً تو فقہاء بعض نازک مقدمات ایک جگہ سے دوسری جگہ بذریعہ تحریر بھیجنے کی اجازت نہیں دیتے تھے، لیکن فقہاء متاخرین نے حدود وقصاص کے سوا تمام ہی مقدمات میں اس کی اجازت دی ہے [1] ـــــ لیکن ازراہِ احتیاط یہ شرط بھی لگائی ہے کہ قاضی کم سے کم دو شخص کو گواہ بنا کر اور مضمون سنا کر تحریر حوالہ کرے، اور ان ہی کے سامنے تحریر کو لفافہ میں ڈال کر مہر بند کرے، نیز مکتوب الیہ کا پتہ لکھے، پھر مکتوب الیہ قاضی اولاً مہر کو ملاحظہ کرے، اور فریق مخالف کو طلب کر کے فریق اور گواہان کے سامنے اسے پڑھے، اگر گواہان اس مضمون کی تصدیق کریں کہ یہی تحریر قاضی نے حوالہ کی تھی، اب جا کر اس تحریر کا اعتبار کیا جائے گا [2]

آج کی دنیا میں تعلقات اور معاملات کے دائرے بہت وسیع ہو گئے ہیں، بعض اوقات فریقین کا تعلق دو الگ الگ ملکوں سے ہوتا ہے، یا ایک ہی ملک کے دو ایسے شہروں سے ہوتا ہے جو طویل مسافت پر واقع ہوتے ہیں، ایسی صورت میں اگر مقدمہ کی کاروائی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے دو آدمیوں کو بھیجنا پڑے تو اتنا کثیر صرفہ آئے گا کہ انصاف کا حصول محض آرزو بن کر رہ جائے گا، دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں ڈاک کا ایسا نظم قائم ہو گیا ہے، جو بہ مقابلہ قدیم زمانہ کے کافی ترقی یافتہ بھی ہے، اور محفوظ وقابل اطمینان بھی، فقہاء کا مقصود اصل میں صرف اتنا ہے کہ مکتوب الیہ کو اس بات کا اطمینان حاصل ہو جائے کہ جس شخص کی طرف تحریر کی نسبت کی گئی ہے فی الواقع یہ اسی کی تحریر ہے، آج کل رجسٹری اور انشورنس کے ذریعہ محفوظ طریقہ پر ڈاک کا جو نظام قائم کیا گیا ہے، وہ مناسب حد تک قابل اطمینان ہے، اور اس پر تجربات اور آئے دن کے واقعات شاہد ہیں، اگر کوئی معاملہ مشکوک نظر آئے تو دوبارہ مراسلت یا فون کے ذریعہ اس کی تحقیق بھی ممکن ہے، اس لئے موجودہ

---

(۱) ردالمحتار ۴:۳۵۱، البحر الرائق ۷:۲و۳

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: اسلامی عدالت ۱:۴۲۳-۴۲۵

حالات میں ان ذرائع سے مقدمات کی کاروائی بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں"(۱)

[۱۵-] بَابُ الشَّهَادَةِ عَلٰی الْخَطِّ الْمَخْتُوْمِ، وَمَا يَجُوْزُ مِنْ ذٰلِكَ، وَمَا يَضِيْقُ عَلَيْهِ وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلٰی عَامِلِهِ، وَالْقَاضِیْ إِلٰی الْقَاضِیْ

[۱-] وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِی الْحُدُوْدِ، ثُمَّ قَالَ: إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ، لِأَنَّ هٰذَا مَالٌ بِزَعْمِهِ، وَإِنَّمَا صَارَ مَالاً بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ، وَالْخَطَأُ وَالْعَمَدُ وَاحِدٌ.

[۲-] وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلٰی عَامِلِهِ فِی الْجَارُوْدِ.

[۳-] وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِی سِنٍّ كُسِرَتْ.

قوله: من ذٰلك: أی من ذلك الخط: کونسا خط قبول کیا جائے...... **یَضِیْق علیه: أی علی الشاهد أو الخط:** کس گواہ پر یا خط پر مرسل الیہ تنگی کرے یعنی فوراً اس پر عملدرآمد نہ کرے...... **ترجمہ:** اور بعض لوگوں نے کہا: حاکم کا خط جائز ہے (واجب العمل ہے) مگر حدود میں ـــــ پھر اس نے کہا: اگر قتل خطاءً ہو تو خط جائز ہے (اس پر عمل کیا جائے) اس لئے کہ قتل خطاء اس کے گمان میں مال ہے ـــــ حالانکہ قتل خطاء مال بنتا ہے ثبوتِ قتل کے بعد، اور (ابتداء میں) خطا اور عمد یکساں ہیں (حالانکہ صورتِ مسئلہ فیصلہ کے بعد خط لکھنے کی ہے)

(۲) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین کا عامل قدامۃ بن مظعون کو بنایا تھا، جارود نے ان کے شراب پینے کی شکایت کی، آپؓ نے اپنے کارندے کو لکھا کہ ان کی بیوی سے تحقیق کی جائے، پھر قدامہ کو مدینہ بلایا، اور جارود اور ابو ہریرۃ نے ان کے شراب پینے کی شہادت دی تو حضرت عمرؓ نے ان کو حد ماری (حد جاری کرنے کے لئے خط نہیں لکھا تھا)

(۳) یہ غیر واضح ہے، خط کیا لکھا گیا تھا اس کی تفصیل حاشیہ میں بھی نہیں۔

[٤-] وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: كِتَابُ الْقَاضِیْ إِلٰی الْقَاضِیْ جَائِزٌ، إِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ.

[٥-] وَكَانَ الشَّعْبِیُّ يُجِيْزُ الْكِتَابَ الْمَخْتُوْمَ بِمَا فِيْهِ مِنَ الْقَاضِیْ.

[٦-] وَيُرْوٰی عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهُ.

[۷-] وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الثَّقَفِیُّ: شَهِدْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلٰی قَاضِیَ الْبَصْرَةِ، وَإِيَاسَ ابْنَ مُعَاوِيَةَ، وَالْحَسَنَ، وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ، وَبِلَالَ بْنَ أَبِیْ بُرْدَةَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِیَّ، وَعَامِرَ بْنَ عَبِيْدَةَ، وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُوْرٍ، يُجِيْزُوْنَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُوْدِ، فَإِنْ

(۱) البحر الرائق ۴: ۳۵۱، رد المحتار ۴: ۳۵۱

قَالَ الَّذِیْ جِیْءَ عَلَیْهِ بِالْکِتَابِ: إِنَّـهُ زُوْرٌ. قِیْلَ لَهُ: اذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذٰلِكَ.
[٨-] وَأَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلٰی کِتَابِ الْقَاضِیْ الْبَیِّنَةَ ابْنُ أَبِیْ لَیْلٰی وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ.

(۵) اور شعبیؒ مہر لگی ہوئی تحریر کے اس مضمون کو نافذ کرتے تھے جو اس میں قاضی کی طرف سے ہوتا تھا۔

(۶) ابن عمرؓ کا اثر حافظ ابن حجرؒ کو بھی کہیں نہیں ملا۔

(۷) بصرہ کے یہ تمام قضات گواہوں کی موجودگی کے بغیر قضات کی تحریروں کو نافذ کرتے تھے، پس اگر کہا اس نے جس کے خلاف تحریر لائی گئی ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو اس سے کہا جاتا: جا، پس نکلنے کی جگہ ڈھونڈھ یعنی خط کا جھوٹ ہونا ثابت کر (اس کو اس کا موقع دیا جاتا تھا)

[٩-] وَقَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ: حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحْرِزٍ: جِئْتُ بِکِتَابٍ مِنْ مُوْسَی بْنِ أَنَسٍ قَاضِیَ الْبَصْرَةِ، وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَیِّنَةَ أَنَّ لِیْ عِنْدَ فُلَانٍ کَذَا وَکَذَا، وَهُوَ بِالْکُوْفَةِ، فَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَأَجَازَهُ.
[١٠-] وَکَرِهَ الْحَسَنُ وَأَبُوْقِلَابَةَ أَنْ یُشْهَدَ عَلٰی وَصِیَّةٍ حَتّٰی یُعْلَمَ مَا فِیْهَا، لِأَنَّـهُ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّ فِیْهَا جَوْرًا.
[١١-] وَقَدْ کَتَبَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم إِلٰی أَهْلِ خَیْبَرَ: "إِمَّا أَنْ تَدُوْا صَاحِبَکُمْ، وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ"
[١٢-] وَقَالَ الزُّهْرِیُّ فِیْ شَهَادَةٍ عَلٰی الْمَرْأَةِ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: إِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ، وَإِلَّا فَلَا تَشْهَدْ.

(۹) اور عبید اللہ بن محرز کہتے ہیں، میں بصرہ کے قاضی موسیٰ کے پاس سے تحریر لایا، میں نے ان کے پاس گواہ قائم کئے تھے کہ میرا فلاں کے ذمے اتنا اور اتنا مال ہے، اور وہ (مقضی علیہ) کوفہ میں تھا، پس لایا میں اس کو (کوفہ کے قاضی) قاسم بن عبدالرحمٰن کے پاس، پس انھوں نے اس کو نافذ کیا۔

(۱۰) اور حسن بصری اور ابوقلابہ نے ناپسند کیا کہ گواہی دی جائے کسی وصیت پر تا آنکہ جانے اس کو جو اس (وصیت نامہ) میں ہے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید وصیت نامہ میں ظلم ہو (مگر اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ گواہ کا کام صرف اس کی گواہی دینا ہے کہ یہ فلاں کی وصیت ہے، پھر وصیت نامہ میں اگر ظلم ہے تو قاضی اس کو باطل کرے گا)

(۱۱) اور نبی ﷺ نے خیبر والوں کو خط لکھا کہ یا تو اپنے مقتول کی دیت دو یا جنگ کا الٹی میٹم سن لو!

(۱۲) اور امام زہریؒ نے کہا: پردے کے پیچھے سے عورت پر گواہی دینے میں کہ اگر عورت کو پہچانتا ہے تو گواہی دے، ورنہ گواہی نہ دے (اسی طرح خط کے مضمون کو جانتا ہو تو گواہی دے، ورنہ نہ دے، یہاں بھی وہی اعتراض ہے کہ گواہ صرف اس بات کی گواہی دے گا کہ یہ فلاں حاکم کا خط ہے، مضمونِ خط سے اس کو کیا مطلب؟)

[۷۱۶۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قَالُوْا: إِنَّهُمْ لاَ يَقْرَءُ وْنَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُوْمًا، فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِهِ، وَنَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ.[راجع: ٦٥]

بَابٌ: مَتَى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ؟

آدمی قضاء کے لائق کب ہوتا ہے؟

قضاء کا کورس مکمل کرنے کے علاوہ قاضی میں چند صفات (خوبیاں) ہونی ضروری ہیں، حضرت نے باب میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے اقوال لکھے ہیں:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حُکام (فیصلہ کرنے والوں) کو پابند کیا ہے کہ وہ خواہش کی پیروی نہ کریں، اور لوگوں سے نہ ڈریں، اور اللہ کے احکام کے عوض میں تھوڑی سی قیمت نہ لیں یعنی رشوت لے کر فیصلہ نہ کریں، پھر آپؒ نے تین آیتیں پڑھیں:

پہلی آیت: سورۃ ص کی (آیت ۲۶) ہے: ''اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں حاکم بنایا ہے پس آپ لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں، اور نفسانی خواہش کی پیروی نہ کریں (ایسا کروگے) تو وہ آپ کو اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی، بے شک جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے، بایں وجہ کہ روزِ حسات کو بھولے رہے!'' یعنی عموماً خواہشاتِ نفسانی کی پیروی اسی لئے ہوتی ہے کہ آدمی کو حساب کا دن یاد نہیں رہتا۔

دوسری آیت: سورۃ المائدۃ کی (آیت ۴۴) ہے: ''بے شک ہم نے تورات نازل فرمائی، جس میں ہدایت اور روشنی تھی، اس کے ذریعہ یہود کے لئے وہ انبیاء فیصلہ کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے، اور اہل اللہ اور علماء بھی، بایں وجہ کہ ان کو اس کتاب کی نگہداشت کا حکم دیا تھا، اور وہ اس (کتاب) پر گواہ تھے، پس تم (اے مسلمانو) لوگوں سے مت ڈرو، اور مجھ سے ڈرو، اور میرے احکام کے بدلے میں متاعِ قلیل مت لو، اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے موافق فیصلہ نہیں کرتے سو ایسے لوگ (حکم الٰہی کے عملی) منکر ہیں!'' یعنی جو قاضی قوانین وضعیہ پر فیصلہ کرتا ہے اس کی عملی حالت کافروں جیسی ہے۔

پھر حسن بصری رحمہ اللہ نے سورۃ الانبیاء کی (آیات ۷۸و۷۹) پڑھیں: ''اور آپؐ داؤد وسلیمان کا تذکرہ کیجئے! جب وہ کھیت کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے، جب رات کے وقت اس میں ایک قوم کی بکریاں جا پڑی تھیں، اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھنے والے تھے، پس ہم نے سلیمان کو فیصلہ کی سمجھ دی، اور ہر ایک کو ہم نے دانش مندی اور علم عطا فرمایا''

واقعہ اور فیصلہ: کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت ایک شخص کے کھیت میں جا گھسیں، اور کھیت کا صفایا کر دیا، اتفاق سے کھیت کا نقصان بکریوں کی لاگت کے برابر تھا، مقدمہ داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچا، آپ نے کھیت کے ضمان میں سب بکریاں کھیت والے کو دلا دیں، یہ فیصلہ اصول کے مطابق تھا، عدالت سے نکلنے کے بعد فریقین کی سلیمان علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اس سے بہتر فیصلہ کروں؟ دونوں رضامند ہو گئے، آپ نے فیصلہ کیا کہ بکریاں کھیت والے کے حوالے کی جائیں، وہ ان کے دودھ اور اون سے فائدہ اٹھائے، اور کھیت بکریوں والے کے حوالہ کیا جائے، وہ اس کی پرداخت کرے، پھر جب کھیت سابقہ حالت پر آجائے تو کھیت والے کو لوٹا دیا جائے، اور وہ بکریاں لوٹا دے، یہ مصالحت کی صورت تھی اور فریقین کے حق میں مفید تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس فیصلہ کی تعریف کی، اور داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کو بھی صحیح قرار دیا۔

حضرت حسنؒ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی تعریف کی اور داؤد علیہ السلام کو بھی سرزنش نہیں کی، اور اگر نہ ہوتی وہ بات جو اللہ تعالیٰ نے ذکر کی ان دو حضرات کے معاملہ سے تو دیکھا جاتا (سمجھا جاتا) کہ قضات تباہ ہو گئے، پس بے شک اللہ تعالیٰ نے ان (سلیمانؑ) کی تعریف کی ان کے علم کی وجہ سے، اور ان (داؤدؑ) کو معذور قرار دیا ان کے اجتہاد کی وجہ سے یعنی ان کی اجتہادی چوک کو معاف کیا (مگر میں نے اوپر کہا ہے کہ داؤد علیہ السلام کا فیصلہ اصول کے مطابق تھا اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ مصالحت کی صورت تھی، پس خطا اجتہادی ماننے کی ضرورت نہیں)

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: پانچ باتیں: اگر ان میں سے ایک بات بھی قاضی چوک جائے یعنی اس میں نہ ہو تو اس میں عیب ہوگا یعنی اس کو کمی تصور کی جائے گی: (۱) قاضی سمجھدار ہو (۲) بردبار ہو (۳) پاک دامن ہو (کیونکہ مقدمات میں عورتیں بھی آتی ہیں) (۴) سخت (مضبوط) ہو (فیصلہ کرتے وقت کسی سے ڈرے نہیں) (۵) عالم (جاننے والا) ہو اور بہت زیادہ علماء سے دریافت کرنے والا ہو (اگر خود نہ جانتا ہو تو علماء سے پوچھنے میں شرم نہ کرتا ہو)

[۱٦-] بَابٌ: مَتَى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ؟

وَقَالَ الْحَسَنُ: أَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ أَنْ لاَ يَتَّبِعُوْا الْهَوَى، وَلاَ يَخْشَوُا النَّاسَ وَلاَ يَشْتَرُوْا بِآيَاتِهِ ثَمَنًا قَلِيْلاً.

ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَا دَاوُدُ إِنَّاجَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلاَ تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، إِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾[ص: ٢٦]

وَقَرَأَ: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ

الْكَافِرُوْنَ﴾[المائدة: ٤٤]

وَقَرَأَ: ﴿وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِيْنَ، فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا﴾[الأنبياء: ٧٨، ٧٩]

فَحَمِدَ سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوُدَ، وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللّٰهُ مِنْ أَمْرِ هٰذَيْنِ لَرُئِيَتْ أَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوْا، فَإِنَّهُ أَثْنٰى عَلٰى هٰذَا بِعِلْمِهِ وَعَذَرَ هٰذَا بِاجْتِهَادِهِ.

وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ: قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِيْ مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيْهِ وَصْمَةٌ: أَنْ يَكُوْنَ فَهِمًا، حَلِيْمًا، عَفِيْفًا، صَلِيْبًا، عَالِمًا سَؤُوْلًا عَنِ الْعِلْمِ.

بَابُ رِزْقِ الْحَاكِمِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا

حاکم اور حکومت کے عملہ کی تنخواہ

ھا: کا مرجع الحکومۃ ہے، جو الحاکم سے منتزع ہے، اور تن خواہ کے معنی ہیں: بدن کی مانگ یعنی ضروریاتِ زندگی، یہی معنی رزق (روزی) کے ہیں۔ جو لوگ مصالح مسلمین کے لئے کام کرتے ہیں ان کا گذارہ بیت المال سے دیا جائے گا، شیخین رضی اللہ عنہما بیت المال سے گذارہ لیتے تھے، قاضی شریح بھی تن خواہ لیتے تھے، اور صدیقہؓ نے فرمایا: وصی اپنی محنت کے بقدر کھا سکتا ہے، اور سائب بن یزید (صحابی صغیر) کو حویطبؓ (صحابی) نے خبر دی کہ عبداللہ بن السعدی (صحابی) حضرت عمر رضی اللہ عنہم (صحابی) کے پاس آئے، حضرت عمرؓ نے ان سے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ حکومت کے کام کرتے ہیں، اور جب تنخواہ دی جاتی ہے تو نہیں لیتے، انھوں نے کہا: یہ خبر صحیح ہے، حضرت عمرؓ نے پوچھا: کیوں؟ انھوں نے کہا: میں خود کفیل ہوں، میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں، اور میرے پاس اور بھی مال ہے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنی خدمت کو مسلمانوں پر خرچ کروں، حضرت عمرؓ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، میں نے بھی ایسا کرنے کا ارادہ کیا تھا تو نبی ﷺ نے مجھے منع کیا تھا، اور حدیث تحفۃ القاری (۲۵۴:۴) میں آچکی ہے، اور حاشیہ میں بحوالہ صحیح ابن حبان ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان کو چالیس ہزار دینار دیئے۔

فائدہ: کوئی خود کفیل ہو تو اولیٰ کیا ہے: تنخواہ لینا یا نہ لینا؟ اس میں اختلاف ہے، جو حاشیہ میں مذکور ہے، اور ہدایہ میں ہے کہ تنخواہ نہ لینا افضل ہے، یہ بات بھی حاشیہ میں منقول ہے۔

[۱۷-] بَابُ رِزْقِ الْحَاكِمِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا

[۱-] وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَاءِ أَجْرًا. [۲-] وَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ.

[٣-] وَأَكَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ.

[٧١٦٣-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ فِي خِلاَفَتِهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِيْ مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالاً، فَإِذَا أُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا؟ فَقُلْتُ: بَلٰى. قَالَ عُمَرُ: فَمَا تُرِيْدُ إِلٰى ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: إِنَّ لِيْ أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا، وَأَنَا بِخَيْرٍ، وَأُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ عُمَرُ: لاَ تَفْعَلْ فَإِنِّيْ كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِيْ أَرَدْتَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُعْطِيْنِيْ الْعَطَاءَ، فَأَقُوْلُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ، حَتَّى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالاً، فَقُلْتُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلاَ سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَإِلاَّ فَلاَ تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ"[راجع: ١٤٧٣]

[٧١٦٤-] وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُعْطِيْنِيْ الْعَطَاءَ، فَأَقُوْلُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ، حَتّٰى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالاً، فَقُلْتُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، فَمَاجَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلاَ سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَالاَ فَلاَ تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ"[راجع: ١٤٧٣]

بَابُ مَنْ قَضَى وَلاَ عَنَ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں فیصلہ کرنا اور لعان کرنا

پہلے سادگی تھی، انتظام کم تھا، مقدمات کا ریکارڈ بھی نہیں رکھا جاتا تھا، ہاتھ کے ہاتھ سب کام نمٹادیئے جاتے تھے، اس وقت قُضات مسجد میں بیٹھتے تھے، وہیں مقدمہ کی سماعت کرتے تھے، وہیں فیصلے کرتے تھے، اب جبکہ گنجائش ہوگئی، کورٹ کے لئے مستقل عمارتیں بن گئیں تو اب کہاں بیٹھنا افضل ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اب مسجد میں قاضی کا بیٹھنا مکروہ ہے، اور حنفیہ کے نزدیک مسجد میں کورٹ کرنا اولیٰ ہے، دونوں قولوں کے دلائل حاشیہ میں ہیں، مگر اب طریقہ بدل گیا ہے، اب قاضی کورٹ میں عدالت کرتا ہے۔

[١٨-] بَابُ مَنْ قَضَى وَلاَ عَنَ فِي الْمَسْجِدِ

[١-] وَلاَ عَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم. [٢-] وَقَضَى مَرْوَانُ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم. [٣-] وَقَضَى شُرَيْحٌ، وَالشَّعْبِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ. [٤-] وَكَانَ الْحَسَنُ، وَزُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى يَقْضِيَانِ فِي الرَّحْبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ.

[٧١٦٥-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا. [راجع: ٤٢٣]

[٧١٦٦-] حَدَّثَنِيْ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ: أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلٰى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، أَيَقْتُلُهُ؟ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ. [راجع: ٤٢٣]

لغت: لَاعَنَ الحاكمُ: حاکم نے دوفریقوں کے درمیان ملاعنت کا فیصلہ کیا...... ایک مقدمہ میں مدینہ کے گورنر مروان نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر فیصلہ کیا کہ وہ منبرِ نبوی پر قسم کھائیں، حضرت زیدؓ تیار نہیں ہوئے، فرمایا: میں یہیں قسم کھاتا ہوں (تحفۃ القاری ۶: ۷۳)......الرحبة: کشادہ زمین، گھر کا صحن......دونوں حدیثیں ایک ہیں۔

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ، حَتّٰى إِذَا أَتَى عَلٰى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ

ایک رائے یہ ہے کہ قاضی فیصلہ تو مسجد میں کرے، مگر سزا مسجد سے باہر جاری کرے

یہ رائے بھی ٹھیک ہے، فیصلہ تو عبادت ہے، پس مسجد میں کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر مسجد میں سزا دینا مسجد کے موضوع کے خلاف ہے، خلفائے راشدین سے ایسا کرنا مروی ہے، اور حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے زنا کا اقرار مسجد میں کیا تھا، اور آپؐ نے ان کے رجم کا فیصلہ بھی مسجد میں کیا تھا، مگر ان کو رجم عیدگاہ کے میدان میں کیا گیا۔

[١٩-] بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ، حَتّٰى إِذَا أَتَى عَلٰى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ

وَقَالَ عُمَرُ أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ.

[٧١٦٧-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ. فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعًا، قَالَ: "أَبِكَ جُنُوْنٌ؟" قَالَ: لَا، قَالَ: "اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ" [راجع: ٥٢٧١]

[٧١٦٨-] قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلّٰى، رَوَاهُ يُوْنُسُ، وَمَعْمَرٌ، وَابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فِي الرَّجْمِ. [راجع: ٥٢٧٠]

وضاحت: پہلی حدیث عُقیل کی ہے، انھوں نے سند حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی ہے، دوسری حدیث:

زہریؒ کے دیگر تلامذہ کی ہے، انھوں نے سند حضرت جابر رضی اللہ عنہ تک پہنچائی ہے، مگر ان کی حدیث میں صرف سنگسار کرنے کا ذکر ہے، اقرارِ زنا کا ذکر نہیں، دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الإِمَامِ لِلْخُصُوْمِ

امیر المؤمنین کا فریقین کو نصیحت کرنا

امام اور قاضی فریقین کوئی نصیحت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، کیونکہ دین نصیحت کا نام ہے، ایک نزاع میں فیصلہ کرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا: ''میں انسان ہی ہوں (مقدمہ میں کون حق پر ہے اور کون ناحق؟ یہ میں نہیں جانتا) اور آپ لوگ میرے پاس مقدمات لے کر آتے ہو، میں فریقین کی باتیں سن کر فیصلہ کرتا ہوں، پس ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک دوسرے سے زیادہ چرب زبان ہو، میں اس کی بات سے متأثر ہوکر اس کے حق میں فیصلہ کردوں اور وہ چیز نفس الامر میں اس کی نہ ہو تو وہ نہ لے، کیونکہ میں اس کو جہنم کا انگارہ ہی کاٹ کر دے رہا ہوں (میرے فیصلہ سے وہ چیز اس کے لئے حلال نہیں ہوجائے گی، یہ آپؐ نے فریقین کو نصیحت فرمائی، اسی طرح فریقین کو یہ نصیحت کرے کہ آپس میں مصالحت کرلو تو ایسی نصیحت کرنا بھی درست ہے)

[۲۰-] بَابُ مَوْعِظَةِ الإِمَامِ لِلْخُصُوْمِ

[۷۱۶۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بُحَجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِيْ عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلاَ يَأْخُذْهُ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ" [راجع: ۲۴۵۸]

بَابُ الشَّهَادَةِ تَكُوْنُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِيْ وِلاَيَتِهِ الْقَضَاءَ أَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ لِلْخَصْمِ

حاکم (قاضی) ایک فریق کا گواہ ہو، خواہ قضاء سے پہلے گواہ بنا ہو یا بعد میں (پس کیا وہ اپنے علم سے فیصلہ کرسکتا ہے؟)

صورتِ مسئلہ: زید اور عمرو میں ایک مکان کا سودا ہوا، خالد اس وقت موجود تھا، پھر خالد قاضی بن گیا، یا قاضی بننے کے بعد سودے کے وقت وہ موجود تھا، پھر بائع یا مشتری میں سے ایک سودے سے مکر گیا، پس مقدمہ خالد کی کورٹ میں آیا تو کیا خالد (قاضی) اپنے علم سے فیصلہ کرسکتا ہے یا گواہ ضروری ہیں؟ یا خالد (قاضی) نے کسی کو چوری کرتے دیکھا یا زنا کرتے دیکھا تو کیا وہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرکے سزا دے سکتا ہے یا گواہ ضروری ہیں؟

امام بخاری رحمہ اللہ نے مسئلہ کا کوئی فیصلہ نہیں کیا،مختلف اقوال نقل کردیئے ہیں، مگر رجحان ان کا اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ قاضی اپنے علم سے فیصلہ نہ کرے، گواہی کی بنیاد پر فیصلہ کرے، تا کہ کسی کے لئے بدگمانی کا موقع نہ رہے۔

۱- قاضی شریح رحمہ اللہ کسی معاملہ میں گواہ تھے، من لہ الشہادہ نے ان سے درخواست کی آپ میرے لئے شہادت دیں، پس انھوں نے فرمایا: ''حاکم کے پاس مقدمہ لے جا تا کہ میں تیرے لئے گواہی دوں'' (مگر خود انھوں نے اپنے علم سے فیصلہ نہیں کیا)

۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اگر آپ کسی کو زنا کرتا ہوا یا چوری کرتا ہوا دیکھیں، درانحالیکہ آپ امیر ہوں (تو کیا آپ اپنے علم سے سزا دے سکتے ہیں؟) حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: (آپ بھی امیر ہیں، اگر آپ دیکھیں تو) آپ کی گواہی ایک مسلمان کی گواہی ہے (پس آپ دوسرے قاضی کے یہاں گواہی دے سکتے ہیں، مگر اپنے علم سے فیصلہ نہیں کر سکتے) حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ نے صحیح کہا۔

۳- (بدگمانی سے بچنا ضروری ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں زیادتی کردی تو میں اپنے ہاتھ سے (قرآن کے آخر میں) رجم کی آیت لکھ دیتا (یہ بات اس لئے لائے ہیں کہ بدگمانی سے بچنا ضروری ہے)

۴- (البتہ اقرار اس سے مستثنیٰ ہے، اس میں گواہ ضروری نہیں، چار مرتبہ زنا کا اقرار ہی چار گواہوں کے قائم مقام ہے) حضرت ماعزؓ نے نبی ﷺ کے پاس چار مرتبہ زنا کا اقرار کیا، پس آپؐ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا، اور نہیں ذکر کیا گیا کہ نبی ﷺ نے گواہ بنایا اس کو جوان کے پاس حاضر تھا (اور زنا دیکھا تھا)

۵- اور حضرت حمادؒ نے فرمایا: جب ایک مرتبہ حاکم کے سامنے (زنا کا) اقرار کرے (اور شادی شدہ ہو) تو سنگسار کیا جائے، اور حضرت حکم بن عتیبہؒ نے کہا: چار مرتبہ (الگ الگ مجلسوں میں اقرار ضروری ہے، احناف نے اسی کو لیا ہے، کیونکہ یہ حدیث سے مؤید ہے)

[۲۱-] بَابُ الشَّهَادَةِ تَكُوْنُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي وِلاَيَتِهِ الْقَضَاءَ أَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ لِلْخَصْمِ

[۱-] وَقَالَ شُرَيْحٌ الْقَاضِيْ، وَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ، فَقَالَ: ائْتِ الْأَمِيْرَ حَتّٰى أَشْهَدَ لَكَ.

[۲-] وَقَالَ عِكْرِمَةُ: قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: لَوْ رَأَيْتَ رَجُلاً عَلٰى حَدٍّ زِنًا أَوْ سَرِقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيْرٌ؟ فَقَالَ: شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، قَالَ صَدَقْتَ.

[۳-] قَالَ عُمَرُ: لَوْلاَ أَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ: زَادَ عُمَرُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، لَكَتَبْتُ آيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِيْ.

[۴-] وَأَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَرْبَعًا بِالزِّنَا، فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ، وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ

صلی اللہ علیہ وسلم أَشْهَدَ مَنْ حَضَرَهُ.

[ه-] وَقَالَ حَمَّادٌ: إِذَا أَقَرَّ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ، وَقَالَ الْحَكَمُ: أَرْبَعًا.

آئندہ حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جنگِ حُنین کے موقعہ پر فرمایا: ''جس کے لئے گواہ ہو کسی مقتول پر جس کو اس نے مارا ہو، پس اس کے لئے اس کا سامان ہے'' پس میں کھڑا ہوا تا کہ میرے مارے ہوئے پر گواہ ڈھونڈھوں، پس نہیں دیکھا میں نے کسی کو جو میرے لئے گواہی دے، پس میں بیٹھ گیا، پھر میرے لئے ظاہر ہوا، پس ذکر کیا میں نے قتیل کا معاملہ رسول اللہ ﷺ سے، پس ساتھ بیٹھے ہوؤں میں سے ایک نے کہا: اس مقتول کا سامان جس کا وہ ذکر کر رہے ہیں: میرے پاس ہے۔ پس آپؐ اس کو کچھ دے کر، میری طرف سے خوش کر دیں۔ پس ابوبکرؓ نے کہا: ہرگز نہیں! آپؐ اس کو نہ دیں! قریش کی پدّی کو دیں گے، اور اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو چھوڑ دیں گے، جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑتا ہے! پس رسول اللہ ﷺ نے جان لیا اور وہ سامان مجھ کو دیا، میں نے اس سے ایک باغ خریدا، جو میرا پہلا مال تھا جو میں نے ذخیرہ کیا —— اور امام لیثؒ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ اٹھے، اور وہ سامان مجھ کو دیا۔

استدلال: رسول اللہ ﷺ نے جان لیا اور وہ سامان مجھ کو دیا، اس سے استدلال کیا ہے کہ آپؐ نے علم کے مطابق فیصلہ کیا۔ حالانکہ جس کے پاس سامان تھا اس نے اقرار کیا تھا کہ قاتل ابوقتادہ ہیں، اسی اقرار کی بنیاد پر سامان دیا تھا۔

[۷۱۷۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ حُنَيْنٍ: "مَنْ لَهُ بَيِّنَةٌ عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ، فَلَهُ سَلَبُهُ" فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلِيْ، فَلَمْ أَرَا أَحَدًا يَشْهَدُ لِيْ، فَجَلَسْتُ، ثُمَّ بَدَا لِيْ، فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: سَلَاحُ هٰذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِيْ، فَأَرْضِهِ مِنِّيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَلَّا، لَا تُعْطِهِ! أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَتَدَعُ أَسَدًا مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ! قَالَ: فَعَلِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ: فَقَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَدَّاهُ إِلَيَّ.

پدّی: ایک چھوٹی سی چڑیا...... أصيبغ: أي تعطى۔

فقہاء کی رائیں:

۶- اور اہلِ حجاز (امام مالکؒ) نے کہا: حاکم اپنے علم سے فیصلہ نہ کرے، خواہ گواہ بنا ہو وہ اس کا اپنی ولایت میں یا اس سے پہلے۔ اور اگر اقرار کیا قاضی کے پاس دوسرے فریق نے کسی حق کا قضاء کی مجلس میں یعنی کورٹ کے اجلاس میں تو قاضی

اس کے خلاف فیصلہ نہیں کرے گا بعض حجازیوں کے نزدیک، یہاں تک کہ دو گواہوں کو بلائے، پس دونوں کو حاضر کرے اس اقرار میں یعنی اس اقرار پر ان کو گواہ بنائے، پھر ان کی گواہی سے اس کے خلاف فیصلہ کرے (یہ رائے امام مالک کے تلامذہ ابن القاسم اور اشہب کی ہے)

۷- اور بعض اہلِ عراق (احناف) نے کہا: جو سنا ہو یا دیکھا ہو قضاء کی مجلس میں تو اس کے ذریعہ فیصلہ کرے (گواہ بنانے کی ضرورت نہیں) اور جو غیر مجلس قضاء میں سنا ہو تو فیصلہ نہ کرے مگر دو گواہوں کے ذریعہ —— اور ان میں سے دوسروں (امام ابو یوسف) نے کہا: بلکہ اس کے ذریعہ فیصلہ کرے، کیونکہ وہ (قاضی) بھروسہ کیا ہوا ہے، اور شہادت سے مقصود حق کو پہچاننا ہے، پس قاضی کا جاننا شہادت سے بڑھ کر ہے —— اور ان میں سے بعض (ابوحنیفہ وابو یوسف) نے کہا: اپنے علم سے اموال میں فیصلہ کرے، اور اموال کے علاوہ میں فیصلہ نہ کرے۔

۸- اور قاسم نے کہا (معلوم نہیں یہ کون قاسم ہیں، مگر بات ان کی باون تولہ پاؤ رتی ہے) حاکم کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کوئی بھی فیصلہ کرے اپنے علم سے، اس کے علاوہ کے علم کے بغیر یعنی کوئی دوسرا بھی اس بات کو جاننے والا ہونا چاہئے، حالانکہ قاضی کا علم زیادہ ہے اس کے علاوہ کی شہادت سے، مگر اس میں (اپنے علم سے فیصلہ کرنے میں) خود کو تہمت کے درپے کرنا ہے مسلمانوں کے نزدیک، اور مسلمانوں کو گمانوں میں واقع کرنا ہے یعنی معلوم نہیں لوگ کیا گمان کریں گے، جبکہ نبی ﷺ نے بدگمانی کو ناپسند کیا ہے، چنانچہ فرمایا کہ یہ صفیہؓ ہیں (پھر یہی صفیہؓ والی حدیث ذکر کی ہے، جو پہلے آچکی ہے)

[-٦] وَقَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ: الْحَاكِمُ لاَ يَقْضِيْ بِعِلْمِهِ، شَهِدَ بِذٰلِكَ فِيْ وِلاَيَتِهِ أَوْ قَبْلَهَا، وَلَوْ أَقَرَّ عِنْدَهُ خَصْمٌ آخَرُ بِحَقٍّ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ، فَإِنَّهُ لاَ يَقْضِيْ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ، حَتّٰى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا إِقْرَارَهُ.

[-٧] وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ: مَا سَمِعَ أَوْ رَآهُ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضَى بِهِ، وَمَا كَانَ فِي غَيْرِهِ لَمْ يَقْضِ إِلاَّ بِشَاهِدَيْنِ، وَقَالَ آخَرُوْنَ مِنْهُمْ: بَلْ يَقْضِى بِهِ، لِأَنَّهُ مُؤْتَمَنٌ، وَإِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ، فَعِلْمُهُ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَقْضِيْ بِعِلْمِهِ فِي الْأَمْوَالِ، وَلاَ يَقْضِي فِيْ غَيْرِهَا.

[-٨] وَقَالَ الْقَاسِمُ: لاَ يَنْبَغِيْ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَقْضِيَ قَضَاءً بِعِلْمِهِ دُوْنَ عِلْمِ غَيْرِهِ، مَعَ أَنَّ عِلْمَهُ أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهِ، وَلٰكِنْ فِيْهِ تَعَرُّضٌ لِتُهَمَةِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَإِيْقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُوْنِ، وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الظَّنَّ فَقَالَ: "إِنَّمَا هٰذِهِ صَفِيَّةُ"

[-٧١٧١] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ حُسَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَتَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَلَمَّا رَجَعَتِ انْطَلَقَ مَعَهَا، فَمَرَّ بِهِ رَجُلاَنِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَدَعَاهُمَا فَقَالَ: "إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ" فَقَالاَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! قَالَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ

آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ" رَوَاهُ شُعَيْبٌ، وَابْنُ مُسَافِرٍ، وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۲۰۳۵]

بَابُ أَمْرِ الْوَالِي إِذَا وَجَّهَ أَمِيْرَيْنِ إِلٰى مَوْضِعٍ أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصَيَا

خلیفہ جب کسی جگہ دو آدمیوں کو امیر بنا کر بھیجے تو ان کو حکم دے کہ ایک دوسرے کی موافقت کریں، مخالفت نہ کریں

تحفۃ القاری (۴۳۲:۸) میں حدیث آچکی ہے، نبی ﷺ نے حضرات ابوموسیٰ ومعاذ رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا، تو دونوں کو حکم دیا: ''آسانی کرنا، دشواری مت ڈالنا، اور دونوں خوش خبری سنانا اور بدکانا نہیں'' اور یہاں یہ اضافہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی موافقت کرنا (اگر دو امیر ایک ہی جگہ میں ہوں تو یہ بات نہایت ضروری ہے، اور دو جگہوں میں ہوں تو بھی یہ بات مفید ہے)

[۲۲-] بَابُ أَمْرِ الْوَالِي إِذَا وَجَّهَ أَمِيْرَيْنِ إِلٰى مَوْضِعٍ أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصَيَا

[۷۱۷۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَبِي وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمِيْنِ، فَقَالَ: "يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا" فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسَى: إِنَّهُ يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا الْبِتْعُ، فَقَالَ: "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ"

وَقَالَ النَّضْرُ، وَأَبُوْ دَاوُدَ، وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، وَوَكِيْعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۲۲۶۱]

بَابُ إِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ

خلیفہ (قاضی) کا دعوت قبول کرنا

دعوتِ عام قبول کرے، دعوتِ خاص قبول نہ کرے، دعوتِ عام وہ ہے جس میں خلیفہ کی حاضری ضروری نہ ہو، وہ آئے سبحان اللہ! نہ آئے تو بھی مقررہ وقت پر دوسروں کی دعوت ہوگی، اور دعوتِ خاص: وہ ہے کہ خلیفہ سے وقت لے کر دعوت طے کی جائے، ایسی دعوت کبھی رشوت بن جاتی ہے، اس لئے قاضی کو ایسی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام کی جو دعوت قبول کی تھی وہ عام دعوت ہوگی، یا پٹا کر کام نکالنے کا اندیشہ نہیں ہوگا،

اورحدیث عام مسلمانوں سے متعلق ہے، ان کودعوت قبول کرنی چاہئے، اورسرکاری لوگوں کے لئے اگلے باب کی حدیث ہے۔

[۲۳-] بَابُ إِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ عَبْدًا لِلْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

[۷۱۷۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " فُكُّوْا الْعَانِيَ وَأَجِيْبُوْا الدَّاعِيَ"

[راجع: ۳۰٤٦]

بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ

سرکاری آدمیوں کے ہدیے

سرکاری لوگوں کو جو ہدیے ملتے ہیں وہ ہدیے کم اور رشوت زیادہ ہوتے ہیں، پس اول تو ان کو ہدیہ لینا ہی نہیں چاہئے، اور لیلے تو اس کو سرکاری فنڈ میں جمع کرادے، ابن اللتبیہ کی روایت پہلے آچکی ہے، ان کو زکاتیں وصول کرنے کے لئے بھیجا گیا، ان کو جو ہدیے ملے ان کو رشوت قرار دیا گیا اوران کو سرکاری فنڈ میں جمع کرادیا گیا۔

[۲٤-] بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ

[۷۱۷٤-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْحُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلاً مِنْ بَنِيْ أَسَدٍ، يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ، عَلٰى صَدَقَةٍ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ، فَقَامَ النَّبِيّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى الْمِنْبَرِ، قَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: " مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ، فَيَأْتِيْ فَيَقُوْلُ: هٰذَا لَكَ وَهٰذَا لِيْ. فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ أَوْ أُمِّهِ فَيَنْظُرُ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لَا؟ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَا يَأْتِيْ بِشَيْئٍ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَيْعِرُ" ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ: " أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ" ثَلَاثًا [راجع: ۹۲۵]

وَقَالَ سُفْيَانُ: قَصَّهُ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ، وَزَادَ هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعَ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنِيْ، وَسَلُوْا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ سَمِعَهُ مَعِيْ. وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ: سَمِعَ أُذُنِيْ.

خُوَارٌ: صَوْتٌ، وَالْجُؤَارُ: مِنْ ﴿يَجْئَرُوْنَ﴾ كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ.

لغت: خُوار: خاص ہے: جانور کا رینکنا، چلانا...... اور جُؤَار: عام ہے، انسان یا گائے کا چلانا۔

بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِيْ وَاسْتِعْمَالِهِمْ

آزاد شدہ کو قاضی اور کارندہ بنانا

آزاد کردہ غلام کو قاضی بنا سکتے ہیں، اگر وہ اس کا اہل ہو، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ چند روز کے لئے بصرہ کے قاضی رہے ہیں۔ اور اس کو حکومت کا کارندہ (کوئی بھی عہدہ دار) بنا سکتے ہیں، ہجرت کے وقت قباء کی مسجد میں حضرت سالم رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے، وہ آزاد کردہ تھے، اور مقتدیوں میں اکابر صحابہ تھے، اور امامت صغری پر امامتِ کبری کو قیاس کر سکتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ قیاس کیا تھا، مگر امام بخاری رحمہ اللہ شاید اس قیاس کے لئے تیار نہ ہوں، ان کے پیش نظر حدیث: الأئمة من قریش ہوگی، حالانکہ وہ حدیث ایک پیشین گوئی ہے، کما سبق۔

[۲۵-] بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِيْ وَاسْتِعْمَالِهِمْ

[۷۱۷۵-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ، قَالَ: كَانَ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ، فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَأَبُوْ سَلَمَةَ، وَزَيْدٌ، وَعَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ. [راجع: ٦٩٢]

بَابُ الْعُرَفَاءِ لِلنَّاسِ

لوگوں کے احوال جاننے کے لئے ذمہ دار مقرر کرنا

عریف: کے معنی ہیں: کسی چیز سے باخبر، منتظم، قوم کا سردار، خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ قوم کے احوال جاننے کے لئے عرفاء مقرر کرے، وہ قوم کا انتظام بھی کریں گے، اور خلیفہ کو لوگوں کے احوال سے واقف بھی رکھیں گے۔ نبی ﷺ نے ایسے ذمہ دار حضرات مقرر کئے تھے، پہلے وہ نقیب (جمع نقباء) کہلاتے تھے، اور باب کی حدیث میں ان کو عرفاء کہا گیا ہے، اور حدیث پہلے آچکی ہے۔

[۲۶-] بَابُ الْعُرَفَاءِ لِلنَّاسِ

[۷۱۷٦و۷۱۷۷-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَمِّهِ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ حِيْنَ أَذِنَ لَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ فِيْ عِتْقِ سَبْيِ

هُوَازِنَ: "إِنِّیْ لاَ أَدْرِیْ مَنْ أَذِنَ مِنکُمْ مِمَّنْ لَمْ یَأْذَنْ، فَارْجِعُوْا حَتّٰی یَرْفَعَ إِلَیْنا عُرَفَاؤُکُمْ أَمرَکُمْ" فَرَجَعَ النَّاسُ فَکَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ، فَرَجَعُوْا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَیَّبُوْا وَأَذِنُوْا. [راجع: ۲۳۰۷، ۲۳۰۸]

بَابُ مَا یُکْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَیْرَ ذٰلِكَ

بادشاہ کی منہ پر تعریف کرنا اور پیچھے برائی کرنا مکروہ ہے

کتاب الفتن میں (باب ۲۱) اسی طرح کا آیا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: ہم اپنے بادشاہ کے پاس جاتے ہیں، پس ہم اس سے اس کے خلاف کہتے ہیں جو ہم اس کے پاس سے نکل کر کہتے ہیں؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: ''ہم اس کو نفاق سمجھتے ہیں! (اور نفاق مؤمن کے شایانِ شان نہیں) اور حدیث میں دورخے کو بدترین آدمی کہا گیا ہے، اور یہ دورخا پن ہے۔

[۲۷-] بَابُ مَا یُکْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَیْرَ ذٰلِكَ

[۷۱۷۸-] حدثنا أَبُوْ نُعَیْمٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِیْهِ: قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلٰی سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ بِخِلاَفِ مَا نَتَکَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ؟ قَالَ: کُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا.

[۷۱۷۹-] حدثنا قُتَیْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ أَبِیْ حَبِیْبٍ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَقُوْلُ: "إِنْ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَیْنِ، الَّذِیْ یَأْتِیْ هٰؤُلاَءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلاَءِ بِوَجْهٍ" [راجع: ۳۴۹۴]

بَابُ الْقَضَاءِ عَلَی الْغَائِبِ

غیر حاضر مدعیٰ علیہ کے خلاف فیصلہ کرنا

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک غائب (غیر حاضر) کے خلاف مقدمہ سننا اور فیصلہ کرنا جائز ہے، مالکیہ اور حنابلہ کا بھی تقریباً یہی نظریہ ہے، امام بخاری رحمہ اللہ بھی اسی کے مؤید ہیں ـــــ اور حنفیہ کے نزدیک قضاء علی الغائب درست نہیں، پھر امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک تو مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ دونوں مرحلوں میں مدعیٰ علیہ کی موجودگی ضروری ہے، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اگر سماعتِ مقدمہ کے بعد مدعیٰ علیہ غائب ہوجائے تو اس کے خلاف فیصلہ کرنا درست ہے ـــــ اور اگر مدعیٰ علیہ ابتداء میں حاضر ہو، پھر حاضری سے گریز کرے یا قاضی کا نوٹس ملنے کے باوجود حاضری سے گریز کرے اور انکار کا راستہ اختیار کرے تو قاضی اس کی طرف سے ایسے شخص کو وکیل مقرر کرے جس سے توقع ہو کہ وہ مدعیٰ علیہ

کے حقوق ومفادات کا تحفظ کرے گا، ایسے شخص کو وکیل مسخّر کہتے ہیں، اس کے واسطے سے قضاء علی الغائب جائز ہے (درمختار)

حدیث: گذری ہے، نبی ﷺ نے ابوسفیان کی عدم موجودگی میں فیصلہ کیا کہ ان کی اہلیہ ان کے مال میں سے بقدر ضرورت لے سکتی ہیں، مگر ابوسفیان تو مکہ میں موجود تھے، ان کو کیوں بلایا نہیں گیا؟ بلکہ ایک روایت میں ہے کہ وہ مجلس میں موجود تھے، اور انھوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ لے سکتی ہو، پس نبی ﷺ نے فیصلہ نہیں کیا تھا، بلکہ مسئلہ بتایا تھا کہ معروف طریقہ پر لے سکتی ہو، اس سے زیادہ نہیں لے سکتیں۔

اور احناف کی دلیل: وہ حدیث ہے جو حاشیہ میں ابوداؤد اور ترمذی سے منقول ہے، اور وہ حدیث حسن ہے۔ جب نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو ہدایت دی کہ فریقین میں سے کسی کے لئے فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات سن نہ لو ــــ اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ مدعیٰ علیہ کو اپنی بات کہنے کا موقع ملنا چاہئے، اور اگر وہ بالقصد پہلوتہی کرے تو وکیل مسخر مقرر کرنے کا راستہ ہے۔

[۲۸-] بَابُ الْقَضَاءِ عَلَى الْغَائِبِ

[۷۱۸۰-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ، فَأَحْتَاجُ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ، قَالَ: "خُذِىْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ"[راجع: ۲۲۱۱]

بَابُ مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيْهِ فَلاَ يَأْخُذْهُ، فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لاَ يُحِلُّ حَرَامًا وَلاَ يُحَرِّمُ حَلاَلاً

اگر کسی کے لئے قاضی نے ناحق فیصلہ کر دیا تو وہ اس کو نہ لے، قاضی کے فیصلہ سے وہ چیز اس کے لئے حلال نہیں ہو جاتی

پہلی حدیث: تین جگہ گذری ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر میں کسی کی چرب زبان سے متأثر ہو کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں، اور نفس الامر میں وہ چیز اس کی نہ ہو تو وہ اس کو نہ لے، کیونکہ میں اس کو جہنم کے انگارے ہی کاٹ کر دے رہا ہوں"

ائمہ ثلاثہ اور بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک ہر چیز اس حدیث کے دائرے میں آتی ہے، پس یہ حدیث ہر چیز کو عام ہے اور احناف کے نزدیک اس حدیث کا املاکِ مرسلہ سے تعلق ہے، کوئی کسی چیز کی ملکیت کا دعوی کرے اور اس کا سبب بیان نہ کرے، اور قاضی اس کی چرب زبانی سے متأثر ہو کر اس کے حق میں فیصلہ کر دے تو وہ چیز اس کے لئے حلال نہیں ہوگی، پس

وہ قاضی کے فیصلہ کو بہانہ بنا کر وہ چیز نہ لے۔

رہا عقود و فسوخ کا معاملہ: تو اگر قاضی نے گواہوں کی بنیاد پر فیصلہ کیا ہے تو وہ ظاہراً و باطناً نافذ ہوگا، اگرچہ گواہ نفس الامر میں جھوٹے ہوں، مگر قاضی کو اس کا علم نہ ہو، اور انکوائری میں وہ دودھ کے دھلے ہوئے ثابت ہوئے ہوں، اور دلیل وہ حدیث ہے جو حاشیہ میں ہے۔ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کا دعوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کورٹ میں کیا، اور نکاح کے جھوٹے گواہ پیش کئے، اس زمانہ میں گواہوں میں عدالت عام تھی، آپؓ نے نکاح کا فیصلہ کیا، عورت نے عرض کیا: اگر مجھے اس کے یہاں بھیجنا ہی ہے تو آپؓ ہمارا نکاح پڑھ دیں، اب میں تیار ہوں، حضرت علیؓ نے فرمایا: شَاهِدَاكِ زَوَّجَاكِ: تیرے دو گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا، اور آپؓ نے نکاح نہیں پڑھا، فیصلہ ہی سے نکاح ہو گیا۔

[۲۹-] بَابُ مَنْ قُضِیَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيْهِ فَلاَ يَأْخُذْهُ، فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لاَ يُحِلُّ حَرَامًا وَلاَ يُحَرِّمُ حَلاَلاً

[۷۱۸۱-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِیْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَخْبَرَتْهَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنَّهُ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: " إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِيْنِی الْخَصْمُ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ، فَأَقْضِیْ لَهُ بِذٰلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا هِیَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا"[راجع: ۲۴۵۸]

آئندہ حدیث: پہلے آٹھ جگہ آچکی ہے، اور یہاں آخری مرتبہ آئی ہے۔زمعہ کی باندی کے لڑکے کے مقدمہ میں نبی ﷺ نے فیصلہ کیا: الولد للفراش: بچہ زمعہ کا لڑکا ہے، کیونکہ اس کی باندی سے پیدا ہوا ہے، زانی سے نسب ثابت نہیں کیا، مگر وہ لڑکا زانی کا بالکل ہم شکل تھا، پس اگر کوئی قاضی مشابہت کی وجہ سے زانی سے نسب ثابت کرے تو وہ غلط ہوگا، وہ زانی کا لڑکا نہیں ہوگا، نفس الامر کا اعتبار ہے، قاضی کے فیصلہ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا —— مگر یہ املاک مرسلہ کا قصہ ہے، عقود و فسوخ اور قضائے قاضی بشہادۃ الزور کا مسئلہ نہیں، اور اختلاف اسی مسئلہ میں ہے۔

[۷۱۸۲-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلٰی أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّیْ فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ، فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: إِنَّ أَخِیْ قَدْ كَانَ عَهِدَ

إِلَيَّ فِيْهِ. فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ، وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَتَسَاوَقَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْنُ أَخِيْ، كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ. وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ، وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ" قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ" ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ:" احْتَجِبِيْ مِنْهُ" لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ، فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.[راجع: ۲۰۵۳]

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا

کنویں اوراس کے مانند میں فیصلہ

یہ ذیلی باب ہے، اور حدیث نو مرتبہ آچکی ہے، کنویں اور زمین کا دعوی تھا، اور گواہ کوئی نہیں تھا، پس مدعی علیہ کی قسم پر فیصلہ ہونا تھا، اس موقعہ پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر مدعی علیہ جھوٹی قسم کھائے گا اور اپنے حق میں فیصلہ کرالے گا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہونگے —— معلوم ہوا کہ قاضی کے فیصلہ سے بھی وہ چیز اس کے لئے حلال نہیں ہوگی —— مگر یہ بھی املاک مرسلہ کا قصہ ہے، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

[۳۰-] بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا

[۷۱۸۳-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، وَالْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ، يَقْتَطِعُ مَالاً وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ، إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ" فَأَنْزَلَ اللّٰهُ:﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ الآيَةَ[آلِ عمران:۷۷] [راجع: ۲۳۵۶]

[۷۱۸۴-] فَجَاءَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُهُمْ، فَقَالَ: فِيَّ نَزَلَتْ، وَفِيْ رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ فِيْ بِئْرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟" قُلْتُ: لَا، قَالَ:" فَلْيَحْلِفْ" قُلْتُ: إِذَنْ يَحْلِفَ. فَنَزَلَتْ:﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ﴾الآيَةَ [راجع: ۲۳۵۷]

بَابُ الْقَضَاءِ فِي قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهِ سَوَاءٌ

فیصلہ خواہ تھوڑے مال کا ہو یا زیادہ کا یکساں ہے

نزاع: خواہ مرغی کا ہو یا انڈے کا، جو بھی نزاع قاضی کے سامنے آئے، اور قاضی فیصلہ صادر کرے، وہ ناطق ہوگا، کوفہ

کے قاضی عبداللہ بن شبرمہؒ نے یہی فرمایا ہے، اور حدیث گذری ہے، استدلال یأتینی الخصم سے ہے، یہ مطلق اور عام ہے، ہر چھوٹے بڑے جھگڑے کو شامل ہے، اور فمن قضیت سے معلوم ہوا کہ قاضی ہر معاملہ میں فیصلہ کرے گا، اور اس کے سب فیصلے یکساں واجب التعمیل ہونگے۔

[۳۱-] بَابُ الْقَضَاءِ فِي قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهِ سَوَاءٌ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ: الْقَضَاءُ فِيْ قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهِ سَوَاءٌ.

[۷۱۸۵-] حدثنا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ بَابِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: " إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضًا أَنْ يَكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، أَقْضِيْ لَهُ بِذَلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا "[راجع: ۲۴۵۸]

قولہ: جلبة: شور۔

بَابُ بَيْعِ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ

امیر المؤمنین کا لوگوں کے اموال اور جائدادوں کو بیچنا

امام (قاضی) لوگوں کا وکیل ہوتا ہے، وہ بوقت ضرورت لوگوں کے اموال میں تصرف کر سکتا ہے، کسی عورت کا ولی نہ ہو تو قاضی اس کا ولی ہے، کوئی سفیہ (بے وقوف) ہو تو قاضی اس کے معاملات دیکھے گا، کوئی مقروض ہو اور دیوالیہ ہو جائے تو قاضی اس کی جائداد بیچ کر قرضہ ادا کر سکتا ہے۔ ابو مذکور (صحابی) مقروض تھے، ان کے پاس یعقوب نامی غلام تھا، اس کو انھوں نے مدبر بنا دیا، قرض خواہوں نے داد خواہی کی، نبی ﷺ نے اس کو بیچ دیا، نُعیم نحّام نے اس کو آٹھ سو درہم میں خریدا، وہ رقم ابو مذکور کو دی، تا کہ وہ اس سے قرضہ ادا کریں (قاضی تدبیر مطلق کو فسخ کر کے بیچ سکتا ہے)

نوٹ: مدبر کی بیع کا مسئلہ تحفۃ الالمعی (۱۲۱:۴) میں ہے۔

[۳۲-] بَابُ بَيْعِ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ

وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ.

[۷۱۸۶-] حدثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، عَنْ

عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ، لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَاعَهُ بِثَمَانِي مِائَةِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ.[راجع: ۲۱۴۱]

وضاحت: نَحَم کے معنی ہیں: کھنکارنا، نُعیم: قدیم الاسلام ہیں، نبی ﷺ نے جنت میں ان کے کھنکارنے کی آواز سنی ہے، اس لئے ان کا لقب نَحَّام ہوگیا، اور بن تصحیف ہے (حاشیہ)

بَابُ مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ لِطَعْنِ مَنْ لَا يَعْلَمُ: فِي الْأُمَرَاءِ

امراء پر اس شخص کی تنقید کی پرواہ نہ کی جائے جو جانتا نہیں

ہر منتظم تنقید کا نشانہ بنتا ہے، کوئی مہتمم اس سے بچا ہوا نہیں، پس کیا ہر مہتمم برا ہے! اس لئے اگر ہر تنقید کو قابل لحاظ گردانا جائے گا تو کام کیسے چلے گا؟ تنقید اسی کی معتبر ہونی چاہئے جو حقیقتِ حال سے واقف ہے، باقی لوگوں کی تنقید ہوا کھونا ہے، اس کی بالکل پرواہ نہیں کرنی چاہئے، نبی ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا امیر بنایا، اس پر کمانڈر کی کم عمری کو لے کر اعتراض کیا گیا، آپؐ نے اس کی بالکل پرواہ نہیں کی، بلکہ آپؐ نے قسم کھا کر فرمایا کہ وہ امارت کے لائق ہیں، اور حدیث آچکی ہے۔

[۳۳-] بَابُ مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ لِطَعْنِ مَنْ لَا يَعْلَمُ: فِي الْأُمَرَاءِ

[۷۱۸۷-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ، فَطُعِنَ فِيْ إِمَارَتِهِ، وَقَالَ: " إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهِ، وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ خَلِيْقًا لِلإِمْرَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ"

[راجع: ۳۷۳۰]

لغت: لم يكترث له: پرواہ نہ کرنا۔ ما أكترِثُ له: مجھے اس کی پرواہ نہیں (نفی کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے)

بَابٌ: الْأَلَدُّ الْخَصِمُ

سخت جھگڑالو آدمی

یہ باب سوال مقدر کے جواب میں لایا گیا ہے۔ امراء اور منتظمین پر لوگ خواہ مخواہ تنقیدیں کیوں کرتے ہیں؟ جواب: یہ سخت جھگڑالو لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں، ان کا کام ہی لوگوں کی چولیں ہلانا ہے، ان کو کسی کا اقتدار ایک نظر نہیں

بھاتا، اس لئے وہ اپنی بکواس کرتے پھرتے ہیں۔

[٣٤-] بَابٌ: الأَلَدُّ الْخَصِمُ

وَهُوَ الدَّائِمُ فِي الْخُصُوْمَةِ. ﴿لُدًّا﴾: عُوْجًا.

[٧١٨٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الأَلَدُّ الْخَصِمُ "[راجع: ٢٤٥٧]

لغات: أَلَدّ (اسم تفضیل) لُدّ سے جس کے معنی سخت جھگڑا کرنے کے ہیں، جو ہر وقت کسی نہ کسی سے الجھتا رہے اور لُدّ کے معنی ہیں: کج رو، ایسا ہی شخص الجھتا ہے...... اور الخصِم کے معنی بھی ہیں: جھگڑالو۔ یہ تابع ہے اور عرب میں تابع مہمل نہیں ہوتا، معنی دار ہوتا ہے، اور وہ متبوع کے معنی میں زیادتی کرتا ہے، اس لئے ترجمہ میں الدائم بڑھایا ہے۔

بَابٌ: إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلاَفِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ

حاکم (قاضی) کوئی ظالمانہ یا اجماع کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ مردود ہے

اگر حاکم یا قاضی نے اجتہادی غلطی سے کوئی ظالمانہ یا خلافِ اجماع فیصلہ کیا تو وہ گنہ گار نہیں ہوگا، باب کی حدیث میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اجتہادی غلطی سے قتل کیا تھا، پس وہ گنہ گار نہیں ہوئے، مگر ضمان بہر حال واجب ہوگا، پھر کوئی کہتا ہے کہ ضمان بیت المال سے ادا کیا جائے گا، اور کوئی کہتا ہے کہ قاضی کا عاقلہ ضمان دے گا، اگر معاملہ قتل کا ہے۔

[٣٥-] بَابٌ: إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلاَفِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ

[٧١٨٩-] حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَالِدًا. ح: وَحَدَّثَنِي نُعَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلَى بَنِي جَذِيْمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوْا أَنْ يَقُوْلُوْا: أَسْلَمْنَا، فَقَالُوْا: صَبَأْنَا صَبَأْنَا. فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ، وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيْرَهُ، وَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيْرَهُ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لاَ أَقْتُلُ أَسِيْرِي وَلاَ يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيْرَهُ. فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: " اللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ، مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ " مَرَّتَيْنِ. [راجع: ٤٣٣٩]

بَابُ الإِمَامِ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ

امیر المؤمنین خود جاکر لوگوں کا جھگڑا نمٹائے

امیر المؤمنین خود جائے تو بڑے سے بڑا جھگڑا نمٹ جائے گا، دوسرے کوشش کریں گے مگر شاید کامیابی نہ ہو، قباء والوں میں مارا ماری ہوئی، نبی ﷺ نے خود جاکر ٹنٹا نمٹایا، اور حدیث آچکی ہے۔

[٣٦-] بَابُ الإِمَامِ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ

[٧١٩٠-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرٍو، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ: يَا بِلَالُ إِنْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَأَذَّنَ بِلَالٌ وَأَقَامَ وَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ، وَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَبُوْ بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ، فَشَقَّ النَّاسَ حَتّٰى قَامَ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَتَقَدَّمَ فِي الصَّفِّ الَّذِيْ يَلِيْهِ. قَالَ: وَصَفَّحَ الْقَوْمُ، قَالَ: وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْرُغَ، فَلَمَّا رَأَى التَّصْفِيْحَ لَا يُمْسَكُ عَلَيْهِ الْتَفَتَ فَرَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَلْفَهُ، فَأَوْمَى إِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ أَنِ امْضِهْ، وَأَوْمَى بِيَدِهِ هٰكَذَا، وَلَبِثَ أَبُوْ بَكْرٍ هُنَيَّةً يَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرَى، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ذٰلِكَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ: "يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَا تَكُوْنَ مَضَيْتَ؟" قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ أَنْ يَؤُمَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم. وَقَالَ لِلْقَوْمِ: "إِذَا رَابَكُمْ أَمْرٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: لَمْ يَقُلْ هٰذَا الْحَرْفَ غَيْرُ حَمَّادٍ: يَا بِلَالُ مُرْ أَبَا بَكْرٍ. [راجع: ٦٨٤]

قوله: لایمسك: تالیاں رکتی ہی نہیں...... اور یہ مضمون کہ ابوبکر سے کہنا کہ نماز پڑھادیں: صرف حماد بن زید کی روایت میں ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَكُوْنَ أَمِيْنًا عَاقِلًا

سکریٹری کو امانت دار عقلمند ہونا چاہئے

سکریٹری امانت دار ہوگا تو گھپلا نہیں کرے گا، اور عقلمند ہوگا تو لوگوں سے دھوکہ نہیں کھائے گا، اور حدیث گذری ہے، خلافت صدیقی میں قرآن کریم سرکاری ریکارڈ میں لیا گیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ کام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ

عنہ کوسونپا، کیونکہ وہ عقلمند قابل اعتماد تھے: إنك رجل شاب عاقل لانتھمك سے استدلال کیا ہے۔

[۳۷-] بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَكُوْنَ أَمِيْنًا عَاقِلاً

[۷۱۹۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَبُوْ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ السَّبَّاقِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ، فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّيْ أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا، فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيْرٌ، وَإِنِّيْ أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ! فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ، وَرَأَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لاَ نَتَّهِمُكَ، قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ وَاجْمَعْهُ، قَالَ زَيْدٌ، فَوَ اللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَاكَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِيْ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلاَنِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ! فَلَمْ يَزَلْ يُحِبُّ مُرَاجَعَتِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَرَأَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَأَيَا، فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ، فَوَجَدْتُ آخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ إِلٰى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ: أَبِيْ خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِيْ سُوْرَتِهَا، وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِيْ بَكْرٍ حَيَاتَهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ. [راجع: ۲۸۰۷]

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ: اللِّخَافُ يَعْنِيْ الْخَزَفَ.

حوالہ: حدیث کا ترجمہ تحفۃ القاری (۲۸۹:۹) میں ہے...... لمقتل: وقتِ مقتل (لام وقتیہ ہے)...... اسْتَحَرَّ: سخت خوں ریزی ہوئی ہے...... الْعُسُب: الْعَسِيْب کی جمع: پتّے توڑی ہوئی کھجور کی شاخ...... الرِّقَاع: الرقعة کی جمع: پرچہ، چٹ...... اللِّخَاف: اللَّخْفَة کی جمع: سفید باریک چوڑا پتھر اور امام بخاریؒ کے استاذ محمدؒ نے ٹھیکری ترجمہ کیا ہے۔

بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ إِلٰى عُمَّالِهِ، وَالْقَاضِيْ إِلٰى أُمَنَائِهِ

حاکم کا اپنے کارندوں کے نام اور قاضی کا اپنے سکریٹریوں کے نام خط

عبداللہ بن سہل کے قتل کے معاملہ میں شاید نبی ﷺ نے خیبر میں اپنے عامل (کارندے) کی معرفت خط بھیجا کہ یا تو مقتول کی دیت دو یا جنگ کا الٹی میٹم سن لو! اور حدیث کا ترجمہ تحفۃ القاری (۴۵۲:۶) میں ہے...... فقیر: کھڈا، گھڑا......

وھو الذی کان بخیبر: اورعبدالرحمٰن (مقتول کے بھائی) خیبر میں تھے: یہ صحیح نہیں مُحَیَّصَة تھے، پس ضمیر خلاف قاعدہ ابعد کی طرف لوٹائیں گے...... فقال لمحیصة: محیصہ کے حق میں کہا کہ وہ بڑے ہیں ان کو بولنے دو، باقی باتیں پہلے آچکی ہیں۔

اور ابن المنیرؒ نے حدیث کی باب سے مناسبت یہ بیان کی ہے کہ جب حاکم خصماء (دشمنوں) کو لکھ سکتا ہے تو عمال اور امناء کو بدرجہ اولیٰ لکھ سکتا ہے۔

[۳۸-] بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ إِلٰى عُمَّالِهِ، وَالْقَاضِىْ إِلٰى أُمَنَائِهِ

[۷۱۹۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِىْ لَيْلَى، ح: وَحَدَّثَنِىْ إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِىْ لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِىْ حَثْمَةَ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جُهْدٍ أَصَابَهُمْ، فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِى فَقِيْرٍ أَوْ عَيْنٍ، فَأَتَى يَهُوْدَ، فَقَالَ: أَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ. قَالُوْا: مَا قَتَلْنَاهُ وَاللّٰهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ، فَأَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ، وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ، فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِىْ كَانَ بِخَيْبَرَ، فَقَالَ لِمُحَيِّصَةَ: "كَبِّرْ كَبِّرْ" يُرِيْدُ السِّنَّ، فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِمَّا أَنْ يَدُوْا صَاحِبَكُمْ، وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ" فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَيْهِمْ بِهِ، فَكُتِبَ: مَا قَتَلْنَاهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: "أَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟" قَالُوْا: لَا. قَالَ: "أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ؟" قَالُوْا: لَيْسَ بِمُسْلِمِيْنَ، فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتِ الدَّارَ، قَالَ سَهْلٌ: فَرَكَضَتْنِىْ مِنْهَا نَاقَةٌ. [راجع: ۲۷۰۲]

بَابٌ: هَلْ يَجُوْزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِى الْأُمُوْرِ؟

کیا حاکم ایک آدمی کو معاملات کی انکوائری کے لئے بھیج سکتا ہے؟

جواب: بھیج سکتا ہے، اُنیس رضی اللہ عنہ کو اکیلے بھیجا تھا کہ عورت کو اطلاع دو کہ ایک شخص نے تجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے، پس چاہے تو حد قذف کا مطالبہ کر یا معاف کر یا زنا کا اقرار کر پس تجھے سنگسار کیا جائے گا، اس نے زنا کا اقرار کیا، پس وہ سنگسار کی گئی، اور حدیث پہلے آچکی ہے۔

[۳۹-] بَابٌ: هَلْ يَجُوْزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِى الْأُمُوْرِ؟

[۷۱۹۳و۷۱۹۴-] حدثنا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِىْ ذِئْبٍ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِىُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

عُتْبَةَ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ، قَالاَ: جَاءَ أَعْرَابِیٌّ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰهِ. فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ، فَاقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰهِ، فَقَالَ الْأَعْرَابِیُّ: إِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا عَلٰی هٰذَا فَزَنیٰ بِامْرَأَتِهِ، فَقَالَ لِیْ: عَلٰی ابْنِكَ الرَّجْمُ. فَافْتَدَیْتُ ابْنِیْ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِیْدَةٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا: إِنَّمَا عَلٰی ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " لَأَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰهِ، أَمَّا الْوَلِیْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَیْكَ، وَعَلٰی ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ، وَأَمَّا أَنْتَ یَا أُنَیْسُ – لِرَجُلٍ – فَاغْدُ عَلٰی امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا" فَغَدَا عَلَیْهَا أُنَیْسٌ فَرَجَمَهَا. [راجع: ۲۳۱۴ و ۲۳۱۵]

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُکَّامِ، وَهَلْ یَجُوْزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ؟

حکام کے لئے ترجمہ کرنا، اور کیا ایک ترجمان کافی ہے؟

دادخواہ اور حاکم کی زبانیں مختلف ہوں تو ترجمان کی ضرورت پڑتی ہے۔ پھر جمہور کے نزدیک ایک ترجمان کافی ہے، کیونکہ ترجمہ تعبیر ہے شہادت نہیں، اور امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک شہادت کی طرح دو دین دار ترجمان ہونے ضروری ہیں، اور مالکیہ کے نزدیک دو ترجمان مستحب ہیں، اور وہ دین دار ہونے چاہئیں۔

اور میری ناقص رائے یہ ہے کہ ترجمانی شہادت نہیں، محض تعبیر ہے، مگر کبھی ترجمان سے بات سمجھنے میں غلطی ہوتی ہے، پس حدود وقصاص جیسے نازک معاملات میں دو ترجمان ہوں تو بہتر ہے۔

ایک واقعہ: مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ انگریزی جانتے تھے، مگر بولتے نہیں تھے، ایک مرتبہ جنگ آزادی کے زمانہ میں وائسرائے سے کسی مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے گئے، آپ اردو میں بولتے تھے، ترجمہ کرنے والا ترجمہ کر رہا تھا، اس نے ایک جگہ غلطی کی مولانا نے اس کو ٹوکا۔ وائسرائے نے کہا: مولانا جب آپ انگریزی جانتے ہیں تو مجھ سے براہِ راست کیوں بات نہیں کرتے؟ مولانا رحمہ اللہ نے کیا ایمان افروز جواب دیا! فرمایا: اگر میں آپ سے انگریزی میں بات کروں تو میری انگریزوں سے لڑائی کیا رہی!

دوسرا واقعہ: مکہ مکرمہ میں میرا ایک مقدمہ قاضی کے پاس پہنچا، ایک بددیانت ہمارے کمرہ میں گھس آیا تھا، میں نے قاضی صاحب کے سامنے اردو میں مقدمہ رکھا، مترجم نے ترجمہ شروع کیا، ایک جگہ اس نے غلطی کی، میں نے ٹوکا کہ میں نے یہ کہا ہے، وہ جملہ میں نے عربی میں بولا، قاضی صاحب نے کہا: لِیَتکَلَّمْ هو بنفسه، پھر میں نے اپنی بات عربی میں عرض کی۔

[۴۰-] بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُکَّامِ، وَهَلْ یَجُوْزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ؟

[۷۱۹۵-] وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَهُ أَنْ یَتَعَلَّمَ کِتَابَ الْیَهُوْدِ، حَتّٰی کَتَبْتُ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کُتُبَهُ، وَأَقْرَأْتُهُ کُتُبَهُمْ إِذَا کَتَبُوْا إِلَیْهِ.

وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَعُثْمَانُ: مَاذَا تَقُوْلُ هٰذِهِ؟ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ: فَقُلْتُ: تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِىْ صَنَعَ بِهَا.

وَقَالَ أَبُوْ جَمْرَةَ: كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ.

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لاَبُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ.

[۷۱۹۶-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِىْ رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُمْ: إِنِّىْ سَائِلٌ هٰذَا، فَإِنْ كَذَبَنِىْ فَكَذِّبُوْهُ. فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ، فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُ: إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ. [راجع: ۷]

قولہ: ترجمة الحكام: میں مصدر کی مفعول کی طرف اضافت ہے۔

حدیث: ہجرت کے بعد نبی ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ یہود کی زبان سیکھیں (انھوں نے پندرہ دن میں سیکھ لی) پھر جب آپؐ ان کو کوئی خط لکھنا چاہتے تو اس کو حضرت زیدؓ لکھتے، اور جب ان کا کوئی خط آتا تو آپؐ اس کو پڑھ کر سناتے (معلوم ہوا کہ ایک ترجمان کافی ہے، اور یہ معلق روایت بخاری شریف میں نہیں ہے، اپنی تاریخ میں امام صاحب نے اس کو موصول کیا ہے)

ایک عورت زنا سے حاملہ ہوگئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حضرات علی، عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے، وہ عورت نوبیہ تھی، عربی نہیں جانتی تھی، اس نے کچھ کہا، حضرت عمرؓ نے پوچھا: یہ کیا کہتی ہے؟ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے کہا: وہ آپ کو بتارہی ہے کہ اس کے ساتھ کس نے زنا کیا، مرغوس نام کے ایک غلام نے دو درہم دے کر اس سے زنا کیا ہے، اس سے وہ حاملہ ہوگئی ہے (پھر کیا ہوا؟ معلوم نہیں، بہر حال ایک شخص نے ترجمانی کی)

اور ابوجمرۃؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس دو ماہ ٹھہرے ہیں، وہ فارسی جانتے تھے، بصرہ فارسی علاقہ تھا، جب ابن عباسؓ وہاں کے قاضی تھے تو ابوجمرۃ ترجمہ کرتے تھے (پس ثابت ہوا کہ ایک ترجمان کافی ہے)

اور بعض لوگ (امام شافعی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ حاکم کے لئے دو مترجمین ہونے ضروری ہیں۔ پھر ہرقل کی حدیث ہے، اس میں بھی ایک ہی ترجمان تھا۔

بَابُ مُحَاسَبَةِ الإِمَامِ عُمَّالَهُ

امیر المؤمنین کا اپنے کارندوں سے حساب لینا

نبی ﷺ نے ابنُ اللُّتْبِية کو زکات وصول کرنے کے لئے بھیجا، جب وہ واپس آئے تو آپؐ نے ان سے حساب لیا

کہ کیا لائے؟ پس امیر المؤمنین کے لئے ضروری ہے کہ اپنے کارندوں سے حساب لے، تا کہ وہ ٹھیک کام کریں، اور حدیث بار بار گذری ہے۔

[۴۱-] بَابُ مُحَاسَبَةِ الإِمَامِ عُمَّالَهُ

[۷۱۹۷-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِیْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِیِّ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اسْتَعْمَلَ ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ عَلٰی صَدَقَاتِ بَنِیْ سُلَيْمٍ، فَلَمَّا جَاءَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَحَاسَبَهُ قَالَ: هٰذَا الَّذِیْ لَكُمْ، وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "فَهَلَّا جَلَسْتَ فِیْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتّٰی تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا؟" ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰی عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّیْ أَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلٰی أُمُوْرٍ مِمَّا وَلَّانِیْ اللّٰهُ، فَيَأْتِیْ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: هٰذَا الَّذِیْ لَكُمْ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِیْ، فَهَلَّا جَلَسَ فِیْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتّٰی تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا، فَوَ اللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا، قَالَ هِشَامٌ: بِغَيْرِ حَقِّهِ، إِلَّا جَاءَ اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَلَا فَلَا أَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَعِيْرٍ لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ" ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰی رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ: "أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟" [راجع: ۹۲۵]

بَابُ بِطَانَةِ الإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُوْرَتِهِ

امیر المؤمنین کے ہم راز اور مشیر خاص

بڑوں کے ساتھ لگنے والے اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی، پس بڑوں کو ہوشیار رہنا چاہئے، کہیں برے ان کے ساتھ لگ کر ان کی لوٹیا ڈبو نہ دیں، حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی نبی مبعوث کیا نہ خلیفہ نامزد کیا مگر اس کے لئے دو راز دار ہوتے ہیں: ایک: اس کو بھلائی کا حکم دیتا ہے، اور اس پر اس کو آمادہ کرتا ہے اور دوسرا: اس کو برائی کا حکم دیتا ہے، اور اس پر اس کو ابھارتا ہے (پس ہر شخص اچھے راز دار کو اپنائے اور برے راز دار سے بچے) اور بچا ہوا وہی ہے جس کو اللہ بچائیں یعنی برے مشیر سے بچنا بہت مشکل ہے، پس بڑے کو پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اچھے راز دار قریب آئیں، اور مطلبی مشیر دور ہوں۔

[۴۲-] بَابُ بِطَانَةِ الإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُوْرَتِهِ

الْبِطَانَةُ: الدُّخَلَاءُ.

[۷۱۹۸-] حدثنا أَصْبَغُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:" مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِیٍّ وَلاَ اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِیْفَةٍ، إِلَّا کَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ، بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهُ عَلَیْهِ، وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَیْهِ، فَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ"

وَقَالَ سُلَیْمَانُ عَنْ یَحْیىَ: أَخْبَرَنِیْ ابْنُ شِهَابٍ بِهٰذَا، وَعَنِ ابْنِ أَبِیْ عَتِیْقٍ، وَمُوْسَی، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلُهُ، وَقَالَ شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَوْلَهُ.

وَقَالَ الْأَوْزَاعِیُّ وَمُعَاوِیَةُ بْنُ سَلَّامٍ: حَدَّثَنِیْ الزُّهْرِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم.

وَقَالَ ابْنُ أَبِیْ حُسَیْنٍ، وَسَعِیْدُ بْنُ زِیَادٍ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَوْلَهُ.

وَقَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِیْ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِیْ صَفْوَانُ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ٦٦١١]

سند کی بحث

مذکورہ حدیث: کس صحابی کا مسند ہے: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا؟ پھر حدیث مرفوع ہے یا موقوف؟ امام زہری رحمہ اللہ کے بعض تلامذہ سند ابوسعید خدریؓ تک لے جاتے ہیں، اور حدیث کو مرفوع کرتے ہیں (یونس، یحییٰ انصاری، ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ) اور بعض موقوف کرتے ہیں (شعیب بن ابی حمزۃ) اور امام اوزاعی اور معاویہ بن سلام سند ابو ہریرہؓ تک لے جاتے ہیں اور حدیث کو مرفوع کرتے ہیں اور ابوسلمہ کے دوشاگرد (ابن ابی حسین اور سعید بن زیاد) بھی سند ابوسعید تک لے جاتے ہیں، اور حدیث کو موقوف کرتے ہیں، اور حفص بن سلیم سند ابوایوبؓ تک لے جاتے ہیں اور مرفوع کرتے ہیں۔

اور امام بخاریؒ نے کسی سند کو ترجیح نہیں دی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک سب سندیں صحیح ہیں، رہا مرفوع اور موقوف کا اختلاف تو وہ چنداں اہمیت نہیں رکھتا، حدیث درحقیقت مرفوع ہے، مگر راوی کبھی اس کو موقوف بیان کرتا ہے۔

بَابٌ: کَیْفَ یُبَایِعُ الإِمَامَ النَّاسُ؟

لوگ خلیفہ سے کس طرح بیعت کریں؟

پہلی دو حدیثوں: میں حضرت عبادہ اور ان کے ساتھیوں نے تین باتوں پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے: (۱) خوشی

اور ناخوشی میں یعنی جی چاہے یا نہ چاہے ہم آپؐ کی بات سنیں گے اور مانیں گے (۲) اور حکومت کے ذمہ داروں سے ہم الجھیں گے نہیں (۳) اور حق بات کہیں گے جہاں بھی رہیں گے اور دین کی بات کہنے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے ڈریں گے نہیں —— اور دوسری حدیث کے رجز میں ہے کہ صحابہ نے زندگی بھر جہاد کرنے پر نبی ﷺ سے بیعت کی —— اور ابن عمرؓ نے عبدالملک بن مروان کو اپنی اور اپنی اولاد کی طرف سے جو بیعت لکھ کر بھیجی تھی وہ حتی الامکان سمع وطاعت پر بیعت تھی —— اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سمع وطاعت پر بیعت کی تو آپؐ نے حتی الامکان کی قید بڑھائی، نیز انھوں نے ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کا بھی عہد کیا —— اور حدیبیہ میں صحابہ نے موت پر یعنی میدان میں ڈٹے رہنے پر بیعت کی اگر جنگ ہوئی، اس کے بعد طویل حدیث ہے وہ آگے آئے گی۔

[٤٣-] بَابٌ: كَيْفَ يُبَايِعُ الإِمَامَ النَّاسُ؟

[٧١٩٩-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيىَ بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ. [راجع: ١٨]

[٧٢٠٠-] وَأَنْ لاَ نُنَازِعَ الأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَقُوْمَ أَوْ: نَقُوْلَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا، لاَ نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لاَئِمٍ. [راجع: ٧٠٥٦]

[٧٢٠١-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ، فَقَالَ:

اللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الآخِرَهْ ۞ فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

فَأَجَابُوْهُ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ۞ عَلٰى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

[راجع: ٢٨٣٤]

[٧٢٠٢-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا: "فِيْمَا اسْتَطَعْتَ"

[٧٢٠٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ كَتَبَ: أَنِّيْ أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتُ، وَأَنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

[طرفاه: ٧٢٠٥، ٧٢٧٢]

[٧٢٠٤-] حدثنا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَلَقَّنَنِيْ:" فِيْمَا اسْتَطَعْتُ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ"[راجع: ٥٧]

[٧٢٠٥-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، إِنِّيْ أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ، فِيْمَا اسْتَطَعْتُ، وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِذٰلِكَ.[راجع: ٧٢٠٣]

[٧٢٠٦-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ: عَلَى أَيِّ شَيْئٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ.[راجع: ٢٩٦٠]

ترجمہ اور وضاحت: جب حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما شہید کردیئے گئے تو سارا ملک عبدالملک بن مروان کے لئے خالص ہوگیا، اور حضرت ابن عمرؓ اختلاف کی صورت میں کسی سے بیعت نہیں کرتے تھے، اور کسی کا ساتھ بھی نہیں دیتے تھے الگ تھلگ رہتے تھے، اب جبکہ اختلاف ختم ہوگیا تو آپؓ نے عبدالملک کو اپنی اور اپنے کنبہ کی بیعت لکھ بھیجی......

علی سنة الله ورسوله: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے طریقہ پر یعنی بیعت کا جو شرعی طریقہ ہے: اس طریقہ پر۔

آئندہ حدیث: مسورؓ کہتے ہیں: وہ چھ حضرات جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا ذمہ دار بنایا تھا: اکٹھا ہوئے، اور انھوں نے باہم مشورہ کیا، عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان سے کہا: میں وہ شخص نہیں ہوں جو تمہارے ساتھ ریس کروں اس معاملہ میں یعنی مجھے خلافت سے کوئی دلچسپی نہیں، مگر آپ حضرات اگر چاہیں تو میں تمہارے لئے تم میں سے انتخاب کروں، پس ان لوگوں نے اپنا معاملہ عبدالرحمٰن کو سونپا، پس لوگ عبدالرحمٰن کی طرف مائل ہوگئے، یہاں تک کہ نہیں دیکھتا تھا میں کسی کو جو اس جماعت کے پیچھے چل رہا ہو، اور نہ کوئی ان کی ایڑی روندتا تھا (دونوں جملوں کا ایک مطلب ہے) اور لوگ عبدالرحمٰن کی طرف مائل ہوگئے، وہ ان سے تین راتوں تک مشورہ کرتے رہے، یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس کی صبح ہم نے عثمانؓ سے بیعت کی تو عبدالرحمٰن نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا، رات کا ایک حصہ گذر جانے کے بعد، اور انھوں نے دروازہ اتنی زور سے ٹھوکا کہ میری نیند ٹوٹ گئی، انھوں نے کہا: ارے! تم سوئے ہوئے ہو، بخدا! ان تین راتوں میں میری آنکھوں نے نیند کا سرمہ زیادہ نہیں لگایا! یعنی میں بہت کم سویا ہوں، جا زبیر اور سعد بن ابی وقاص کو بلالا، میں نے ان دونوں کو بلایا، پس ان دونوں سے مشورہ کیا، پھر مجھے بلایا، اور کہا: میرے لئے علیؓ کو بلالا، میں ان کو بلالایا، پس ان سے سرگوشی کی یہاں تک کہ رات آدھی ہوگئی، پھر علیؓ ان کے پاس سے اٹھے درانحالیکہ وہ امید باندھے ہوئے تھے، اور عبدالرحمٰنؓ علیؓ سے کچھ ڈرتے تھے (کہ کہیں وہ مخالفت نہ کریں) پھر کہا: میرے لئے عثمانؓ کو بلالا، پس ان سے سرگوشی کی، یہاں

تک کہ صبح کے وقت مؤذن نے دونوں کے درمیان جدائی کی، پس جب لوگوں نے فجر کی نماز پڑھی اور وہ جماعت منبر کے پاس اکٹھا ہوئی تو عبدالرحمٰن نے مدینہ میں موجود مہاجرین وانصار کو اور لشکروں کے سپہ سالاروں کو بلایا، اور وہ سپہ سالار اس سال کے حج میں عمرؓ کے پاس آئے تھے (پھر مکہ سے مدینہ آئے ہوئے تھے) پس جب لوگ اکٹھا ہوگئے تو عبدالرحمٰن نے توحید ورسالت کی گواہی دی، پھر کہا: بعدازیں! اے علی! میں نے لوگوں کے معاملہ میں غور کیا، پس وہ عثمان کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے، پس ہرگز آپ اپنی ذات پر کوئی راہ نہ بننے دیں یعنی آپ کوئی خلفشار نہ کریں، پھر عبدالرحمٰن نے کہا: میں آپ سے (عثمانؓ سے) بیعت کرتا ہوں، اللہ اور اس کے رسول اور ان کے بعد کے دو خلفاء کے طریقہ پر (یہاں باب ہے) پس عبدالرحمٰنؓ نے عثمانؓ سے بیعت کی، اور ان سے لوگوں نے بیعت کی، مہاجرین وانصار اور لشکروں کے سپہ سالاروں نے اور تمام مسلمانوں نے۔

[۷۲۰۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا، قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: لَسْتُ بِالَّذِىْ أُنَافِسُكُمْ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ، وَلٰكِنَّكُمْ إِنْ شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ، فَجَعَلُوْا ذٰلِكَ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ، حَتّٰى مَا أَرٰى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُوْلٰئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ، وَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ يُشَاوِرُوْنَهُ تِلْكَ اللَّيَالِىَ، حَتّٰى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِىْ أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ، قَالَ الْمِسْوَرُ: طَرَقَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰى اسْتَيْقَظْتُ، فَقَالَ: أُرَاكَ نَائِمًا، فَوَ اللّٰهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ بِكَثِيْرِ نَوْمٍ، انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا. فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ فَشَاوَرَهُمَا، ثُمَّ دَعَانِىْ، فَقَالَ: ادْعُ لِىْ عَلِيًّا، فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ، ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ، وَهُوَ عَلٰى طَمَعٍ، وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِىْ عُثْمَانَ. فَنَاجَاهُ حَتّٰى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ، فَلَمَّا صَلَّى النَّاسُ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ أُوْلٰئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، فَأَرْسَلَ إِلٰى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، وَأَرْسَلَ إِلٰى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! يَا عَلِيُّ، إِنِّىْ قَدْ نَظَرْتُ فِىْ أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ، فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا. فَقَالَ: أُبَايِعُكَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ، فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَبَايَعَهُ النَّاسُ: الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ. [راجع: ۱۳۹۲]

بَابُ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ

ایک رائے یہ ہے کہ دومرتبہ بیعت کرے

دومرتبہ بیعت کرنا ضروری نہیں، ایک ہی مرتبہ کی بیعت کافی ہے، لیکن کوئی بات پختہ کرنے کے لئے دومرتبہ بیعت کرے خواہ وہ بیعتِ خلافت ہو یا بیعتِ جہاد یا بیعتِ سلوک تو جائز ہے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہانے حدیبیہ میں دومرتبہ بیعتِ جہاد کی تھی۔

[٤٤-] بَابُ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ

[٧٢٠٨-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَقَالَ لِيْ:" يَا سَلَمَةُ أَلَا تُبَايِعُ؟" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ. قَالَ: "وَفِي الثَّانِيْ"[راجع: ٢٩٦٠]

بَابُ بَيْعَةِ الأَعْرَابِ

بادیہ نشینوں کی بیعت

پہلے بیعتِ خلافت کا طریقہ یہ تھا کہ ملک کے اربابِ حل وعقد (بڑے لوگ) بیعت کرتے تھے، اور دارالسلطنت کے عوام بھی، اور باہر سے گورنر اپنے علاقوں کی بیعت بھیجتے تھے، اور خلیفہ تاحیات منتخب ہوتا تھا، چنانچہ طالع آزما خلفاء کو قتل کرتے تھے، اور بادشاہ کے خلاف بغاوتیں بھی ہوتی تھیں، اب ووٹ ڈالنے کا طریقہ چلا ہے، ملک کے ہر عاقل بالغ شہری کو ووٹ دینے کا حق ہوتا ہے، یہ اچھا طریقہ ہے، پھر خلیفہ مقررہ مدت کے لئے منتخب ہوتا ہے، یہ اور بھی اچھا طریقہ ہے، یہ دونوں باتیں اسلامی قوانین کے خلاف نہیں —— اور باب کی حدیث میں ایک بدّو کی بیعت اسلام کا ذکر ہے، یہ حدیث پہلے آگئی ہے۔

[٤٥-] بَابُ بَيْعَةِ الأَعْرَابِ

[٧٢٠٩-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى الإِسْلَامِ، فَأَصَابَهُ وَعْكٌ فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَأَبَى، ثُمَّ جَاءَ هُ فَأَبَى، ثُمَّ جَاءَ هُ، فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَأَبَىْ، فَخَرَجَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ، تَنْفِيْ خَبَثَهَا، وَيُنَصَّعُ طَيِّبُهَا"[راجع: ١٨٨٣]

لغت: نَصَعَ الشیئ نصوعًا: صاف اور نکھرا ہوا ہونا، اور طیبھا نائب فاعل: عمدہ دھات نکھر جاتی ہے۔

بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيْرِ

نابالغ کی بیعت

نابالغ کی بیعت معتبر نہیں، وہ مکلّف نہیں، عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں، اور عرض کیا: یارسول اللہ! اس کو بیعت کر لیجئے، آپؐ نے فرمایا: یہ چھوٹا ہے۔ اور حدیث آچکی ہے۔

قربانی ہر صاحبِ نصاب بالغ پر واجب ہے:

یہ حدیث پہلے آئی ہے، مگر اس کا آخری مضمون پہلے نہیں آیا۔ حضرت عبداللہ بن ہشامؓ اپنی پوری فیملی کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ درست ہے، کیونکہ ان کے نزدیک قربانی سنت علی الکفایہ ہے۔ اور احناف کے نزدیک ہر صاحب نصاب بالغ پر قربانی واجب ہے، پس اگر بیوی بچے صاحب نصاب ہیں تو ان کی قربانی الگ کرنی ہوگی، فریقین کے دلائل مطولات اور حاشیہ میں ہیں، اب ان کو بیان کرنے کا وقت نہیں رہا، سوری!

[٤٦-] بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيْرِ

[٧٢١٠-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ، وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَايِعْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "هُوَ صَغِيْرٌ" فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ، وَكَانَ يُضَحِّيْ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ أَهْلِهِ. [راجع: ٢٥٠١]

بَابُ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ

جس نے بیعت کی پھر بیعت واپس مانگی

بیعت واپس نہیں ہوسکتی، ایک بدّو نے بیعتِ اسلام کی، پھر واپس مانگی تو نبی ﷺ نے واپس نہیں کی، بالآخر وہ مدینہ سے چل دیا، اور حدیث ابھی گذری ہے۔

[٤٧-] بَابُ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ

[٧٢١١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ

اللّٰہِ: أَنَّ أَعْرَابِیًّا بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی الإِسْلَامِ فَأَصَابَ الأَعْرَابِیَّ وَعْکٌ بِالْمَدِیْنَۃِ، فَأَتَی الأَعْرَابِیُّ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! أَقِلْنِی بَیْعَتِیْ، فَأَبٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، ثُمَّ جَاءَ ہُ فَقَالَ: أَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ، فَأَبٰی. ثُمَّ جَاءَ ہُ فَقَالَ: أَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ، فَأَبٰی. فَخَرَجَ الأَعْرَابِیُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: "إِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَہَا وَیُنْصَعُ طَیِّبُہَا"[راجع: ۱۸۸۳]

بَابُ مَنْ بَایَعَ رَجُلاً لاَ یُبَایِعُہُ إِلاَّ لِلدُّنْیَا

جو کسی سے دنیوی مفاد کے لئے بیعت کرے

حدیث پہلے آئی ہے، تین شخصوں کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا، ان میں ایک وہ شخص ہے جس نے اپنے امام سے بیعت کی، نہیں بیعت کرتا وہ مگر دنیا کے لئے، پس اگر امام نے اس کو دنیا میں سے دیا تو خوش ہوا (بیعت پر جما رہا) اور اگر اس کو نہیں دیا تو ناراض ہوگیا (اور بغاوت کردی) —— پس جس سے بھی بیعت کرے، خلیفہ سے کرے یا پیر سے، اخلاص سے کرے، کوئی دنیوی مفاد یا خلافت کی لالچ لے کر بیعت نہ کرے، ورنہ انجام برا ہوگا۔

[۴۸-] بَابُ مَنْ بَایَعَ رَجُلاً لاَ یُبَایِعُہُ إِلاَّ لِلدُّنْیَا

[۷۲۱۲-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِیْ حَمْزَۃَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ ہُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: "ثَلاَثَۃٌ لاَ یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلاَ یُزَکِّیْہِمْ، وَلَہُمْ عَذَابٌ أَلِیْمٌ: رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِیْقِ یَمْنَعُ مِنْہُ ابْنَ السَّبِیْلِ. وَرَجُلٌ بَایَعَ إِمَامًا لاَ یُبَایِعُہُ إِلاَّ لِدُنْیَا، فَإِنْ أَعْطَاہُ مَا یُرِیْدُ وَفٰی لَہُ، وَإِلاَّ لَمْ یَفِ لَہُ. وَرَجُلٌ یُبَایِعُ رَجُلاً بِسِلْعَۃٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ بِاللّٰہِ لَقَدْ أُعْطِیَ بِہَا کَذَا وَکَذَا فَصَدَّقَہُ، فَأَخَذَہَا، وَلَمْ یُعْطَ بِہَا"[راجع: ۲۳۵۸]

بَابُ بَیْعَۃِ النِّسَاءِ

عورتوں کی بیعت

عورتوں کی بیعتِ سلوک کا قرآن وسنت سے ثبوت ہے، باب کی پہلی حدیث میں مردوں کی بیعتِ سلوک کا ذکر ہے۔ اور جو احکام مردوں کے لئے ہیں وہی احکام عورتوں کے لئے بھی ہیں، اور دوسری حدیث میں عورتوں کی بیعتِ سلوک کا ذکر ہے، اور دونوں حدیثیں آچکی ہیں —— اور عورتوں سے بیعتِ جہاد نہیں لی جاتی، کیونکہ ان کے ذمے جہاد نہیں —— اور بیعتِ خلافت بھی نہیں لی جاتی، اس معاملہ میں وہ مردوں کے تابع ہیں —— لیکن اب اگر خلیفہ کے انتخاب میں عورتیں بھی باپردہ ووٹ ڈالیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

[٤٩-] بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ

رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ.

[٧٢١٣-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُوْلُ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ:" تُبَايِعُوْنِّيْ عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِي مَعْرُوْفٍ، فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ.[راجع: ١٨]

[٧٢١٤-] حدثنا مَحْمُوْدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ:﴿لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ قَالَتْ: مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدَ امْرَأَةٍ، إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا.[راجع: ٢٧١٣]

[٧٢١٥-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَرَأَ عَلَيَّ ﴿أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾[الممتحنة: ١٢] وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ، فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا يَدَهَا، فَقَالَتْ: فُلَانَةُ أَسْعَدَتْنِيْ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَجْزِيَهَا، فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ، فَمَا وَفَتِ امْرَأَةٌ إِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِيْ سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ، أَوِ ابْنَةُ أَبِيْ سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ.[راجع: ١٣٠٦]

بَابُ مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً

جس نے کوئی بیعت توڑ دی

بیعت توٹتی نہیں، سودا ہو گیا ہو گیا، خواہ کوئی بیعت ہو، سورۃ الفتح میں ہے:''بے شک جو لوگ آپؐ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے'' ـــــ اور اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد و پیمان کیسے ٹوٹ سکتا ہے؟ ـــــ ''پس جو شخص عہد توڑے اس کا وبال اسی پر پڑے گا، اور جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرے تو عنقریب اسے بڑا اجر ملے گا'' ـــــ اور حدیث میں ہے کہ ایک بدّو نے بیعتِ اسلام کی، پھر اس کو واپس مانگا تو آپؐ نے وہ بیعت واپس نہیں کی ـــــ پس جو کسی خلیفہ سے بیعت کرنے کے بعد، اس کے خلاف کھڑا ہو تو اس کو بغاوت تصور کیا جائے گا۔

[٥٠-] بَابُ مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً

وَقَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ الآيَةَ [الفتح: ١٠]

[٧٢١٦-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: بَايِعْنِيْ عَلَى الإِسْلَامِ، فَبَايَعَهُ عَلَى الإِسْلَامِ، ثُمَّ جَاءَ الْغَدَ مَحْمُوْمًا، فَقَالَ: أَقِلْنِيْ، فَأَبَىٰ، فَلَمَّا وَلَّىٰ قَالَ: "الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ، تَنْفِي خَبَثَهَا، وَيُنَصَّعُ طِيْبُهَا" [راجع: ١٨٨٣]

بَابُ الِاسْتِخْلَافِ

جانشین بنانا

جانشیں مقرر کرنے کے لئے اسلام نے کوئی طریقہ مقرر نہیں کیا، اس کو لوگوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے، نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں صراحت جیسے اشارے فرمائے، مگر ان کو خلافت کے لئے نامزد نہیں کیا، نبی ﷺ کی وفات کے بعد مسلمانوں کے مشورے سے اور آپؐ کے اشارے سامنے رکھ کر آپؓ کو خلیفہ مقرر کیا گیا ـــــ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لئے نامزد کیا ـــــ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے چھ آدمیوں کی کمیٹی بنائی، ان میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چنا گیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نمبر آیا، غرض خلافت کے لئے کوئی اصول مقرر نہیں کیا گیا، لوگ اپنی صوابدید سے کوئی بھی طریقہ اپنا سکتے ہیں۔

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آہ میرا سر پھٹا جا رہا ہے! نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ (موت) اگر ہوئی درانحالیکہ میں زندہ ہوں تو میں تمہارے لئے استغفار کرونگا، اور تمہارے لئے دعا کروں گا، یعنی دردسر سے زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا: آدمی مرجائے گا، پس اگر تم مرگئیں تو تمہارا کیا نقصان ہے؟ تمہارا فائدہ ہی فائدہ ہے، نبی ﷺ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔ عائشہؓ نے کہا: ہائے میں موئی! بخدا! میں گمان کرتی ہوں کہ آپؐ میری موت کو پسند کرتے ہیں، اور اگر ہوگئی وہ (میری موت) تو آپؐ اپنے دن کے آخر میں اپنی کسی بیوی کے ساتھ عروسی کریں گے ـــــ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: "بلکہ میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے (یہ مرض موت کی ابتداء تھی) بخدا! میں نے ارادہ کیا کہ میں آدمی بھیج کر ابوبکر اور ان کے لڑکے کو بلاؤں، اور ان سے (خلافت کا) عہد باندھوں، کہیں کہنے والے کہیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں! پھر میں نے سوچا: اللہ تعالیٰ انکار کریں گے اور مسلمان (دوسرے کو) ہٹائیں گے، یا فرمایا: اللہ تعالیٰ ہٹائیں گے اور مسلمان انکار کریں گے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نبی ﷺ اپنا جانشیں نامزد کرتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کرتے، مگر آپؐ نے معاملہ اللہ کے حوالے کیا۔

[۵۱-] بَابُ الِاسْتِخْلَافِ

[۷۲۱۷-] حدثنا یَحْییَ بْنُ یَحْییَ، أَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ یَحْییَ بْنِ سَعِیْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَارَأْسَاهْ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "ذَاكِ لَوْ کَانَ وَأَنَا حَیٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُوْ لَكِ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَاثُکْلِیَاهْ! وَاللّٰهِ! إِنِّیْ لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِیْ! وَلَوْ کَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ یَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهْ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ: أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰی أَبِیْ بَکْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ، أَنْ یَقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ أَوْ یَتَمَنّٰی الْمُتَمَنُّوْنَ! ثُمَّ قُلْتُ: یَأْبَی اللّٰهُ وَیَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ، أَوْ: یَدْفَعُ اللّٰهُ وَیَأْبَی الْمُؤْمِنُوْنَ"[راجع: ۵۶۶۶]

آئندہ روایت: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا آپؓ اپنا جانشیں مقرر نہیں کرتے؟ آپؓ نے فرمایا: اگر میں جانشیں مقرر کروں تو اس ہستی نے جانشیں مقرر کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھی یعنی ابوبکرؓ نے، اور اگر میں چھوڑ دوں یعنی جانشیں مقرر نہ کروں تو اس ہستی نے چھوڑ دیا ہے جو کہ وہ مجھ سے بہتر تھی یعنی رسول اللہ ﷺ نے جانشیں مقرر نہیں کیا تھا۔

پھر لوگوں نے حضرت عمرؓ کی تعریف کی، مثلاً: یہ کہا کہ آپؓ نے عدل وانصاف کے ساتھ خلافت کا کام انجام دیا ہے تو آپؓ نے فرمایا: "رغبت کرنے والا اور ڈرنے والا!" یعنی مجھے اپنی خدمات کے ثواب کی امید بھی ہے اور ڈر بھی لگتا ہے کہ جو کوتاہیاں ہوگئی ہیں ان کا کیا ہوگا: "میری آرزو ہے کہ نجات پا جاؤں میں خلافت سے برابر سرابر: نہ میرے لئے اور نہ مجھ پر" یعنی نہ ملے نہ دینا پڑے! نہیں اٹھاؤں گا میں خلافت (کی ذمہ داری) کو زندگی میں اور موت کے بعد یعنی تاحیات خلیفہ رہا یہی ڈرنے کی بات ہے، اپنا جانشیں مقرر کر کے اس کے اعمال کا ذمہ دار کیوں بنوں! یعنی میں اپنا کوئی جانشیں مقرر نہیں کرونگا۔

[۷۲۱۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قِیْلَ لِعُمَرَ: أَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ: إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِنِّیْ: أَبُوْ بَکْرٍ، وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِنِّیْ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. فَأَثْنَوْا عَلَیْهِ، فَقَالَ: رَاغِبٌ وَرَاهِبٌ! وَدِدْتُ أَنِّیْ نَجَوْتُ مِنْهَا کَفَافًا: لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ، لَا أَتَحَمَّلُهَا حَیًّا وَلَا مَیِّتًا.

آئندہ روایت: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پچھلی تقریر سنی ہے (انھوں نے پہلی تقریر وفاتِ نبوی کے دن کی تھی کہ جو کہے گا کہ نبی ﷺ کی وفات ہوگئی ہے: اس کا سر قلم کر دوں گا!) جب وہ منبر پر بیٹھے، اور یہ تقریر وفاتِ نبوی سے اگلے دن کی تھی (اور ابھی نبی ﷺ کی تدفین نہیں ہوئی تھی) اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے، کچھ بول نہیں رہے تھے، فرمایا: "میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ زندہ رہیں گے ہمارے بعد تک (مگر سنو!

آپؐ کی وفات ہوچکی ہے) پس اگر محمد ﷺ کی وفات ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان نور گردانا ہے، جس سے تم راہ پاتے رہوگے، اللہ تعالیٰ نے (اس کے ذریعہ) محمد ﷺ کو راہ دکھائی ہے یعنی قرآنِ کریم تمہارے پاس موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سے رسول اللہ ﷺ کو بھی راہ دکھائی ہے، وہ تمہاری راہ نمائی کے لئے بھی کافی ہے، اور ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی (صحابی) ہیں اور غارِ ثور میں دو میں کے دوسرے تھے یعنی اور کوئی نہیں تھا، اور بے شک وہ تمہارے معاملات (خلافت) کے زیادہ حقدار ہیں، پس اٹھو اور ان سے بیعت کرو، اور حاضرین میں سے کچھ لوگ اس سے پہلے سقیفہ بنی ساعدۃ میں بیعت کر چکے تھے، اور عام لوگوں نے منبر پر بیعت کی۔ اور حضرت انسؓ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو اس دن ابوبکرؓ سے کہتے سنا کہ منبر پر تشریف لایئے (اور ابوبکرؓ ہمت نہیں کررہے تھے) پس عمرؓ برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ وہ منبر پر چڑھے، پس ان سے عام لوگوں نے بیعت کی۔

[۷۲۱۹-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ: أَنَّـهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الآخِرَةَ، حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَتَشَهَّدَ، وَأَبُوْ بَكْرٍ صَامِتٌ لاَ يَتَكَلَّمُ، قَالَ: كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى يَدْبُرَنَا يُرِيْدَ بِذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ آخِرَهُمْ، فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهِ، هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم. وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَثَانِيَ اثْنَيْنِ، وَإِنَّـهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِأُمُوْرِكُمْ، فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ. وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِي سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ.

قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ لِأَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ: اصْعَدِ الْمِنْبَرَ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً. [طرفه: ۷۲۶۹]

اگلی روایت: پہلے آئی ہے۔ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، اس نے آپؐ سے کسی چیز کے بارے میں گفتگو کی یعنی مدد طلب کی، آپؐ نے اس کے لئے کسی چیز کا حکم دیا، اور دوسرے وقت آنے کے لئے کہا اور تعاون کا وعدہ کیا، اس نے عرض کیا: اگر میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں؟ یعنی حسب وعدہ آؤں اور آپؐ کی وفات ہوگئی ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ''اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا'' (اس میں اشارہ ہے کہ آپؐ کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہونگے)

[۷۲۲۰-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟ كَأَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ. قَالَ: '' إِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ''[راجع: ۳۶۵۹]

آئندہ روایت: وفاتِ نبوی کے بعد بُزاخہ قبیلہ مرتد ہوا، ان کے ساتھ جنگ ہوئی، وہ ہارے تو انھوں نے ابوبکرؓ کے پاس معذرت خواہی کے لئے وفد بھیجا، حضرت ابوبکرؓ نے اس وفد سے فرمایا: اونٹوں کی دُموں کے پیچھے چلتے رہو یعنی اپنے مشاغل میں مشغول رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دکھلائیں اپنے نبی کے خلیفہ کو (یہاں باب ہے) اور مہاجرین کو وہ بات جس کے ذریعہ وہ تم کو معذور سمجھیں۔

[۷۲۲۱-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ: تَتَّبِعُوْنَ أَذْنَابَ الإِبِلِ حَتّٰى يُرِىَ اللّٰهُ خَلِيْفَةَ نَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم وَالْمُهَاجِرِيْنَ أَمْرًا يَعْذِرُوْنَكُمْ بِهِ.

بَابٌ

بارہ امیر ہونگے

یہ باب کالفصل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بارہ امیر ہونگے'' حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اس کے بعد آپؐ نے ایک جملہ فرمایا جس کو میں نہیں سن سکا، پس میرے ابا (حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: نبی ﷺ نے فرمایا: وہ سب قریش سے ہونگے (مگران کا طریق انتخاب کیا ہوگا؟ یہ نہیں بتلایا، معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کی صوابدید پر موقوف ہے۔ اور بارہ امیر کون ہیں؟ اس کی تعیین مشکل ہے، یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ بارہ میں حصر نہیں، پس زیادہ ہوسکتے ہیں)

بَابٌ

[۷۲۲۲و۷۲۲۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: '' يَكُوْنُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيْرًا'' فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا، فَقَالَ أَبِيْ: إِنَّهُ قَالَ: '' كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ''

بَابُ إِخْرَاجِ الْخُصُوْمِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ

تحقیق کے بعد جھگڑنے والوں کو اور مشکوک لوگوں کو گھروں سے نکالنا

ایسا ہی باب تحفۃ القاری (۵:۴۴۳) میں آیا ہے۔ حکام کی یہ ذمہ داری ہے کہ فساد پر قابو پائیں، بلکہ ایسی تدبیر کریں کہ فساد ہونے ہی نہ پائے، کسی گھر میں لوگ جھگڑ رہے ہوں تو ان کو گیٹ آوٹ کیا جائے: جھگڑا ختم ہوجائے گا، اسی طرح کسی گھر میں یا سڑک پر مشکوک لوگ جمع ہوں تو ان کو منتشر کردیا جائے تاکہ کوئی برائی وجود میں نہ آئے، اور باب کی سب روایات مع شرح محولہ بالا مقام میں آگئی ہیں۔

[٥٢-] بَابُ إِخْرَاجِ الْخُصُوْمِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ

وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ نَاحَتْ.

[٧٢٢٤-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ يُتَحَطَّبُ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ"[راجع: ٦٤٤]

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ: قَالَ يُوْنُسُ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: مِرْمَاةٌ: مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ، مِثْلُ مِنْسَاةٍ وَمِيْضَاةٍ. الْمِيْمُ مَخْفُوْضَةٌ.

آخر میں محمد بن یوسف فربری (راوی بخاری) نے نیچے اتر کر دو واسطوں سے امام بخاریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ مِرْمَاة کے معنی ہیں: بکری کے کھر کے درمیان کا گوشت، یہ لفظ بروزن مِنْسَاة اور مِيْضَاة ہے، میم پر زیر ہے۔

بَابُ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَمْنَعَ الْمُجْرِمِيْنَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهِ؟

کیا امام مجرموں اور گنہ گاروں کو اپنے ساتھ ملاقات اور زیارت وغیرہ سے روک سکتا ہے؟

اگر امام کسی مجرم یا مبتلائے معصیت کو اپنی ملاقات یا زیارت وغیرہ سے روک دے تو یہ جائز ہے، اور یہ ممانعت اصلاحِ حال تک ہونی چاہئے، اور اس سے آگے معاشرتی بائکاٹ کا بھی حکم دے سکتا ہے، غزوۂ تبوک میں جو تین مخلص صحابہ پیچھے رہ گئے تھے ان کے ساتھ سلام وکلام تک بند کر دیا گیا تھا، پچاس دنوں کے بعد جب ان کی توبہ نازل ہوئی تب بائکاٹ ختم کیا گیا، اور یہ سلام وکلام سے روکنا چونکہ دین کے لئے ہوگا، اس لئے تین دن سے زیادہ بھی جائز ہے۔

[٥٣-] بَابُ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَمْنَعَ الْمُجْرِمِيْنَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهِ؟

[٧٢٢٥-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، فَذَكَرَ حَدِيْثَهُ: وَنَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا، فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً، وَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا.[راجع: ٢٧٥٧]

﴿الحمد للہ! کتاب الاحکام کی شرح پوری ہوئی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب التَّمَنِّیٰ

آرزو کرنا

ربط: کتاب الاحکام کے شروع میں بیان کیا ہے کہ لوگ جائز ناجائز عہدوں وغیرہ کی آرزو کرتے ہیں، اس لئے کتاب الاحکام کے بعد کتاب التمنی لائے، تمنا ہر کوئی کرتا ہے، امیدوں پر دنیا قائم ہے، مگر خیر کی آرزو کرنی چاہئے، اور وہ بھی حسد تک نہیں پہنچنی چاہئے، جب میں تحفۃ الالمعی لکھ رہا تھا تو میری آرزو تھی کہ بخاری شریف پڑھانے کو ملے تو اس کی بھی شرح لکھوں، الحمد للہ! وقت پر وہ مل گئی، اور اب یہ اس کی شرح تکمیل پذیر ہونے والی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّمَنِّيْ، وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ

آرزو کرنے کی روایات، اور ایک رائے یہ ہے کہ شہادت کی آرزو کرنی چاہئے

آرزو کرنے کی روایات: جنرل عنوان ہے، پوری کتاب التمنی کی روایات کو شامل ہے، پھر خاص باب ہے، ایک رائے یہ ہے کہ شہادت کی آرزو کرنی چاہئے، نبی ﷺ نے بار بار راہِ خدا میں مارے جانے کی آرزو کی ہے، اور اس کو ایک رائے کہہ کر اس لئے ذکر کیا کہ آگے باب ۸ میں دشمن سے مڈبھیڑ کی آرزو کرنے کی ممانعت آئی ہے، مگر وہ (مڈبھیڑ) مقصد نہیں، مقصد کا سبب ہے، اور مقاصد اور ان کے اسباب کا ایک حکم نہیں ہوتا، پس شہادت کی تو آرزو کرنی چاہئے، اور اس کے اسباب دشمن سے ٹکر اور طاعون وغیرہ کی آرزو نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ کبھی آدمی جم کر نہیں لڑسکتا اور طاعون میں صبر نہیں کرسکتا۔ اور حدیثیں آچکی ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

٩٤- كتابُ التَّمَنِّىٰ

[١-] بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّمَنِّيْ، وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ

[٧٢٢٦-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، حَدَّثَنِيْ اللَّيْثُ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:

”وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہِ! لَوْلَا أَنَّ رِجَالاً یَکْرَھُوْنَ أَنْ یَتَخَلَّفُوْا بَعْدِیْ، وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُھُمْ مَا تَخَلَّفْتُ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّیْ أُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، ثُمَّ أُحْیَا ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْیَا ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْیَا ثُمَّ أُقْتَلُ“[راجع: ۳۶]

[۷۲۲۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:” وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہِ! وَدِدْتُ أَنِّیْ لَأُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْیَا ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْیَا ثُمَّ أُقْتَلُ“ فَکَانَ أَبُوْ ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُھُنَّ ثَلَاثًا: أَشْھَدُ لِلّٰہِ![راجع: ۳۶]

قولہ: أشھد للّٰہ:یقولھن کی ضمیر مفعول سے بدل ہے یعنی حضرت ابو ہریرہؓ حدیث کے آخر میں تین مرتبہ أشھد للّٰہ کہتے تھے یعنی میں اللہ کے لئے گواہی دیتا ہوں یعنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مذکورہ بات نبی ﷺ نے فرمائی ہے۔

بَابُ تَمَنِّیْ الْخَیْرِ، وَقَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم:”لَوْ کَانَ لِیْ أُحُدٌ ذَھَبًا“

اچھے کام کی آرزو کرنا جیسے نبی ﷺ نے راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لئے آرزو کی کہ کاش آپؐ کے لئے احد پہاڑ سونے کا ہوتا!

مال فتنہ ہے، وہ آرزو کرنے کی چیز نہیں، مگر راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لئے اس کی آرزو کرنا اچھی چیز ہے، پس اس کی آرزو کرنی چاہئے، اور حدیث پہلے دو جگہ آئی ہے، مگر اس کا آخری جزء نیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر میرے لئے احد پہاڑ سونا ہوتا تو مجھے خوشی نہ ہوتی کہ مجھ پر تین دن گذریں اور میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی ہو، علاوہ اس چیز کے جس کو میں اپنے اوپر قرضہ کے لئے محفوظ رکھوں (بشرطیکہ) پاؤں میں اس کو جو اس کو قبول کرے (اور کوئی لینے والا نہ ہو تو مجبوراً محفوظ رکھنا پڑے گا)

[۲-] بَابُ تَمَنِّیْ الْخَیْرِ، وَقَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم:”لَوْ کَانَ لِیْ أُحُدٌ ذَھَبًا“

[۷۲۲۸-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ھَمَّامٍ، سَمِعَ أَبَا ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:” لَوْ کَانَ عِنْدِیْ أُحُدٌ ذَھَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا یَأْتِیَ ثَلَاثٌ وَعِنْدِیْ مِنْہُ دِیْنَارٌ، لَیْسَ شَیْئٌ أُرْصِدُہُ فِیْ دَیْنٍ عَلَیَّ، أَجِدُ مَنْ یَقْبَلُہُ“[راجع: ۲۳۸۹]

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم:” لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ“

اگر پہلے میری سمجھ میں وہ بات آجاتی جو بعد میں آئی!

زمانۂ جاہلیت میں حج کے سفر میں عمرہ کرنا گناہ سمجھا جاتا تھا، عمرہ کے لئے الگ سفر کرنا پڑتا تھا، حجۃ الوداع میں اسی تصور

کے پیشِ نظرسب نے ذوالحلیفہ سے حج کا احرام باندھا تھا، پھر مکہ پہنچ کر آپؐ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ زمانۂ جاہلیت میں تو صرف جزیرۃ العرب کے لوگ حج اور عمرہ کے لئے آتے تھے، اور ان کے لئے دو سفر کرنا آسان تھا۔ اور اسلام تو عالم گیر مذہب ہے، اور ساری دنیا کے لئے دو سفر کرنا مشکل ہے، پس حج ہی کے سفر میں عمرہ کی بھی گنجائش ہونی چاہئے، چنانچہ آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ نیت بدل دو، عمرہ کی نیت کرلو، اور افعالِ عمرہ کرکے احرام کھول دو، پھر حج کا احرام مکہ سے باندھنا۔

مگر نبی ﷺ کے لئے مجبوری تھی، آپؐ قربانیاں ساتھ لائے تھے، جب تک دس ذی الحجہ کو وہ قربانیاں ذبح نہ ہوجائیں آپؐ کا احرام نہیں کھل سکتا تھا، پس آپؐ نے حج کے احرام کے ساتھ عمرہ کی بھی نیت کرلی، اب آپؐ قارن ہوگئے، پھر آپؐ نے عمرہ کے افعال کئے مگر احرام نہیں کھولا، جاہلیت کے تصور کے پیشِ نظر یہ بات صحابہ پر شاق ہوئی، تو آپؐ نے فرمایا: ''اگر پہلے سے وہ بات میری سمجھ میں آجاتی جو بعد میں آئی تو میں قربانیاں ساتھ نہ لاتا، اور میں بھی افعالِ عمرہ کرکے احرام کھول دیتا'' —— اور یہ حکم آپؐ نے اجتہاد سے دیا تھا، جس پر اللہ نے برقرار رکھا تو مآلاً وہ وحی ہوگیا۔

[۳-] بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: '' لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ''

[۷۲۲۹-] حدثنا یَحْییَ بْنُ بُکَیْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ عُقَیْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: '' لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْیَ، وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِیْنَ حَلُّوْا''[راجع: ۲۹۴]

[۷۲۳۰-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ، عَنْ حَبِیْبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَلَبَّیْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَکَّةَ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِیْ الْحِجَّةِ، فَأَمَرَنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ نَطُوْفَ بِالْبَیْتِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَأَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ، إِلَّا مَنْ مَعَهُ هَدْیٌ، قَالَ: وَلَمْ یَکُنْ مَعَ أَحَدٍ مِنَّا هَدْیٌ غَیْرَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَطَلْحَةَ، وَجَاءَ عَلِیٌّ مِنَ الْیَمِیْنِ مَعَهُ الْهَدْیُ، فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالُوْا: نَنْطَلِقُ إِلٰی مِنًی وَذَکَرُ أَحَدِنَا یَقْطُرُ؟! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: '' إِنِّیْ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَیْتُ! وَلَوْلَا أَنَّ مَعِیَ الْهَدْیَ لَحَلَلْتُ''

قَالَ: وَلَقِیَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ یَرْمِیْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَنَا هٰذِهِ خَاصَّةً؟ قَالَ: ''لَا، بَلْ لِلْأَبَدِ''

قَالَ: وَکَانَتْ عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَکَّةَ وَهِیَ حَائِضٌ، فَأَمَرَهَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ تَنْسُكَ الْمَنَاسِكَ کُلَّهَا، غَیْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوْفُ بِالْبَیْتِ وَلَا تُصَلِّیْ حَتّٰی تَطْهُرَ، فَلَمَّا نَزَلُوْا الْبَطْحَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

أَتَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ؟ قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِىْ بَكْرٍ الصَّدِّيْقِ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيْمِ، فَاعْتَمَرَتْ عُمْرَةً فِيْ ذِى الْحِجَّةِ بَعْدَ أَيَّامِ الْحَجِّ. [راجع: ۱۵۵۷]

قوله:هذه: یعنی حج کے سفر میں عمرہ کرنا......**قوله: وَذَكَر:** اور ہم میں سے ایک کی شرمگاہ (منی سے) ٹپک رہی ہوگی!

بَابُ قَوْلِهِ:" لَيْت كَذَا وَكَذَا"

کاش ایسا ایسا ہوتا!

ایک رات نبی ﷺ کی نیند اچاٹ ہوگئی، آپؐ نے فرمایا:''کاش میرے صحابہ میں سے کوئی بھلا آدمی رات میں میرا پہرہ دیتا!'' (معلوم ہوتا ہے آپؐ دشمن کے علاقہ سے قریب تھے) اچانک آپؐ نے ہتھیار کی آواز سنی، پوچھا: کون؟ جواب دیا: یارسول اللہ! سعد بن ابی وقاصؓ ہوں، آپؐ کا پہرہ دینے آیا ہوں!'' پس آپؐ بہ اطمینان سوگئے، یہاں تک کہ صدیقہؓ نے آپؐ کے خراٹے سنے —— (دوسری حدیث) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بخار میں جو شعر پڑھا ہے اس میں ہے: لیت شِعری: کاش میں جانتا! یہ آرزو ہے —— معلوم ہوا ایسی تمنا کرنا جائز ہے۔

[٤-] بَابُ قَوْلِهِ:" لَيْت كَذَا وَكَذَا"

[۷۲۳۱-] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ يَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: أَرِقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ، ثُمَّ قَالَ:" لَيْتَ رَجُلاً صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِىْ يَحْرُسُنِىْ اللَّيْلَةَ" إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ قَالَ:"مَنْ هٰذَا؟" قِيْلَ: سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُ أَحْرُسُكَ. فَنَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى سَمِعْنَا غَطِيْطَهُ.

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ بِلَالٌ:

أَلاَ لَيْتَ شِعْرِىْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ۞ بِوَادٍ وَحَوْلِىْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ

فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۲۸۸۵]

بَابُ تَمَنِّى الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ

قرآن اور علم کی آرزو کرنا

یہ بہترین آرزو ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:''باہم جلنا (رال ٹپکانا) نہیں ہے، مگر دو باتوں میں: ایک شخص کو اللہ نے قرآن کی دولت دی، پس وہ رات اور دن کی گھڑیوں میں اس کی تلاوت کرتا ہے، پس (سامع) کہتا ہے: اگر مجھے یہ دولت ملتی

تو میں بھی یہی کرتا! دوسرا شخص: جس کو اللہ نے مال دیا، وہ اس کو اللہ کے حق میں خرچ کرتا ہے، پس (دیکھنے والا) کہتا ہے: اگر مجھے یہ مال ملتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا! (اور ان دو باتوں میں حصر نہیں، ہر اچھی صفت اور اچھے کام میں رشک کرنا چاہئے)

[۵-] بَابُ تَمَنِّی الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ

[۷۲۳۲-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم: " لاَ تَحَاسُدَ إِلاَّ فِیْ اثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ یَتْلُوْهُ مِنْ آنَاءِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ یَقُوْلُ: لَوْ أُوْتِیْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِیَ هٰذَا لَفَعَلْتُ کَمَا یَفْعَلُ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً یُنْفِقُهُ فِیْ حَقِّهِ فَیَقُوْلُ: لَوْ أُوْتِیْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِیَ لَفَعَلْتُ کَمَا یَفْعَلُ" [راجع: ۵۰۲۶]

بَابُ مَا یُکْرَهُ مِنَ التَّمَنِّیْ

وہ آرزو جو ناپسندیدہ ہے

چار صورتوں میں آرزو کرنا مکروہ ہے:

۱- آرزو حسد کی حد تک پہنچ جائے تو جائز نہیں، حدیث میں ہے: لاتحاسدوا: ایک دوسرے پر جلو مت۔

۲- گناہ کی آرزو کرنا بھی جائز نہیں، بھلا کون پاگل ہے جو گناہ کی آرزو کرے گا، جیسے ایک شخص سودی قرض دیتا ہے، دوسرا آرزو کرتا ہے کہ اگر اس کے پاس مال ہوتا تو وہ بھی سودی قرض دیتا۔

۳- خصوصیات کی تمنا کرنا بھی درست نہیں، سورۃ النساء میں ہے: "اور تم ایسے کسی امر کی تمنا مت کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے، جیسے امتی نبوت کی تمنا کرے، یا باپ: ماں ہونے کی تمنا کرے، کیونکہ خدمت میں ماں کا حق تین گنا ہے، یا کوئی عورت تمنا کرے کہ وہ مرد ہوتی تو اسے دونی میراث ملتی یا اس کی شہادت کامل ہوتی: یہ درست نہیں۔

۴- نامناسب بات کی آرزو کرنا، جیسے زندگی سے تنگ آکر موت کی آرزو کرنا، کیونکہ نیک ہے تو جب تک زندہ ہے نیکی کرے گا اور بد ہے تو شاید توبہ کی توفیق مل جائے۔

[۶-] بَابُ مَا یُکْرَهُ مِنَ التَّمَنِّیْ

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلاَ تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ﴾ الآیَةَ [النساء: ۳۲]

[۷۲۳۳-] حدثنا حَسَنُ بْنُ الرَّبِیْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: لَوْلاَ أَنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم یَقُوْلُ: " لاَ تَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ"

لَتَمَنَّيْتُ.[راجع: ٥٦٧١]

[٧٢٣٤-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِی خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: أَتَيْنَا خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ نَعُوْدُهُ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا، فَقَالَ: لَوْلاَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.[راجع: ٥٦٧٢]

[٧٢٣٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَبِی عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لاَيَتَمَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ يَزْدَادُ، وَإِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتِبُ"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَبُوْ عُبَيْدٍ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ.[راجع: ٣٩]

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَوْلاَ اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

یہ کہنا کہ اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہم راہ نہ پاتے!

سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے، پس کسی بھی اچھے کام کے لئے یہ کہنا کہ اللہ کی توفیق سے ہوا: جائز ہے، خندق کی کھدائی کے وقت نبی ﷺ نے جو رجز پڑھا ہے، اس میں یہ بات ہے۔

[٧-] بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَوْلاَ اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

[٧٢٣٦-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِی أَبِی، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ، يَقُوْلُ:" لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا نَحْنُ، وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا، فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا، إِنَّ الْأُلٰى - وَرُبَّمَا قَالَ: الْمَلاَ - قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا، إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا أَبَيْنَا" يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.[راجع: ٢٨٣٦]

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّی لِقَاءِ الْعَدُوِّ

دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا کرنا مکروہ ہے

پہلے یہ بات آئی ہے کہ شہادت کی تمنا کرنا تو جائز ہے، مگر دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اول مقصد ہے اور یہ اس کا ایک سبب ہے، شہادت اور طرح بھی حاصل ہوسکتی ہے، اور مقاصد واسباب کے احکام الگ ہوسکتے ہیں، اور دشمن سے مقابلہ ہو: اس کی تمنا کرنا مکروہ اس لئے ہے کہ بوقتِ مقابلہ ڈٹ کر لڑے گا اس کی کیا گارنٹی ہے! اگر بھاگ کھڑا ہوا تو

دوسروں کوبھی بزدل بنادے گا، پس یہ آرزو کرنا مکروہ ہے۔

[۸-] بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّيْ لِقَاءِ الْعَدُوِّ

رَوَاهُ الْأَعْرَجُ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۷۲۳۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ أَبِيْ النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفَى، فَقَرَأْتُهُ، فَإِذَا فِيْهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لاَ تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْئَلُوْا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ"[راجع: ۲۸۱۸]

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ اللَّوِّ

لَو: کا استعمال جائز ہے

حاشیہ میں نسائی، ابن ماجہ اور طحاوی سے حدیث نقل کی ہے: إياك و اللّو، فإن لو تفتح عملَ الشيطان: لَو (اگرمگر) سے بچو! کیونکہ اگرمگر سے شیطان کا چرخا شروع ہوجاتا ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ آٹھ روایتیں لاکر لو کے استعمال کا جواز ثابت کررہے ہیں، پس تطبیق یہ ہے کہ جو لَو از قبیلِ 'جھک' ہے وہ شیطان کا چرخا ہے، اور جو لَو تمنی، ترجی یا شرط کے لئے ہے اس کا استعمال جائز ہے۔

ایک واقعہ: ہم مظاہر علوم سہارن پور میں امام النحو حضرت مولانا صدیق احمد صاحب جموی قدس سرہ سے کنز الدقائق پڑھتے تھے، حضرت فقیہ/ مفتی نہیں تھے، مگر تفہیم شاندار تھی، مسئلہ واضح کردیتے تھے، پھر اگر کوئی طالب علم جھک کرتا کہ حضرت! اگر ایسا ہو؟ حضرت فرماتے: اگرمگر دار الافتاء میں، چل آگے!

امام بخاریؒ کے دلائل:

۱- سورۃ ہود میں لوط علیہ السلام کا قول ہے:" کاش میرا تم پر کچھ زور چلتا!" (یہ لَو تمنی کے لئے ہے)

۲- مدینہ میں ایک عورت تھی، نبی ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:" اگر میں کسی عورت کو گواہوں کے بغیر سنگسار کرتا تو اس عورت کو کرتا" (یہ لَو شرط کے لئے ہے)

[۹-] بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ اللَّوِّ

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿لَوْ أَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً﴾[هود: ۸۰]

[۷۲۳۸-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

مُحَمَّدٍ، قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلاَعِنَيْنِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ: أَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ؟" قَالَ: لاَ، تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.[راجع: ٥٣١٠]

۳-عشاء تاخیر سے پڑھنے کے سلسلہ میں فرمایا: "اگر میری امت کے لئے دشواری نہ ہوتی تو میں اس وقت عشاء کی نماز پڑھنے کا حکم دیتا" (یہ لَو شرط کے لئے ہے)

۴-مسواک کے سلسلہ میں فرمایا: "اگر میری امت کے لئے دشواری نہ ہوتی تو میں ان کو (ہر نماز سے پہلے) مسواک کرنے کا حکم دیتا" (یہ لَو بھی شرط کے لئے ہے)

[٧٢٣٩-] حدثنا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ، قَالَ: أَعْتَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْعِشَاءِ، فَخَرَجَ عُمَرُ، فَقَالَ: الصَّلاَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ. فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ يَقُوْلُ: "لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ أَوْ: عَلَى النَّاسِ، وَقَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا: عَلٰى أُمَّتِيْ، لَأَمَرْتُهُمْ بِالصَّلاَةِ هٰذِهِ السَّاعَةَ"

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَخَّرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم هٰذِهِ الصَّلاَةَ فَجَاءَ عُمَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ. فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ، يَقُوْلُ: "إِنَّهُ لَلْوَقْتُ، لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ"

وَقَالَ عَمْرٌو: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ لَيْسَ فِيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ: رَأْسُهُ يَقْطُرُ، وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ. قَالَ عَمْرٌو: "لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ" وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: "إِنَّهُ لَلْوَقْتُ، لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ"[راجع: ٥٧١]

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٧٢٤٠-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ"[راجع: ٨٨٧]

سند کی بحث: حضرت عطاءؒ سے یہ روایت سفیان بن عیینہؒ، عبدالملک بن جریج اور محمد بن مسلم کرتے ہیں، آخری راوی کی سند آخر میں لائے ہیں، اور وہ موصول ہے، اور پہلے دو راویوں کی روایتوں میں تین فرق ہیں: (۱) سفیان کی روایت میں عطاء کے بعد ابن عباسؓ کا ذکر نہیں، اور ابن جریج کی روایت میں ہے (۲) سفیان کی روایت میں: رأسه يقطر ہے اور ابن

جریج کی روایت میں: يَمْسَحُ الماءَ عن شقه ہے(۳) ابن جریج کی روایت میں: إنه لَلْوَقت ہے، سفیان کی روایت میں یہ جملہ نہیں یعنی عشاء کی نماز پڑھنے کا یہی وقت ہے۔

۵-صوم وصال کے سلسلہ میں فرمایا: ''اگر میرا مہینہ لمبا ہوتا تو میں اور بھی روزے ملاتا'' یہ بات آپؐ نے صوم وصال میں پیروی کرنے والوں کو عبرتناک سزا دینے کے طور پر فرمائی تھی۔

[۷۲۴۱-] حدثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: وَاصَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم آخِرَ الشَّهْرِ، وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: '' لَوْ مُدَّ بِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالاً يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ، إِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّيْ أَظَلُّ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ''

تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مُغِيْرَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۱۹۶۱]

[۷۲۴۲-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْوِصَالِ، قَالُوْا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ. قَالَ: '' أَيُّكُمْ مِثْلِيْ؟ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ'' فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ، فَقَالَ: ''لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ'' كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ. [راجع: ۱۹۶۵]

۶-حطیم کعبہ کا حصہ ہے، قریش نے جب کعبہ کی نئی تعمیر کی تو خرچ کی تنگی کی وجہ سے حطیم کو باہر کردیا، اور کعبہ کا ایک دروازہ کردیا، اور اونچا کردیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا: ''یہ کعبہ کا حصہ ہے، اگر مکہ کے لوگ نومسلم نہ ہوتے تو میں کعبہ کو توڑ کر نیا بناتا، اور حطیم کو اس میں لے لیتا!'' (یہ لَو شرط کے لئے ہے، اور جَدْر: دیوار: سے مراد حطیم ہے)

[۷۲۴۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الْأَحْوَصِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: ''نَعَمْ'' قُلْتُ: فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: '' إِنَّ قَوْمَكِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ'' قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: ''فَعَلَ ذَاكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَاءُ وْا، وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَاءُ وْا، لَوْلاَ أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ، فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ، وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ فِي الْأَرْضِ''[راجع: ۱۲۶]

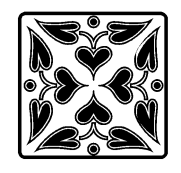
۷و۸- نبی ﷺ نے انصار کی دلداری کے لئے فرمایا: ''اگر ہجرت کی سعادت میرے لئے مقدر نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا!'' —— اور اگر لوگ کسی میدان میں چلیں (اور انصار دوسرے میدان میں چلیں) تو میں انصار کے میدان میں (ان کے ساتھ) چلوں گا!''

[٧٢٤٤-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لَوْلاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا، أَوْ: شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ: شِعْبَ الْأَنْصَارِ" [راجع: ٣٧٧٩]

[٧٢٤٥-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيىَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لَوْلاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ: شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ: شِعْبَهَا"

تَابَعَهُ أَبُوْ التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الشِّعْبِ. [راجع: ٤٣٣٠]

الحمدللہ! کتاب التمنی کی شرح پوری ہوئی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب أخبار الآحاد

غیر متواتر حدیثوں سے استدلال کرنا

ربط: کتاب الاحکام کے شروع میں بیان کیا ہے کہ حکام اور قُضات کو قرآنِ کریم کے علاوہ غیر متواتر روایات سے بھی تمسک کرنا پڑتا ہے، اس لئے اب اخبار آحاد کی حجیت کو بیان کرتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ احادیث (خبروں، باتوں) کی سندوں کی تعداد کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: متواتر اور آحاد، اور دونوں حجت (قابل قبول) ہیں، اول حجت قطعیہ ہے، ثانی ظنیہ، **متواتر**: وہ خبر ہے جس کے راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا، یا اتفاقاً ان سے جھوٹ کا صادر ہونا عادۃً محال ہو، اور اس خبر سے علم یقینی حاصل ہو، اور جو خبر ایسی نہ ہو وہ خبر واحد ہے، پھر اگر اس کے راوی قابل اعتماد ہیں تو اس سے علم ظنی حاصل ہوگا، اور وہ بھی حجت شرعیہ ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوْقِ فِي الْأَذَانِ، وَالصَّلاَةِ، وَالصَّوْمِ، وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ

وہ روایات جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان، نماز، روزوں اور فرائض واحکام میں ایک قابل اطمینان آدمی کی خبر معتبر ہے

اخبار آحاد: عام ہے، خواہ احادیث ہوں یا عام باتیں، اور فرائض واحکام تقریباً مترادف ہیں، اہل حق کے نزدیک وہ حدیثیں جو خبر واحد ہیں یعنی متواتر نہیں، اگر چہ اس کی سندیں متعدد نہ ہوں: وہ بھی حجت ہیں، اگر چہ ان سے علم ظنی حاصل ہوتا ہو، اور عام باتوں کا بھی یہی حکم ہے، خواہ وہ اذان سے متعلق ہوں، مؤذن کا اذان دینا خبر ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا، اور رمضان کے چاند میں اور دیگر احکام میں بھی اخبار آحاد معتبر ہیں۔

ایک عجیب بات: غیر مقلدین کے نزدیک اجماع امت حجت نہیں، حتی کہ ان کے نزدیک اجماع صحابہ بھی حجت نہیں، اور منکرینِ اجماع کے لئے سورۃ النساء (آیت ۱۱۵) میں سخت وعید آئی ہے، اس لئے وہ اجماع کی حجیت کا صاف انکار نہیں

کرتے، بلکہ کہتے ہیں: ہم ظنی اجماع کو نہیں مانتے، قطعی اجماع کو مانتے ہیں (مقدمہ عرف الجادی) پس کیا اجماع کا ذکر قرآنِ کریم میں ہوگا؟ قطعی ہونے کی اور کیا صورت ہے؟ متواتر تو صرف قرآن ہے، متواتر حدیثوں کے وجود میں اختلاف ہے، پس اجماع امت بھی اخبار آحاد کی طرح مروی ہوگا، اور جب اخبار آحاد حجت ہیں، جبکہ وہ مفید ظن ہیں، پس اسی طریقہ سے مروی اجماع کیوں حجت نہیں؟ اندر کی بات یہ ہے کہ ناچنا نہیں آنگن ٹیڑھا! نہ بارہ من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی!

پہلی دلیل: سورۃ التوبہ کی (آیت ۱۲۲) ہے: ''اور مسلمان ایسے نہیں کہ سارے ہی اٹھ کھڑے ہوں، پھر ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوں، تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں، اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کی طرف لوٹیں تاکہ وہ برائیوں سے بچیں'' —— طائفة (کچھ لوگ) کا اطلاق ایک پر بھی ہوتا ہے، سورۃ الحجرات (آیت ۹) میں ہے: ''اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں (تو ان میں مصالحت کراؤ) پس اگر دو شخص لڑیں تو ان میں بھی مصالحت کرانی چاہئے، آیت اس صورت کو بھی شامل ہے، پس ثابت ہوا کہ طائفة ایک پر بھی صادق آتا ہے، پھر وہ (ایک) جو کچھ دین سیکھ کر آئے گا وہ قوم کو بتائے گا، اور قوم اس پر عمل کرے گی، معلوم ہوا کہ ایک کی خبر معتبر ہے۔

البتہ اس ایک کا عادل (قابل اعتماد) ہونا ضروری ہے، اگر فاسق (ناقابل اعتماد) خبر دے تو اس کی بات معتبر نہیں، سورۃ الحجرات (آیت ۶) میں ہے: ''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو (فوراً اس کو مان کر کاروائی شروع مت کردو، پہلے) اس کی خوب تحقیق کرلو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر پہنچادو، پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے!''

دوسری دلیل: نبی ﷺ نے مختلف اوقات میں گورنروں کو اکیلے اکیلے بھیجا ہے، وہ قوم کو احکام پہنچائیں گے، اور ان کی خبر معتبر ہوگی، معلوم ہوا کہ ایک کی خبر معتبر ہے —— پھر سوال مقدر کا جواب ہے کہ ایک شخص سے حکم میں بھول بھی تو ہوسکتی ہے؟ جواب: اگر ان سے بھول ہوجائے گی تو قرآن وسنت کی طرف لوٹا کر اس کو صحیح کرلیا جائے گا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

٩٥- كتابُ أخبار الآحاد

[١-] بَابُ مَاجَاءَ فِيْ إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوْقِ فِي الأَذَانِ، وَالصَّلاَةِ، وَالصَّوْمِ، وَالْفَرَائِضِ وَالأَحْكَامِ

[١-] وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿فَلَوْلاَ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنَ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾

فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِي مَعْنَى الآيَةِ، وَقَوْلِهِ: ﴿إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ﴾

[۲-] وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أُمَرَاءَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ، فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِنْهُمْ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ.

تیسری دلیل: مالک بن الحویرث اور ان کے چچازاد بھائی جب علم حاصل کرکے گھر لوٹے تو نبی ﷺ نے ان کو ہدایت دی کہ جب نماز کا وقت ہوجائے تو تم میں سے ایک اذان دے الی آخرہ ـــــ مؤذن اذان کے ذریعہ نماز کا وقت ہونے کی اطلاع دے گا اور سب اس پر عمل کریں گے، معلوم ہوا کہ ایک کی خبر معتبر ہے۔

[۷۲۴۶-] حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم رَقِيْقًا، فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ: قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا، فَأَخْبَرْنَاهُ، قَالَ: "ارْجِعُوْا إِلَى أَهْلِيْكُمْ، فَأَقِيْمُوْا فِيْهِمْ، وَعَلِّمُوْهُمْ، وَمُرُوْهُمْ- وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا، أَوْ: لَا أَحْفَظُهَا - وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ" [راجع: ۶۲۸]

چوتھی دلیل: رمضان میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سحری کے وقت اذان دیتے تھے، اور حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ صبح صادق پر۔ اور لوگ ان کی آوازوں کو پہچانتے تھے، اور اس خبر واحد پر عمل کرتے تھے، معلوم ہوا کہ ایک کی اطلاع کافی ہے۔

[۷۲۴۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُوْرِهِ، فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ: يُنَادِي، لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ، وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ، وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُوْلَ هٰكَذَا- وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّيْهِ- حَتَّى يَقُوْلَ هٰكَذَا- وَمَدَّ يَحْيَى إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ" [راجع: ۶۲۱]

[۷۲۴۸-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ" [راجع: ۶۱۷]

پانچویں دلیل: ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھادیں، سلام کے بعد ایک بندے نے کہا: آپؐ نے پانچ رکعتیں پڑھائیں! اس کی بات مان کر آپؐ نے سجدۂ سہو کیا ـــــ معلوم ہوا کہ ایک کی خبر معتبر ہے۔

سوال: حدیث میں قالوا ہے یعنی کئی نے کہا؟ جواب: یہی حدیث تحفۃ القاری (۳:۵۴۴) میں آئی ہے، وہاں قال ہے۔اور امام بخاری رحمہ اللہ حدیث کے دوسرے طریق کو پیش نظر رکھ کر باب باندھتے ہیں۔

اور ایک مرتبہ رباعی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا، ذوالیدین نے آپ کو یہ بات بتائی، آپؐ نے باقی دو رکعتیں پڑھائیں، اور بعد میں سجدۂ سہو کیا۔ یہ بھی ایک کی خبر پر عمل کیا، اور لوگوں سے اس لئے پوچھا تھا کہ ایک کی خبر میں بھول کا احتمال تھا۔

[۷۲۴۹-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيْلَ لَهُ: أَزِيْدَ فِي الصَّلاَةِ؟ قَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟" قَالُوْا: صَلَّيْتَ خَمْسًا! فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ. [راجع: ٤٠١]

[۷۲۵۰-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقَصُرَتِ الصَّلاَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمْ نَسِيْتَ؟ فَقَالَ: "أَصَدَقَ ذُوْ الْيَدَيْنِ؟" فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ، ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ، ثُمَّ رَفَعَ. [راجع: ٤٨٢]

چھٹی دلیل: تحویل قبلہ کی قباء کی مسجد میں ایک آدمی نے فجر کی نماز میں اطلاع دی، اور بنوحارثہ کی مسجد میں عصر کی نماز میں ایک آدمی نے اطلاع دی، لوگوں نے ان کو مان لیا، اور نماز میں قبلہ رخ ہوگئے، یہ بھی ایک کی خبر معتبر ہونے کی دلیل ہے۔

[۷۲۵۱-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا. وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ. [راجع: ٤٠٣]

[۷۲۵۲-] حدثنا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ [البقرة: ١١٤] فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ، وَصَلَّى مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ

مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلٰى الْكَعْبَةِ. فَانْحَرَفُوْا وَهُمْ رُكُوْعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ. [راجع: ٤٠]

ساتویں دلیل: شراب جب حرام ہوئی تو ایک آدمی نے مدینہ میں ڈھنڈورا پیٹا، اس کی خبر پر سب نے شراب کے مٹکے توڑ دیئے، معلوم ہوا ایک کی خبر معتبر ہے۔

[٧٢٥٣-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ، وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيْخٍ وَهُوَ تَمْرٌ، فَجَاءَ هُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: يَا أَنَسُ! قُمْ إِلٰى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا، قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلٰى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتّٰى انْكَسَرَتْ. [راجع: ٢٤٦٤]

لغت: المِهْرَاس: پتھر میں کھودا ہوا گھڑا۔

آٹھویں دلیل: حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ کو نجران والوں کی طرف اکیلے جزیہ وصول کرنے کے لئے بھیجا، اور ان کو اس امت کا امانت دار قرار دیا۔ پس ایسے عادل کی بات معتبر نہیں ہوگی تو کس کی ہوگی!

[٧٢٥٤-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِأَهْلِ نَجْرَانَ: "لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ" فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ. [راجع: ٣٧٤٥]

[٧٢٥٥-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنٌ، وَأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ" [راجع: ٣٧٤٤]

نویں دلیل: حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں اور ایک انصاری میں باری تھی، ایک خدمتِ نبوی میں حاضر رہتا اور ایک اونٹ چرانے جاتا، جو حاضر رہتا وہ دن بھر کی خبریں دوسرے کو پہنچاتا، معلوم ہوا کہ ایک کی خبر معتبر ہے۔

[٧٢٥٦-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَشَهِدَهُ أَتَانِيْ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ٨٩]

دسویں دلیل: وہ حدیث ہے جو تحفۃ القاری (۸: ۴۳۰) میں ذرا تفصیل سے گذری ہے، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ کا امیر مقرر کیا، اور لوگوں کو حکم دیا کہ امیر کی اطاعت کریں، پھر امیر صاحب کو کسی بات پر غصہ آیا (الی آخرہ) یہی روایت تحفۃ القاری (۹: ۱۸۸) میں ابن عباسؓ سے اس طرح مروی ہے کہ نبی ﷺ کو کسی مہم پر سریہ بھیجنا تھا، مگر امیر بنانے کے لئے کوئی موزون نام سمجھ میں نہیں آرہا تھا، پس آپؐ نے افراد منتخب کر کے سریہ روانہ کر دیا، اور ان کو ہدایت دی کہ فلاں راستہ پر روانہ ہو جاؤ، میں پیچھے سے کسی کو امیر بنا کر بھیجتا ہوں، آپؐ نے پیچھے سے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر بھیجا (الی آخرہ) پس اگر یہ دونوں روایتیں ایک واقعہ سے متعلق ہیں تو استدلال واضح ہے، حضرت عبداللہ نے اکیلے جا کر سریہ سے کہا کہ میں تمہارا امیر ہوں، اور لوگوں نے ان کی بات مان لی (مگر وہ نبی ﷺ کی تحریر بھی لے گئے تھے)

[۷۲۵۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلاً، فَأَوْقَدَ نَارًا فَقَالَ: ادْخُلُوْهَا، فَأَرَادُوْا أَنْ يَدْخُلُوْهَا، فَقَالَ آخَرُوْنَ: إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا، فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ لِلَّذِيْنَ أَرَادُوْا أَنْ يَدْخُلُوْهَا: " لَوْ دَخَلُوْهَا لَمْ يَزَالُوْا فِيْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"، وَقَالَ لِلآخَرِيْنَ: " لاَطَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ" [راجع: ۴۳۴۰]

گیارہویں دلیل: اس نوجوان کا واقعہ ہے جس نے مستأجر (بوس) کی بیوی سے زنا کیا تھا، نبی ﷺ نے اس کے باپ کی بات مان کر بکریاں اور باندی واپس کرائی، یہ اکیلے کی بات مان لی، کیونکہ وہ قرینہ کے ساتھ مقترن تھی، عورت کا شوہر وہاں موجود تھا، اور وہ خاموش تھا۔

[۷۲۵۸و۷۲۵۹-] حدثنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ أَبِىْ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

[۷۲۶۰-] ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الأَعْرَابِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اقْضِ لِىْ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَأْذَنْ لِىْ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " قُلْ" فَقَالَ: إِنَّ ابْنِىْ كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هٰذَا- وَالْعَسِيْفُ الأَجِيْرُ- فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرُوْنِىْ أَنَّ عَلَى ابْنِيْ الرَّجْمَ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِىْ أَنَّ عَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ، وَأَنَّمَا

عَلٰی ابْنِیْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ، فَقَالَ: " وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ! لَأَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، أَمَّا الْوَلِیْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّوْهَا، وَأَمَّا ابْنُکَ فَعَلَیْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ، وَأَمَا أَنْتَ یَا أُنَیْسُ – لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ – فَاغْدُ عَلٰی امْرَأَةِ هٰذا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا" فَغَدَا عَلَیْهَا أُنَیْسٌ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. [راجع: ۲۳۱۵]

بَابُ بَعْثِ النَّبِیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم الزُّبَیْرَ طَلِیْعَةً وَحْدَهُ

نبی ﷺ نے حضرت زبیرؓ کوتنہا دشمن کے حالات کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا

یہ ذیلی باب ہے، اور حدیث پانچ جگہ آچکی ہے، اور یہاں آخری مرتبہ آئی ہے، البتہ اس کا آخری حصہ نہیں آیا، نبی ﷺ نے غزوۂ خندق میں بنوقریظہ کے احوال معلوم کرنے کے لئے تنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا، پس وہ آکر جو خبر دیں گے وہ مانی جائے گی، ورنہ بھیجنے سے کیا فائدہ؟ معلوم ہوا کہ خبر واحد معتبر ہے۔

[۲–] بَابُ بَعْثِ النَّبِیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم الزُّبَیْرَ طَلِیْعَةً وَحْدَهُ

[۷۲۶۱–] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْکَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، یَقُوْلُ: نَدَبَ النَّبِیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم النَّاسَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَانْتَدَبَ الزُّبَیْرُ، ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَیْرُ، ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَیْرُ – ثَلَاثًا – فَقَالَ: " لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیٌّ، وَحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ"

وَقَالَ سُفْیَانُ: حَفِظْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ، وَقَالَ لَهُ أَیُّوْبُ: یَا أَبَا بَکْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ، فَإِنَّ الْقَوْمَ یُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ جَابِرٍ، فَقَالَ فِی ذٰلِکَ الْمَجْلِسِ: سَمِعْتُ جَابِرًا، فَتَتَابَعَ بَیْنَ أَحَادِیْثَ: سَمِعْتُ جَابِرًا.

قُلْتُ لِسُفْیَانَ: فَإِنَّ الثَّوْرِیَّ یَقُوْلُ: یَوْمَ قُرَیْظَةَ، فَقَالَ: کَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ، کَمَا أَنَّکَ جَالِسٌ: یَوْمَ الْخَنْدَقِ. قَالَ سُفْیَانُ: هُوَ یَوْمٌ وَاحِدٌ. وَتَبَسَّمَ سُفْیَانُ. [راجع: ۲۸۴۶]

وضاحت اور ترجمہ: (یہ حدیث علی مدینیؒ: سفیان بن عیینہؒ سے، اور وہ محمد بن المنکدرؒ سے، اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں) اور سفیان نے کہا: میں نے محمد بن المنکدرؒ سے اس کو محفوظ کیا ہے یعنی مجھے یہ حدیث اچھی طرح یاد ہے، اور (سبق میں) ان سے ایوب سختیانی نے کہا: اے ابوبکر (محمد بن المنکدر کی کنیت) آپ طلبہ سے حضرت جابرؓ کی حدیثیں بیان کریں، کیونکہ طلبہ اس کو پسند کرتے ہیں کہ آپ ان کو حضرت جابرؓ کی حدیثیں سنائیں، پس انھوں نے اس مجلس

میں کہا: میں نے جابرؓ سے سنا، پس مسلسل کئی حدیثیں سنائیں (ان میں مذکورہ حدیث بھی تھی) وہ ہر حدیث پر کہتے تھے: میں نے جابرؓ سے سنا۔

علی مدینی نے ابن عیینہؒ سے کہا کہ سفیان ثوریؒ غزوۂ بنوقریظہ کہتے ہیں، پس ابن عیینہؒ نے کہا: میں نے اسی طرح محمد بن المنکدرؒ سے یاد کیا ہے جیسا آپ یہاں بیٹھے ہیں یعنی مجھے ذرا شک نہیں کہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر بھیجا تھا (پھر) سفیان بن عیینہؒ نے کہا: وہ ایک ہی دن ہے اور سفیان مسکرائے (جس رات ٹھنڈی ہوا چلی تھی، اور کفار سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے تھے: اس رات بنوقریظہ کے احوال معلوم کرنے کے لئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، اور غزوۂ بنوقریظہ اس کے بعد متصلاً ہوا ہے)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿لاَ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾ فَإِذَا أَذِنَ لَهُ وَاحِدٌ جَازَ

حکم ہے: نبی ﷺ کے گھر میں اجازت لے کر جاؤ، پس اگر گھر میں سے ایک کہہ دے: آجاؤ، تو کافی ہے

یہ بھی خبر واحد کی اعتباریت کا ذیلی باب ہے، سورۃ الاحزاب (آیت ۵۳) میں حکم ہے کہ نبی ﷺ کے گھروں میں اجازت لے کر جایا کرو، پس اگر اندر سے ایک بھی اجازت دیدے تو کافی ہے، معلوم ہوا کہ ایک کی خبر معتبر ہے۔ پھر ایک کی اجازت کے معتبر ہونے کے سلسلہ میں دو روایتیں لائے ہیں:

۱- نبی ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دربان بنے ہوئے تھے، خلفائے ثلاثہ یکے بعد دیگرے ترتیب وار آئے، ابوموسیٰؓ نے نبی ﷺ سے پوچھ کر اجازت دی، یہ ایک نے اجازت دی۔

۲- جب افواہ اڑی کہ نبی ﷺ نے سب ازواج کو طلاق دیدی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تحقیقِ حال کے لئے آئے، نبی ﷺ بالاخانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ دروازے پر کالا غلام بیٹھا تھا، اس کے ذریعہ اجازت طلب کی، آپؐ نے تیسری مرتبہ میں اجازت دی، غلام نے آکر بتایا، یہ ایک نے اجازت دی، پس عمرؓ بالاخانہ میں داخل ہوئے۔

[۳-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿لاَ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾ فَإِذَا أَذِنَ لَهُ وَاحِدٌ جَازَ

[۷۲۶۲-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ حَائِطًا فَأَمَرَنِيْ بِحِفْظِ الْبَابِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: "اِئْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: "اِئْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقَالَ: "اِئْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" [راجع: ۳۶۷۴]

[٧٢٦٣-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهُ، وَغُلَامٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَسْوَدُ عَلٰى رَأْسِ الدَّرَجَةِ، فَقُلْتُ: قُلْ: هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَأَذِنَ لِيْ. [راجع: ٨٩]

بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَبْعَثُ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گورنروں کواور قاصدوں کوایک ایک کرکے بھیجا

حاشیہ میں ان گورنروں، قاصدوں اور نامہ بروں کا ذکر ہے جن کوایک ایک کرکے بھیجا گیا ہے، اور باب میں دو روایتیں ہیں:

۱- حضرت دحیہ کلبیؓ کوکسری کے نام خط دیکر بھیجا، اور حکم دیا کہ بُصری کے حاکم کودیں، وہ کسری کوپہنچائے گا، کسری نے خط پھاڑ دیا تو آپؐ نے بددعادی کہ وہ بالکل ہی پارہ پارہ کردیا جائے! چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۲- عاشوراء (دس محرم) کوایک آدمی کے ذریعہ اعلان کرایا کہ آج عاشوراء ہے، جس نے اب تک کھایا نہیں وہ روزہ کی نیت کرے اور جس نے کھالیا ہے وہ امساک کرے (یہ ایک قاصد کی خبر کی اعتباریت کی دلیل ہے)

[٤-] بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَبْعَثُ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهِ إِلٰى عَظِيْمِ بُصْرَى، أَنْ يَدْفَعَهُ إِلٰى قَيْصَرَ.

[٧٢٦٤-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلٰى كِسْرَى، فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ، يَدْفَعُهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى مَزَّقَهُ، فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ. [راجع: ٦٤]

[٧٢٦٥-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ: " أَذِّنْ فِيْ قَوْمِكَ أَوْ: فِيْ النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ: أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ" [راجع: ١٩٢٤]

بَابُ وِصَاةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وُفُوْدَ الْعَرَبِ أَنْ يُبَلِّغُوْا مَنْ وَرَاءَ هُمْ

نبی ﷺ عربوں کے نمائندوں کو تاکید کیا کرتے تھے کہ وہ آپؐ کی باتیں پیچھے والوں کو پہنچائیں

وصاة (واو پر زبر اور زیر): وصية: تاکیدی حکم...... وفود: وفد کی جمع: نمائندہ، اور وفد ایک آدمی بھی ہوسکتا ہے، پس ایک آدمی کی خبر معتبر ہوگی، مالک بن الحویرث کو جب وہ گھر لوٹے تو تاکید کی تھی کہ جو باتیں تم نے سیکھی ہیں وہ پیچھے والوں کو بتانا، اور وفد عبدالقیس کو آپؐ نے چار باتوں کا حکم دیا تھا اور شراب کے چار برتنوں کی ممانعت کی تھی، اور فرمایا تھا: ''ان باتوں کو یاد رکھو اور یہ باتیں ان لوگوں کو پہنچاؤ جو تمہارے پیچھے ہیں''

[٥-] بَابُ وِصَاةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وُفُوْدَ الْعَرَبِ أَنْ يُبَلِّغُوْا مَنْ وَرَاءَ هُمْ

قَالَهُ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ.

[٧٢٦٦-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح: وَحَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِيْ عَلٰى سَرِيْرِهِ، فَقَالَ لِيْ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِالْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:'' مَنِ الْوَفْدُ؟'' قَالُوْا: رَبِيْعَةُ، قَالَ:'' مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ وَالْقَوْمِ، غَيْرَ خَزَايَا وَلاَ نَدَامَى'' قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ، فَأْمُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَنُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَ نَا، فَسَأَلُوْا عَنِ الْأَشْرِبَةِ، فَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، وَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ: أَمَرَهُمْ بِالإِيْمَانِ بِاللّٰهِ، قَالَ:'' هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الإِيْمَانُ بِاللّٰهِ؟'' قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: ''شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامُ الصَّلاَ ةِ، وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَظُنُّ فِيْهِ: صِيَامُ رَمَضَانَ، وَتُؤْتُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ'' وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيْرِ، وَرُبَّمَا قَالَ: الْمُقَيَّرِ، قَالَ:'' احْفَظُوْهُنَّ، وَأَبْلِغُوْهُنَّ مَنْ وَرَاءَ كُمْ''[راجع: ٥٣]

بَابُ خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

ایک عورت کی خبر بھی معتبر ہے

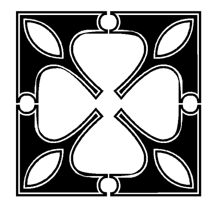
عورت کی شہادت آدھی ہے، مگر دیانات میں اس کی خبر پوری ہے، نبی ﷺ کے دسترخوان پر کھانا چنا گیا، پردہ کے پیچھے سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ گوہ کا گوشت ہے، پس نبی ﷺ نے ہاتھ کھینچ لیا، اس کو نہیں کھایا، دوسروں نے کھایا۔

[٦-] بَابُ خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

[٧٢٦٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِيْ الشَّعْبِيُّ: أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ الْحَسَنِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم! وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيْبًا مِنْ سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةٍ وَنِصْفٍ، فَلَمْ أَسْمَعْهُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم غَيْرَ هٰذَا، قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ لَحْمٍ، فَنَادَتْهُمْ امْرَأَةٌ مِنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ، فَأَمْسَكُوْا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كُلُوْا وَأَطْعِمُوْا فَإِنَّهُ حَلَالٌ أَوْ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ – شَكَّ فِيْهِ – وَلٰكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِيْ"

ترجمہ: امام عامر شعبی رحمہ اللہ (تابعی) نے توبۃ بن کیسان عنبری رحمہ اللہ (تابعی) سے کہا: کیا دیکھا تو نے حسن بصری رحمہ اللہ (تابعی) کی حدیث کو نبی ﷺ سے؟ یعنی تابعی ہیں اور بکثرت مرفوع حدیثیں بیان کرتے ہیں، تجھے اس پر حیرت نہیں ہوتی، میں نے دو سال یا ڈیڑھ سال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی شاگردی اختیار کی ہے، میں نے ان کو نبی ﷺ سے روایت کرتے نہیں سنا سوائے اس حدیث کے: ابن عمرؓ نے فرمایا: چند صحابہ نبی ﷺ کے دسترخوان پر تھے، ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے (الی آخرہ)

﴿الحمد للہ! کتاب اخبار الآحاد کی شرح پوری ہوئی﴾



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاعتصام

دین کومضبوط پکڑنا

عَصَمَ الشیئَ: روکنا، حفاظت کرنا، **اعتصم بحبل اللہ:** اللہ کے دین پر مضبوطی سے جمنا۔

ربط: پیچھے سے جو سلسلۂ ابواب چلا آرہا ہے، جس کی تفصیل کتاب الاحکام کے شروع میں ہے، اُس سلسلہ کی یہ آخری کتاب ہے، حکام اور قضات کے لئے بلکہ سبھی مسلمانوں کے لئے پورے دین کو مضبوط پکڑنا ضروری ہے، وہ اسی کے ذریعہ فیصلے کریں اور اسی کے مطابق زندگی گذاریں۔

ابواب کا خلاصہ: پہلے باب میں قرآن وسنت کی حجیت کا بیان ہے، پھر دور تک متعلقہ ابواب ہیں۔ یہ البیلے (بانکے ترچھے) ابواب ہیں، بڑے بڑوں نے ان سے دھوکہ کھایا ہے، پس ان کو غور سے پڑھیں، پھر باب ۱۹ میں اجماع کی حجیت کا بیان ہے، پھر باب ۲۱ میں قیاس کی حجیت کا ذکر ہے، اور باب ۲۲ میں منکرین قیاس (اصحابِ ظواہر) پر رد ہے، پھر آخر تک متعلقہ امور پر ابواب ہیں۔ اور پہلے باب میں کتاب وسنت کو ساتھ اس لئے لیا ہے کہ وہ دونوں وحی جلی ہیں، اس لئے اصل الاصول ہیں، اور اجماع اور قیاس وحی خفی ہیں اس لئے تابع ہیں۔

بَابُ الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

قرآن اور طریقۂ نبوی کو مضبوط پکڑنا

دین اسلام کی بنیاد قرآنِ کریم ہے، یہ دین قرآن کی صورت میں نازل کیا گیا ہے، جب قرآن کا نزول مکمل ہوا تو سورۃ المائدۃ کی (آیت ۳) نازل ہوئی: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِيْنًا﴾: آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا (احکام وقواعد مکمل نازل کر دیئے) اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا (دین اسلام اللہ کا سب سے بڑا انعام ہے وہ تام ہو گیا) اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا یعنی اب قیامت تک تمہارا یہی دین رہے گا، اس کو منسوخ کر کے دوسرا دین نازل نہیں کیا جائے گا۔

مگر قرآنِ کریم متنِ متین ہے، اس کی تبیین وتشریح کی ضرورت ہوگی، یہ کام اللہ تعالیٰ نبی ﷺ سے لیں گے، اور اسی

لئے قرآنِ کریم آپؐ کے واسطہ سے لوگوں کو دیا گیا ہے، سورۃ النحل کی (آیت ۴۴) ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾: اور ہم نے آپؐ کی طرف یہ قرآن اتارا تاکہ آپؐ کھول کر بیان کریں اُس قرآن کو جو لوگوں کی طرف اتارا گیا ہے۔ اور یہ کھول کر بیان کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا، سورۃ القیامہ کی (آیات ۱۶-۱۹) ہیں: ﴿لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾: اور آپؐ اپنی زبان نہ ہلائیں یعنی جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ نہ پڑھیں تاکہ آپؐ اس کو جلدی لے لیں یعنی آپؐ کو یاد ہو جائے، بے شک ہمارے ذمہ اس کو (آپؐ کے دل ودماغ میں) جمع کرنا ہے یعنی آپؐ کو نازل کردہ قرآن خود بخود یاد ہو جائے گا، اور (لوگوں کے سامنے) اس کو پڑھوا دینا ہے یعنی پکا یاد ہو جائے گا، آپؐ بے تکلف اس کو لوگوں کے سامنے پڑھ سکیں گے، پس جب ہم اس کو پڑھیں تو آپؐ اس پڑھنے کی پیروی کریں یعنی بغور سنیں، پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان —— یہی بیان احادیث شریفہ ہیں، اور یہی دین کی دوسری بنیاد ہیں، بس فرق اتنا ہے کہ یہ وحی غیر متلو ہیں، اور قرآن وحی متلو ہے۔

دین کی ان دونوں بنیادوں کو مضبوط پکڑنا ضروری ہے، دین کی استواری اسی پر موقوف ہے۔ حدیث میں ہے: **تركتُ فيكم أمرين، لن تضلوا ما تمسكتم بهما، كتاب الله وسنةُ رسوله**: میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، تم ہرگز گمراہ نہیں ہوؤ گے جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہو گے: اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت (مشکات حدیث ۱۸۶)

سنت کیا ہے؟

سنت کا لفظ قرآنِ کریم میں بھی آیا ہے، احادیث میں بھی، فقہ میں بھی اور اسلامیات میں بھی۔ اور ہر جگہ اس کا مفہوم الگ ہے، اس لئے سنت کی تعریف میں بہت اقوال ہیں، قرآنِ کریم میں اس کے معنی ہیں: قانونِ خداوندی اور دستورِ الٰہی جو ہمیشہ یکساں چلتا ہے۔ سورۃ الفتح کی (آیت ۲۳) ہے: ﴿سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ، وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً﴾: اللہ تعالیٰ نے (کفار کے لئے) یہی دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے، اور آپ خدا کے دستور میں ردوبدل نہ پاویں گے (تھانویؒ)

اور اُن احادیث میں جن میں سنت کو مضبوط پکڑنے کا حکم ہے: سنت بمعنی طریقۂ نبوی ہے، مسلمانوں کو جس راہ پر چلنا ہے وہ سنت ہے، عام اس سے کہ حکم کا درجہ کیا ہے، بلکہ اس میں توسعاً خلفائے راشدین کا طریقہ بھی داخل ہے، پس حدیث وسنت میں عموم وخصوص من وجہٍ کی نسبت ہے، معمول بہا حدیثیں مادۂ اجتماع ہیں، اور منسوخ حدیثیں اور خلفاء کی سنتیں مادۂ افتراق ہیں۔ تفصیل تحفۃ القاری اور تحفۃ الالمعی کے مقدموں میں اور علمی خطبات میں ہے، اور مولانا محمد امین اکاڑویؒ کا رسالہ: ''حدیث اور سنت میں فرق'' قابل دید ہے، اور اسی فرق کو پیش نظر رکھ کر یہاں باب میں لفظ السنة استعمال کیا ہے، مشکات میں بھی یہی ہے، اور اسی سے اہل السنہ والجماعہ کا نام رکھا گیا ہے، اور ایک فرقہ اپنا نام 'اہل حدیث' رکھے ہوئے ہے، وہ سنت اور حدیث میں فرق نہیں کرتا، دونوں میں تساوی کی نسبت مانتا ہے، اور جو بھی حدیث مل جائے اس کو سنت قرار دیتا ہے، اس کے

نزدیک کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بھی سنت ہے، اور چار سے زیادہ نکاح کرنا بھی جائز ہے، تفو بریں عقل ودانش!

اور فقہ میں سنت: ایک خاص درجہ کے حکم کا نام ہے، جو واجب اور مستحب کے درمیان ہے، اور اسلامیات میں سنت: بدعت کا مقابل ہے۔ اور اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں، پہلی تین کتاب اللہ سے متعلق ہیں اور آخری دو سنتِ رسول اللہ ﷺ سے متعلق ہیں۔

پہلی حدیث: تحفۃ القاری (۱:۲۷۴) میں تفصیل سے آچکی ہے، یہودی نے جس آیت کو مہتم بالشان قرار دیا ہے اس میں دین کی تکمیل کا اعلان ہے، اور پورا دین کتاب اللہ میں ہے، پس پورے قرآن کا مہتم بالشان ہونا ثابت ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۶- کتابُ الاعتصام

[۱-] بَابُ الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

[۷۲۶۸-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ، وَغَيْرِهِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا. فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ.

سَمِعَ سُفْيَانُ مِسْعَرًا، وَمِسْعَرٌ قَيْسًا، وَقَيْسٌ طَارِقًا. [راجع: ۴۵]

آئندہ حدیث: ابھی آئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سقیفۂ بنی ساعدۃ کی بیعت کے اگلے دن عام بیعت سے پہلے تقریر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اس کو پسند کیا جو ان کے پاس ہے اس پر جو تمہارے پاس ہے یعنی آپؐ کی بالیقین وفات ہوچکی ہے، اور یہ کتاب ہے جس کے ذریعہ اللہ نے تمہارے رسول کی راہ نمائی کی ہے، اس کو لو، راہ پاؤ گے، کیونکہ اس کے ذریعہ اللہ نے اپنے رسول کی راہ نمائی کی ہے۔

[۷۲۶۹-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَ حِيْنَ بَايَعَ الْمُسْلِمُوْنَ أَبَا بَكْرٍ، وَاسْتَوَى عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، تَشَهَّدَ قَبْلَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَاخْتَارَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ الَّذِيْ عِنْدَهُ عَلَى الَّذِيْ عِنْدَكُمْ، وَهٰذَا الْكِتَابُ الَّذِيْ هَدَى اللّٰهُ بِهِ رَسُوْلَكُمْ، فَخُذُوْا بِهِ تَهْتَدُوْا، لِمَا هَدَى اللّٰهُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۷۲۱۹]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۱:۳۵۳) میں گذری ہے۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ ابن عباسؓ سے خوش ہوئے، جبکہ وہ بچے تھے، آپؐ نے ان کو سینہ سے لگا کر دعا دی: ''اے اللہ! اس کو قرآن کا فہم عطا فرما!'' ـــــ اور دعا اہم چیز کی دی جاتی ہے، پس قرآن کی اہمیت واضح ہوئی۔

[۷۲۷۰-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ضَمَّنِيْ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيْهِ وَقَالَ: '' اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ''[راجع: ۷۵]

آئندہ روایت: حضرت ابو برزہ نَضلۃ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو بے نیاز کیا ہے ـــــ یا فرمایا: تمہیں سیدھا کیا ہے ـــــ اسلام کے ذریعہ اور محمد ﷺ کے ذریعہ یعنی سنت کے ذریعہ ـــــ نَعَشَ الشیئَ: سیدھا کرنا، نَعَشَ الشجرۃ المائلۃ: جھکے ہوئے درخت کو اوپر اٹھا کر سیدھا کرنا، یعنی جاہلیت کی کجی دور کی۔

[۷۲۷۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفًا، أَنَّ أَبَا الْمِنْهَالِ حَدَّثَهُ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُغْنِيْكُمْ أَوْ: نَعَشَكُمْ بِالإِسْلاَمِ وَبِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ۷۱۱۲]

آئندہ حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبد الملک بن مروان کو اپنی اور اپنے کنبہ کی بیعت بایں الفاظ لکھ بھیجی: ''اقرار کرتا ہوں میں آپ کی بات سننے کا اور ماننے کا اللہ اور اس کے رسول کے طریقہ پر، ان کاموں میں جو میرے بس میں ہیں'' اس میں سنت اللہ کے ساتھ سنت الرسول کا بھی ذکر ہے، اس سے سنت کی اہمیت ظاہر ہوئی۔

[۷۲۷۲-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ: وَأُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ صلى الله عليه وسلم، فِيْمَا اسْتَطَعْتُ.[راجع: ۷۲۰۳]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: '' بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ''

حدیثوں کے الفاظ تھوڑے اور معنی وسیع ہوتے ہیں

جوامع الکلم: ترکیب مقلوبی ہے، اصل کلمات جامعۃ تھا، یعنی الفاظ تھوڑے اور معنی وسیع ـــــ قرآنِ کریم تو کلام الٰہی ہے، اس کی ہمہ گیریت کی شان ہی نرالی ہے، اور احادیث بھی وحی غیر متلو ہیں، ان کے الفاظ اگرچہ نبی ﷺ کے ہیں، مگر ان میں بھی جامعیت ہے، الفاظ کم مگر معنی وسیع ہوتے ہیں، پس حدیثوں میں بھی قرآن کی طرح غور کرنا چاہئے، اور

حدیثوں کی یہ خصوصیت خود نبی ﷺ نے بیان فرمائی ہے، اور حدیث تحفۃ القاری (۶:۳۱۵) میں آئی ہے، اور وہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: وأنتم تَنْتَثِلُوْنَهَا: اور تم ان خزانوں کو کھود کھود کر نکال رہے ہو، اور یہاں جو دو لفظ ہیں ان کے بارے میں حاشیہ میں ابن التین کا قول ہے کہ یہ تصحیف ہیں، محفوظ وہی الفاظ ہیں جو پہلے آئے ہیں۔

[۱/م-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ"

[۷۲۷۳-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ" قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنْتُمْ تَلْغَثُوْنَهَا أَوْ: تَرْغَثُوْنَهَا، أَوْ: كَلِمَةً تُشْبِهُهَا.

[راجع: ۲۹۷۷]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۱۰:۵۴) میں آچکی ہے، وہاں ترکیب بھی ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے: "کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے مگر وہ ایسا معجزہ دیئے گئے جس سے مغلوب ہو کر لوگ ایمان لائے، اور میرا خاص معجزہ جو میں دیا گیا ہوں وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے، اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن انبیاء میں سب سے زیادہ پیروی کیا جانے والا میں ہونگا"

استدلال: وحيا أوحاه الله إلىّ سے ہے، یہ عام ہے وحی متلو اور غیر متلو دونوں کو شامل ہے، اور قرآنِ کریم تو جوامع الکلم ہے ہی، حدیثوں میں بھی اس کا پرَتو موجود ہے۔

[۷۲۷۴-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أُوْمِنَ أَوْ: آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ أُوْتِيْتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُوْا أَنِّيْ أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

[راجع: ۴۹۸۱]

بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم،

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا﴾

سنت (دین) کی پیروی اور لوگوں کی پیشوائی

السنة کے معنی ہیں: الطريقة المسلوكة فى الدين: دینی راہ، پورا دین و شریعت۔ اب آپ چند دنوں میں 'مولوی'

بن جائیں گے، اور مقامِ امامت پر کھڑے ہونگے، پس سنت کی پیروی سے لوگوں میں مقبولیت ہوگی، میں جب دار العلوم اشرفیہ راندیر میں مدرسی کے لئے روانہ ہوا تو حضرت الاستاذ علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی قدس سرہٗ (سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند) نے تین نصیحتیں کیں:

۱-فن دیکھ کر پڑھانا: علم آئے گا —— کتاب کے متعلقات دیکھ کر پڑھانے سے علم نہیں آتا، اساتذہ پڑھاتے ہیں مگر رجال کار کا فقدان ہے، کیونکہ وہ فن نہیں دیکھتے۔

۲-طلباء کو اپنی اولاد سمجھنا: طلباء تم سے محبت کریں گے —— چنانچہ میں نے کوئی انتظامی عہدہ قبول نہیں کیا، کیونکہ منتظم سے ضرور کچھ لوگ ناراض ہوتے ہیں، میں طلبہ پر سختی کرتا ہوں، مگر وہ اس کو باپ کی سختی سمجھتے ہیں۔

۳-سنت (دین) کی پیروی کرنا: لوگ عقیدت مند ہونگے (لوگ عالم باعمل کے گرویدہ ہوتے ہیں، مولوی اگر بیڑی پیئے گا تو لوگوں کی نظروں سے گر جائے گا، اگرچہ وہ شراب پیتے ہوں، عوام علماء کو دودھ کا دھلا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں) —— سورۃ الفرقان (آیت ۷۴) میں عباد الرحمٰن کی دعا ہے: ''الٰہی! ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا!'' آپ بھی اللہ کے خاص بندے ہیں، یہ دعا مانگتے ہونگے، پس مقبولیت کے لئے سنت کی پیروی ضروری ہے۔ اور کسی نے آیت کی تفسیر کی ہے: ''ہم پیشوا ہیں، ان لوگوں کی پیروی کرتے ہیں جو ہم سے پہلے ہوئے ہیں، اور جو ہمارے بعد آئیں گے وہ ہماری پیروی کریں گے:''
من اتَّبَعَ اتُّبِعَ: جو پیروی کرتا ہے پیروی کیا جاتا ہے۔

عبداللہ بن عون (تابعی فقیہ) نے فرمایا: ''تین باتیں مجھے اپنے لئے بھی اور اپنے بھائیوں کے لئے بھی پسند ہیں:

۱-یہ سنت (طریقۂ نبوی) ہے اس کو سیکھیں، اور اس کے بارے میں پوچھیں (پہلے پوچھ کر علم حاصل کیا جاتا تھا، پھر اس پر عمل کریں)

۲-اور یہ قرآن ہے اس کو سمجھیں، اور اس کے بارے میں پوچھیں۔

۳-اور لوگوں کو چھوڑیں (ان سے کوئی سروکار نہ رکھیں) مگر خیر کے لئے (دینی نفع پہنچانے کے لئے)

[۲-] بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا﴾

[۱-] قَالَ: أَئِمَّةٌ نَقْتَدِيْ بِمَنْ قَبْلَنَا، وَيَقْتَدِيْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا.

[۲-] وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ، ثَلَاثٌ أُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِيْ وَلِإِخْوَانِيْ: هٰذِهِ السُّنَّةُ: أَنْ يَتعَلَّمُوْهَا وَيَسْأَلُوْا عَنْهَا، وَالْقُرْآنُ: أَنْ يَتفَهَّمُوْهُ وَيَسْأَلُوْا عَنْهُ، وَيَدَعُوْا النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ.

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۳۷۶:۴) میں آچکی ہے۔ کعبہ کے تہہ خانہ میں خزانہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کو نکال کر غریب مسلمانوں میں تقسیم کردیں، کعبہ کے چابی بردار شیبہ نے منع کیا، حضرت عمرؓ نے وجہ پوچھی، انھوں نے کہا: آپؐ سے پہلے دو حضرات (نبی ﷺ اور ابوبکرؓ) گذرے ہیں، ان کو معلوم تھا کہ کعبہ کے تہہ خانہ میں سونے چاندی کا خزانہ ہے، اور ان کے زمانہ میں غریبی آج سے زیادہ تھی، مگر انھوں نے وہ خزانہ تقسیم نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''وہ دو حضرات ایسے ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے'' (پس طریقۂ نبوی کی پیروی کا ثبوت نکلا)

[۷۲۷۵-] حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِیٍّ، حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلٰی شَیْبَةَ فِی هٰذَا الْمَسْجِدِ، قَالَ: جَلَسَ إِلَیَّ عُمَرُ فِی مَجْلِسِكَ هٰذَا، فَقَالَ: هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدَعَ فِیْهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَیْضَاءَ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ. قُلْتُ: مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ! قَالَ: لِمَ؟ قُلْتُ: لَمْ یَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ. قَالَ: هُمَا الْمَرْآنِ یُقْتَدَی بِهِمَا. [راجع: ۱۵۹٤]

آئندہ حدیث: رقاق وفتن میں گذری ہے، اس کے آخر میں ہے: وعلموا من السنة: صحابہ نے سنت کو سیکھا، یہ سیکھنا عمل کرنے کے لئے تھا۔ آج کی طرح نہیں تھا، آج طلبہ حدیثیں پڑھتے ہیں مگر عمل کا تہیہ نہیں کرتے، بس گذر جاتے ہیں، یہ صحابہ کا طریقہ نہیں تھا۔

[۷۲۷٦-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ، فَقَالَ: عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ، سَمِعْتُ حُذَیْفَةَ یَقُوْلُ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَقَرَءُ وْا الْقُرْآنَ، وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ" [راجع: ٦٤٩٧]

آئندہ حدیث: گیارہویں جلد میں کتاب الادب میں آئی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بے شک بہترین بات اللہ کی کتاب ہے (کلام الملوك ملوك الكلام) اور بہترین طریقۂ زندگی محمد ﷺ کا طریقۂ زندگی ہے (یہاں باب ہے، پس اس طریق زندگی کو اپنانا چاہئے) اور بدترین باتیں (دین میں) نئی پیدا کردہ ہیں، اور یقیناً جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ البتہ آنے والی ہے، اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو یعنی بدعات (گمراہیاں) پیدا ہو کر رہیں گی، کوئی ان کو روک نہیں سکتا۔

جاننا چاہئے کہ یہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مرفوعاً بھی مروی ہے (مسلم شریف حدیث ۸٦۷) مگر امام بخاری رحمہ اللہ اس کو نہیں لائے، حضرت ابن مسعودؓ کی موقوف حدیث لائے ہیں، اور آخر میں سورۃ الانعام کی (آیت ۱۳۴) ہے، مگر اس کو اقتباس کے طور پر پڑھا ہے، کیونکہ آیت میں قیامت کا ذکر ہے۔

[٧٢٧٧-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِىْ إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِىَّ، يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَأَحْسَنَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، و﴿إِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَآتٍ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾

[راجع: ٦٠٩٨]

آئندہ حدیث: میں اس مزدور کا واقعہ ہے جس نے مستأجر (بوس) کی بیوی سے زنا کیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں ضرور فیصلہ کرونگا تم دونوں میں اللہ کی کتاب سے'' یعنی شریعت کے مطابق، اور حاشیہ میں ہے کہ کتاب اللہ سے مراد سنت رسول اللہ ہے، کیونکہ سنت بھی وحی ہے، پس سنت کی پیروی کی بات ثابت ہوئی۔

اس کے بعد کی حدیث نئی ہے، اور اسی جگہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری ساری امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا'' لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! کس نے انکار کیا؟ آپؐ نے فرمایا: ''جس نے میرا کہنا مانا وہ جنت میں گیا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے بالیقین انکار کیا'' —— امتثالِ امر ہی سنت کی پیروی ہے۔

[٧٢٧٨و٧٢٧٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِىُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالاَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ" [راجع: ٢٣١٤ و٢٣١٥]

[٧٢٨٠-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلاَلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " كُلُّ أُمَّتِىْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، إِلاَّ مَنْ أَبَى" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: " مَنْ أَطَاعَنِىْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِىْ فَقَدْ أَبَى"

آئندہ حدیث: میں فرشتوں نے نبی ﷺ کی حالت (پوزیشن) ایک مثال کے ذریعہ واضح کی ہے۔ آپؐ سوئے ہوئے تھے کہ فرشتے آئے، کچھ سر کے پاس اور کچھ پیروں کے پاس بیٹھ گئے، بعض نے بعض سے کہا: حضرت جی کی مثال بیان کرو، دوسروں نے کہا: وہ سوئے ہوئے ہیں (مثال بیان کرنے سے کیا فائدہ؟) پہلوں نے کہا: ان کی آنکھیں سوئی ہوئی ہیں، مگر دل بیدار ہے (وہ محفوظ کریں گے) پس فرشتوں نے مثال بیان کی کہ ایک شخص نے حویلی بنائی، اور اس میں دعوت کا انتظام کیا، پھر داعی کو بھیجا کہ وہ لوگوں کو بلا لائے، پس جو داعی کی بات مان کر آئے گا کھائے گا، اور جو اس کی نافرمانی کرے گا محروم رہے گا، فرشتوں نے مثال بیان کرنے والوں سے کہا: مثال کی وضاحت کرو، انھوں نے کہا: حویلی جنت ہے (بانی اللہ تعالیٰ ہیں) اور داعی محمد ﷺ ہیں، جس نے آپؐ کی بات مانی اس نے اللہ کی بات مانی (اور جنت میں گیا) اور جس نے آپؐ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی (اور وہ جنت سے محروم رہا) پس محمد ﷺ نے لوگوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا

(جنتی اور جہنمی) ـــــ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی سنت کی پیروی ضروری ہے، یہ پیروی ہی جنت میں لے جائے گی۔

[٧٢٨١-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ: حَدَّثنا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ- وَأَثْنَى عَلَيْهِ- قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَوْ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: جَاءَ تْ مَلَائِكَةٌ إِلٰى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّـهُ نَائِمٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ. فَقَالُوْا: إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلاً فَاضْرِبُوْا لَهُ مَثَلاً. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّـهُ نَائِمٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ. فَقَالُوْا: مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنىٰ دَارًا، وَجَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا، فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَادُبَةِ، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ. فَقَالُوْا: أَوِّلُوْهَا لَهُ يَفْقَهْهَا. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّـهُ نَائِمٌ. وَقَالَ: بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ. فَقَالُوْا: الدَّارُ الْجَنَّةُ، وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ.

تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ، عَنْ جَابِرٍ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.

قوله: وأثنی علیه: محمد بن عبادۃ کہتے ہیں: یزید نے سلیم کی تعریف کی کہ وہ ثقہ راوی ہیں...... پہلی سند سے حدیث موقوف ہے، اس لئے دوسری سند لاکر اس کا رفع ثابت کیا......

آئندہ روایت: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے قاریو! (مولویو!) سیدھے رہو! اس لئے کہ تم اگلوں سے بہت پیچھے رہ گئے ہو، اور اگر تم (صراطِ مستقیم سے) دائیں بائیں چلوگے تو تم راستہ چھوڑ کر کہیں سے کہیں نکل جاؤ گے ـــــ سیدھا چلنا ہی سنت کی پیروی ہے ـــــ سُبِقَ: (مجہول): پیچھے رہ گیا، سبقا بعیدا: بہت پیچھے۔

[٧٢٨٢-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: يَامَعْشَرَ الْقُرَّاءِ! اسْتَقِيْمُوْا، فَقَدْ سُبِقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا، وَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَشِمَالاً، لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلاَلاً بَعِيْدًا.

آئندہ حدیث: کتاب الرقاق (باب ۲۶) میں گذری ہے۔ نبی ﷺ نے اپنی ایک مثال بیان فرمائی۔ ایک شخص دشمن کا لشکر آتا ہوا دیکھ کر قوم میں آیا، اور دوٹوک وارننگ دی، پس جو اس کی بات مان کر شروع رات میں چل دے گا وہ آہستہ آہستہ چلتا رہے گا اور دشمن سے بچ جائے گا، اور جو وارننگ دینے والے کی بات نہیں مانے گا اور وہیں ٹھہرا رہے گا، اس پر دشمن

شب خون مارے گا، اوراس کو جڑ سے اکھاڑ دے گا ـــــ یہ مثال ہے سنت (دین) کی پیروی کرنے والے کی اوراس کی تکذیب کرنے والے کی!

[۷۲۸۳-] حَدَّثَنِیْ أَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا، فَقَالَ: يَا قَوْمِ! إِنِّیْ رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَیَّ، وَإِنِّیْ أَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ! فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوْا، فَانْطَلَقُوْا عَلٰى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا، وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ، فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ، فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِیْ، فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ، وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ"[أخرجه: ٦٤٨٢]

آئندہ دوحدیثیں: تحفۃ القاری (۱۶۹:۴) میں تفصیل سے آئی ہے، اس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ ''اگر لوگ نبی ﷺ کو بکری کا چار ماہہ بچہ دیا کرتے تھے اور وہ مجھے نہیں دیں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا''یعنی لوگوں کو پورے دین پر عمل کرنے پر مجبور کروں گا، یہی سنت (دینی راہ) کی پیروی ہے۔

[۷۲۸٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُاللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ لِأَبِیْ بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُمْ عَلٰى اللّٰهِ؟" [راجع: ١٣٩٩]

[۷۲۸٥-] قَالَ: وَاللّٰهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ كَذَا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّـهُ الْحَقُّ.

قَالَ لِیْ ابْنُ بُكَيْرٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ عُقَيْلٍ: عَنَاقًا، وَهُوَ أَصَحُّ، وَرَوَاهُ النَّاسُ عَنَاقًا، وَعِقَالًا هَاهُنَا لَايَجُوْزُ، وَعقالًا فِی حَدِيْثِ الشَّعْبِیِّ مُرْسل، وكذا قال قتيبة عقالًا. [راجع: ١٤٠٠]

وضاحت: قتیبہ کی لیث سے روایت میں: لو منعونی كذا (اسم کنایہ) ہے، اور ابن بکیر اور عبداللہ کی روایات میں: لو منعونی عنَاقًا (بکری کا چار ماہہ بچہ) ہے، اور یہی اصح ہے، یہی عام رواۃ کی روایت ہے اور جس روایت میں عِقَالًا (اونٹ کا پیر باندھنے کی رسّی) آیا ہے وہ یہاں درست نہیں، وہ شعبیؒ کی مرسل روایت میں آیا ہے جس کے راوی قتیبہ ہیں (امام

بخاریؒ نے اسی حدیث سے کتاب الزکوٰۃ میں یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ زکات میں چار ماہہ بچہ بھی لیا جاسکتا ہے)

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۹:۲۵۴) میں آئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتاب اللہ کے پاس بہت زیادہ ٹھہرنے والے تھے، یعنی صدفی صد دین پر عمل پیرا تھے، یہی سنت (دین) کی پیروی ہے جو باب ہے۔

[۷۲۸۶-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِى ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِى عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ، فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ أَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ، وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُوْلاً كَانُوْا أَوْ شَبَابًا، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيْهِ: يَا ابْنَ أَخِىْ هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيْرِ فَتَسْتَأْذِنَ لِىْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاسْتَأْذَنَ لِعُيَيْنَةَ، فَلَمَّا دَخَلَ، قَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَاللّٰهِ! مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ، وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ. فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ بِأَنْ يَقَعَ بِهِ، فَقَالَ الْحُرُّ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: لِنَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾[الأعراف: ۱۹۹] وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ. فَوَ اللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلاَهَا عَلَيْهِ، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.[راجع: ٤٦٤٢]

آئندہ حدیث: نمازِ کسوف کی ہے جو تحفۃ القاری (۱:۳۶۶) میں تفصیل سے آئی ہے، اس میں مؤمن کا فرشتوں کو یہ جواب ہے: ''یہ محمد ﷺ ہیں، جو اللہ کے رسول ہیں، ہمارے پاس واضح نشانیاں اور ہدایت لے کر آئے، پس ہم نے ان کی دعوت قبول کی، اور ہم نے ان کی پیروی کی، یہاں باب ہے۔

[۷۲۸۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِىْ بَكْرٍ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ، وَالنَّاسُ قِيَامٌ، وَهِىَ قَائِمَةٌ تُصَلِّىْ فَقُلْتُ: مَا لِلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ قَالَتْ بِرَأْسِهَا: أَىْ نَعَمْ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ''مَامِنْ شَيْئٍ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِىْ مَقَامِىْ، حَتّٰى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، وَأُوْحِىَ إِلَىَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِى الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوْ: الْمُسْلِمُ - لاَ أَدْرِىْ أَىَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ- فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ، جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا، فَيُقَالُ: نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوْقِنٌ. وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوْ: الْمُرْتَابُ - لاَأَدْرِىْ أَىَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ- فَيَقُوْلُ: لاَ أَدْرِىْ، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ''[راجع: ۸٦]

آئندہ حدیث: نئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے چھوڑو جب تک میں تم کو چھوڑوں'' یعنی کسی چیز کا حکم مت پوچھو،

کیونکہ تم سے پہلے والوں کو اسی بات نے ہلاک کیا کہ وہ (نبیوں سے) پوچھتے تھے، پھر ان کی بات نہیں مانتے تھے، پس جب میں تم کو کسی چیز سے روکوں تو اس سے باز آجاؤ، اور جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو بجالاؤ، جہاں تک تمہارے بس میں ہو (یہی سنت (دین) کی پیروی ہے)

[۷۲۸۸-] حدثنا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "دَعُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ، إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُؤَالُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ"

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَالاَ يَعْنِيْهِ

بکثرت سوال کرنا اور بہ تکلف لایعنی کام کرنا مکروہ ہے

باب میں دو باتیں ہیں۔ اور دونوں میں گہرا ربط ہے، بعض طالب علم سبق میں 'جھک' کرتا ہے، وہ بہ تکلف لایعنی سوال کرتا ہے: یہ مکروہ (ناپسندیدہ) ہے، اس سے استاذ کی طبیعت کبیدہ ہوتی ہے، ضروری باتیں بھی بکثرت نہیں پوچھنی چاہئیں، یہ حدیث پہلے آئی ہے۔ ابن مسعودؓ تین سوال کر کے رک گئے تھے، اور فرمایا: لو استزدته لزادني: اگر میں اور پوچھتا تو آپؐ جواب دیتے (مگر میں ملول طبع کا خیال کر کے رک گیا) اور ضرورت باقی رہے تو دوسرے وقت پوچھے۔ غرض: دین پر عمل کرو، قرآن وحدیث پڑھو، مگر بال کی کھال مت نکالو، اور سوچ سوچ کر خواہ مخواہ فضول سوال کرنا اور بھی برا ہے، اس کا جواب ناپسندیدہ ہوگا۔

ایک واقعہ: ہم مظاہر علوم سہارن پور میں حضرت العلامہ مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ کے پاس میبذی پڑھتے تھے، اثباتِ ہیولی کی فصل آئی، آپ نے تقریر کی، ایک طالب علم کہنے لگا: حضرت! ہیولی سمجھ میں نہیں آیا۔ حضرت نے پھر تقریر کی، اس نے پھر یہی کہا، استاذ نے تیسری مرتبہ سمجھایا: مگر اس کی سمجھ میں نہیں آیا، اس نے پھر کہا: حضرت! ہیولی میری سمجھ میں نہیں آیا۔ حضرت نے ایک طالب علم سے کہا: اس کو غسل خانہ میں لے جا اور ہیولی دکھا! وہ خاموش ہو گیا اور ہیولی سمجھ میں آ گیا۔

اور سورۃ المائدۃ کی (آیت ۱۰۱) کا شانِ نزول تحفۃ القاری (۲۲۲:۹) میں آچکا ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں میں بڑا مجرم وہ ہے جس نے کسی ایسی چیز کے بارے میں پوچھا جو حرام نہیں کی گئی تھی، پس وہ اس کے پوچھنے کی وجہ سے حرام کر دی گئی" —— اس کی کوئی مثال نہیں، نظیر ہے۔ جب حج کی فرضیت کی آیت نازل ہوئی تو بار بار پوچھا گیا کہ حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے یا ہر سال؟ آپؐ نے اس سوال کو ناپسند کیا،

اور فرمایا: اللہ کے بندو! جب میں خاموش ہوں تو بار بار کیوں پوچھتے ہو؟ اگر میں 'ہاں' کہہ دوں تو حج ہر سال فرض ہوجائے گا، پھر تم اس کو کر نہ سکو گے!

اور میں نے پہلے قاعدہ بتایا ہے کہ بعض احکام اس وقت آتے ہیں جب امت کی طرف سے اشتیاق اور نبی کی طرف سے صاد کرنا پایا جائے۔ اور سوال اشتیاق پر دلالت کرتا ہے، نبی ﷺ نے اس کو منظور کرلیا تو وہ چیز حرام یا واجب ہوجائے گی، یہ سائل نے امت کو نقصان پہنچایا، پس وہ امت کا مجرم ٹھہرا۔

[۳-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَالاَ يَعْنِيْهِ

وَقَوْلُهُ: ﴿لاَ تَسْئَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [المائدة: ۱۰۱]

[۷۲۸۹-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا: مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْئٍ لَمْ يُحَرَّمْ، فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ"

آئندہ روایت: تراویح کی ہے۔ لوگوں کے بڑھتے ہوئے شوق سے نبی ﷺ کو اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ نماز ضروری نہ قرار دیدی جائے، چنانچہ آپؐ پیچھے ہٹ گئے، صحابہ کا یہ فعل: ان کے قول کی نظیر ہے۔

[۷۲۹۰-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ، يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ، فَصَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِيْهَا لَيَالِيَ، حَتّٰى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ، ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهُ لَيْلَةً وَظَنُّوْا أَنَّهُ قَدْ نَامَ، فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: "مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَأَيْتُ مِنْ صُنْعِكُمْ، حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، فَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ، فَصَلُّوْا أَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلاَةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ، إِلَّا الصَّلاَةَ الْمَكْتُوْبَةَ"

[راجع: ۷۳۱]

اگلی روایت: نامناسب سوالات کی مثال ہے، اور سوال نامناسب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ سائل کی ماں نے بیٹے کو ڈانٹا تھا کہ تو نے میری رسوائی کا سامان کیا، تو نے کیوں پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ أم عبد الله بن حُذافة قالت له: ما سمعتُ بابن قط أَعَقَّ منك، أأمنتَ أن تكون أمك قدقارفت بعض ما يقارب نساء الجاهلية، فتفضحها على أعين الناس! (مسلم شریف)

[۷۲۹۱-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ، وَقَالَ: " سَلُوْنِيْ" فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَنْ أَبِيْ؟ قَالَ: " أَبُوْكَ حُذَافَةُ" ثُمَّ قَامَ آخَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَنْ أَبِيْ؟ فَقَالَ: " أَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ" فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْغَضَبِ، قَالَ: إِنَّا نَتُوْبُ إِلَى اللهِ. [راجع: ۹۲]

اگلی روایت: میں بکثرت سوال کرنے کی ممانعت ہے، اورلڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اس کا رواج تھا۔

[۷۲۹۲-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيْرَةِ: اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم. فَقَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" وَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيْلٍ وَقَالٍ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوْقِ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدِ الْبَنَاتِ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ: كَانُوْا يَقْتُلُوْنَ بَنَاتِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَحَرَّمَ اللهُ ذٰلِكَ. [راجع: ۸۴۴]

آئندہ حدیث: حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم بناوٹ کرنے سے روکے گئے ہیں" (یہ حدیث باب پر صراحۃً دلالت کرتی ہے، اور صحابی جب أُمِرْنا یا نُهِيْنَا کہیں تو حدیث مرفوع ہوجاتی ہے، اور حدیث کا شانِ ورود ابونعیم کے حوالے سے حاشیہ میں ہے)

[۷۲۹۳-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ: نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ.

آئندہ حدیث: بخاری شریف میں بارہ مرتبہ آئی ہے، کہیں مختصر کہیں مفصل، آخری مرتبہ یہاں دو مرتبہ آئی ہے، پہلی حدیث میں فضول سوال کی ایک مثال ہے۔ ایک شخص نے کھڑے ہوکر پوچھا: میرا آخرت میں ٹھکانہ کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "دوزخ میں" (وہ منافق سمجھا ہوگا کہ میری دلداری کی جائے گی اور میری رسوائی ڈھل جائے گی، مگر اس کو کھرا جواب دیا اور رسوائی تہہ بہ تہہ ہوگئی!) ـــــ اور پہلی حدیث میں لفظ أولی یا أو لا آیا ہے، یہ لفظ مصری نسخہ میں اور عمدۃ کے نسخہ میں نہیں

ہے، مگر فتح کے نسخہ میں اور مسلم شریف میں ہے، میں اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا، حاشیہ میں کرمانی سے معنی منقول ہیں۔

[۷۲۹۴-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَحَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ، وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُوْرًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: "مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْئٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ، فَوَ اللّٰهِ! لاَ تَسْأَلُوْنِّيْ عَنْ شَيْئٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِيْ هٰذَا" قَالَ أَنَسٌ: فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ، وَأَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَقُوْلَ: "سَلُوْنِيْ" قَالَ أَنَسٌ: فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَيْنَ مَدْخَلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "النَّارُ" فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ، فَقَالَ: مَنْ أَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "أَبُوْكَ حُذَافَةُ" قَالَ: ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُوْلَ: "سَلُوْنِيْ سَلُوْنِيْ" قَالَ: فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَوْلٰى، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَأَنَا أُصَلِّيْ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ" [راجع: ۹۳]

[۷۲۹۵-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: قَالَ رَجُلٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَنْ أَبِيْ؟ قَالَ: "أَبُوْكَ فُلاَنٌ" وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَتَسْئَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ الآيَةَ. [المائدة: ۱۰۱] [راجع: ۹۳]

آئندہ حدیث: میں فضول سوال کی ایک مثال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ برابر ایک دوسرے سے پوچھیں گے: یہ اللہ ہیں: انھوں نے ہر چیز کو پیدا کیا، پس اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ وسوسہ اس شخص کو آسکتا ہے جو وجوب اور امکان کی حقیقت نہیں جانتا، واجب کا وجود خانہ زاد اور ذاتی ہوتا ہے، وہ وجود میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا، اور ممکن کا وجود عرضی ہوتا ہے، وہ موجود ہونے میں غیر کا محتاج ہوتا ہے —— اور جس کو ایسا وسوسہ آئے وہ کہے: آمنتُ باللّٰہ ورُسُلہ: میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا، اور سوچنا چھوڑ دے اور کسی اور کام میں مشغول ہوجائے۔

[۷۲۹۶-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَ لُوْنَ: هٰذَا اللّٰهُ، خَلَقَ كُلَّ شَيْئٍ، فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟"

آئندہ حدیث: میں دِق کرنے کے لئے سوال کرنے کی ایک مثال ہے۔ یہود کے مشورہ سے، ہجرت سے پہلے، مکہ والوں نے روح کے بارے میں پوچھا تھا، جواب آیا کہ روح کی پوری حقیقت نہیں جانی جاسکتی، پھر بھی ہجرت کے بعد یہود نے یہی سوال کیا، تو وحی آئی کہ ان کو وہی جواب دے دیا جائے۔

[۷۲۹۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ، وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ، فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوْهُ، لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ، فَقَامُوْا إِلَيْهِ فَقَالُوْا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! أَخْبِرْنَا عَنِ الرُّوْحِ. فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوْحَى إِلَيْهِ، فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ، ثُمَّ قَالَ: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ، قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ﴾ [راجع: ۱۲۵]

قوله: صعد الوحی: یعنی وحی لانے والا فرشتہ چڑھ گیا۔

بَابُ الْإِقْتِدَاءِ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

افعال میں نبی ﷺ کی پیروی کرنا

یہ ذیلی باب ہے۔ اقوال کی طرح افعال میں بھی نبی ﷺ کی پیروی ضروری ہے، کیونکہ نبی ﷺ صرف قول سے تشریع (قانون سازی) نہیں کرتے فعل سے بھی کرتے ہیں، ابھی باب میں حدیث آئی ہے۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک کام کیا، اور اپنے عمل سے اس کا جواز بیان کیا، پھر بھی اس سے بعض لوگ بچے تو نبی ﷺ نے خطاب فرمایا: ''کیا بات ہے کچھ لوگ اس کام سے بچتے ہیں جو میں کرتا ہوں؟ پس بخدا! میں اُن سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں اور ان سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں''

پھر اختلاف ہے کہ فعل سے حکم کا کونسا درجہ ثابت ہوتا ہے: وجوب، ندب یا اباحت؟ حاشیہ میں یہ بحث ہے، دیکھ لیں، یہاں تو بالاجمال یہ بیان کرنا ہے کہ افعال میں بھی اتباع ضروری ہے، جیسے نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنائی تو صحابہ نے بھی بنائی، پھر جب مردوں کے لئے سونا حرام ہوا تو آپؐ نے انگوٹھی اتاردی تو صحابہ نے بھی اتاردی۔

[٤-] بَابُ الْإِقْتِدَاءِ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

[۷۲۹۸-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله

عليه وسلم: " إِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ" فَنَبَذَهُ، وَقَالَ: " إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا" فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.
[راجع: ٥٨٦٥]

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَعمُّقِ، وَالتَّنَازُعِ، وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ، وَالْبِدَعِ

(۱)احکام کی گہرائی میں اترنا (۲) دینی امور میں جھگڑنا (۳) احکام کوان کی حد سے بڑھانا (۴) اور دین میں نئی بات پیدا کرنا ناپسندیدہ ہے

یہ جنرل باب ہے، آگے کئی ذیلی ابواب آرہے ہیں، یہاں سے چار باتیں زیر بحث ہیں:

۱- تعمق: تَعَمَّقَ فی الأمر کے معنی ہیں: کسی معاملہ کی گہرائی میں جانا۔ العُمق: گہرائی، نیچے کی طرف کا لمبا فاصلہ، اور اصطلاحی معنی ہیں: حکم شرعی میں ہم جنس کو ملانا، جیسے روزہ حکم شرعی ہے، اور کئی روزے ساتھ رکھنا مطلوب نہیں، پس اگر کوئی صوم وصال رکھتا ہے تو وہ تعمق ہے، اور نبی ﷺ کا صوم وصال آپ کی خصوصیت تھی، جیسے گھر میں تدفین ممنوع ہے، اور آپ کی حجرۂ عائشہؓ میں تدفین آپ کی خصوصیت ہے اور شیخین کی وہاں تدفین ضمناً ہے۔

تعمق کی دوسری مثال: حدیث ہے: لن یُشَادَّ الدینَ أحد إلا غلَبَه: جو دین میں تشدد اختیار کرے گا وہ کامیاب نہیں ہوگا (بخاری حدیث ۳۹) یعنی جو شخص ریاضاتِ شاقہ کرے گا وہ ان کو زیادہ دنوں تک نباہ نہیں سکے گا، ریاضاتِ شاقہ میں ہم جنس عبادت کو ملایا جاتا ہے، ہر روز قرآن ختم کرنا، اور رات بھر نفلیں پڑھنا تعمق ہے، اور عوام کے لئے جائز نہیں۔

۲- تنازع: دین کے معاملہ میں ضدا ضدی جائز نہیں، ﴿بَغْيًا بَيْنَهُمْ﴾ فساد دین کا سبب ہے جیسے نبی ﷺ نے مرضِ وفات میں حکم دیا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں، عائشہؓ نے مشورہ دیا کہ عمر پڑھائیں، آپؐ نے مشورہ قبول نہیں کیا، پس انھوں نے حفصہؓ کو بیچ میں ڈالا، پس ڈانٹ پڑی۔ یا جیسے شیخین میں نبی ﷺ کے سامنے اختلاف ہوا کہ امیر کس کو بنایا جائے؟

۳- غلو (مصدر): حد سے زیادہ ہوجانا، غَلَا السهمُ: تیر کا نشانہ سے دور چلا جانا، اور اصطلاحی معنی ہیں: حکم شرعی میں ناجنس کو ملانا، جیسے عیسائیوں نے دین میں غلو کیا، اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدائی میں شریک کیا، یہ غلو ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

۴- بدعت: (گمراہی) دین میں ایسی بات شامل کرنا جس کی کچھ اصل نہ ہو، حدیث گذری ہے (نمبر ۲۶۹۷) من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

اور یہ چاروں چیزیں ممنوع اس لئے ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ کی بعثت عام ہے، اور اسلام اللہ کا آخری دین ہے، اس لئے آپ کی شریعت کو قیامت تک باقی رہنا ہے، پس ضروری ہے کہ دین کو ایسا مستحکم کردیا جائے کہ باطل کسی طرف سے اس میں گھس نہ سکے (تحریف سے دین کی حفاظت پر حجۃ اللہ البالغہ میں ایک قابل دید باب ہے۔ رحمۃ اللہ ۲: ۳۶۷)

آیت سے غلو کی مثال: سورۃ النساء کی (آیت ۱۷۱) ہے: ''اے اہل کتاب! (انجیل والو!) تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو، اور اللہ تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو'' (کہ عیسیٰ علیہ السلام خدائی میں شریک ہیں، یہ ناجنس کو ملانا ہے جو غلو ہے) (اور یہ مثال بعد میں آنی چاہئے تھی، مگر چونکہ آیت میں تھی اس لئے اس کو پہلے لائے ہیں)

تعمق کی مثال: صوم وصال کا معاملہ ہے، نبی ﷺ نے افطار کئے بغیر دوسرا روزہ ملایا، لوگوں نے آپؐ کی پیروی کی، پھر شوال کا چاند نظر آ گیا، پس آپؐ نے فرمایا: اگر مہینہ دراز ہوتا تو میں اور بھی روزے ملاتا اور دیکھتا کہ لوگ کہاں تک میرا ساتھ دیتے ہیں! پھر آپؐ نے اپنی خصوصیت بیان کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ قوت دیتے ہیں، رات میں کھلاتے پلاتے ہیں، معلوم ہوا مخصوص احکام میں پیروی جائز نہیں، یہ دین میں غلو ہے، جیسے چار سے زیادہ نکاح کا جواز آپؐ کے لئے مخصوص تھا، پس اس میں اتباع جائز نہیں۔

[۵-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَعَمُّقِ، وَالتَّنَازُعِ، وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ، وَالْبِدَعِ

لِقَوْلِهِ: ﴿ يٰأَهْلَ الْكِتَابِ لاَ تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلاَ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلاَّ الْحَقَّ﴾[النساء: ۱۷۱]

[۷۲۹۹-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: '' لاَتُوَاصِلُوْا'' قَالُوْا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ! قَالَ: '' إِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ'' فَلَمْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ، قَالَ: فَوَاصَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَيْنِ أَوْ: لَيْلَتَيْنِ، ثُمَّ رَأَوُا الْهِلاَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: ''لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلاَلُ لَزِدْتُكُمْ'' كَالْمُنْكِرِ لَهُمْ. [راجع: ۱۹۶۵]

وضاحت: صوم وصال کی روایت میں ابھی (حدیث ۷۲۴۱) یہ جملہ آیا ہے: لَوَاصَلْتُ وِصَالاً يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ: یہ جملہ پیش نظر ہے، اس لئے یہ تعمق کی مثال ہے۔

حدیث سے غلو کی مثال: شیعہ کہتے تھے اور آج بھی کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن پورا قرآن نہیں، اس کا ایک حصہ نبی ﷺ نے اپنے خاندان کو مخصوص طور پر دیا ہے۔ یہ ناجنس (غیر قرآن) کو قرآن کے ساتھ ملانا ہے، اس لئے یہ غلو ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے منبر سے اس کی پُر زور تردید کی۔ فرمایا: ''ہمارے پاس یہی قرآن ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں، ہاں یہ صحیفہ ہے'' (الی آخرہ) اور حدیث آٹھ مرتبہ آچکی ہے، اور یہاں آخری مرتبہ آئی ہے۔

[۷۳۰۰-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ عَلٰى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍّ، وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيْهِ صَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلاَّ كِتَابُ اللّٰهِ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ. فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيْهَا

أَسْنَانُ الإِبِلِ، وَإِذَا فِيهَا:" الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا" وَإِذَا فِيهِ:" ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا" وَإِذَا فِيهَا:"مَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا"[راجع: ۱۱۱]

افراط وتفریط: افراط کے معنی ہیں: حکم شرعی میں زیادتی کرنا، اور تفریط کے معنی ہیں: کمی کرنا یعنی حکم شرعی میں سے کچھ نکال دینا۔ جیسے نبی ﷺ نے فرمایا:" کیا بات ہے: میں ایک کام کرتا ہوں یعنی اپنے عمل سے اس کا جواز بیان کرتا ہوں، پھر بھی کچھ لوگ اس سے بچتے ہیں!" یعنی اس کو جائز نہیں سمجھتے، یہ افراط وتفریط ہے۔

[۷۳۰۱-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: صَنَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيْهِ وَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:" مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْئِ أَصْنَعُهُ، فَوَاللّٰهِ إِنِّیْ لَأَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ، وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً"[راجع: ۶۱۰۱]

تنازع کی پہلی مثال: ابن ابی ملیکہؒ کہتے ہیں: قریب تھے دو بہترین آدمی (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کہ ہلاک ہوجائیں، بنوتمیم کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا، اور انھوں نے درخواست کی کہ ان پر امیر مقرر کیا جائے، پس حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ دیا کہ قعقاع کو امیر مقرر کریں، اور حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ اقرع کو امیر بنائیں۔ پس ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا: آپ کا مقصد صرف میری مخالفت ہے، حضرت عمرؓ نے کہا: میرا مقصد آپ کی مخالفت نہیں، پھر دونوں جھگڑے، اور دونوں کی آوازیں نبی ﷺ کے سامنے بلند ہوگئیں، پس سورۃ الحجرات کی (آیت ۲) نازل ہوئی۔

اور ابن ابی ملیکہؒ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ نے کہا: پس اس کے بعد عمرؓ تھے ــــ اور انھوں نے یہ بات اپنے نانا ابوبکرؓ کے بارے میں نہیں کہی (کیونکہ وہ پہلے سے آہستہ بولتے تھے) ــــ جب وہ نبی ﷺ سے کوئی بات کرتے تو رازدارانہ طور پر گفتگو کرتے، ان کی بات نبی ﷺ کو اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتی تھی، پوچھنا پڑتا تھا کہ کیا کہا؟

لغت: السِّرَار: مصدر، سَارَّه مُسَارَّة وسِرَارًا: کسی سے رازدارانہ بات کرنا، سرگوشی کرنا...... اِسْتَفْهَمَه: کسی سے سمجھانے کی درخواست کرنا...... أخو السِّرار: رازداری کے ساتھ بات کرنے والا۔

[۷۳۰۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا: أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَفْدُ بَنِیْ تَمِيْمٍ،

أَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ أَخِيْ بَنِيْ مُجَاشِعٍ، وَأَشَارَ الآخَرُ بِغَيْرِهِ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ: إِنَّمَا أَرَدْتَ خِلَافِيْ! فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ. فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَنَزَلَتْ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿عَظِيْمٌ﴾

وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ — وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ أَبِيْهِ، يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ — إِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بِحَدِيْثٍ حَدَّثَهُ كَأَخِي السِّرَارِ، لَمْ يُسْمِعْهُ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهُ.

[راجع: ٤٣٦٧]

تنازع کی دوسری مثال: نبی ﷺ نے حکم دیا کہ ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں، پس عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے جو کچھ عرض کیا وہ ایک طرح کا تنازع تھا، پس ڈانٹ پڑی اور حفصہؓ نے کہا: تم مجھے اسی طرح پھنساتی ہو!

[٧٣٠٣-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ فِيْ مَرَضِهِ: "مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ، فَقَالَ: "مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُوْلِيْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ، مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ" فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا. [راجع: ١٩٨]

ناپسندیدہ سوالات: عویمرؓ نے عاصمؓ سے کہا: نبی ﷺ سے پوچھنا: اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے تو کیا کرے؟ اگر قتل کرے تو شوہر قصاصاً مارا جائے گا (اور خاموش رہے تو کیسے خاموش رہے) عاصمؓ نے پوچھا نبی ﷺ نے سوال کو سخت ناپسند کیا، پھر آیاتِ لعان نازل ہوئیں۔ زمانۂ تشریع میں ایسے سوالات سے بھی سخت حکم آجاتا تھا، پس اس کو تعمق کہو یا غلو۔

[٧٣٠٤-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: جَاءَ عُوَيْمِرٌ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ، قَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلاً فَيَقْتُلُهُ، أَتَقْتُلُوْنَهُ بِهِ؟ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. فَسَأَلَهُ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا، فَرَجَعَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَرِهَ الْمَسَائِلَ، فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَجَاءَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْآنَ خَلْفَ

عَاصِمٍ فَقَالَ لَهُ:" قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكُمْ قُرْآنًا" فَدَعَاهُمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَاعَنَا، ثُمَّ قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَفَارَقَهَا، وَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِفِرَاقِهَا، فَجَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" انْظُرُوْهَا، فَإِنْ جَاءَ تْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيْرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ، وَإِنْ جَاءَ تْ بِهِ أَسْحَمَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا" فَجَاءَ تْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوْهِ. [راجع: ٤٢٣]

قوله: خلف عاصم: عاصم کے سوال کے بعد...... روایت کا ترجمہ تحفۃ القاری (۹:۳۹۳) میں ہے...... **الوَحَرَة:** چھپکلی جیسا ایک جنگلی جانور...... **أَسحم:** کالا، سیاہ...... **أعين:** بڑی آنکھوں والا...... **ذا إليتين:** بڑی سرینوں والا۔

چچا بھتیجے کا جھگڑا: آگے لمبی روایت ہے، اس کا ترجمہ تحفۃ القاری (۶:۳۹۲) میں ہے، اس میں یہ جزء مقصود ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے اور اس ظالم (علیؓ) کے درمیان فیصلہ کیجئے، اور دونوں نے ایک دوسرے کو گالی دی، پس جماعت — (عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں) نے کہا: اے امیر المؤمنین! دونوں میں فیصلہ کیجئے، اور ایک کا دوسرے سے پیچھا چھڑائیے! یہ جھگڑا وقف جائداد کا تھا، پس گویا یہ دینی نزاع تھا۔

ملحوظہ: بدعت کا بیان لمبا ہے، اس کے سلسلہ میں آگے کئی ابواب ہیں، اور بدعت سے مراد ہر طرح کی گمراہیاں ہیں۔

[۷۳۰۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ،، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ، وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذٰلِكَ، فَدَخَلْتُ عَلٰى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ، أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا، فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا، قَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ؟ فَأَذِنَ لَهُمَا، قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ، اسْتَبَّا، فَقَالَ الرَّهْطُ- عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ - يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ، فَقَالَ: اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَفْسَهُ؟ قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ. فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ. قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ صلى الله عليه وسلم فِي هٰذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ، قَالَ اللّٰهُ: ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ﴾ الْآيَةَ [الحشر: ٦] فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ وَاللّٰهِ

مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلاَ اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ، وَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ، حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ، فَعَمِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِذٰلِكَ حَيَاتَهُ، أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ. ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالاَ: نَعَمْ. ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَأَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ– فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ – تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيْهَا كَذَا، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيْهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبِيْ بَكْرٍ، فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا عَلٰى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ، جِئْتَنِيْ تَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ، وَأَتَانِيْ هٰذَا يَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيْهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا، حَتّٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ تَعْمَلاَنِ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَبِمَا عَمِلَ فِيْهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مُنْذُ وُلِّيْتُهَا، وَإِلاَّ فَلاَ تُكَلِّمَانِيْ فِيْهَا، فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذٰلِكَ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ، أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ؟ قَالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ؟ قَالاَ: نَعَمْ، قَالَ: أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ؟! فَوَ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! لاَ أَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ، فَأَنَا أَكْفِيْكُمَاهَا. [راجع: ۲۹۰۴]

بَابُ إِثْمِ مَنْ آوَى مُحْدِثًا

دین میں نئی بات (گمراہی) پیدا کرنے والے کو اپنے پاس ٹھہرانے کا گناہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کا حرم مقرر کیا ہے؟ فرمایا: ہاں! یہاں سے یہاں تک (جبلِ عیر سے جبلِ ثور تک) اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اور جو اس میں کوئی بدعت (گمراہی) پیدا کرے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت! —— عاصم احول نے یہ روایت: من أحدث فيها حدثا: کے الفاظ سے حضرت انسؓ سے براہِ راست سنی ہے، اور ان کے صاحبزادے موسیٰ بن انس کے واسطہ سے اس حدیث میں أو آوى محدثا بھی سنا ہے یعنی دین میں نئی بات پیدا کرنے والے کو جو اپنے پاس ٹھہرائے اس پر بھی اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت! اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت پہلے (نمبر ۳۱۷۹) آئی ہے اس میں بھی یہ الفاظ ہیں اور یہ أو تنویع کے

لئے ہے یعنی دونوں شخصوں پر لعنت ہے۔

[٦-] بَابُ إِثْمِ مَنْ آوَى مُحْدِثًا

رَوَاهُ عَلِيٌّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٧٣٠٦-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلٰى كَذَا، لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا، مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ. قَالَ عَاصِمٌ: فَأَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ: أَوْ: آوَى مُحْدِثًا. [راجع: ١٨٦٧]

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

خودرائی اور بوگس قیاس کی برائی

رائے سے مراد خودرائی ہے، من قال فی القرآن برأیه میں بھی یہی معنی ہیں، اسی کو پھر 'بناوٹی قیاس' کہا ہے، امام صاحبؒ نے باب کے آخر میں فرمایا ہے: قال أبو عبد الله: اتَّھموا رأیکم: یقول: مالم یکن فیه کتاب ولاسنة، ولا ینبغی له أن یُفْتِی: رائے سے مراد وہ رائے ہے جس میں نہ کتاب اللہ سامنے رکھی گئی ہو، نہ سنتِ رسول اللہ، اتھموا رأیکم میں یہی رائے مراد ہے، ایسی رائے پر فتوی دینا مناسب نہیں۔

اس باب میں یہ بیان ہے کہ دین میں بدعات (گمراہیاں) کیسے پیدا ہوتی ہیں؟ متقدمین کے نزدیک ہر فکری اور عملی گمراہی پر بدعت کا اطلاق ہوتا ہے، تمام گمراہ فرقے من أحدث فی أمرنا ھذا کا مصداق ہیں، اسلام میں تمام گمراہ فرقے خودرائی سے پیدا ہوئے ہیں، خودساختہ بڑے لوگ اپنی چلاتے ہیں، اور قرآن وحدیث کی من مانی تفسیریں کرتے ہیں، اس طرح گمراہ فرقے وجود میں آتے ہیں۔

ملحوظہ: اس باب میں مجتہدین کے قیاس کی تردید نہیں ہے، مجتہدین کی رائے تو اصولِ ثلاثہ سے مستنبط ہوتی ہے، وہ خود ساختہ نہیں ہوتی، اصولِ شرع تین ہیں: قرآن، سنت اور اجماع اور ان اصولوں سے احکام نکالنے کے آلہ کا نام قیاس ہے، قیاس مُظہر ہے مُثبت نہیں، جیسے دعوت کی، پلاؤ، زردہ اور قورمہ کی تین ڈیگیں اتاریں، ان سے کھانا نکالنے کے لئے ڈوئی (بڑا چمچہ) چاہئے، وہ قیاس ہے، اس کے ذریعہ اصولِ ثلاثہ سے احکام نکالے جاتے ہیں۔ پس اگر قیاس معتبر نہیں تو اصولِ ثلاثہ بھی معتبر نہیں، اور اصولِ ثلاثہ معتبر ہیں تو ان میں سے قیاس کے ذریعہ نکالے گئے احکام کیوں معتبر نہیں؟

اور اس کی دلیل نورالانوار کے متن منارالانوار کی عبارت ہے، اس میں خطبہ کے بعد ہے: اعلم أن أصول الشرع ثلاثة: کتاب الله، وسنة رسوله، وإجماع الأمة۔ پھر ہے: والأصل الرابع القیاس المستنبط (باء کا زیر)

من هذه الأصول الثلاثة: قیاس کوالگ کردیا، اور کہا: ''چوتھی اصل وہ قیاس ہے جو اصولِ ثلاثہ سے احکام نکالنے والا ہے۔
ہاں اگر ڈوئی ڈیگوں میں نہ جائے، آنکھ بند کر کے یا اندھیرے میں ڈوئی ڈالی اور مٹی بھر کر لائی تو وہ یقیناً ابلیس کا اور نہایت نادانوں کا قیاس ہے، جس کا شریعت میں کچھ اعتبار نہیں۔

آیتِ کریمہ: سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۳۶) میں ہے: ''اور پیچھے مت چل اُس کے جس کا تجھ کو علم نہیں'' یعنی بے تحقیق کسی بات پر عمل مت کر، جو رائے اور قیاس بے اصل ہو اس کا بھی یہی حکم ہے، اس پر عمل جائز نہیں۔

پہلی حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ علم دے کر چھین نہیں لیتے، بلکہ وہ علماء کو علم کے ساتھ اٹھا لیتے ہیں، پھر نہایت جاہل لوگ باقی رہ جاتے ہیں، ان سے مسائل پوچھے جاتے ہیں، وہ اپنی رائے سے فتوے دیتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں'' (یہی جاہل علماء گمراہیوں کو جنم دیتے ہیں)

دوسری حدیث: میں جو لوگ جنگِ صفین میں کود پڑے تھے: ان سے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم اپنی دینی رائے پر بدگمانی کرو!'' یعنی تم جو خانہ جنگی کو خیر سمجھ رہے ہو: وہ خیر ہے یا شر؟ سوچ کر کسی دلیل سے رائے قائم کرو، بے بنیاد رائے قائم مت کرو، ایسی رائے پر عمل جائز نہیں۔

[۷-] بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الإسراء: ۳۶]

[۷۳۰۷-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ، وَغَيْرُهُ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوْهُ انْتِزَاعًا، وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ عَنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ، فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتُوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ، فَيَضِلُّوْنَ وَيُضِلُّوْنَ"

فَحَدَّثْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِيْ! انْطَلِقْ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِيْ مِنْهُ الَّذِيْ حَدَّثْتَنِيْ عَنْهُ، فَجِئْتُهُ فَسَأَلْتُهُ، فَحَدَّثَنِيْ بِهِ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِيْ، فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا، فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو. [راجع: ۱۰۰]

[۷۳۰۸-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ: هَلْ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ: ح: وَحَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ، لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ، وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه

وسلم لَرَدَدْتُهُ، وَمَا وَضَعْنَا سُيُوْفَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا إِلٰى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلٰى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هٰذَا الْأَمْرِ، قَالَ: وَقَالَ أَبُوْ وَائِلٍ: شَهِدْتُ صِفِّيْنَ وَبِئْسَتْ صِفُّوْنَ!

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ، يَقُوْلُ: مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ كِتَابٌ وَلَا سُنَّةٌ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يُفْتِيَ.

[راجع: ۳۱۸۱]

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُوْلُ: "لَا أَدْرِيْ" أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتّٰى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ

جب نبی ﷺ سے کوئی بات پوچھی جاتی تھی جس کے بارے میں ابھی وحی نہیں آئی تو آپؐ لاعلمی کا اظہار کرتے یا وحی کا انتظار کرتے، رائے اور قیاس سے جواب نہیں دیتے تھے

علم وتحقیق کے بغیر نہ مسئلہ بتانا چاہئے نہ فتوی دینا چاہئے، بے باک لوگ مسئلہ نہ جانتے ہوئے بھی رائے دیدیتے ہیں، اور قیاس چلا دیتے ہیں: یہ غلط طریقہ ہے۔ لاعلمی کا اظہار اسوۂ نبی ہے، اس میں کوئی کسر شان نہیں، حاشیہ میں ابن حبان اور حاکم وغیرہ کے حوالے سے حدیث ہے۔ ایک شخص نے پوچھا: زمین کا کونسا خطّہ بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں'' پھر جبرئیل علیہ السلام آئے، آپؐ نے ان سے یہ بات پوچھی، انھوں نے بھی کہا: مجھے معلوم نہیں!'' آپؐ نے فرمایا: ''اپنے پروردگار سے پوچھنا'' پوچھ کر وہ جواب لائے: ''بدترین جگہ مارکیٹ ہے، اور بہترین جگہ مسجد ہے'' (یہ حدیث مشکات (حدیث ۷۴۱) میں بھی ہے، مگر اس میں لا أدری نہیں، کیونکہ نبی ﷺ کا لا أدری کہنا وحی کے انتظار میں ہوتا تھا)

ایک واقعہ: میں جب دار العلوم دیوبند کے دار الافتاء کا طالب علم تھا، میں نے کتب خانہ میں جا کر خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی 'تاریخ بغداد' کے اس حصہ کا مطالعہ شروع کیا جس میں امام اعظم رحمہ اللہ پر اعتراضات ہیں، میں روایات پڑھتا تھا، اعتراضات سمجھتا تھا اور ساتھ ہی جواب بھی ذہن میں آجاتا تھا، تا آنکہ میں ایک ایسی روایت پر پہنچا کہ اعتراض میری سمجھ میں نہیں آیا۔ ایک شخص ملک شام سے امام اعظمؒ کے پاس آیا، اور کہا: جِئْتُكَ لِأَلْفِ مسئلةٍ: میں آپ سے ایک ہزار مسئلے پوچھنے آیا ہوں، امام صاحبؒ نے فرمایا: هَاتِهَا: لاؤ ان کو یعنی پوچھو۔ روایت ختم ہوگئی، میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس میں اعتراض کیا؟ میں کتاب لے کر حضرت الاستاذ مفتی مہدی حسن صاحب شاہ جہاں پوری قدس سرہ (صدر مفتی دار العلوم دیوبند) کے پاس گیا، میں نے پوچھا: حضرت! اس روایت سے خطیب کیا اعتراض کررہے ہیں؟ مفتی صاحب مسکرائے، اور کہا: اعتراض یہ کررہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کو ہزار مسئلوں کا جواب دینے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، نہ سوچنے کی ضرورت ہے جو منہ میں آئے گا بتادیں گے۔ میں نے کہا: حضرت! یہ تو بہت بھاری اعتراض ہوگیا، اس کا

جواب کیا ہے؟ فرمایا: ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں۔ جواب معلوم ہوگا دے دیں گے ورنہ **لا أدری** کہہ دیں گے، امام مالکؒ سے ایک مجلس میں چالیس مسئلے پوچھے گئے، آپ نے سب کا جواب **لا أدری** دیا، پس یہ تو اسوۂ نبی ہے، اس میں کیا کسرِ شان ہے؟

پھر مفتی صاحب نے مجھ سے پوچھا: کیا شامی میں ہر مسئلہ ہے؟ میں نے کہا: کسی بھی کتاب میں ہر مسئلہ نہیں ہوسکتا، ورنہ فتوی دینے کے لئے متعدد کتابوں کی کیا ضرورت تھی؟ مفتی صاحب نے فرمایا: دارالعلوم دیوبند کے اولین مفتی حضرت مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی قدس سرہ کے پاس صرف شامی تھی، وہ ہر سوال کا جواب اسی سے لکھتے تھے، میں نے پوچھا: کیسے لکھتے تھے؟ فرمایا: شامی میں اصول بھی ہیں اور جزئیات بھی، مفتی صاحب کو سب محفوظ تھے، اگر سوال کا جزئیہ ہوتا تو اس سے جواب لکھتے، ورنہ اصول سے لکھتے، اسی طرح مجتہدین کے پاس اصول ہوتے ہیں، وہ ہر سوال کا جواب ان سے نکال لیتے ہیں۔

اور ایسی تو بہت حدیثیں ہیں کہ آپؐ سے ایک بات پوچھی گئی، آپؐ نے جواب نہیں دیا، وحی کا انتظار کیا، کیونکہ آپؐ کو اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ سورۃ النساء (آیت ۱۰۵) میں ہے: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾: بے شک ہم نے آپؐ کی طرف قرآن نازل کیا ہے جو برحق تعلیمات پر مشتمل ہے، تاکہ آپؐ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اس کے موافق جو اللہ نے آپؐ کو دکھلایا ہے، پس جب نبی ﷺ کے لئے قرآن کی پیروی ضروری تھی تو علماء کے لئے علم وتحقیق کی پیروی کیوں ضروری نہیں ہوگی؟ اور یہ حدیث ابھی گذری ہے کہ یہود نے روح کے بارے میں پوچھا تو آپؐ خاموش ہوگئے، تا آنکہ وحی آئی، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کلالہ تھے اور سخت بیمار پڑ گئے تھے، انھوں نے اپنی میراث کا مسئلہ پوچھا تو آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا، وحی کا انتظار کیا، جب وحی آئی تو جواب دیا —— پس علماء بھی اگر مسئلہ معلوم نہ ہو تو **لا أدری** کہہ دیں، پھر مسئلہ ضروری ہو تو کتابوں سے یا رجال سے رجوع کر کے جواب دیں اور اگر سوال 'جھک' ہو تو بھائی صاحب مجھے معلوم نہیں! کہہ کر ٹرخا دیں!

فائدہ: نبی ﷺ عام طور پر اجتہاد نہیں کرتے تھے، کیونکہ وحی کا سلسلہ قائم تھا، مگر تشریع کے لئے (امت کی تعلیم کے لئے) اجتہاد کیا ہے، جیسے ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دینا، اور حج کے احرام کو عمرہ کے احرام سے بدلنے کا حکم دینا، تاکہ ایک سفر میں دو عبادتوں کی سہولت پیدا ہو —— پھر نبی کا اجتہاد مآلاً وحی ہوتا ہے، اگر نبی کو اجتہاد پر برقرار رکھا جائے تو وہ حکماً وحی بن جاتا ہے —— اور ایک مرتبہ آپؐ سے اجتہاد میں چوک بھی ہوئی ہے، اور فوراً تنبیہ آئی ہے یعنی بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کا فیصلہ صحیح نہیں تھا، مگر یہ چوک بھی تشریع کے لئے تھی، جیسے نماز میں کبھی بھول ہونا، یا ایک مرتبہ فجر کی نماز کا قضاء ہونا۔ یہ سب امور تشریع کے لئے تھے۔

پھر آپؐ کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہوگیا، اور زمانہ تغیر پذیر ہے، پس نئے زمانہ کی ضرورتیں اجتہاد اور قیاس کے ذریعہ قرآن وسنت سے نہیں نکالیں گے تو راستہ کیا ہے؟ اور منکرین قیاس بھی باب القیاس پڑھے بغیر استنباطات کرتے ہیں، جو

مضحکہ خیز ہوتے ہیں۔

[۸-] بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُوْلُ:

"لَا أَدْرِىْ" أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتّٰى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ

[۱-] لِقَوْلِهِ: ﴿بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾ [النساء: ۱۰۵]

[۲-] وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: سُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الرُّوْحِ فَسَكَتَ حَتّٰى نَزَلَتْ.

[۷۳۰۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُوْلُ: مَرِضْتُ، فَجَاءَ نِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْبَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَأَتَانِيْ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ، فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَ هُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ: أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ؟ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ؟ قَالَ: فَمَا أَجَابَنِيْ بِشَيْئٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ. [راجع: ۱۹۴]

بَابُ تَعْلِيْمِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ، لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيْلٍ

نبی ﷺ نے امت کے مردوں اور عورتوں کو وہ باتیں بتلائیں جو آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے سکھلائیں، وہ رائے اور قیاس نہیں تھیں

قیاس کو منطقی اور متکلمین 'تمثیل' کہتے ہیں (کشاف اصطلاحاتِ الفنون لفظ قیاس) اور یہ ذیلی باب ہے۔ علماء کو چاہئے کہ عوام کو دین کی پختہ باتیں بتائیں، قیاسی گھوڑے نہ دوڑائیں، باب کی حدیث میں صحابیات نے عرض کیا: آپؐ ہمیں وہ باتیں سکھلائیں جو آپؐ کو اللہ نے سکھلائی ہیں، چنانچہ آپؐ خواتین کے مجمع میں تشریف لے گئے، اور ان کو ان باتوں میں سے سکھلایا جو آپؐ کو اللہ نے سکھلایا تھا۔ کچی باتیں اور بے سروپا حکایات بگاڑ بیدا کرتی ہیں، ان سے علماء کو بچنا چاہئے۔

[۹-] بَابُ تَعْلِيْمِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ، لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيْلٍ

[۷۳۱۰-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ

ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِى سَعِيْدٍ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ، فَقَالَ: "اجْتَمِعْنَ فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِيْ مَكَانِ كَذَا وَكَذَا" فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: " مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ" فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اثْنَيْنِ؟ قَالَ: فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: " وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ"[راجع: ۱۰۱]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ"

امت کے کچھ لوگ برابر دین حق پر غالب رہیں گے

یہ باب سوال مقدر کے جواب کے طور پر لایا گیا ہے۔ گذشتہ باب پڑھ کر سوال پیدا ہوگا کہ ایسے علماء کہاں ہیں جو لوگوں کو صحیح اور پختہ باتیں بتائیں؟ جواب: ایسے علماء ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: میری امت کے کچھ لوگ برابر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ ان کو اللہ کا معاملہ یعنی قیامت پہنچے، درانحالیکہ وہ غالب ہوں —— امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کچھ لوگوں سے مراد اہل حق کے علماء ہیں۔

دوسری حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کے ساتھ اللہ کو خیر منظور ہوتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ دین کا فہم عطا فرماتے ہیں۔ اور میں صرف بانٹنے والا ہوں، اور دیتے اللہ تعالیٰ ہیں، اور برابر رہے گا اس امت کا معاملہ سیدھا یہاں تک کہ قیامت آجائے" یا فرمایا: "یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے" (تفصیل کے لئے دیکھیں تحفۃ القاری ۱:۳۴۲)

[۱۰-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ" وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ.

[۷۳۱۱-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ"

[راجع: ۳۶۴۰]

[۷۳۱۲-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ يَخْطُبُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللّٰهُ، وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيْمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، أَوْ: حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ"[راجع: ۷۱]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾

امت گروہ بندی کی شکار ہوگی

یہ باب بھی سوالِ مقدر کے جواب میں ہے۔سوال: اہل حق علماء تو ہمیشہ رہیں گے، مگر امت تو گروہ بندی کا شکار ہوگئی ہے، غیر مقلد، مودودی اور بریلوی کہتے ہیں: ہم اہل حق ہیں، ہم ہی دین کی کھری اور سچی باتیں بتاتے ہیں، پس ہماری سنو، دیوبندی بھی یہی کہتے ہیں، پھر ہم کس کی سنیں؟ جواب: امت میں گروہ بندی تو ہونی ہے۔سورۃ الانعام کی (آیت ۶۵) ہے: ﴿قُلْ: هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ، أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ، أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾: آپؐ کہئے: اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دیں، یا تمہارے پاؤں تلے سے، یا تم کو گروہ گروہ کر کے بھڑادیں، اور بعض کو بعض کی سختی چکھائیں'' —— جب یہ آیت نازل ہوئی، اور فرمایا کہ ان کو قدرت ہے کہ تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کے چہرے کے طفیل پناہ چاہتا ہوں! یعنی یہ عذاب نہ آئے، پھر فرمایا: یا تمہارے نیچے سے: تو بھی آپؐ نے یہی فرمایا، پھر فرمایا: تمہیں مختلف فرقے بنا کر بھڑادے اور بعض کو بعض کی سختی چکھائے تو آپؐ نے فرمایا: یہ اھون ہے یا فرمایا: یہ آسان ہے، پس یہ عذاب تو آنا ہے اس سے مفر نہیں، پس اہل حق کی جستجو خود کرو، یہ بھی ایک امتحان ہے، جیسے دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں، اور ہر مذہب اپنی حقانیت کا دعوی کرتا ہے، پس برحق مذہب کی جستجو کرنا انسانوں کی ذمہ داری ہے، نشانِ راہ متعین کردیئے گئے ہیں۔

[۱۱-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾

[۷۳۱۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُوْلُ: لَمَّا نَزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ﴿قُلْ: هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ: "أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ" ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ: " أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ" فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ: " هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ: أَيْسَرُ"[راجع: ٤٦٢٨]

بَابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلاً مَعْلُوْمًا بِأَصْلٍ مُبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهَا، لِيُفْهِمَ السَّائِلَ

ایک رائے یہ ہے کہ واضح بات کا منصوص بات کے ساتھ موازنہ کیا ہے تاکہ سائل بات سمجھ جائے

یہ پہلودار (مبہم) باب ہے۔ جو لوگ قیاس کو حجت مانتے ہیں انھوں نے باب کی دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔

۱- ایک بدّو نے عرض کیا: میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے، اور میں اس کو اوپرا سمجھتا ہوں! یعنی میں کالا نہیں ہوں، پھر بچہ

کالا کہاں سے آیا؟ لامحالہ بیوی کے ساتھ کسی حبشی غلام نے زنا کیا ہے، وہ بچے کے نسب کی نفی کرنے جارہا تھا، آپؐ نے پوچھا: تیرے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، آپؐ نے پوچھا ان کے رنگ کیا ہیں؟ اس نے کہا: سرخ، آپؐ نے پوچھا: ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، ان میں خاکستری بھی ہیں، آپؐ نے پوچھا: یہ خاکستری کہاں سے آئے؟ یعنی جب نر و مادہ دونوں سرخ ہیں تو بچہ مٹیالے رنگ کا کیسے پیدا ہوا؟ اس نے کہا: شاید کسی رگ نے اس کو کھینچا ہے! یعنی اوپر سے نسل میں یہ رنگ آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: شاید یہاں بھی یہ صورت ہوئی ہو، تیرے آباؤ اجداد میں یہ رنگ رہا ہو، جو نسل میں آیا ہو، غرض آپؐ نے ان کو نسب کی نفی نہیں کرنے دی —— **استدلال**: آپؐ نے انسان کی نسل کو اونٹ کی نسل پر قیاس کیا۔

۲- ایک عورت نے مسئلہ پوچھا: میری ماں نے حج کی منت مانی تھی، وہ منت پوری کرنے سے پہلے وفات پاگئی، پس کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں! تو اس کی طرف سے حج کر، بتا اگر تیری ماں پر کسی کا قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی؟ اس نے کہا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: ''پس اللہ کا قرض چکاؤ، وہ وفاء کا زیادہ حقدار ہے!'' —— **استدلال**: آپؐ نے اللہ کے قرض کو بندوں کے قرض پر قیاس کیا۔

منکرین قیاس (اصحابِ ظواہر) نے اس استدلال کو توڑا، انھوں نے کہا: یہ قیاس نہیں، بلکہ آپؐ نے ایک واضح بات کا ایک منصوص بات کے ساتھ موازنہ کیا ہے، تاکہ سائل بات سمجھے۔

منکرین قیاس کی یہ بات صحیح ہے۔ قیاس میں منصوص حکم کی علت نکالی جاتی ہے، پھر مقیس مقیس علیہ میں اشتراکِ علت کی وجہ سے مقیس علیہ کا حکم مقیس میں لایا جاتا ہے، اور ان دو مسئلوں میں ایسا کچھ نہیں کیا، پس یہ قیاس نہیں تمثیل ہے۔

قیاس کی اعتباریت قرآن سے ثابت ہے اور طریق کار سنت سے:

قیاس کی اعتباریت (معتبر ہونا) قرآنِ کریم سے ثابت ہے، اور اس کا طریقِ کار سنت سے، سورۃ النحل کی (آیت ۴۴) ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾: اور ہم نے آپ کی طرف قرآن نازل کیا، تاکہ آپ لوگوں کو کھول کر سمجھادیں وہ قرآن جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے، اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

یہ غور و فکر کرنا قیاس کے لئے ہے، نبی ﷺ نے اپنے زمانہ کی ضروریات بیان کی ہیں، مگر زمانہ تغیر پذیر ہے، پس قیامت تک کی ضروریات مجتہدین امت قرآن میں غور کرکے نکالتے رہیں گے، ورنہ قرآن میں غور کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا کافی تھا۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو دریافت کیا: ''تمہارے پاس قضایا (معاملات) آئیں گے: ان کا فیصلہ کس طرح کروگے'' عرض کیا: کتاب اللہ سے فیصلہ کرونگا، آپؐ نے پوچھا: ''اگر کتاب اللہ میں حکم نہ ملے تو کیا کروگے؟ عرض کیا: سنتِ رسول اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ پوچھا: ''اگر سنت میں بھی حکم نہ ملے تو کیا کروگے؟'' عرض کیا: أَجْتَهِدُ رَأْيِ، وَلاَ آلو: اپنی سوچ کو تھکاؤں گا، اور کوتاہی نہیں کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے

اپنے رسول کے نمائندے کو وہ بات سُجھا دی جو اس کو پسند ہے!''یعنی قیاس کا یہی طریق کار ہے، قرآن وسنت میں انتہائی غور وفکر کیا جائے، اور منصوص حکم کی علت نکالی جائے، پھر وہ حکم غیر منصوص میں ثابت کیا جائے، یہی مجتہدینِ کرام کا قیاس ہے اور یہی حجتِ شرعیہ ہے اور اسی کا نام اجتہاد ہے (اس کو کوئی توڑ کر دکھائے!)

[۱۲-] بَابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلاً مَعْلُوْمًا بِأَصْلٍ مُبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهَا، لِيُفْهِمَ السَّائِلَ

[۷۳۱٤-] حدثنا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ، عُنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم، فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِیْ وَلَدَتْ غُلاَمًا أَسْوَدَ، وَإِنِّیْ أَنْكَرْتُهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم:'' هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟'' قَالَ: نَعَمْ. قَالَ:'' فَمَا أَلْوَانُهَا؟'' قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ:'' فَهَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ؟'' قَالَ: إِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا. قَالَ:'' فَأَنَّی تُرَی ذٰلِكَ جَاءَ هَا؟'' قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عِرْقٌ نَزَعَهَا، قَالَ:'' وَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ'' وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِی الإِنْتِفَاءِ مِنْهُ. [راجع: ۵۳۰۵]

[۷۳۱۵-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِی بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ إِلَی النَّبِیِّ صلی الله عليه وسلم فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّیْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ، فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ:'' نَعَمْ حُجِّیْ عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰی أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟'' قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ:'' اقْضُوْا الَّذِیْ لَهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ''[راجع: ۱۸۵۲]

بَابُ مَاجَاءَ فِی اجْتِهَادِ الْقَضَاءِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ

وَلاَ يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهِ، وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ

قاضی قرآن وسنت کے موافق فیصلہ کرنے کی انتہائی کوشش کرے، اور اپنی طرف سے تکلیف نہ اٹھائے اور خلفاء سے مشورہ کرے، اور اہل علم سے دریافت کرے

باب کے دو جزء ہیں، دونوں کو علاحدہ کر دیا ہے، اور درمیان میں پہلے جزء کی دلیل بیان کی ہے۔

۱- قاضیوں کو آخری درجہ کی کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے فیصلے قرآن وسنت کے مطابق ہوں، اپنی رائے سے فیصلے نہ کریں، سورۃ المائدۃ کی (آیت ۴۵) میں ہے کہ جو شخص اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے والے ہیں، اور باب کی پہلی حدیث میں نبی ﷺ نے اس صاحبِ حکمت کی تعریف کی ہے

جوحکمت سے فیصلے کرتا ہے، اور اس کو سکھلاتا ہے (اور جو فیصلہ قرآن وسنت سے مستنبط ہے وہ بما أنزل اللہ ہے) اور قضات خودرائی سے من مانا فیصلہ نہ کریں، ورنہ اپنا ہی نقصان کریں گے۔

۲- اور اگر قضات کو علم نہ ہو تو امیر المؤمنین سے دریافت کریں، امیر المؤمنین کے پاس اہل علم جمع ہوتے ہیں، وہ ان سے پوچھ کر بتائے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے املاص کا حکم صحابہ سے دریافت کیا ہے، اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں گورنر برابر آپؓ کی طرف رجوع کرتے تھے، اور بعد میں تو حکام اور قضات اپنے ساتھ علماء کو رکھتے تھے، اور ان سے پوچھ کر فیصلے کرتے تھے (اب کتابیں علماء کے قائم مقام ہوگئی ہیں، تاہم قاضی کا مشیر عالم ہونا چاہئے)

[۱۳-] بَابُ مَاجَاءَ فِي اجْتِهَادِ الْقَضَاءِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ

لِقَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾ [المائدة: ٤٥]

وَمَدَحَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِيْنَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

لاَ يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهِ، وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ

[٧٣١٦-] حَدَّثَنِيْ شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لاَ حَسَدَ إِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَآخَرُ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" [راجع: ٧٣]

[٧٣١٧-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلاَصِ الْمَرْأَةِ- وَهِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِيْ جَنِيْنًا- فَقَالَ: أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْهِ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ" فَقَالَ: لاَ تَبْرَحْ حَتّٰى تَجِيْئَنِيْ بِالْمَخْرَجِ فِيْمَا قُلْتَ. [راجع: ٦٩٠٥]

[٧٣١٨-] فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ، فَشَهِدَ مَعِيْ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ"

تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ. [راجع: ٦٩٠٦]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ"

ایسے حکام وقضات ضرور ہونگے جو اگلوں کی روش پر ہو بہو چلیں گے

قرآنِ کریم نے اہل کتاب (یہود ونصاری) کا یہ وتیرہ بیان کیا ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں کے عوض دنیا کا معمولی بدلہ لیتے

ہیں، اس مقصد سے وہ اللہ کی کتاب میں تحریف (ردوبدل) بھی کرتے تھے اور رشوت لے کر غلط فیصلے بھی کرتے تھے، اور نبی ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ یہ خرابی اس امت میں بھی آئے گی، فرمایا: ''ضرور پیروی کروگے تم اپنوں سے پہلوں کی روش کی، جیسے بالشت بالشت برابر ہوتی ہیں، اور ہاتھ ہاتھ برابر برابر ہوتے ہیں یعنی ہو بہو، یہاں تک کہ وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے ہونگے تو تم ضرور اس میں گھسوگے، صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! پہلوں سے مراد یہود ونصاری ہیں؟ فرمایا: ''اور کون ہیں!'' یعنی وہی مراد ہیں (باب کی دوسری حدیث)

اور باب کی پہلی حدیث میں ہے: ''قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ چلے گی میری امت ان سے پہلے گذری ہوئی صدیوں کی روش پر، جیسے بالشت بالشت برابر ہوتی ہیں اور ہاتھ ہاتھ برابر ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! فارس اور روم کی طرح؟ آپؐ نے فرمایا: لوگوں میں سے نہیں مگر یہی لوگ؟'' یعنی یہود ونصاری اور روم وفارس کی تخصیص نہیں، اگلے جو راہ ڈال گئے اس پر چلنے والے کچھ لوگ ضرور پیدا ہونگے، چاہے وہ راہ خطرناک ہو!

اس حدیث کا مقصد امت کو اگلے ناہنجاروں کی روش اپنانے سے روکنا ہے، پس حکام وقضات بھی غلط فیصلے کرکے یہود ونصاری کی راہ نہ اپنائیں۔

[۱۴-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ"

[۷۳۱۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَأْخُذَ أُمَّتِيْ بِأَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا، شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ" فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ؟ قَالَ: " وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُوْلٰئِكَ؟!"

[۷۳۲۰-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ - مِنَ الْيَمَنِ - عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا ذِرَاعًا، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ" قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: " فَمَنْ؟!" [راجع: ۳۴۵۶]

بَابُ إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلٰى ضَلاَلَةٍ، أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً

گمراہی کی طرف بلانے کا اور برا طریقہ ڈالنے کا گناہ

یہ قرین باب ہے، ایسے علمائے سوء ضرور پیدا ہونگے جو دین میں غلط طریقہ چلائیں گے، اور لوگوں کو اس گمراہی کی طرف بلائیں گے، جیسے یہود ونصاری نے یہی حرکت کی، دین کو بگاڑ لیا اور لوگوں کو غلط راہ پر ڈال دیا۔

اور باب میں مسلم شریف کی دو حدیثوں کو جمع کیا ہے:

۱- نبی ﷺ نے فرمایا: من دعا إلى هُدًى، كان له من الأجر مثلُ أجور من تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شيئًا، ومن دعا إلى ضلالة، كان عليه من الإثم مثلُ آثام من تبعه، لاينقص ذلك من آثاهم شيئا: جس نے ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو اس کی پیروی کرنے والوں کے بقدر ثواب ملے گا، یہ چیز ان متبعین کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں کرے گی، اور جس نے کسی گمراہی کی طرف بلایا، تو اس پر اس کی پیروی کرنے والوں کے گناہ کے بقدر گناہ ہوگا، یہ چیز ان متبعین کے گناہ میں سے کچھ کم نہیں کرے گی (مسلم شریف حدیث ۲۶۷۴ کتاب العلم کی آخری حدیث)

۲- مسلم شریف (حدیث ۱۰۱۷ کتاب الزکاۃ باب ۲۰) میں دوسری حدیث اسی کے ہم معنی ہیں: من سَنَّ فی الإسلام سنة حسنة، فله أجرها وأجر من عمل بها بعده، من غير أن يَنْقُصَ من أجورهم شيئ، ومن سن فی الإسلام سنة سيئة، كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده، من غير أن ينقص من أوزارهم شيئ:

یہ دونوں حدیثیں امام بخاری رحمہ اللہ نہیں لائے، یہ ان کی شرط کے مطابق نہیں، مگر باب میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اپنا مدعی ایک آیت اور ایک حدیث سے ثابت کیا ہے۔

آیتِ کریمہ: سورۃ النحل کی (آیات ۲۴ و ۲۵) ہیں: ﴿وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ: مَا ذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوْا: أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ○ لِيَحْمِلُوْا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ، أَلَا سَاءَ مَايَزِرُوْنَ﴾: اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے: تمہارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی؟ تو کہتے ہیں: اگلوں کی بے سند باتیں! اس کہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ قیامت کے دن اپنا پورا بوجھ اٹھائیں گے، اور کچھ بوجھ ان لوگوں کا بھی جن کو انھوں نے جہالت سے گمراہ کیا ہے (یہاں باب ہے) سنو! برا ہے وہ بوجھ جس کو وہ لادیں گے!

اور حدیث میں ہے: جو بھی شخص کوئی ناحق قتل کرتا ہے: اس کے گناہ میں سے ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو پہنچتا ہے، کیونکہ اس نے سب سے پہلے ناحق قتل کی راہ ڈالی! —— پس علماء کو دین میں نئی باتیں پیدا کرنے اور ان کی طرف لوگوں کو بلانے سے رکنا چاہئے، ورنہ اپنے متبعین کا گناہ سر لینا ہوگا۔

[۱۵-] بَابُ إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ، أَوْ سَنَّ سُنَّةً سُيِّئَةً

لِقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ [النحل: ۲۵]

[۷۳۲۱-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلٰى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا - وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: مِنْ دَمِهَا - لِأَنَّهُ سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا" [راجع: ۳۳۳۵]

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَحَضَّ عَلٰى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ

اہل علم کو مسائل میں متفق ہونا چاہئے، نبی ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے اور اختلاف ہو تو حرمین (مکہ ومدینہ) کے علماء کے قول کو لیا جائے کیونکہ انھوں نے مدینہ منورہ کے آثار کا مشاہدہ کیا ہے

امام بخاری رحمہ اللہ کے زمانہ تک دو مکتبِ فکر وجود میں آئے تھے: حجازی اور عراقی، پھر حجازی مکتبِ فکر دو حصوں میں تقسیم ہوا: مالکی اور شافعی، حنبلی مکتبِ فکر ابھی تک پوری طرح سامنے نہیں آیا تھا (امام احمد رحمہ اللہ: امام بخاریؒ کے معاصر اور استاذ ہیں) پس دونوں مکاتب فکر کو مسائل میں متحد ہونا چاہئے، نبی ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے۔ حضرات معاذ وابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کو جب یمن روانہ کیا تو ہدایت دی کہ دونوں ایک دوسرے سے متفق رہنا، باہم اختلاف نہ کرنا، اور قرآن کہتا ہے: ''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور نزاع مت کرو (نہ اپنے امام سے نہ آپس میں) ورنہ کم ہمت ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی'' ـــــ پس اگر حجازی اور عراقی علماء متفق ہوں تو حکام وقضات اسی پر فیصلہ کریں۔ اور اختلاف ہوجائے تو حجازی مکتبِ فکر کے قول کو لیا جائے۔ کیونکہ مدینہ منورہ میں سرخاب کا پَر لگ رہا ہے، وہاں آثارِ اسلام ہیں، مسجد نبوی ہے، منبر ومحراب ہیں اور نبی ﷺ اور مہاجرین وانصار کے آثار ہیں، باب کی ساری روایات مشاہد (آثار) سے متعلق ہیں۔

ملحوظہ: دین فہمی میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی برتری تو مسلّم ہے، انھوں نے نزولِ وحی کا زمانہ دیکھا ہے، اور زبانِ نبوت سے کتاب وسنت کو اخذ کیا ہے یہ صحابہ عراق میں بھی تھے، رہے آثار تو ان کی برکات کا انکار نہیں کیا جاسکتا، مگر دین فہمی میں ان کا کچھ دخل نہیں۔

پہلی حدیث: کا یہ جملہ معتنی بہ ہے: ''مدینہ کی مثال بھٹی کی سی ہے، جو دھات کے میل کو دور کرتی ہے، اور خالص دھات کو چھانٹ لیتی ہے (نَصَعَ الشیئُ: صاف اور نکھرا ہوا ہونا، طیبھا: فاعل ہے: عمدہ دھات نکھر جاتی ہے)

[۱٦-] بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَحَضَّ عَلٰى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ

وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ

[۷۳۲۲-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيِّ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى الإِسْلَامِ، فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ، فَجَاءَ الأَعْرَابِيُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَأَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ جَاءَ هُ، فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَأَبَى، ثُمَّ جَاءَ هُ فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْتَعِيْ، فَأَبَى. فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ” إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ، تَنْفِيْ خَبَثَهَا، وَيُنْصَعُ طِيْبُهَا“[راجع: ۱۸۸۳]

آئندہ حدیث: میں ہے کہ مدینہ منورہ دارالہجرۃ اوردارالسنۃ ہے،اسی سے استدلال کیا ہے......أُقْرِئُ عبد الرحمن أی أُقْرِأُ فی خیمة عبد الرحمن...... یغصبوهم: وہ مسلمانوں کا انتخاب خلیفہ کا حق چھیننا چاہتے ہیں......اور حدیث لمبی ہے، جو تحفۃ القاری (۴۹۲:۱۱) میں آچکی ہے۔

[۷۳۲۳-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، فَلَمَّا كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِمِنًى: لَوْ شَهِدْتَ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يَقُوْلُ: لَوْ مَاتَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا، قَالَ عُمَرُ: لَأَقُوْمَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأُحَذِّرُ هٰؤُلَآءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَغْصِبُوْهُمْ، قُلْتُ: لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ، يَغْلِبُوْنَ عَلٰى مَجْلِسِكَ، فَأَخَافُ أَنْ لَا يُنْزِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَيُطَيِّرُ بِهَا كُلُّ مُطِيْرٍ، فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ، فَتَخْلُصُ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَيَحْفَظُوْا مَقَالَتَكَ، وَيُنَزِّلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَأَقُوْمَنَّ بِهِ فِيْ أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ فِيْمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ. [راجع: ۲٤٦۲]

آئندہ حدیث: میں منبر نبوی اور حجرۂ عائشہؓ کا ذکر ہے۔ یہ حدیث نئی ہے، اور اسی جگہ ہے۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، آپؓ نے سَنی کے گیرو سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہن رکھے تھے، آپؓ نے ان میں سے ایک سے ناک صاف کیا، پھر فرمایا: واہ واہ! ابو ہریرۃ سَنی کے کپڑے سے ناک صاف کرتا ہے، بخدا! واقعہ یہ ہے کہ میں نے خود کو دیکھا درانحالیکہ میں بھوک کی وجہ سے منبر نبوی اور حجرۂ عائشہؓ کے درمیان بے ہوش ہوکر گر پڑتا تھا، پس ایک آنے والا آتا، اور میری گردن پر اپنا پیر رکھتا، وہ سمجھتا کہ مجھے دیوانگی (مرگی) ہے، حالانکہ وہ دیوانگی نہیں تھی، وہ چیز بھوک تھی۔

لغات: مِشْق: سرخ مٹی (گیرو) مَشَّقَ الثوبَ و أَمْشَقَه: کپڑے کو گیرو سے رنگنا...... الکتان: سَنی کا کپڑا...... تَمَخَّطَ: ناک صاف کرنا...... مرگی کا جب دورہ پڑتا ہے تو گردن پر پیر رکھ کر دباتے ہیں، جس سے دورہ ختم ہوجاتا ہے۔

[۷۳۲۴-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ، فَتَمَخَّطَ فَقَالَ: بَخْ بَخْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ، فَيَجِيْءُ الْجَائِيْ فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِيْ، وَيَرٰى أَنِّيْ مَجْنُوْنٌ، وَمَا بِيْ مِنْ جُنُوْنٍ، مَا بِيْ إِلَّا الْجُوْعُ.

آئندہ حدیث: میں عیدگاہ اور کثیر کے گھر کے پاس نشان کا تذکرہ ہے، اور اس کے بعد کی حدیث میں قباء کا تذکرہ ہے۔ اور اس کے بعد کی حدیث میں حجرۂ عائشہؓ اور اس میں قبر اطہر کا ذکر ہے...... اس کے بعد کی حدیث میں ہے کہ صحابہ: صدیقہؓ سے روضۂ نبوی میں تدفین کی اجازت چاہتے تھے، وہ کسی کو اجازت نہیں دیتی تھیں، فرماتی تھیں: یہ جگہ میرے لئے ہے، میں کسی کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دونگی، مگر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے، اور انھوں نے اجازت مانگی تو فوراً اجازت دیدی، وہ وہاں دفن ہوئے۔

[۷۳۲۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَشَهِدْتَ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَنْزِلَتِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ، فَأَتَى العَلَمَ الَّذِيْ عِنْدَ دَارِ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً، ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلٰى آذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۹۸]

[۷۳۲۶-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَأْتِيْ قُبَاءَ مَاشِيًا وَرَاكِبًا. [راجع: ۱۱۹۱]

[۷۳۲۷-] حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: ادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ، وَلاَ تَدْفِنِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْبَيْتِ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُزَكَّى. [راجع: ۱۳۹۱]

[۷۳۲۸-] وَعَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ: ائْذَنِيْ لِيْ أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ، فَقَالَتْ: إِيْ وَاللّٰهِ! قَالَ: وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرْسَلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ، قَالَتْ: لاَ وَاللّٰهِ! لاَ أُوْثِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا.

آئندہ روایت: میں عوالی (بالائی بستیوں) کا ذکر ہے، جو مسجد نبوی سے تین چار میل کے فاصلہ پر تھیں، اب وہ مدینہ کا حصہ بن گئی ہیں......اس کے بعد کی دو حدیثوں میں مدینہ کے پیمانوں (مدّ اور صاع) کا ذکر ہے۔

[۷۳۲۹-] حدثنا أَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلاَلٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّيْ الْعَصْرَ، فَنَأْتِيْ الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

زَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ: وَبُعْدُ الْعَوَالِيْ أَرْبَعَةُ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلاَثَةٌ. [راجع: ۵۵۱]

[۷۳۳۰-] حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ الْجُعَيْدِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ، يَقُوْلُ: كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ، وَقَدْ زِيْدَ فِيْهِ. سَمِعَ الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْجُعَيْدَ. [راجع: ۱۸۵۹]

[۷۳۳۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ" يَعْنِيْ: أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ. [راجع: ۲۱۳۰]

ترجمہ: سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے زمانہ کا صاع: تمہارے آج کے مدّ سے ایک مدّ اور تہائی مدّ کا تھا، پھر اس میں اضافہ کیا گیا (حضرت عمرؓ نے صاع: چار مدّ: آٹھ رطل کا کیا) (تحفۃ القاری ۱۱: ۴۳۲)

آئندہ حدیث: میں مُصَلَّی الجنائز کا ذکر ہے، مسجد نبوی کے سامنے پتھر کے فرش پر جنازے پڑھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی، جہاں یہودی زانی اور زانیہ کو سنگسار کیا گیا تھا......اس کے بعد کی روایت میں احد پہاڑ کا ذکر ہے......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں دو مضمون ہیں، اور حضرت سہل کی روایت میں صرف پہلا مضمون ہے......اس کے بعد کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ قبلہ کی دیوار کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے تھے، اور منبر اور جدار قبلی کے درمیان بکری گذر سکے اتنی جگہ تھی......اس کے بعد کی روایت میں جنت کی کیاری کا ذکر ہے۔

[۷۳۳۲-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ الْيَهُوْدَ جاءُ وْا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا، فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِنْ حَيْثُ تُوْضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ.[راجع: ۱۳۲۹]

[۷۳۳۳-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ، فَقَالَ:" هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ،وَإِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا" تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ أُحُدٍ.[راجع: ۳۷۱]

[۷۳۳٤-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ: أَنَّهُ كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا يَلِيْ الْقِبْلَةَ وَبَيْنَ الْمِنْبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ.[راجع: ٤۹۶]

[۷۳۳۵-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ"[راجع: ۱۱۹۶]

آئندہ روایت: میں حفیاء، ثنیۃ الوداع اور مسجد بنی زُریق کا ذکر ہے...... پھر دو روایتوں میں منبر نبوی سے حضرات عمرو عثمان رضی اللہ عنہما کے خطاب فرمانے کا ذکر ہے...... اس کے بعد کی روایت میں مرکن (لگن) کا ذکر ہے...... پھر حضرت انسؓ کے اس گھر کا ذکر ہے جس میں مہاجرین وانصار میں بھائی چارہ کرایا گیا تھا۔

[۷۳۳۶-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَابَقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ الْخَيْلِ، فَأُرْسِلَتِ الَّتِيْ أُضْمِرَتْ مِنْهَا وَأَمَدُهَا الْحَفْيَاءُ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ، وَالَّتِيْ لَمْ تُضَمَّرْ أَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ فِيْمَنْ سَابَقَ.

[راجع: ٤۲۰]

[۷۳۳۷-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيْسَى، وَابْنُ إِدْرِيْسَ، وَابْنُ أَبِيْ غَنِيَّةَ، عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ٤۶۱۹]

[۷۳۳۸-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطِيْبًا عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

[۷۳۳۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، أَنَّ

هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ كَانَ يُوْضَعُ لِيْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هٰذَا الْمِرْكَنُ، فَنَشْرَعُ فِيْهِ جَمِيْعًا.[راجع: ۲۵۰]

[۷۳۴۰-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَنَسٍ: حَالَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِيْ دَارِيْ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ.[راجع: ۲۲۹٤]

[۷۳٤۱-] وَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ.[راجع: ۱۰۰۱]

آئندہ روایت: میں عبداللہ بن سلامؓ کے اس پیالہ کا ذکر ہے جس میں نبی ﷺ نے پیا ہے، اوران کے گھر میں اس جگہ کا تذکرہ ہے جہاں آپؐ نے نماز پڑھی ہے...... اس کے بعد کی روایت میں وادی عقیق کا ذکر ہے جہاں خواب میں نبی ﷺ سے کہا گیا تھا کہ اس میں نماز پڑھیں...... اس کے بعد کی روایت میں ذوالحلیفہ وغیرہ مواقیت کا تذکرہ ہے...... اور آخری روایت میں ذوالحلیفہ میں آپؐ کے مُعَرَّس (رات گذارنے کی جگہ) کا تذکرہ ہے۔

[۷۳٤۲-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَلَقِيَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، فَقَالَ لِيْ: انْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ، فَأَسْقِيَكَ فِيْ قَدَحٍ شَرِبَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَتُصَلِّيَ فِيْ مَسْجِدٍ صَلّٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَأَسْقَانِيْ سَوِيْقًا، وَأَطْعَمَنِيْ تَمْرًا، وَصَلَّيْتُ فِيْ مَسْجِدِهِ.[راجع: ۳۸۱٤]

[۷۳٤۳-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عِكْرِمَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ عُمَرَ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّيْ، وَهُوَ بِالْعَقِيْقِ، أَنْ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِيْ الْمُبَارَكِ وَقُلْ: عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ" وَقَالَ هَارُوْنُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: " عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ"[راجع: ۱۵۳٤]

[۷۳٤٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: وَقَّتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَرْنًا لِأَهْلِ نَجْدٍ، وَالْجُحْفَةَ لِأَهْلِ الشَّأْمِ، وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ. قَالَ: سَمِعْتُ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَبَلَغَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ" وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ: لَمْ تَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ.[راجع: ۱۳۳]

[۷۳٤۵-] حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِيْ مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ.[راجع: ٤۸۳]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ﴾[آل عمران:۱۲۸]

آپؐ کا معاملہ میں کچھ دخل نہیں!

یہ باب ایک خام خیالی کی اصلاح کے لئے لایا گیا ہے، حکام اور قضات خیال کر سکتے ہیں کہ ہمارا معاملہ میں کچھ اختیار ہونا چاہئے، ہمیں ہر بات میں کتاب وسنت کا پابند کیا جائے گا تو ہمیں سخت دشواری پیش آئے گی، اس باب کے ذریعہ ان سے کہا گیا کہ سب سے بڑے قاضی، حاکم اور امیر المؤمنین نبی ﷺ تھے، ان کا معاملہ میں کچھ دخل نہیں تھا، سارا اختیار اللہ کا تھا، آپؐ پر بھی اللہ کے حکم کی پابندی اور پیروی ضروری تھی، اور ان کو نظام حکومت چلانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی تھی، پھر تم یہ خیال کیوں کرتے ہو؟ —— اور حدیث میں آیت کا شانِ نزول ہے۔

[۱۷-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ﴾[آل عمران:۱۲۸]

[۷۳۴۶-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیه وسلم يَقُوْلُ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: "اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" فِي الْآخِرَةِ. ثُمَّ قَالَ: "اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا" فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾[راجع: ۴۰۶۹]

وضاحت: فی الآخرۃ کا تعلق رفع رأسه من الرکوع سے ہے یعنی دوسری رکعت کے قومہ میں یہ قنوتِ نازلہ پڑھتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْئٍ جَدَلًا﴾

وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَا تُجَادِلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ﴾ الآيَةَ

انسان بڑا ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے، اس سے اچھی طرح نمٹو!

یہ باب گذشتہ باب کا تتمہ ہے، اور اس باب پر اعتصام بالکتاب والسنّۃ کی بحث پوری ہوجائے گی، ہوسکتا ہے حکام اب بھی مرغ کی ایک ٹانگ گائے جائیں اور کہیں کہ نہیں نہیں! ہمارا معاملہ میں کچھ نہ کچھ اختیار ہونا چاہئے، پس جاننا چاہئے کہ یہ تو انسان کی فطرت ہے، کٹ حجتی اس کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے، پس ان سے اچھی طرح نمٹو، خوبصورت جواب دو، ان کو سمجھاؤ کہ آپ اللہ کے خلیفہ (نائب) ہیں، اور اللہ نے آپ کے لئے ایک دستور نازل کیا ہے، اس کی پابندی آپ پر لازم

ہے، ورنہ آپ خلیفہ کیسے کہلائیں گے؟ خودسر کہلائیں گے!

اور پہلی آیت سورۃ الکہف کی (آیت ۵۴) ہے، اور اس کی مثال باب کی پہلی حدیث ہے، یہ حدیث تحفۃ القاری (۴۵۰:۳) میں تفصیل سے آچکی ہے، اور دوسری آیت سورۃ العنکبوت کی (آیت ۴۶) ہے اور پوری آیت یہ ہے: ﴿وَلَا تُجَادِلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾: اور مباحثہ مت کرو اہل کتاب سے مگر مہذب طریقہ پر۔ اور باب کی دوسری حدیث میں مہذب طریقہ پر گفتگو کرنے کا طریقہ ہے، یہ حدیث تحفۃ القاری (۴۴۶:۶) میں آچکی ہے نبی ﷺ دشمنانِ اسلام (یہود) سے کس طرح نمٹتے تھے وہ سیکھنے کی بات ہے۔

[۱۸-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْئٍ جَدَلًا﴾

وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَا تُجَادِلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ﴾ الآيَةَ

[۷۳۴۷-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ، عَنْ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ لَهُمْ: "أَلَا تُصَلُّوْنَ؟" قَالَ عَلِيٌّ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَنْفُسَنَا بِيَدِ اللّٰهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ قَالَ لَهُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْئٍ جَدَلًا﴾ [راجع: ۱۱۲۷]

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: مَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ. وَيُقَالُ: الطَّارِقُ: النَّجْمُ، وَالثَّاقِبُ: الْمُضِيْءُ، يُقَالُ: أَثْقِبْ نَارَكَ: لِلْمُوْقِدِ.

لغت: حدیث میں طَرَقَه ہے: رات میں دروازہ کھٹکھٹایا...... الطَّارق: رات میں آنے والا، دروازہ کھٹکھٹانے والا اور سورۃ الطارق میں ہے: ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ؟ ○ النَّجْمُ الثَّاقِبُ﴾: قسم ہے آسمان کی اور رات میں نمودار ہونے والے کی ○ اور آپ کو کچھ معلوم ہے رات میں نمودار ہونے والی چیز کیا ہے؟ وہ روشن ستارہ ہے —— اس آیت میں الطارق کے معنی ستارہ ہیں، اور الثاقب کے معنی ہیں: روشن...... آگ جلانے والے سے کہا جاتا ہے: أَثْقِبْ نارك: اپنی آگ روشن کر۔

[۷۳۴۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "انْطَلِقُوْا إِلَى يَهُوْدَ" فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ، فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَنَادَاهُمْ، فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا"

فَقَالُوْا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَقَالَ:" أُرِيْدُ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا" فَقَالُوْا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ. فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:" ذٰلِكَ أُرِيْدُ" ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ، فَقَالَ:" اعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَإِنِّیْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ، وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ"[راجع: ۳۱٦۷]

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾

وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ، وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ

یہ امت معتدل امت ہے، اور جماعتِ علماء کے ساتھ لگا رہنا مامور بہ ہے

(اجماع امت حجت شرعیہ ہے)

اس باب میں اجماع کی حجیت کا بیان ہے، اجماع امت اہل حق کے نزدیک حجتِ شرعیہ ہے، اصحابِ ظواہر (غیر مقلدین) اجماع کو حجت تسلیم نہیں کرتے، ورنہ بیس رکعت تراویح اور جمعہ کی پہلی اذان کو تسلیم کرتے، مگر کہتے یہ ہیں کہ ہم قطعی اجماع کو مانتے ہیں، ظنی اجماع کو نہیں مانتے، پس کیا اجماع کا ذکر قرآنِ کریم میں ہوگا؟ اس کے علاوہ قطعی ہونے کی اور کیا صورت ہے؟ وہ تو حدیثوں کے شاکلہ (طرز) پر ہی منقول ہوگا، اور جب اخبارِ آحاد حجت ہیں جو مفید ظن ہیں پھر اجماع ظنی کیوں حجت نہیں؟ اصل یہ ہے کہ ناچنا نہیں آنگن ٹیڑھا!

حجیتِ اجماع کی قرآن سے صریح دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ نے حجیتِ اجماع کی جو دلیل پیش کی ہے وہ استنباطی ہے، آپ نے تانے بانے جوڑے ہیں، اور امام شافعی رحمہ اللہ نے قرآن سے صریح دلیل پیش کی ہے۔ سورۃ النساء کی (آیت ۱۱۵) ہے: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ: نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ، وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾: اور جو شخص رسول کی مخالفت کرتا ہے اس کے بعد کہ اس کے لئے امر حق ظاہر ہو چکا ہے یعنی حدیث کی حجیت کا انکار کرتا ہے اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستہ پر ہولیا ہے یعنی اجماع امت کو حجت نہیں مانتا اور علاحدہ راہ اختیار کی ہے تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے، اور وہ جانے کی بری جگہ ہے۔

تفسیر: اس آیت سے ثابت ہوا کہ حجیتِ حدیث کا منکر اور اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے۔ قرآنِ کریم کی طرح سنت اور اجماع امت کو ماننا بھی فرض ہے، اللہ کا ہاتھ مسلمانوں کی جماعت پر ہے، جس نے جدا راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ کی دلیل تین باتوں سے مرکب ہے:

۱- یہ امت معتدل امت ہے، گذشتہ نبیوں کے حق میں ان کی امتوں کے خلاف گواہی دے گی، سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۴۳) میں ہے: ''اور اس طرح ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنادیا، تا کہ تم لوگوں کے خلاف گواہ بنو، اور رسول (ﷺ) تمہارے لئے گواہ بنیں'' ــــــ یعنی تم سرکاری گواہ ہو، پس تمہاری حیثیت مسلّم ہے۔

۲- نبی ﷺ نے جماعت کے ساتھ چپکے رہنے کا حکم دیا ہے، اس سلسلہ میں دو حدیثیں ہیں:

(۱) مسند احمد (۴: ۱۳۰) وغیرہ میں روایت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تم کو ان پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے: **بالجماعة، والسمع، والطاعة، والهجرة، والجهاد فی سبیل الله**: جماعت کے ساتھ لگے رہو، امیر کی بات سنو، اس کی فرمان برداری کرو، ہجرت کرو اور راہِ خدا میں لڑو، پس جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہوا اس نے اسلام کا پھندا اپنی گردن سے نکال پھینکا (یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کی تقریر میں فرمایا: جماعت کو لازم پکڑو، اور افتراق سے بچو، کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو سے زیادہ دور ہوتا ہے، اور فرمایا: جو شخص جنت کے وسط میں جگہ چاہتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے (ترمذی حدیث ۲۱۶۲ تحفۃ الالمعی ۵: ۵۳۳)

۳- جماعت سے مراد اہل علم (مجتہدین) ہیں۔

دلیل کا خلاصہ: پس اگر ائمہ اربعہ کسی امر پر متفق ہوجائیں تو سمجھ لو کہ ساری امت متفق ہوگئی، کیونکہ اہل حق وہی ہیں جو ائمہ اربعہ کی پیروی کرتے ہیں، اور یہی سوادِ اعظم اور جماعتِ مسلمیں ہیں، ان کی راہ اپنانی ضروری ہے، اور ان کی مخالفت گمراہی ہے۔

[۱۹-] بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ، وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ

[۷۳۴۹-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ الأَعْمَشُ: قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ''يُجَاءُ بِنُوْحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ يَا رَبِّ! فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: مَا جَاءَ نَا مِنْ نَذِيْرٍ. فَيُقَالُ: مَنْ شُهُوْدُكَ؟ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ'' ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ قَالَ: عَدْلاً، ﴿لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ [راجع: ۳۳۳۹]

وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِهٰذَا.

بَابٌ: إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلاَفَ الرَّسُوْلِ صلى الله عليه وسلم، مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ، فَحُكْمُهُ مَرْدُوْدٌ

جب حکومت کے کارندے نے یا حاکم نے لاعلمی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے خلاف اجتہاد سے کام کیا یا فیصلہ کیا، پس غلطی کی تو اس کا عمل اور حکم رد کیا ہوا ہے

(خلافِ اجماع کیا ہوا قاضی یا حاکم کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا)

یہ باب پیچیدہ ہے، کرمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فی الترجمة نوعٌ من الْعَجْرَفَةِ: باب میں کچھ بے ربطی ہے، اور حافظ رحمہ اللہ نے بات بنائی ہے (حاشیہ) اب میری سنیں: خلافَ الرسول کا تعلق اجتهد کے ساتھ ہے، اور من غیر علم کا بھی اسی سے تعلق ہے یعنی اجتہاد اس لئے کیا کہ مسئلہ معلوم نہیں تھا۔ اور فحکمه کا تعلق فَأَخْطَأَ سے ہے، اور خلاف الرسول کا مطلب ہے حدیث یعنی اجماعی مسئلہ کے خلاف فیصلہ کرنا، اور باب میں عامل (حکومت کے کارندے) کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ باب کی حدیث میں اس کا ذکر ہے، اور اسی حدیث سے استدلال کرنا ہے، ورنہ قاضی کا ذکر کرنا چاہئے تھا۔

مجتہد فیہ (اختلافی) مسئلہ میں قاضی یا حاکم کوئی فیصلہ کرے تو وہ نافذ ہوگا، کیونکہ وہ فیصلہ رسول اللہ کے خلاف نہیں، اس قول کا بھی حدیث سے مستدل ہوگا جس پر فیصلہ کیا گیا ہے، اور اگر مسئلہ اجماعی ہے، اور اس کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ نافذ نہیں ہوگا، کیونکہ وہ حدیث کے خلاف ہوگا۔ مگر ایسا فیصلہ لاعلمی ہی میں کیا جا سکتا ہے، جان کر قاضی یا حاکم ایسا فیصلہ کیوں کرے گا!

مثالیں:

۱- جارِ محض کے لئے شفعہ ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک ہے، اور ان کا مستدل حدیث: جارُ الدار أحق بالدار ہے، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نہیں ہے، اور ان کا مستدل بھی صحیح حدیث ہے۔ اب اگر کوئی حنفی قاضی جار محض کے لئے شفعہ کا فیصلہ کرے تو وہ نافذ ہوگا۔

۲- ربا الفضل بالاجماع حرام ہے، پس اگر کوئی حکومت کا کارندہ یا قاضی یا حاکم لاعلمی میں یہ معاملہ کرے یا اس کے جواز کا فیصلہ کرے تو وہ فیصلہ رد کیا ہوا ہے، نافذ نہیں ہوگا۔

معلق حدیث: مسلم شریف (حدیث ۱۷۱۸ باب الاقضیہ باب ۸) میں حدیث ہے۔ ایک شخص نے قاسم بن محمدؒ سے مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص کے تین گھر ہیں، اس نے ہر گھر کے تہائی کی وصیت کی؟ قاسم نے کہا: تینوں تہائیاں ایک گھر میں جمع

کی جائیں، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنائی: من عمل عملاً لیس علیه أمرنا فهو رد: کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہماری شریعت میں نہیں تو وہ رد کیا ہوا ہے (ہماری شریعت میں نہیں یعنی حدیث سے اس کا کوئی مستدل نہیں)

نوٹ: یہ حدیث دوسرے لفظوں سے پہلے (حدیث ۲۶۹۷) آئی ہے۔

اور حدیث: پہلے آئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عامل (کارندہ) کو خیبر بھیجا۔ وہ جنیب (عمدہ) کھجوریں لایا، آپؐ نے پوچھا: کیا خیبر میں سب ایسی ہی عمدہ کھجوریں ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: نہیں! اے اللہ کے رسول! بلکہ ہم رلی ملی کھجوروں کے دو صاع دے کر عمدہ کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ایسا مت کرو، برابر سرابر ہونا ضروری ہے، بلکہ ایسا کرو کہ ردی کھجوریں روپیوں میں بیچ دو، اور ان روپیوں سے عمدہ کھجوریں خرید لو اور جو حکم مکیلات کا ہے وہی موزونات کا ہے (اور اس عامل کے معاملہ کو رد نہیں کیا: یہ تشریع کے وقت کی ترخیص تھی)

[۲۰-] بَابٌ: إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلاَفَ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم، مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ، فَحُكْمُهُ مَرْدُوْدٌ

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"

[۷۳۵۰و۷۳۵۱-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ أَخِيْهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ، أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ أَخَا بَنِيْ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ، وَاسْتَعْمَلَهُ عَلٰى خَيْبَرَ، فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟" قَالَ: لاَ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّا لَنَشْتَرِيْ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "لاَ تَفْعَلُوْا، وَلٰكِنْ مِثْلاً بِمِثْلٍ، أَوْ بِيْعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا، وَكَذٰلِكَ الْمِيْزَانُ"[راجع: ۲۲۰۱،۲۲۰۲]

بَابُ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ

فیصلہ کرنے والا جب اجتہاد سے فیصلہ کرے پس وہ خواہ حق کو پائے یا چوک جائے ثواب کا مستحق ہوگا

(قیاس کی اعتباریت کا بیان)

اس باب میں قیاس کی حجیت کا بیان ہے، قیاس کی اعتباریت تو قرآنِ کریم سے ثابت ہے اور اس کا طریق کار سنت سے، جیسا کہ پہلے گذرا، مگر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں اجتہاد کے طریقہ کا بیان ہے، بخاری شریف کی شرط کے مطابق نہیں، وہ ترمذی، ابوداؤد اور دارمی کی روایت ہے (مشکات حدیث ۳۷۳۷) اس لئے دوسری روایت لائے

ہیں، اوراس سے قیاس کی حجیت ثابت کی ہے:

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب فیصلہ کرنے والا کوئی فیصلہ کرے (چاہے بادشاہ کرے، قاضی کرے یا امت کا مجتہد کرے) پس وہ (حق کو پانے کی) انتہائی کوشش کرے یعنی معاملہ اوراس کا حکم سمجھنے میں پوری طاقت صرف کردے، پس وہ نفس الامری حق کو پالے تو اس کے لئے دوثواب ہیں، اور جب وہ کوئی فیصلہ کرے، اور وہ حق کو پانے کی کوشش کرے، پھر وہ چوک جائے یعنی نفس الامری حق کو نہ پاسکے تو اس کے لئے ایک ثواب ہے۔

تشریح: اسی حدیث سے اصولِ فقہ والوں نے یہ ضابطہ بنایا ہے: **المجتهد يصيب ويخطئ:** مجتہد حق کو پاتا بھی ہے اور چوکتا بھی ہے۔ اور حدیث کا سبق یہ ہے کہ حاکم/ قاضی کو معاملہ فہمی میں اوراس کا حکم جاننے میں اور مجتہد کو مسائل شرعیہ کے فہم واستنباط میں حتی المقدر پوری کوشش کرنی چاہئے، پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے، وہ اس کی محنت ضائع نہیں کریں گے۔ اور مجتہد کو بہر صورت ثواب ملنا دلیل ہے کہ اجتہاد (قیاس) برحق ہے، چت بھی مجتہد کی اور پٹ بھی اس کی!

فائدہ: جو مجتہد نفس الامری حق کو چوک جاتا ہے وہ بھی ثواب کا مستحق ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مسائل اجتہادیہ میں سب مجتہدین حق پر ہیں، البتہ آخرت میں ثواب پانے کے اعتبار سے تفاوت ہوگا۔ حضرت الاستاذ علامہ بلیاوی قدس سرہٗ نے اس کی ایک مثال دی تھی کہ ایک شخص نے ریت میں سوئی رَلادی اور لوگوں سے کہا: سوئی ڈھونڈھو، جس کو ملے گی اسے دو روپے دوں گا، اور باقیوں کو بھی ایک ایک روپیہ دوں گا، اب ظاہر ہے کہ سوئی کسی ایک ہی کو ملے گی، کیونکہ سوئی ایک ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو نہ ملے، اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسائل اجتہادیہ میں حق کو پوشیدہ کیا ہے اور مجتہدین کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہے، پس جب مجتہدین حکم الٰہی کی تعمیل میں مصروف ہونگے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی کی نماز صحیح ہو اور کسی کی باطل؟ کسی کا عمل قبول ہو اور کسی کا رد؟ چنانچہ چاروں مکاتب فکر کے علماء متفق ہیں کہ اہل السنہ والجماعۃ کے تمام مجتہدین عمل کے اعتبار سے برحق ہیں۔

سوال: یہاں اگر کوئی سوال کرے کہ امام نسفی کی مصفّٰی سے اشباہ میں، پھر وہاں سے درمختار کے مقدمہ میں جو نقل کیا گیا ہے کہ **إذا سُئِلَنا عن مذهبنا ومذهب مخالِفنا: قلنا وجوبا: مذهبُنا صَوابٌ يَحتملُ الخطأ ومذهبُ مخالِفِنَا خَطَأٌ يَحتملُ الصَّوَابَ، وَإِذَا سُئِلَنا عَنْ مُعْتَقَدِنَا وَمُعْتَقدِ خصومنا: قلنا وجوبا: الحقُّ ما نحن عليه، والباطلُ ما عليه خُصومُنا** یعنی جب ہم سے پوچھا جائے ہمارے فقہی مذہب کے بارے میں اور ہمارے مخالف کے فقہی مذہب کے بارے میں تو ہم قطعی طور پر جواب دیں گے کہ ہمارا مذہب برحق ہے، مگر اس میں چوک کا احتمال ہے، اور ہمارے مخالف کا مذہب غلط ہے اور اس میں درستگی کا احتمال ہے، اور جب ہم سے پوچھا جائے ہمارے یعنی اہل السنہ والجماعہ کے عقیدوں کے بارے میں اور ہمارے مخالف یعنی گمراہ فرقوں کے عقیدوں کے بارے میں تو ہم قطعی طور پر کہیں گے کہ برحق وہ عقیدے ہیں جن پر ہم ہیں اور غلط وہ عقیدے ہیں جن پر ہمارے مخالف ہیں: اس عبارت کا کیا مطلب

ہے؟ آپ تو فرمارہے ہیں کہ فقہی اختلافات میں عمل کے اعتبار سے سب برحق ہیں؟

جواب: شامی میں ابن حجر مکیؒ کے فقہی فتاوی سے نقل کیا ہے کہ إن ذلك مَبنِيٌّ على الضَّعيف یعنی یہ قول جس بنیاد پر متفرع ہے وہ ضعیف ہے، پس یہ بات جو اس پر متفرع ہے کیسے درست ہوسکتی ہے؟ تفصیل شامی (۳۶:۱) میں ہے۔ اور حضرت الاستاذ علامہ بلیاوی قدس سرہ نے ایک موقع پر جبکہ حضرت حکیم الاسلام مولانا محمد طیب صاحب قدس سرہ کی کتاب ''مسلک اعتدال'' اساتذۂ دارالعلوم دیوبند کی ایک دس نفری مجلس میں پڑھی جارہی تھی اور اس میں درمختار سے یہ بات نقل کی گئی تھی تو فرمایا تھا کہ یہ بات کلامی مسائل کے بارے میں صحیح ہے، فروعی مسائل کے بارے میں صحیح نہیں، ورنہ حنفی کی شافعی کے پیچھے یا اس کے برعکس نماز کیسے درست ہوگی؟ جب مقتدی اپنے امام کو غلطی پر سمجھ رہا ہے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔

[۲۱-] بَابُ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ

[۷۳۵۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ الْمَكِّيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: ''إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ''

قَالَ: فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهُ.

قوله: قال: فحدثتُ: قال کا فاعل یزید (راوی) ہیں اور ابوبکر کی حدیث مرفوع نہیں، البتہ عبدالعزیز کی سند مرفوع ہے۔

بَابُ الْحُجَّةِ عَلٰى مَنْ قَالَ: إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيْبُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأُمُوْرِ الإِسْلَامِ

ان لوگوں کے قول کی تردید جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے احکام ظاہر پر (محمول) ہیں اور یہ کہ بعض صحابہ نبی ﷺ کی بارگاہ سے اور دینی امور سے غیر حاضر رہتے تھے

(منکرین قیاس (غیر مقلدین) کے قول کی تردید)

أحكام النبي صلى الله عليه وسلم: سے مراد نصوص ہیں...... اور ما: موصولہ ہے...... المشاهد: المشهد کی

جمع: موجودگی، دربار، بارگاہ......أمور کا مشاهد پر عطف، أمور الإسلام: دین کی چیزیں، دینی امور۔

اصحابِ ظواہر اجتہاد وقیاس کا انکار کرتے ہیں، ان کے نزدیک قرآن وحدیث کی نصوص معلل نہیں (معلل: علت نکالی ہوئی) نص میں جو کچھ ہے وہی مراد ہے۔ اشیاء ستہ کی حدیث میں سود مذکور چیزوں میں منحصر ہے، کسی ساتویں چیز میں سود نہیں —— اور ائمہ اربعہ قائسِین (قیاس کرنے والے) ہیں، ان کے نزدیک نصوص معلل ہیں وہ نص سے حکم کی علت نکالتے ہیں، پھر علت جہاں جہاں پائی جاتی ہے نص کے حکم کو متعدی کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے زمانہ میں عرب میں خوراک گیہوں، جَو، چھوہارے اور نمک تھی، اور کرنسی سونا اور چاندی تھی، چنانچہ آپؐ نے انہی کا حکم بیان فرمایا کہ ان میں ربا الفضل اور ربا النسیئة کا تحقق ہوتا ہے، مگر دنیا میں کھانے کی اور چیزیں بھی ہیں اور اب تو کرنسی بینک نوٹ بن گئی ہے، ان سب کا حکم اسی حدیث سے لیا جائے گا، اس طرح کہ اشیاء ستہ کی علت نکالی جائے گی، اور وہ قدر مع الجنس ہے، پس جہاں بھی یہ علت متحقق ہوگی ربا ہوگا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں غیر مقلدین کی تردید کی ہے، پہلے جزء میں دعوی ہے کہ اصحابِ ظواہر کا یہ قول مردود ہے کہ نصوص ان کے ظاہر پر محمول ہیں۔ اور دوسرے جزء میں دلیل ہے کہ سب صحابہ ہر وقت خدمتِ نبوی میں حاضر رہ کر دین حاصل نہیں کرتے تھے، باب کی دونوں حدیثیں اس کی دلیل ہیں، پس قیامت تک کے حوادث (نئی باتیں) اگرچہ نبی ﷺ کے زمانہ میں موجود نہیں تھے، مگر ان کے احکام قرآن وسنت سے اخذ کئے جائیں گے، اور اس کے لئے نصوص کی علت نکال کر حکم کا تعدیہ کرنا ہوگا، جبھی نصوص زمانہ کا ساتھ دے سکتی ہیں، اور اسی کا نام اجتہاد وقیاس ہے۔

پہلی حدیث: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول: ألهانی الصفق بالأسواق سے استدلال کیا ہے یعنی غافل کیا مجھے بازار میں کاروبار کرنے نے یعنی میں یہ حدیث نبی ﷺ سے خود نہ سن سکا۔

دوسری حدیث: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: کان المهاجرون یشغلهم الصفق بالأسواق، وکانت الأنصار یشغلهم القیام علی أموالهم: مہاجرین مارکیٹ میں کاروبار میں رہتے تھے اور انصار کھیتوں میں مشغول رہتے تھے، اور بندہ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتا تھا، اس لئے مجھے حدیثیں زیادہ یاد ہیں۔

[۲۲-] بَابُ الْحُجَّةِ عَلٰی مَنْ قَالَ: إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيْبُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأُمُوْرِ الإِسْلَامِ

[۷۳۵۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ أَبُوْ مُوْسَى عَلٰى عُمَرَ، فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُوْلاً فَرَجَعَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ، ائْذَنُوْا لَهُ، فَدُعِيَ لَهُ، فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ

بِهٰذَا. قَالَ: فَأْتِنِیْ عَلٰى هٰذَا بِبَیِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ! فَانْطَلَقَ إِلٰى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالُوْا: لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصْغَرُنَا. فَقَامَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیُّ، فَقَالَ: قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا. فَقَالَ عُمَرُ: خَفِیَ عَلَیَّ هٰذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم! أَلْهَانِیْ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ. [راجع: ۲۰۶۲]

[۷۳۵۴-] حدثنا عَلِیٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ، أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ الْأَعْرَجِ، يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ، إِنِّیْ كُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم عَلٰى مِلْءِ بَطْنِیْ، وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ، فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: "مَنْ يَبْسُطْ رِدَاءَهُ حَتّٰى أَقْضِیَ مَقَالَتِیْ ثُمَّ يَقْبِضَهُ فَلَمْ يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّیْ" فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَیَّ، فَوَ الَّذِیْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ. [راجع: ۱۱۸]

بَابُ مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیه وسلم

ایک رائے یہ ہے کہ نبی ﷺ کا نکیر نہ کرنا حجت ہے، غیر نبی کا نکیر نہ کرنا حجت نہیں

(تقریر نبوی بھی حدیث ہے)

تقریر کے معنی ہیں: برقرار رکھنا، کسی مسلمان نے کوئی کام کیا، نبی ﷺ کے علم میں وہ آیا، اور آپؐ نے اس پر نکیر نہیں کی تو یہ اس کے جواز کی دلیل ہے، جیسے مدینہ کے لوگ بیع سلم کرتے تھے، آپؐ نے ان کو نہیں روکا، بلکہ شرائط بیان کیں، پس بیع سلم جائز ہے، بلکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے تو عزل کے جواز پر بھی تقریر سے استدلال کیا ہے۔ فرمایا: کنا نعزل والقرآن ینزل: پس یہ رائے صحیح ہے۔ اور غیر نبی کا نکیر نہ کرنا حجت نہیں، مفتی صاحب کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا اور انھوں نے نہیں ٹوکا تو یہ دلیل جواز نہیں، کیونکہ ان کی خاموشی مختلف وجوہ سے ہوسکتی ہے، مگر اس ضابطہ کا تعلق حکم شرعی (جواز) سے ہے، اخبار سے نہیں جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے:

حدیث: محمد بن المنکدر رکہتے ہیں: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اللہ کی قسم کھا کر کہتے سنا کہ ابن صیاد دجال ہے! میں نے کہا: آپ اللہ کی قسم کھاتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کے سامنے قسم کھاتے دیکھا ہے پس آپؐ نے نکیر نہیں کی —— مگر یہ اخبار کا باب ہے، اور ابن صیاد کا معاملہ مبہم تھا، اس لئے آپؐ

نے نہیں ٹوکا، پس اس روایت سے مذکورہ ضابطہ پر استدلال نہیں ہوسکتا، چنانچہ امام صاحب نے بندوق دوسرے کے کندھے پر رکھ کر چلائی۔

[۲۳-] بَابُ مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ صلى الله عليه وسلم

[۷۳۵۵-] حدثنا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِىْ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ: أَنَّ ابْنَ الصَّائِدِ: الدَّجَّالُ. قُلْتُ: تَحْلِفُ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: إِنِّىْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.

بَابُ الْأَحْكَامِ الَّتِىْ تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ، وَكَيْفَ مَعْنَى الدَّلَالَةِ وَتَفْسِيْرُهَا

وہ احکام جو نص سے دلالۃً سمجھے جاتے ہیں، اور دلالت کے معنی اور اس کی تفسیر

(فحوی الکلام سے استدلال)

دلالت: کسی چیز کا خود بخود یا کسی کے مقرر کرنے سے ایسا ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری نامعلوم چیز کا علم حاصل ہوجائے، پھر دلالت کی دوقسمیں ہیں: لفظیہ اور غیر لفظیہ، اس باب میں دلالت لفظیہ مراد ہے، اس کا دوسرا نام **فَحوى الكلام** ہے، فحوی کے لغوی معنی ہیں: مضمونِ کلام، **فَحا بكلامه:** اپنے کلام سے اشارہ کیا۔ اور اصطلاحی معنی ہیں: کلام میں جو امر باعث حکم ہو اس کے ذریعہ مسکوت عنہ کا حکم سمجھنا: (رحمۃ اللہ ۲:۵۱۹) جیسے:

۱- نبی ﷺ نے فرمایا: گھوڑے تین مقاصد سے پالے جاتے ہیں: ایک میں اجر ہے، دوسرے میں ستر (پردہ پوشی) ہے اور تیسرے میں گناہ ہے، پھر تینوں کی تفصیل کی، پس گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: ''ان کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا، ہاں یہ یگانہ ہم گیر آیت نازل ہوئی ہے کہ جو شخص (دنیا میں) ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اس کو (قیامت کے دن) دیکھے گا، اور جو ذرہ بھر برائی کرے گا وہ اس کو دیکھے گا'' —— اس ضابطہ کے تحت اگر گدھوں میں سے کوئی کچھ راہِ خدا میں خرچ کرے تو ضرور اس کا ثواب ملے گا۔ یہ فحوی الکلام سے استدلال ہے، اور یہ بھی قیاس کی ایک صورت ہے۔

۲- نبی ﷺ سے گوہ کے بارے میں پوچھا گیا، پس فرمایا: ''میں نہ اس کو کھاتا ہوں نہ حرام ٹھہراتا ہوں'' پھر آپؐ کے

دسترخوان پر گوہ کھائی گئی، اس سے ابن عباسؓ نے استدلال کیا کہ گوہ حرام نہیں، یہ جواز فحوی الکلام سے سمجھا گیا ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی دلالت اصولِ فقہ کی دلالت النص سے مختلف ہے، امام صاحب کی دلالت کی وضاحت اوپر آگئی، اسی کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے فحوی الکلام کی اصطلاح استعمال کی ہے، اور اصولِ فقہ کی دلالت النص کے معنی ہیں: نص کے لغوی معنی سے جو حکم ثابت ہوا اس کو دوسری جگہ بطریقِ اولیٰ ثابت کرنا۔ جیسے قرآنِ کریم میں ماں باپ کو اُف (اوں) کہنے کی ممانعت ہے، اس سے ضرب وشتم کی حرمت بطریقِ اولیٰ ثابت ہوتی ہے، یہ دلالت النص سے ثابت حکم کہلاتا ہے۔

[۲۴-] بَابُ الْأَحْكَامِ الَّتِیْ تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ، وَكَيْفَ مَعْنَى الدَّلَالَةِ وَتَفْسِيْرُهَا

[۱-] وَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا، ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ فَدَلَّهُمْ عَلٰى قَوْلِهِ: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ﴾ [الزلزلة:۷]

[۲-] وَسُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الضَّبِّ، فَقَالَ: " لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ" وَأُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الضَّبُّ، فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ.

[۷۳۵۶-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِيْ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَأَطَالَ فِيْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، وَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا، فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً، فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ"

وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْحُمُرِ؟ فَقَالَ: " مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾ [راجع: ۲۳۷۱]

آئندہ حدیث: اسماء بنت شکلؓ نے غسلِ حیض کا طریقہ پوچھا (آپؐ نے طریقہ بتلایا، پھر فرمایا:) روئی میں بسایا ہوا پھاہا لے اور اس سے پاکی حاصل کر، وہ نہیں سمجھیں، انھوں نے بار بار پوچھا: روئی کے پھاہے سے کیسے پاکی حاصل کروں؟ چونکہ شرم کی بات تھی اس لئے آپؐ نے کھولی نہیں، آپؐ بھی بار بار وہی جواب دیتے رہے، صدیقہؓ تَوَضَّئِیْن کا مطلب سمجھ گئیں، اسماء کو اندر لے گئیں اور مرادِ نبوی سمجھائی، یہ فحوی الکلام سمجھ کر سمجھایا۔

[۷۳۵۷-] حدثنا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم. ح: وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ؟ قَالَ: "تَأْخُذِيْنَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِيْنَ بِهَا" قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "تَوَضَّئِيْنَ" قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "تَوَضَّئِيْنَ بِهَا" قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَرَفْتُ الَّذِيْ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا.[راجع: ۳۱٤]

آئندہ حدیث: گوہ کے جواز کی ہے، نبی ﷺ کی سالی ام حُفید نے نجد سے ہدایا بھیجے، ان میں تلی ہوئی گوہ بھی تھی، جب آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ گوہ ہے تو آپؐ نے ہاتھ کھینچ لیا، پوچھا گیا: یارسول اللہ! گوہ حرام ہے؟ فرمایا: "میں نہ اس کو کھاتا ہوں نہ حرام ٹھہراتا ہوں" اس کلام کے فحوی سے جواز سمجھا گیا، چنانچہ آپؐ کے دسترخوان پر وہ کھائی گئی۔

[۷۳۵۸-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا، فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَأُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهِ، فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُ، وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهِ، وَلاَ أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.[راجع: ۲۵۷۵]

آئندہ حدیث: لہسن پیاز کی ہے، اس میں ارشاد نبوی ہے: كُلْ فإنی أنا جی من لاتناجی: کھا، میں سرگوشی کرتا ہوں اس سے جس سے تو سرگوشی نہیں کرتا۔ اس ارشاد سے پکے لہسن پیاز کے کھانے کا جواز نکالا، یہ فحوی الکلام سے سمجھا گیا۔

[۷۳۵۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلاً فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ: لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا، وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهِ" وَإِنَّهُ أُتِيَ بِبَدْرٍ، قَالَ ابْنُ وَهْبٍ: يَعْنِيْ طَبَقًا فِيْهِ خُضَرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ، فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَسَأَلَ عَنْهَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ، فَقَالَ: "قَرِّبُوْهَا" إِلٰى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ، فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا.قَالَ: "كُلْ، فَإِنِّيْ أُنَاجِيْ مَنْ لاَ تُنَاجِيْ" قَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: بِقِدْرٍ فِيْهِ خُضَرَاتٌ. وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ، فَلاَ أَدْرِيْ هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ.[راجع: ۸٥٤]

آئندہ حدیث: میں ایک عورت سے نبی ﷺ نے تعاون کا وعدہ کیا اور دوسرے وقت آنے کے لئے کہا، اس نے کہا: میں آؤں اور آپؐ نہ ملیں؟ یعنی آپؐ کی وفات ہوگئی ہو؟ یہ بات لم أجدك کے فحوی سے سمجھی گئی۔

[۷۳۶۰-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، وَعَمِّيْ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ: أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْئٍ، فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ، فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ لَمْ أَجِدْكَ؟ قَالَ: "إِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: زَادَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ: كَأَنَّهَا تَعْنِيْ الْمَوْتَ. [راجع: ۳۶۵۹]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "لَا تَسْأَلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْئٍ"

یہود ونصاری سے کوئی بات مت پوچھو

باب میں حدیث کے الفاظ ہیں۔ یہ حدیث مسند احمد (۱۳۱:۱) اور مصنف ابن ابی شیبہ (حدیث ۲۶۹۵۲) وغیرہ میں ہے۔ گذشتہ شریعتوں کی کوئی بات یا کوئی حکم قرآن وحدیث میں مذکور ہو، اور اس پر نکیر وارد نہ ہوئی ہو تو وہ ہماری بھی شریعت ہے، اور جو بات قرآن وحدیث میں مذکور نہیں: وہ دو طرح کی ہیں: اول: کوئی حکم شرعی ہو، اس کے پوچھنے کا سوال ہی نہیں، ہماری شریعت عام وتام ہے۔ دوم: گذشتہ نبیوں کے اخبار واحوال: یہ بھی ان سے نہیں پوچھنے چاہئیں، اور اگر بغیر پوچھے وہ بیان کریں اور وہ قرآن وحدیث کے بیان کے خلاف نہ ہوں تو نہ ان کی تصدیق کرے نہ تکذیب۔ کیونکہ انھوں نے اپنی کتابوں میں تحریف کردی ہے، اور ان کا بڑے سے بڑا معتمد آدمی بھی صد فی صد قابل اعتبار نہیں۔

اس کی نظیر: جگہ جگہ موئے مبارک ہیں، ان کی نہ تصدیق کرنی چاہئے نہ تکذیب، کیونکہ حجۃ الوداع میں موئے مبارک تقسیم کئے گئے تھے، پس ممکن ہے ان میں سے کوئی بال مبارک موجود ہو، اور نبی ﷺ کی طرف کسی بھی چیز کی نسبت بے سند جائز نہیں، اور کسی بھی موئے مبارک کی سند نہیں، صرف شہرت ہے اس لئے تصدیق بھی نہیں کرنی چاہئے۔

روایت: کعب احبار تابعی ہیں، پہلے یہودی تھے، صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یا اس کے بعد مسلمان ہوئے، وہ اپنی کتابوں کے بڑے عالم تھے، اسلام کے بعد مسلمانوں کے سامنے اسرائیلیات بیان کرتے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں قریش کے کچھ لوگوں سے بیان کیا اور ان کا تذکرہ کیا، پس فرمایا: "آسمانی کتابوں کے حوالے سے جو لوگ باتیں بیان کرتے ہیں ان میں سب سے سچے وہ (کعب احبار) ہیں، اور بے شک ہم ان پر جھوٹ کو آزماتے ہیں! یعنی ان کی باتوں میں بھی ہم کچھ جھوٹ محسوس کرتے ہیں، پس تا بہ دیگراں چہ رسد! اس لئے ان سے کوئی بات نہیں پوچھنی

چاہئے، اوروہ ازخود بیان کریں تو اس کی نہ تصدیق کرنی چاہئے نہ تکذیب۔

سوال: یہ باب کتاب الاعتصام میں کیوں لائے ہیں؟ **جواب:** یہ شرائع مَنْ قبلنا کا مسئلہ ہے، اس میں کچھ لوگ غلو کرتے ہیں، اور اپنی تفسیروں میں اہل کتاب کی باتیں نقل کرتے ہیں، جبکہ تورات وانجیل کا کوئی شارح اسلام کے حوالے سے کوئی بات نقل نہیں کرتا، پس کیا مسلمانوں کی غیرت کا جنازہ نکل گیا ہے کہ وہ یہ حرکت کرتے ہیں؟!

[۲۵-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "لاَ تَسْأَلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ"

[۷۳۶۱-] وَقَالَ أَبُوْ الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِيْنَةِ، وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ، فَقَالَ: إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ الَّذِيْنَ يُحَدِّثُوْنَ عَنِ الْكِتَابِ، وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذٰلِكَ لَنَبْلُوْ عَلَيْهِ الْكَذِبَ.

آئندہ روایت: پہلے تحفۃ القاری (۷۸:۹) میں شان ورود کے ساتھ آئی ہے کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب، اور کہو: ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس وحی (قرآن) پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے۔

[۷۳۶۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُ وْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لاَ تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلاَ تُكَذِّبُوْهُمْ، وَقُوْلُوْا: ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾" الآيَةَ. [البقرة:۱۳۶] [راجع: ٤٤٨٥]

آئندہ حدیث: پہلے تحفۃ القاری (۸۲:۶) میں آئی ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: کیسے پوچھتے ہو تم اہل کتاب سے کوئی بات درانحالیکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری ہے جدید ترین کتاب ہے، پڑھتے ہو تم اس کو خالص (بے میل) بے شائبہ، اور اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں تحریف کر دی ہے اور ان کو بدل دیا ہے، اور انھوں نے ان کتابوں کو اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے اور کہا ہے: وہ اللہ کے یہاں سے ہے، تاکہ وہ اس کے ذریعہ تھوڑی پونجی خریدیں —— کیا تمہارے پاس جو علم آیا ہے وہ تم کو نہیں روکتا ان سے پوچھنے سے؟ نہیں، بخدا! نہیں دیکھا ہم نے ان میں سے کسی شخص کو جو تم سے ان باتوں کے بارے میں پوچھتا ہو جو تم پر اُتاری گئی ہیں!

[۷۳۶۳-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيْمُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ، وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِهِ أَحْدَثُ، تَقْرَءُ وْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ، وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْهُ،

وَكَتَبُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ، وَقَالُوْا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، لِيَشْتَرُوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلاً، أَلاَ يَنْهَاكُمْ مَاجَاءَ كُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ؟ لاَ، وَاللّٰهِ، مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلاً يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِىْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ. [راجع: ٢٦٨٥]

بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَلَى التَّحْرِيْمِ إِلَّا مَا يُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ وَكَذٰلِكَ أَمْرُهُ

نہی میں اصل تحریم ہے، اور امر میں وجوب، مگر جب کوئی قرینہ اس کے خلاف ہو

اگر کوئی قرینہ صارفہ نہ ہوتو نہی میں اصل تحریم ہے، جیسے: ﴿لاَ تَقْرَبُوْا الزِّنٰى﴾: اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو! اور قرینہ صارفہ کی مثال: حضرت ام عطیہؓ کی روایت ہے جو کتاب الجنائز میں گذری ہے (حدیث ۱۲۷۸) عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کیا، ام عطیہؓ کہتی ہیں: ولم يُعزم علينا: اور ہمیں تاکید کے ساتھ ممانعت نہیں کی۔ معلوم ہوا: عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا مکروہ ہے، حرام نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی قرینہ صارفہ نہ ہوتو امر میں اصل وجوب ہے، جیسے: ﴿أَقِيْمُوْا الصَّلاَةَ، وَآتُوْا الزَّكَاةَ﴾: اور قرینہ صارفہ کی مثال: باب کی حدیث ہے۔ حجۃ الوداع میں حج کا احرام عمرہ کے احرام سے بدلنے کا حکم دیا، اور فرمایا: أَصيبوا من النساء: عورتوں سے صحبت کرو، راوی حضرت جابرؓ کہتے ہیں: ولم يُعزم عليهم، ولكن أحلهن لهم: ان کو تاکیدی حکم نہیں دیا، بلکہ عورتوں کو ان کے لئے مباح کیا، معلوم ہوا کہ امر اباحت کے لئے تھا۔

دوسری مثال: حکم دیا: صلوا قبل صلاة المغرب: مغرب سے پہلے نفلیں پڑھو، پھر تیسری مرتبہ لمن شاء بڑھایا تاکہ لوگ مغرب سے پہلے نفلوں کو سنت (اسلامی طریقہ) نہ بنالیں۔ معلوم ہوا کہ امر اباحت کے لئے تھا۔

[٢٦-] بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَلَى التَّحْرِيْمِ إِلَّا مَا يُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ وَكَذٰلِكَ أَمْرُهُ

[١-] نَحْوُ قَوْلِهِ حِيْنَ أَحَلُّوْا: " أَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَاءِ" قَالَ جَابِرٌ: وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ، وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ.

[٢-] وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزِمْ عَلَيْنَا.

[٧٣٦٤-] حدثنا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ. ح: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِى أُنَاسٍ مَعَهُ، قَالَ: أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِى الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ، قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: فَقَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِىْ الْحِجَّةِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ نُحِلَّ، وَقَالَ: " أَحِلُّوْا وَأَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَاءِ" قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ، فَبَلَغَهُ أَنَّا نَقُوْلُ- لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ-: أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ إِلٰى

نِسَائِنَا فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيْرُنَا الْمَذْيَ. قَالَ: وَيَقُوْلُ جَابِرٌ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَحَرَّكَهَا، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّيْ أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِيْ لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّوْنَ، فَحِلُّوْا، فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ" فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

[۷۳۶۵-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: لِمَنْ شَاءَ" كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. [راجع: ۱۱۸۳]

بَابُ كَرَاهِيَةِ الِاخْتِلَافِ

اختلاف بُری چیز ہے

یہ ذیلی باب ہے، اس باب میں گذشتہ باب کے دوسرے جزء کی مثالیں ہیں۔ اختلاف بری چیز ہے، خواہ باہم اختلاف ہو یا امیر سے اختلاف ہو، پہلی حدیث میں باہمی اختلاف کی مثال ہے اور دوسری حدیث میں امیر المؤمنین سے اختلاف کی، اور دونوں میں امر اباحت کے لئے ہیں۔

پہلی حدیث: تحفۃ القاری (۱۰:۱۰۷) میں آچکی ہے۔ فرمایا: "قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل متفق رہیں، اور جب تم میں اختلاف پڑ جائے تو قرآن رکھ کر اٹھ جاؤ (دونوں امر اباحت کے لئے ہیں)

تشریح: حافظ رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث کا راجح مطلب یہ ہے کہ جب تک درس قرآن میں کسی بات میں اختلاف نہ ہو: درس جاری رہے، اور جب کسی بات میں باہم اختلاف ہوجائے تو پڑھنا موقوف کردیا جائے تاکہ اختلاف آگے نہ بڑھے (اس مطلب کی صورت میں یہ باہمی اختلاف کی مثال ہے)

دوسری حدیث: تحفۃ القاری (۱:۴۰۸) میں تفصیل سے آئی ہے، مرض وفات میں جب نبی ﷺ کی بیماری بڑھی تو آپؐ نے فرمایا: "میرے پاس کاغذ قلم لاؤ، میں تمہیں وہ بات لکھوادوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوؤ" (یہ امر استحباب کے لئے تھا، کیونکہ اس واقعہ کے بعد آپؐ پانچ روز بقید حیات رہے، اگر لکھوانا ضروری تھا تو اس عرصہ میں دوبارہ قلم کاغذ منگواکر لکھواتے)

[۲۷-] بَابُ كَرَاهِيَةِ الِاخْتِلَافِ

[۷۳۶۶-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِيْ مُطِيْعٍ، عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "اقْرَءُوْا الْقُرْآنَ

مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: سَمِعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَلاَّمًا. [راجع: ٥٠٦٠]

[٧٣٦٧-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "اقْرَءُ وْا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ" [راجع: ٥٠٦٠]

وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، عَنْ هَارُوْنَ الأَعْوَرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ، عَنْ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٧٣٦٨-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم- قَالَ: وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ- قَالَ: "هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ" قَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ، فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ، وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: مَا قَالَ عُمَرُ، فَلَمَّا أَكْثَرُوْا اللَّغَطَ وَالإِخْتِلاَفَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "قُوْمُوْا عَنِّيْ" قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: إِنَّ الرَّزِيْئَةَ كُلَّ الرَّزِيْئَةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلاَفِهِمْ وَلَغَطِهِمْ. [راجع: ١١٤]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُوْرىٰ بَيْنَهُمْ﴾ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ وَأَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبْيِيْنِ لِقَوْلِهِ: ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾

مسلمانوں کواور نبی ﷺ کو جو مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ استحبابی ہے اور مشورہ امیر کے پختہ ارادہ کرنے اور بات واضح ہونے سے پہلے ہے

یہ بھی ذیلی باب ہے، اور کتاب الاعتصام کا آخری باب ہے، اور اس باب میں دو باتیں ہیں، دوسری بات پہلی بات کی دلیل ہے۔

پہلی بات: سورۃ الشوریٰ (آیت ۳۸) میں فرمایا: "اور مسلمانوں کا ہر (مہتم بالشان) کام (جس میں بالیقین نص نہ ہو) آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے" (یہ جملہ خبریہ ہے اور اخبار انشاء کو متضمن ہوتی ہیں یعنی مسلمانوں کو اس آیت میں حکم دیا ہے کہ

وہ مباح امور باہمی مشورہ سے طے کیا کریں) اور سورۃ آلِ عمران (آیت ۱۶۸) میں نبی ﷺ کو حکم دیا ہے: ''آپ خاص امور میں صحابہ سے مشورہ لیتے رہیں، پھر جب آپ رائے پختہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں'' —— یہ دونوں حکم استحبابی ہیں، وجوبی نہیں۔

دوسری بات: جو پہلی بات کی دلیل ہے کہ امیر ارادہ پختہ کرنے اور بات واضح ہونے سے پہلے مشورہ کرے، جب امیر نے کسی بات کا پختہ ارادہ کرلیا اور اس کے لئے معاملہ واضح ہوگیا تو اب مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں، اب وہ اپنے ارادے کو روبعمل لائے، معلوم ہوا کہ مشورہ کرنے کا حکم استحبابی تھا۔

دلائل:

۱- جب رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کا پختہ ارادہ کرلیا تو اب کسی انسان کے لئے اللہ ورسول سے سبقت کرنا یعنی مشورہ دینا جائز نہیں۔

۲- نبی ﷺ نے صحابہ سے جنگِ احد کے موقعہ پر مشورہ کیا کہ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے یا باہر نکل کر؟ صحابہ نے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی رائے دی، پس جب آپ نے ہتھیار پہن لئے اور ارادہ پختہ کرلیا تو صحابہ نے عرض کیا: مدینہ میں رہ کر مقابلہ کریں، مگر آپ نے ان کا مشورہ قبول نہیں کیا، کیونکہ آپ باہر نکل کر مقابلہ کرنے کا پختہ ارادہ کرچکے تھے، پس فرمایا: ''نبی جب ہتھیار پہن لیتا ہے تو اس وقت تک نہیں اتارتا جب تک اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ نہیں کردیتے'' (تحفۃ القاری ۸: ۱۳۰ میں تفصیل ہے) غرض: عزم کے بعد دیا ہوا مشورہ قبول نہیں کیا، معلوم ہوا امیر کو مشورہ قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔

۳- نبی ﷺ نے واقعۂ افک میں حضرات علی واسامہ رضی اللہ عنہما سے مشورہ کیا، دونوں کی بات سنی، مگر تہمت لگانے والوں کو سزا نہیں دی، جب تک قرآن میں ان کی بے گناہی نازل نہیں ہوئی، پھر جب وحی آگئی تو تہمت لگانے والوں کو حد قذف لگائی، اور لوگوں کے جھگڑے کی کچھ پرواہ نہیں کی، بلکہ جو اللہ کا حکم آیا اس پر عمل کیا (تفصیل باب کی حدیث میں ہے) —— معلوم ہوا کہ امیر کے لئے مشورہ پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

۴- نبی ﷺ کے بعد خلفاء راشدین ذی علم قابل اعتماد لوگوں سے مباح امور میں (جن میں نص نہیں ہوتی تھی) مشورہ کیا کرتے تھے، تاکہ وہ آسان صورت اختیار کریں، پھر جب قرآن وسنت کا حکم سامنے آجاتا تو وہ اسی کو اختیار کرتے تھے، اس سے آگے نہیں بڑھتے تھے، وہ نبی ﷺ کی پیروی میں ایسا کرتے تھے یعنی نص سامنے آجاتی تو مشورہ کو بالائے طاق رکھ دیتے تھے۔

۵- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ مانعین زکات سے جنگ کی جائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ کہیں: لا إلٰہ إلا اللہ، پس جب انھوں نے لا إلٰہ إلا اللہ کہا تو انھوں نے مجھ سے اپنے خون اور اپنے اموال

محفوظ کرلئے، مگر کلمہ کے حق کی وجہ سے، اوران کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے'' یعنی لا إلہ إلا اللہ کہنے والے سے جنگ کرنا جائز نہیں؟ پس حضرت ابوبکرؓ نے کہا: بخدا! میں ضرور جنگ کرونگا ان لوگوں سے جو تفریق کریں گے اس میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا ہے، پھر بعد میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی پیروی کی یعنی ان کو بھی جنگ کرنے پر شرح صدر ہوگیا، غرض ابوبکرؓ نے عمرؓ کا مشورہ نہیں لیا، کیونکہ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا، ان لوگوں کے بارے میں جو نماز اور زکات میں تفریق کرتے تھے، اور وہ اللہ کے دین اور اس کے احکام کو بدلنا چاہتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''جو اپنا دین بدل دے اس کو قتل کردو''

۶- حضرت عمر رضی اللہ عنہ قراء (علماء) سے مشورہ کیا کرتے تھے، خواہ وہ ادھیڑ عمر ہوں یا جوان یعنی کوئی مجلس شوریٰ نہیں تھی، اور حضرت عمرؓ کتاب اللہ کے حکم کے پاس بہت زیادہ ٹھہرنے والے تھے یعنی جب اللہ کا حکم سامنے آجاتا تو پھر کسی کا مشورہ نہیں لیتے تھے، اور اپنی بھی نہیں چلاتے تھے، حکم شرعی پر عمل کرتے تھے۔

حدیثیں: باب میں دو حدیثیں ہیں، دونوں میں واقعۂ افک ہے، اور دونوں پہلے آچکی ہیں، اور واقعۂ افک کی تفصیل تحفۃ القاری ۶:۶۰ میں ہے۔

[۲۸-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُوْرىٰ بَيْنَهُمْ﴾ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾

وَأَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبْيِيْنِ لِقَوْلِهِ: ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾

[۱-] فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُوْلُ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.

[۲-] وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوْجِ، فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوْجَ، فَلَمَّا لَبِسَ لَأْمَتَهُ وَعَزَمَ قَالُوْا: أَقِمْ، فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ: '' لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهُ فَيَضَعُهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ''

[۳-] وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيْمَا رَمٰى بِهِ أَهْلُ الإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا، حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْآنُ، فَجَلَدَ الرَّامِيْنَ، وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلٰى تَنَازُعِهِمْ، وَلٰكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ.

[۴-] وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَسْتَشِيْرُوْنَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُوْرِ الْمُبَاحَةِ، لِيَأْخُذُوْا بِأَسْهَلِهَا، فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلٰى غَيْرِهِ، اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۵-] وَرَأٰى أَبُوْ بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ الزَّكَاةَ فَقَالَ عُمَرُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ،

عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ''؟! فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم. ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدُ عُمَرُ، فَلَمْ يَلْتَفِتْ أَبُوْ بَكْرٍ إِلٰی مَشْوَرَةٍ، إِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم فِی الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَأَرَادُوْا تَبْدِيْلَ الدِّيْنِ وَأَحْكَامِهِ. وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم: ''مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ''

[٦-] وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَشْوَرَةِ عُمَرَ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شَبَابًا، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ.

[٧٣٦٩-] حدثنا الْأُوَيْسِیُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ عَائِشَةَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوْا، قَالَتْ: وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم عَلِیَّ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْیُ يَسْأَلُهُمَا، وَهُوَ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِیْ فِرَاقِ أَهْلِهِ، فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ بِالَّذِیْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ، وَأَمَّا عَلِیٌّ فَقَالَ: لَنْ يُضَيِّقَ اللّٰهُ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ. فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم بَرِيْرَةَ، فَقَالَ: ''هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَیْءٍ يَرِيْبُكِ؟'' قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ فَتَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِی الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، فَقَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ''يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! مَنْ يَعْذِرُنِیْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِیْ أَذَاهُ فِیْ أَهْلِیْ، فَوَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی أَهْلِیْ إِلَّا خَيْرًا'' وَذَكَرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ.[راجع: ٢٥٩٣]

[٧٣٧٠-] وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، ح: وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ أَبِیْ زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِیُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰی عَلَيْهِ، وَقَالَ: ''مَا تُشِيْرُوْنَ عَلَیَّ فِیْ قَوْمٍ يَسُبُّوْنَ أَهْلِیْ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ؟'' وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ: لَمَّا أُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْأَمْرِ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَأْذَنُ لِیْ أَنْ أَنْطَلِقَ إِلٰی أَهْلِیْ؟ فَأَذِنَ لَهَا، فَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ، وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: سُبْحَانَكَ ﴿مَا يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾[النور: ١٦] [راجع: ٢٥٩٣]

شوریٰ کی شرعی حیثیت

مدارس میں جومجلسِ شوریٰ ہوتی ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور نبی ﷺ کو جو مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اور بعد میں خلفائے راشدین جو مشورہ کرتے تھے اس کی صورت کیا تھی؟ ماضی قریب میں اس مسئلہ میں اختلاف ہوا۔ ایک رائے یہ تھی کہ مجلس شوریٰ ہیئتِ حاکمہ ہے، مہتمم اس کے ماتحت ہے، دارالعلوم دیوبند کی مجلسِ شوریٰ ایسی ہی ہے، اس کے

دستورِ اساسی میں اس کی صراحت ہے، اور حدیث میں ہے: **المسلمون عند شروطهم، إلا شرطا أحل حراما أو حرم حلالاً**: مسلمان کسی ادارے کے لئے، انجمن کے لئے یا ملک کے لئے جو دستورِ اساسی بنائیں اور اس میں جو دفعات رکھیں وہ شرعاً معتبر ہیں، بشرطیکہ وہ دفعہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔

دوسری رائے یہ تھی کہ مہتمم امیر ہوتا ہے، وہ مختار کل ہوتا ہے، مجلسِ شوریٰ وقتی ہوتی ہے اور وہ مشاورتی بورڈ ہوتا ہے۔ مہتمم کو اس سے مشورہ کرنا چاہئے، مگر فیصلہ کرنے میں وہ مجلسِ شوریٰ کا پابند نہیں، کیونکہ دورِ اول میں کوئی باقاعدہ مجلس شوریٰ نہیں تھی، امیر المؤمنین ہی سب کچھ تھا، البتہ اس کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ غیر منصوص معاملات میں اہل رائے سے مشورہ کرے، اور یہ حکم استحبابی تھا، جیسا کہ اس باب میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

دارالعلوم دیوبند میں بھی شروع میں یہی نظام تھا، حضرت گنگوہی قدس سرہ سرپرست (امیر جامعہ) تھے، اور مجلس شوریٰ کے فیصلے ان کے پاس جاتے تھے، اور ان کے دستخط کے بعد نافذ ہوتے تھے، پھر حضرت تھانوی قدس سرہ سرپرست بنائے گئے، پھر کسی وجہ سے حضرت نے سرپرستی سے استعفیٰ دیدیا، ان کے بعد کسی کو سرپرست نہیں بنایا گیا مجلس شوریٰ ہی سب کچھ ہوگئی، اسی کو ہیئتِ حاکمہ بنادیا گیا، مگر مہتمم دارالعلوم ہمیشہ سرپرست اور شوریٰ کے ماتحت رہا، بعد میں نزاع ہوا، جو اب تک چل رہا ہے۔

قومی اداروں کو کیسا ہونا چاہئے؟

جو ادارے قوم کے سرمایہ سے بنائے اور چلائے جاتے ہیں ان کی باگ دوڑ ایک آدمی کے ہاتھ میں نہیں ہونی چاہئے، قوم کے نمائندے کے ہاتھ میں ہونی چاہئے، اس نمائندہ کی تشکیل جس طرح بھی ہو، اور اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ قوم کی بنائی ہوئی ایک نمائندہ باڈی (مجلس شوریٰ) ہو جو مہتمم کو چنے اور وہ اس باڈی کے سامنے مسئول ہو، یہی صورت قومی اداروں کے لئے مناسب ہے۔

سوسائٹی اور وقف کا مسئلہ:

تمام قومی ادارے وقف اور اللہ کی ملک ہیں، مہتمم یا مجلس شوریٰ کی ملک نہیں، مگر کس کی حفاظت میں ہیں؟ متولی کی یا سوسائٹی (قوم) کی؟ اگر وہ شخصی وقف ہے تو متولی کی تولیت میں ہوتا ہے اور اس میں نسل در نسل میراث چلتی ہے، اور وہ وقف بورڈ میں رجسٹرڈ کرایا جاتا ہے، اور اگر اس کو قوم نے بنایا ہے اور وہ قوم کے سرمایہ سے چل رہا ہے تو وہ قوم (سوسائٹی) کے کنٹرول میں ہوتا ہے، اس میں میراث نہیں چلتی، قوم کا صالح فرد یا جماعت اس کو چلاتی ہے، مگر وہ اس کی مالک نہیں ہوتی، صرف محافظ ہوتی ہے، مالک اللہ تعالیٰ ہیں، اور اس کو سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کرایا جاتا ہے۔

﴿الحمد للہ! کتاب الاعتصام کی شرح مکمل ہوئی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كتاب الرد على الجهمية وغيرهم: التوحيدِ

جہمیہ وغیرہ (معتزلہ) کی تردید

اللہ تعالیٰ کے لئے صفات کا ثبوت توحید کے منافی نہیں

ترکیب: التوحید (مجرور) کا الرَّدِ پر عطف ہے، اور حرفِ عطف کے بغیر عطفِ بیان ہے، جیسے أبو حفصٍ عُمَرُ، عطف بیان میں معطوف معطوف علیہ میں یگانگت ہوتی ہے، پس کتاب کے دو نام ہیں، اور دونوں کا ایک مطلب ہے، اور غیر ھم سے معتزلہ مراد ہیں، جہمیہ: معتزلہ کی سڑی ہوئی شاخ ہے، دونوں صفاتِ باری کا انکار کرتے ہیں، ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے لئے صفات ماننا توحید کے منافی ہے، ان پر اس کتاب میں رد کیا ہے کہ صفات کا ثبوت توحید کے منافی نہیں، بلکہ ذات مع الصفات ہی کا نام توحید (یکتائی) ہے۔

ربط: جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ رہے ہیں: ﴿وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ﴾: کتاب الایمان میں مرجئہ پر رد تھا، مرجئہ: ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کو مفید مانتے ہیں، مگر اعمالِ طالحہ کو مضر نہیں مانتے، کتاب الایمان میں ان پر رد کیا تھا کہ اعمال مثبت و منفی پہلوؤں سے ایمان کا جزء ہیں۔ اب کتاب کے ختم میں معتزلہ اور اس کی شاخ جہمیہ پر رد کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے اللہ تعالیٰ کے لئے صفات ثابت ہیں، اور ذات کے لئے صفات کا ثبوت توحید کے منافی نہیں۔

جہمیہ کا تعارف:

جہمیہ فرقہ معتزلہ کی ایک شاخ ہے، اس کا بانی جہم بن صفوان سمرقندی (ترمذی) ہے، یہ شخص ضال مضل تھا، علوم شرعیہ سے بے خبر اور فلسفہ یونان سے باخبر تھا، اس لئے عقلی گھوڑے دوڑاتا تھا اور طرح طرح کی گمراہیاں پھیلاتا تھا، ایک بغاوت کے نتیجہ میں سن ۱۲۸ھ میں قتل کیا گیا۔ جہمیہ اور معتزلہ صفاتِ باری کے منکر ہیں، مگر صاف انکار نہیں کرتے، کہتے ہیں: اللہ کی صفات عینِ ذات ہیں، ذات سے علاحدہ ان کا کوئی مفہوم نہیں، اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر اللہ کی صفات ہونگی تو تعدد آلہہ لازم آئے گا، کیونکہ جس طرح اللہ کی ذات خدا ہے ان کی صفات بھی خدا ہونگی، پس خدا ایک کہاں رہا؟ علاوہ ازیں: اللہ کا مخلوق کے مشابہ ہونا لازم آئے گا، کیونکہ ان کا سننا دیکھنا ہمارے سننے دیکھنے ہی کی طرح ہوگا، جبکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی مشابہت سے پاک ہیں۔

صفات کی حقیقت:

صفت: کے معنی ہیں: ذات کی حالت، اور صفات خواہ کہیں ہوں، خالق میں ہوں یا مخلوق میں، وہ نہ عینِ ذات ہوتی ہیں نہ غیر ذات۔ عین ذات کا مطلب ہے: ذات اور صفت کے مفہوم میں مغائرت نہ ہو، جیسے نام اور کنیت میں مغائرت نہیں ہوتی۔ اور غیر ذات کا مطلب ہے: ذات اور صفت وجود میں مغائر ہوں، دونوں کا وجود الگ الگ ہو، جیسے زید اور عمرو ایک دوسرے کے مغائر ہیں، کیونکہ دونوں کا وجود علاحدہ ہے، اور صفت اور موصوف کا ایک مفہوم نہیں ہوتا اس لئے وہ عین ذات نہیں ہوتی، اور دونوں کا وجود الگ الگ بھی نہیں ہوتا اس لئے وہ غیر ذات بھی نہیں ہوتی، جیسے زید: حافظ، قاری، مولوی، مفتی، قاضی، کسی کا باپ اور کسی کا بیٹا ہے۔ اس کی ان صفات کے مفاہیم الگ الگ ہیں، مگر وجود سب کا ایک ہے، اس لئے یہ صفات: ذاتِ زید کا نہ عین ہیں نہ غیر، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات وکمالات اور اسمائے حسنیٰ کو سمجھنا چاہئے، ان کے مفاہیم جدا جدا ہیں، مگر ذاتِ باری اور صفات کا وجود ایک ہے، اس لئے خداؤں کا متعدد ہونا لازم نہیں آئے گا، توحید بدست رہے گی۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ دُعَاءِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم أُمَّتَهُ إِلٰی تَوْحِیْدِ اللّٰهِ تبارَکَتْ أَسْمَاؤُهُ وَتَعَالٰی جَدُّهُ

نبی ﷺ نے اپنی امت کو توحید (اللہ کی یکتائی) کی دعوت دی

اسلام کی بنیادی دعوت توحید (اللہ تعالیٰ کی یکتائی کو ماننا) ہے، یہی بات پڑھا کر اور فطرت میں بٹھا کر انسان کو دنیا میں پیدا (ظاہر) کیا گیا ہے۔ سورۃ اعراف (آیت ۱۷۲) میں ہے: ''اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا، اور ان سے انہیں کے بارے میں اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا: کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں، تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے''

پھر نہ صرف پڑھا کر بھیجا، بلکہ پڑھا ہوا سبق یاد دلانے کے لئے انبیاؤرسل بھیجے، اس لئے دوسرا بنیادی عقیدہ رسولوں پر ایمان لانا ہے، اور ہر قوم کا رسول جو پیغام اللہ کے پاس سے لایا ہے اس پر عمل کرنا ہے، جبھی وصل خداوندی نصیب ہوگا، ورنہ جہنم رسید ہوگا۔

حدیث: جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر روانہ کیا تو ہدایت دی کہ وہاں اہل کتاب (عیسائی) ہیں، ان کو سب سے پہلے یہ دعوت دینا کہ وہ ایک اللہ کو معبود مانیں (عیسیٰ علیہ السلام) کو الوہیت میں شریک نہ کریں، اور نبی ﷺ کی نبوت پر ایمان لائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۷- کتابُ الردِّ علی الجَهْمِيَّة وغيرهم: التوحيدِ

[۱-] بَابُ مَاجَاءَ فِيْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أُمَّتَهُ إِلٰى تَوْحِيْدِ اللّٰهِ تبارَكَتْ أَسْمَاؤُهُ وَتَعَالٰى جَدُّهُ

[۷۳۷۱-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيىَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ مُعَاذًا إِلٰى الْيَمَنِ.[راجع: ۱۳۹۵]

[۷۳۷۲-]حَ: وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ يَحْيىَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُوْلُ: لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ نَحْوَ أَهْلِ الْيَمَنِ، قَالَ لَهُ:" إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلُ مَا تَدْعُوْهُمْ إِلٰى أَنْ يُوَحِّدُوْا اللّٰهَ، فَإِذَا عَرَفُوْا ذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ، فَإِذَا صَلُّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِيْ أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فَقِيْرِهِمْ، فَإِذَا أَقَرُّوْا بِذٰلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ"[راجع: ۱۳۹۵]

آئندہ حدیث: ایک موقع پر نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: معاذ! جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں! آپؐ نے فرمایا:"یہ حق ہے کہ بندے اسی کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں (یہی توحید ہے)

[۷۳۷۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ، وَالْأَشْعَثِ ابْنِ سُلَيْمٍ، سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "يَا مُعَاذُ! أَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟" قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ:" أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، أَتَدْرِيْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ؟" قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ:" أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ"[راجع: ۲۸۵۶]

آئندہ حدیث: میں ایک واقعہ ہے، ایک صحابی تہجد کی نماز میں ہر رکعت میں صرف سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے، بار بار اسی کو دہراتے تھے، دوسرے صحابی نے سنا اور اس کو کم پڑھنا سمجھا، چنانچہ انھوں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی، آپؐ نے

فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! سورۃ الاخلاص بالیقین تہائی قرآن کے برابر ہے (اس کی پہلی آیت میں توحید کا بیان ہے، اور حدیث کی شرح تحفۃ القاری (۱۰: ۷۸) میں آچکی ہے)

[۷۳۷۴-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ''[راجع: ۵۰۱۳]

زَادَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

آئندہ حدیث: میں دوسرا واقعہ ہے۔ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ نے ایک شخص کو سریہ (چھوٹے لشکر) کا امیر بنا کر بھیجا، وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے وہ ہر رکعت میں قراءت سورۃ الاخلاص پر ختم کرتے تھے، جب سریہ واپس آیا تو لوگوں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی، آپؐ نے فرمایا: ''ان سے پوچھو: وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟'' لوگوں نے ان سے پوچھا: انھوں نے کہا: اس لئے (پڑھتا ہوں) کہ اس سورت میں (توحید کے علاوہ دیگر) صفات کا (بھی) بیان ہے۔ اور میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں''

[۷۳۷۵-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنِ ابْنِ أَبِيْ هِلَالٍ، أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَكَانَتْ فِي حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ رَجُلاً عَلٰى سَرِيَّةٍ، وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِـ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: '' سَلُوْهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ؟'' فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: ''أَخْبِرُوْهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ''

بَابٌ: ﴿قُلِ ادْعُوْا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوْا الرَّحْمٰنَ، أَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾

رحمان بھی اللہ کی طرح ذاتِ باری کا علم ہے

رحمان: قرآنِ مجید میں ترپن جگہ آیا ہے، اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا استعمال بطور صفت نہیں، بطور علم ہوا ہے

(لغات القرآن) سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۱۱۰) میں ہے: ’’آپؐ فرمادیں کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو، یا رحمان کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی پکاروگے اس کے بہت اچھے اچھے نام ہیں‘‘ یعنی رحمان میں کچھ شرک نہیں، مسمّٰی ایک ہی ہے، شرک جب ہوتا کہ مسمّٰی دوسرا ہوتا۔

رحمان: کے معنی ہیں: نہایت مہربان، جس کی رحمت سب کے لئے عام ہو، بروزن فعلان: مبالغہ ہے، اور رحیم: صفت مشبّہ کا صیغہ ہے، اس میں مبالغہ نہیں، پس باعتبار تعلق دونوں میں فرق ہے، رحمان: دنیا کے تعلق سے ہے، دنیا میں اللہ کی رحمت مؤمن وکافر سب کے لئے عام ہے، اور رحیم: آخرت کے تعلق سے ہے، آخرت میں رحمت مؤمن کے ساتھ خاص ہوگی۔ اور دونوں کا مشتق منہ رحمۃ ہے، جس کے معنی ہیں: مصیبت زدہ کو دیکھ کر دل کا پسیجنا، پتلا ہونا، جس کا نتیجہ انعام ہے، پس یہ دونوں صفتیں غایت کے اعتبار سے استعمال کی گئی ہیں۔

اور باب میں دو حدیثیں ہیں، اور دونوں پہلے آچکی ہیں:

پہلی حدیث: میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر مہربانی نہیں کرتے جو لوگوں پر مہربانی نہیں کرتا۔

اور دوسری حدیث: کے آخر میں ہے کہ یہ (آنسو) ایک مہربانی ہیں، اللہ نے وہ رحمت بندوں کے دلوں میں رکھی ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے مہربانی کرنے والوں ہی پر مہربانی کرتے ہیں۔

رحمان کے تعلق سے کوئی حدیث نہیں تھی، اس لئے اس کے مشتق منہ کے تعلق سے حدیثیں لائے ہیں۔

[۲-] بَابٌ: ﴿قُلِ ادْعُوْا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوْا الرَّحْمٰنَ، أَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾

[۷۳۷۶-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، وَأَبِىْ ظَبْيَانَ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ’’لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ‘‘ [راجع: ۶۰۱۳]

[۷۳۷۷-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِىْ عُثْمَانَ النَّهْدِىِّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم إِذْ جَاءَ هُ رَسُوْلُ إِحْدَى بَنَاتِهِ يَدْعُوْهُ إِلَى ابْنِهَا فِى الْمَوْتِ، فَقَالَ: ’’ارْجِعْ فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ‘‘ فَأَعَادَتِ الرَّسُوْلَ: أَنَّهَا أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَدُفِعَ الصَّبِىُّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِىْ شَنٍّ، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ’’هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِىْ قُلُوْبِ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ‘‘ [راجع: ۱۲۸۴]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنِّىْ أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾

اللہ کی صفتِ رزاقیت کا بیان

اللہ تعالیٰ بندوں کو رحمت کے تقاضے سے رزق عطا فرماتے ہیں۔ سورۃ الذاریات کی (آیت ۵۸) ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہی سب کو رزق پہنچانے والے نہایت قوت والے ہیں'' رَزَّاق: مبالغہ کا صیغہ ہے، بہ کثرت رزق دینے والا، رزاق کا اطلاق بجز ذاتِ باری کے غیر پر جائز نہیں، اس لئے رحمان کے بعد اس صفت کا تذکرہ کیا، اور یہ صفتِ قدیمہ ہے، ازل سے اللہ تعالیٰ رزاق ہیں، مگر اس کا تعلق حادث ہے، جب مخلوقات وجود میں آئیں تو رزق رسانی کا سلسلہ شروع ہوا۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نہیں! ایذاء رسانی پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا، لوگ ان کے لئے اولاد مانتے ہیں (یہ ایذاء رسانی ہے) اور وہ ان کو معاف کرتے ہیں اور ان کو روزی دیتے ہیں (یہاں باب ہے)

[۳-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنِّىْ أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾

[۷۳۷۸-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِىْ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِىِّ، عَنْ أَبِىْ مُوْسَى الْأَشْعَرِىُّ، قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم: '' مَا أَحَدٌ أَصْبَرُ عَلٰى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ، يَدَّعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ، ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ''[راجع: ۶۰۹۹]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلاَ يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهِ أَحَدًا﴾

اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ علم کا اثبات

رزق رسانی کے لئے مخلوقات کا اور ان کے احوال کا علم ضروری ہے، اس لئے اب صفتِ علم کو ثابت کرتے ہیں۔ صفتِ علم کے اثبات کے لئے چھ آیتیں لائے ہیں:

پہلی آیت: سورۃ الجن کی (آیت ۲۶) ہے: ''(اللہ تعالیٰ) غیب کے جاننے والے ہیں، وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتے'' یہ غیب بندوں کے تعلق سے ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز غیب (پوشیدہ) نہیں۔ غیب: وہ ہے جو انسان کے حواس خمسہ کے دائرہ سے باہر ہو، آیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے غیب کا علم ثابت ہوا، پس صفتِ علم ثابت ہوئی۔

دوسری آیت: سورۃ لقمان کی (آیت ۳۴) ہے: ''بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے''

تیسری آیت: سورۃ النساء کی (آیت ۱۶۶) ہے: ﴿لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ، أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ﴾: لیکن اللہ تعالیٰ شہادت دے رہے ہیں اس کتاب کے ذریعہ جس کو آپؐ کے پاس بھیجا ہے، اور بھیجا بھی ہے اپنے علمی کمال کے ساتھ۔

چوتھی آیت: سورۃ الفاطر کی (آیت ۱۱) ہے: ''اور کسی عورت کو نہ حمل ٹھہرتا ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے ہوتا

ہے یعنی اس کو پہلے سے سب کی خبر ہوتی ہے''

پانچویں آیت: سورۃ حٰم السجدۃ کی (آیت ۴۷) ہے: ''اللہ ہی کی طرف قیامت کا علم پھیرا جاتا ہے'' یعنی وہی جانتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔

چھٹی آیت: سورۃ الحدید کی (آیت ۳) ہے: ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالآخِرُ، وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ، وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾: وہی پہلے ہیں، اور وہی پیچھے ہیں، اور وہی کھلے ہیں اور وہی مخفی ہیں، اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والے ہیں —— یحییٰ بن زیاد فرّاء نحوی نے کہا: کھلے ہیں ہر چیز پر جاننے کے اعتبار سے اور چھپے ہیں ہر چیز پر جاننے کے اعتبار سے۔

حدیث: غیب (کے خزانوں) کی چابیاں پانچ ہیں، ان خزانوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا (اللہ کے لئے صفتِ علم ثابت ہوئی، اور حدیث کی شرح تحفۃ القاری ۳: ۳۶۴ میں ہے)

[٤-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلاَ يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهِ أَحَدًا﴾

وَ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ وَ﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ﴾ وَ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰى وَلاَ تَضَعُ إِلاَّ بِعِلْمِهِ﴾ ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ يَحْيىَ: الظَّاهِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، وَالْبَاطِنُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.

[٧٣٧٩-] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لاَ يَعْلَمُهَا إِلاَّ اللّٰهُ، لاَ يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ إِلاَّ اللّٰهُ، وَمَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلاَّ اللّٰهُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَتٰى يَأْتِيْ الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلاَّ اللّٰهُ، وَلاَ تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِلاَّ اللّٰهُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَتَى تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلاَّ اللّٰهُ" [راجع: ١٠٣٩]

لغت: غَاضَ الْماءُ: پانی کا زمین میں اترنا، گھٹنا...... بچہ دانیاں جو گھٹاتی ہیں (اور جو بڑھاتی ہیں) یعنی رحم کے تحولات کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

آئندہ حدیث: میں ہے: جو تجھ سے بیان کرے کہ نبی ﷺ آئندہ کل کی باتیں جانتے تھے اس نے بالیقین غلط کہا، آئندہ کی باتیں اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں (تحفۃ القاری ۹: ۵۲۳)

[٧٣٨٠-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿لاَ تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ [الأنعام: ١٠٣] وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُوْلُ: " لاَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلاَّ اللّٰهُ"

[راجع: ٣٢٣٤]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ﴾

اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ سلام کا اثبات

سورۃ الحشر (آیت۲۳) میں اللہ کی صفت سلام آئی ہے، سلام: مصدر ہے، اس کے معنی ہیں: سالم رکھنا، محفوظ رکھنا، مبالغۃً حمل ہے، جیسے زید عدل، اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو اختلال سے محفوظ رکھتے ہیں یعنی ہر چیز نظام حکمت پر چل رہی ہے اور سلام کے معنی کی تعیین کے لئے ساتھ ہی صفت المؤمن بھی لائے ہیں، المؤمن: امان دینے والا، پناہ میں لینے والا۔

حدیث: صحابہ پہلے قعدہ میں السلام علی اللہ کہتے تھے، نبی ﷺ نے فرمایا: یہ تو حمل الشیئ علی نفسہ ہے! اللہ ہی تو محفوظ رکھنے والے ہیں، پس ان پر سلام کے کیا معنی؟ پھر آپؐ نے قعدہ میں پڑھنے کا ذکر سکھلایا۔

[٥-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ﴾

[٧٣٨١-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَنَقُوْلُ: السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" [راجع: ٨٣١]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾

اللہ تعالیٰ ہی حاکم اعلیٰ ہیں

اللہ تعالیٰ کائنات کے بادشاہ ہیں، سورۃ الناس (آیت۲) میں اس کا ذکر ہے، قرآنِ کریم میں اور بھی متعدد جگہ اللہ کے حاکم اعلیٰ ہونے کا ذکر ہے، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث آگے (نمبر۷۴۱۲) آئے گی، اور باب کی حدیث میں ہے: "اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) زمین کو مٹھی میں لیں گے، اور آسمانوں کو لپیٹ کر دائیں ہاتھ میں لیں گے، پھر فرمائیں گے: میں بادشاہ ہوں! زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟!"

[٦-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾

فِيْهِ ابْنُ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٧٣٨٢-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيَطْوِى السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ! أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ؟"

وَقَالَ شُعَيْبٌ، وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.

[راجع: ٤٨١٢]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ وَمَنْ حلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ

اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ عزت (غلبہ) کا اثبات، اور

ایک رائے میں صفت عزت اور دیگر صفات کی قسم کھانا

عِزَّۃ: عَزَّ یَعِزُّ کا مصدر ہے، اور بطور اسم بھی مستعمل ہے: غلبہ، اقبال، وہ حالت جو انسان کو مغلوب ہونے سے بچائے، اردو کا لفظ عزت بھی اسی معنی میں ہے، پھر عزت حقیقی بھی ہوتی ہے اور مزعومہ بھی، جیسے: ﴿بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ﴾: بلکہ جو لوگ کافر ہیں وہ عزت (کے گھمنڈ) میں ہیں، اور حقیقی اور دائمی عزت اللہ کے لئے ہے، سورۃ المنافقین (آیت ۸) میں ہے: اور عزت اللہ کی اور اس کے رسول کی ہے، اسی سے سورۃ ابراہیم (آیت ۴) میں اللہ کی صفت العزیز (زبردست) آئی ہے۔ اور سورۃ صافات (آیت ۱۸۰) میں ہے: ''پاک ہے آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے ان باتوں سے جو وہ (کافر) بیان کرتے ہیں۔

مسئلہ: اللہ کی یا اللہ کے کسی نام کی جیسے رحمان، رحیم اور حق یا اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کی، جیسے اللہ کی عزت، جلال، بڑائی، عظمت اور قدرت کی قسم کھانا جائز ہے (درمختار) اور یہ مسئلہ باب میں اس لئے بڑھایا ہے کہ حدیث لاسکیں، پھر مسئلہ کے توسط سے اللہ تعالیٰ کے لئے صفت عزت ثابت کریں گے فللّٰہ دَرُّہ! اور ایک رائے اس لئے کہا کہ صفاتِ ذات اور صفاتِ فعل میں بعض لوگوں نے فرق کیا ہے (شامی)

اور باب میں العزیز کے بعد الحکیم بڑھا کر اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ ہر چیز پر غالب ہیں، وہ زبردست ہیں، جو چاہیں کر سکتے ہیں، مگر کرتے وہی ہیں جو حکمت کا تقاضا ہوتا ہے، جیسا کہ اگلے باب میں آرہا ہے کہ اللہ نے کائنات بامقصد پیدا کی ہے، کوئی کھیل نہیں کیا، کیونکہ وہ غالب ہونے کے ساتھ حکیم بھی ہیں۔

اور باب میں چار حدیثیں ہیں، چاروں میں اللہ کی عزت کی قسم ہے، معلوم ہوا کہ عزت اللہ کی صفت ہے۔

پہلی معلق حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے، وہ باب کے آخر میں موصولاً ہے، جہنم کہے گی: ''بس بس! آپ کی عزت کی قسم! (بھر گئی!)

دوسری حدیث: پہلے آچکی ہے، ایک شخص جنت اور جہنم کے درمیان باقی رہ جائے گا، یہ شخص جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص ہے، وہ درخواست کرے گا: پروردگار! میرا چہرہ دوزخ کی طرف سے پھیر دیں! (اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: اور تو کچھ درخواست نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا:) نہیں، آپ کی عزت کی قسم! اس کے علاوہ اور کوئی درخواست نہیں کرونگا، اس کو دس دنیا کے بقدر جنت ملے گی۔

تیسری حدیث: حضرت ایوب علیہ السلام کپڑے نکال کر بارش میں نہارہے تھے، اچانک سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں، ایوب علیہ السلام ان کو کپڑے میں جمع کرنے لگے، ندا آئی: ایوب! کیا میں نے تم کو بے نیاز نہیں کیا؟ عرض کیا: کیوں نہیں! آپ کی عزت کی قسم! لیکن میں آپ کی برکت سے بے نیاز نہیں ہوسکتا!

چوتھی حدیث: نبی ﷺ کا ایک ذکر: میں آپ کی عزت کی پناہ چاہتا ہوں! آپ کے سوا کوئی معبود نہیں! آپ کبھی مریں گے نہیں، اور جن وانس مریں گے! (فرشتوں کے بارے میں خاموشی ہے، وہ بھی مریں گے، اور مفہوم لقب (مفہوم مخالف) سے استدلال درست نہیں)

آخری حدیث: جو باب کے شروع میں معلق ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''برابر جہنم میں ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہتی رہے گی: اور لاؤ، یہاں تک کہ اس پر رب العالمین اپنا قدم رکھیں گے، پس اس کا بعض بعض کی طرف سکڑ جائے گا، پھر وہ کہے گی: بس بس! آپ کی عزت اور کرم (احسان) کی قسم! —— اور جنت میں برابر جگہ بچی رہے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لئے ایک مخلوق پیدا کریں گے، پس ان کو بچی ہوئی جنت میں بسائیں گے (یہ آخری مضمون حدیث ۴۸۵۰ میں بھی آیا ہے)

[۷-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ﴾ ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهِ﴾

وَمَنْ حلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ

[۱-] وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: ''تَقُوْلُ جَهَنَّمُ: قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ''

[۲-] وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: ''يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلاً الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ، لاَ، وَعِزَّتِكَ لاَ أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا'' قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ''قَالَ اللّٰهُ: لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ''

[۳-] وَقَالَ أَيُّوْبُ: ''وَعِزَّتِكَ لاَ غِنَى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ''

[۷۳۸۳-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ:

”أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ، وَالْجِنُّ وَالإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ“

[۷۳۸٤-] حدثنا ابْنُ أَبِى الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِىٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: ”يُلْقَى فِى النَّارِ“ وَقَالَ لِىْ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، ح: وَعَنْ مُعْتَمِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِىْ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: ”لَا يَزَالُ يُلْقَى فِيْهَا وَهِىَ تَقُوْلُ: هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ، حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَدَمَهُ فَيَنْزَوِى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ تَقُوْلُ: قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ! وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا، فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ“[راجع: ٤٨٤٨]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ﴾

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو بامقصد پیدا کیا ہے

یہ ذیلی باب ہے۔ گذشتہ باب میں صفتِ عزت (غلبہ) کا اثبات تھا، پھر باب میں **الحکیم** کا اضافہ کرکے اشارہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ زبردست اور غالب ضرور ہیں، مگر ان کا کوئی کام بے مقصد (بے فائدہ) نہیں ہوتا، جیسے انھوں نے آسمانوں اور زمین کو بامقصد پیدا کیا ہے، سورۃ الانعام (آیت ۷۳) میں ہے: ”اور وہی ہیں جنھوں نے آسمانوں اور زمین کو بامقصد پیدا کیا۔ **حق**: وہ چیز ہے جو حکمت کے مقتضی کے مطابق ایجاد کی گئی ہو، پیشِ نظر مخلوق کی معاونت ہے، کائنات انسانوں اور جنات کی آسائش کے لئے بنائی ہے، اور خود انسانوں اور جنات کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔

اور خلق کے معنی ہیں: بغیر نمونہ کے ایجاد کرنا، نیست کو ہست کرنا، پھر اس کے بقاء کا سامان کرنا، پھر مخلوق کو بتدریج منتہائے کمال تک پہنچانا، یہی معنی ربوبیت کے ہیں، اور تھامنے کا بھی یہی مطلب ہے، یہ سب چیزیں خلق کے لئے ضروری ہیں اور حدیث میں بار بار الحق آیا ہے، اس سے استدلال کیا ہے کہ کوئی چیز بے مقصد نہیں، ہر چیز برحق ہے۔ سورۃ آلِ عمران کی (آیت ۱۹۱) ہے: ﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ، وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، رَبَّنَا! مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾: عقل مند وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی اور لیٹے بھی، اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں (کہتے ہیں:) اے ہمارے پروردگار! آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا، آپ کی ذات (لایعنی کام سے) پاک ہے سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے یعنی تخلیقِ کائنات میں حکمتیں ہیں۔

[۸-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ﴾

[۷۳۸۵-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدْعُوْ مِنَ اللَّيْلِ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ، لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، قَوْلُكَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ، وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، اَنْتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ لِيْ غَيْرُكَ" حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا، وَقَالَ: أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ.[راجع: ۱۱۲۰]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾

اللہ تعالیٰ کے لئے صفاتِ سمع وبصر کا اثبات

سمع وبصر: صفاتِ حقیقیہ یعنی صفاتِ ذاتیہ میں سے ہیں۔ صفاتِ حقیقیہ سات ہیں: حیات، علم، سمع، بصر، ارادہ، قدرت اور کلام۔ مبصرات ومسموعات کے ظہورِ تام کا نام دیکھنا اور سننا ہے یعنی جو چیزیں قابل رویت اور قابل سماعت ہیں وہ خوب ظاہر ہوجائیں، اور یہ بات اللہ تعالیٰ کو علی وجہ الاتم حاصل ہے، پس وہ سمیع (سننے والے) اور بصیر (دیکھنے والے) ہیں۔

باب کی آیت: سورۃ النساء کی (آیت ۱۳۴) میں یہ دونوں صفتیں ساتھ آئی ہیں۔

حدیث معلق: ایک صحابی نے بیوی سے ظہار کیا، زمانۂ جاہلیت میں ظہار سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی تھی، وہ عورت خدمتِ نبوی میں پہنچی، اور سب ماجرا کہہ سنایا، اس نے گھر کے ایک کونے میں تنہائی میں بات کی تھی، جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی سن نہیں پائی تھیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سن لی، صدیقہؓ کہتی ہیں: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جن کی سماعت تمام اصوات کو وسیع ہے یعنی وہ ہر آواز سنتے ہیں، پس سورۃ المجادلہ کی پہلی آیت نبی ﷺ پر نازل فرمائی: "واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑتی ہے، اور اپنے رنج وغم کی اللہ سے شکایت کرتی ہے، اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہے تھے، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والے، سب کچھ دیکھنے والے ہیں" (یہ حدیث مسند احمد (۴۶:۶) نسائی اور ابن ماجہ میں ہے، آیت کریمہ سے سمع وبصر دونوں صفتیں ثابت ہوئیں)

اس کے بعد کی حدیث میں ہے کہ تم بہرے اور غیر موجود کو نہیں پکار رہے، بلکہ سننے والے، دیکھنے والے نزدیک کو پکارتے ہو، لہٰذا ذکر آہستہ کرو (اس سے بھی دونوں صفتیں ثابت ہوئیں)

[۹-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾

وَقَالَ الْأَعْمَشُ، عَنْ تَمِيْمٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ،

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾

[۷۳۸۶-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ: " ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا قَرِيْبًا" ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ، فَقَالَ لِيْ: " يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ! قُلْ: لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ، فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ" أَوْ قَالَ: " أَلاَ أَدُلُّكَ بِهِ" [راجع: ۲۹۹۲]

آئندہ حدیث: میں وہ دعا ہے جو نماز میں پڑھنے کے لئے نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سکھلائی ہے، اس کی باب سے مناسبت یہ ہے کہ بعض گناہ اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں اور بعض سنتے ہیں، جبھی ان کو بخشتے ہیں، پس اللہ کا دیکھنا اور سننا ثابت ہوا (حاشیہ)

[۷۳۸۷و۷۳۸۸-] حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِيْ الْخَيْرِ، سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهِ فِيْ صَلاَتِيْ. قَالَ: " قُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلاَّ أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِيْ مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" [راجع: ۸۳٤]

آئندہ حدیث: تفصیل سے تحفۃ القاری (۶:۴۸۷) میں گذری ہے۔ نبی ﷺ کو طائف والوں نے جب ٹکا سا جواب دیدیا تو آپؐ مغموم لوٹے، شہر سے نکلتے ہی اچانک جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ کو پکارا اور کہا: "اللہ تعالیٰ نے بالیقین آپ کی قوم کی بات جوانھوں نے آپؐ سے کہی سن لی، اور سن لیا وہ جواب جوانھوں نے آپؐ کو دیا (اللہ کے لئے صفتِ سماع ثابت ہوئی)

[۷۳۸۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ جِبْرَئِيْلَ نَادَانِيْ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ" [راجع: ۳۲۳۱]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ﴾

اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ قدرت کا اثبات

قدرت: بھی حقیقی، ذاتی اور ازلی صفت ہے، اور قدرت کے معنی ہیں: طاقت رکھنا، اپنی حکمت کے مطابق چاہے تو کرے اور چاہے تو نہ کرے، سورۃ الانعام کی (آیت ۶۵) میں ہے: " آپ کہیں: اللہ اس پر قادر ہیں کہ تم پر کوئی عذاب

تمہارے اوپر سے بھیج دیں یا تمہارے پاؤں تلے سے یا تم کو گروہ گروہ کرکے باہم بھڑا دیں، اور بعض کو بعض کی سختی چکھائیں''
—— اور استخارہ کی دعا میں ہے: أستقدرك بقدرتك: میں آپ سے قدرت طلب کرتا ہوں آپ کی صفتِ قدرت کے ذریعہ! (تحفۃ القاری ۳: ۴۸۹)

[۱۰-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ﴾ [الأنعام: ٦٥]

[۷۳۹۰-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسَى، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ، يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَسَنِ، يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيُّ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُوْلُ:" إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ، ثُمَّ لْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْأَمْرَ- ثُمَّ تُسَمِّيْهِ بِعَيْنِهِ - خَيْرًا لِيْ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ قَالَ: أَوْ فِي دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، فَاقْدُرْهُ لِيْ، وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، اللّٰهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، أَوْ قَالَ: فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ، فَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهِ" [راجع: ١١٦٢]

بَابُ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ﴾

اللہ تعالیٰ دلوں کو اور آنکھوں کو پلٹنے پر قادر ہیں

یہ صفتِ قدرت کا ذیلی باب ہے، اللہ تعالیٰ قادر مطلق (کامل) ہیں، ہمارے دلوں کے ارادوں کو بھی پلٹ سکتے ہیں، سورت الانعام (آیت ۱۱۰) میں ہے: ''اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے'' (اور اُس تقلّب کا سبب ان کا اعراض ہوگا، اور جو لوگ اللہ کی طرف متوجہ ہونگے ان کو ہدایت دیں گے)

حدیث: نبی ﷺ اکثر اس طرح قسم کھاتے تھے: نہیں! قسم ہے دلوں کو پلٹنے والے کی!'' یعنی میں یہ کام نہیں کرنا چاہتا، اللہ تعالیٰ دوسروں کے دل بھی پلٹ دیں!

[۱۱-] بَابُ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ﴾

[۷۳۹۱-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَحْلِفُ:" لَا، وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ" [راجع: ٦٦١٧]

بَابٌ: إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا

اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں

(اسمائے حسنیٰ کمالاتِ خداوندی کی ترجمانی کرتے ہیں)

جاننا چاہئے کہ صفات کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ صفات ہیں جن سے ذات کا قیام، ٹھہراؤ ہوتا ہے۔ یہ صفاتِ ذاتیہ اور حقیقیہ کہلاتی ہیں۔ دوسری: وہ صفات ہیں جو کسی موجود شخص کے کمالات یا عدم کمال کی ترجمانی کرتی ہیں، یہ اچھے برے القاب، عارضی صفات اور صفات فعلیہ کہلاتی ہیں، جیسے انسان کا قوام حیوان وناطق سے ہوتا ہے، پس حیوانیت اور ناطقیت کے بغیر انسان وجود پذیر نہیں ہوسکتا، اس لئے یہ دونوں صفتیں ذاتِ انسان سے منفک نہیں ہوسکتیں، یہی انسان کی ذاتی اور حقیقی صفتیں ہیں، پھر انسان کا حاجی، پاجی، قاضی، قاری، کھاری، مفتی، مولوی اور موالی (یار دوست) ہونا کمالات یا عدم کمالات کی ترجمانی کرتا ہے، یہ انسان کی صفاتِ عرضیہ اور صفاتِ فعلیہ کہلاتی ہیں، یہ ذات سے جدا ہوسکتی ہیں۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ ذات بحت (محض) کا وجود نہیں ہوسکتا، ہیولیٰ کبھی بھی صورتِ جسمیہ کے بغیر جلوہ گر نہیں ہوسکتا۔ ذات کے وجود پذیر ہونے کے لئے صفاتِ ذاتیہ ضروری ہیں، کیونکہ وجود بھی تو ایک صفت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بھی ذاتِ بحت نہیں، ان کی سات صفاتِ ذاتیہ ہیں، جو ازلی اور قدیم ہیں، وہ ذات سے منفک نہیں ہوسکتیں، اور وہ ہیں: حیات، علم، سمع، بصر، ارادہ، قدرت اور کلام، ان کے علاوہ اچھے اچھے نام (اسمائے حسنیٰ) کمالاتِ خداوندی کی ترجمانی کرتے ہیں، اور چونکہ اللہ تعالیٰ میں کوئی عیب (بے کمالی) نہیں، اس لئے اسمائے حسنیٰ کی دو قسمیں ہیں: صفاتِ ثبوتیہ اور صفاتِ سلبیہ، اول: کمالات کی ترجمانی کرتی ہیں، اور دوم: عیوب کی نفی کرتی ہیں، جیسے: اللہ: **لا إلٰه إلا هو، لاشريك له**: میں اللہ تو اسم علم (اسم ذات) ہے، اور معبودیت ثبوتی صفت ہے اور ساجھی نہ ہونا سلبی صفت ہے۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان لانا اور اللہ تعالیٰ کو صفاتِ کمالیہ کے ساتھ متصف ماننا سب سے بڑی نیکی ہے یہ ایمان ہی معرفتِ خداوندی کا ذریعہ ہے، اسی سے بندے اور خدا کے درمیان فیضان کا دروازہ کھلتا ہے، اور بندے پر اللہ کی عظمت وبزرگی منکشف ہوتی ہے، جیسے زید کو محض ایک وجود مانا جائے تو کیا حاصل؟ اس سے لوگوں کو کیا فیض پہنچے گا؟ لیکن جب اس کو خوش نویس، ادیب، عالم، فقیہ اور بزرگ مانا جائے تو لوگ اس سے فن کتابت سیکھیں گے، ادب وزبان اخذ کریں گے، مسائل دریافت کریں گے اور کسبِ فیض کریں گے، خوبیوں کے ادراک کے بعد ہی استفادہ ہوسکتا ہے، اسی طرح جب بندہ اللہ تعالیٰ کو خوبیوں کے ساتھ متصف مانے گا جبھی فیضان کا دروازہ کھلے گا، وہ اللہ تعالیٰ کو رزاق تسلیم کرے گا تو ہی اس سے روزی طلب کرے گا، اور اس کو رحیم وکریم مانے گا تو ہی اس سے رحم وکرم کی بھیک مانگے گا، اللہ کی صفات جلالیہ پر ایمان ہوگا تو اس سے ڈر کر اپنی زندگی سنوارے گا، اور کوئی کوتاہی ہوگی تو اس سے مغفرت کا طلب گار ہوگا،

غرض: انسان کی تربیت کا تمام تر تعلق صفاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ ہے، اسی لئے باب کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک کم سونام ہیں جوان کو محفوظ کرے گا اوران کی نگہداشت کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔نگہداشت کرنا یہ ہے کہ ان ناموں کو ہر وقت پیش نظر رکھے، اوران صفات کی خوبو اپنے اندر پیدا کرے، چنانچہ فرمایا: ''مہربانی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ مہربانی کرتے ہیں، تم زمین والوں پر مہربانی کرو، آسمان والا تم پر مہربانی کرے گا''

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات تو بے حساب و بے اندازہ ہیں، مگر وہ خاص کمالات جن کا بندوں کی تربیت سے تعلق ہے: وہ نبی ﷺ نے جمع کرکے صحابہ کو یاد کرائے ہیں، یہ نام ترمذی شریف میں ہیں، اور شرح تحفۃ الالمعی (۱۶۱:۸) میں ہے، اوران کی فضیلت (دخولِ جنت) کے تین اسباب رحمۃ اللہ الواسعہ (۳۴۰:۴) میں ہیں۔

[۱۲-] بَابٌ: إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُو الْجَلَالِ: الْعَظَمَةِ، الْبَرُّ: اللَّطِيْفُ.

[۷۳۹۲-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ''﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾[یٰس: ۱۲]: حَفِظْنَاهُ. [راجع: ۲۷۳۶]

وضاحت: اسمائے حسنیٰ میں ۸۵ نمبر پر: ذو الجلال و الإکرام ہے، ابن عباسؓ نے جلال کے معنی عظمت و بزرگی کئے ہیں ...... اور نمبر ۷۹ پر الْبَرّ: (صفتِ مشبہ) ہے، اس کے معنی کئے ہیں: اللطیف: مہربان۔ اور حدیث میں ہے: أحصاھا: جوان کو یاد کرے، سورۃ یٰس (آیت ۱۲) میں بھی یہی معنی ہیں۔

بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللّٰهِ، وَالِاسْتِعَاذَةِ بِهَا

اللہ تعالیٰ کے ناموں سے مانگنا، اوران کے ذریعہ پناہ چاہنا

یہ اسمائے حسنیٰ کا ذیلی باب ہے، سورۃ الاعراف (آیت ۱۸۰) میں ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾: اور اللہ تعالیٰ کے لئے اچھے اچھے نام ہیں، پس اس کو ان ناموں سے پکارو یعنی ان کے ذریعہ دعا کرو، خیر بھی مانگو اور شر سے بھی پناہ چاہو، اور سارے اسمائے حسنیٰ پڑھ کر دعا کرنا تو بہت ہی بہتر ہے، اور دعا سے مناسبت رکھنے والے بعض ناموں سے پکارنا بھی صحیح ہے جیسے یا غفور یا کریم تُبْ عليَّ إنك أنت التواب الرحیم اور صرف اللّٰھم یا یا اللہ یا بِاسْمِك کہنا بھی نام سے پکارتا ہے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر پہنچے تو اپنے بستر کو جھاڑے اپنی لنگی کی اندر کی جانب

سے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد اس کے بستر پر کیا چیز آئی ہے؟ پھر کہے: ''آپ کے نام سے اے میرے ربّ! اپنا پہلو رکھتا ہوں، اور آپ کی مدد سے اٹھاؤنگا، اگر روک لیں آپ میری روح کو تو اس پر مہربانی فرمائیں، اور اگر چھوڑ دیں آپ اس کو تو اس کی حفاظت فرمائیں جس طرح آپ نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں'' (اس دعا میں پناہ چاہنے کے معنی ہیں، اور سندوں کی تفصیل تحفۃ القاری ۱۱:۲۳۳ میں ہے)

[۱۳-] بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللّٰهِ، وَالِاسْتِعَاذَةِ بِهَا

[۷۳۹۳-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهُ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلْيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ''

تَابَعَهُ يَحْيَى، وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

وَزَادَ زُهَيْرٌ، وَأَبُوْ ضَمْرَةَ، وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۶۳۲۰]

لغت: الصِّنْفَة و الصَّنِفَةُ: کپڑے کا حاشیہ، کنارہ۔

سونے جاگنے کی دعا: اے اللہ! آپ کے نام سے مرتا ہوں یعنی سوتا ہوں، کیونکہ نیند موت کی بہن ہے، اور زندہ ہوؤنگا یعنی بیدار ہونگا ——— اور جب صبح کرے تو کہے: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا، اور قیامت کو زندہ ہوکر انہی کے پاس جانا ہے''

[۷۳۹۴-] حدثنا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، قَالَ: '' اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا'' وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ: ''الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ''[راجع: ۶۳۱۲]

[۷۳۹۵-] حدثنا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ خَرَشَةَ ابْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: ''بِاسْمِكَ نَمُوْتُ وَنَحْيَا'' فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: '' الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ''[راجع: ۶۳۲۵]

بیوی کے ساتھ مقاربت کی دعا: ''اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا، اور شیطان کو اس اولاد سے بچا جو آپ ہمیں عنایت فرمائیں!'' (تفصیل تحفۃ القاری ۱:۴۵۴ میں ہے)

[۷۳۹۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ، فَقَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ! اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا" [راجع: ١٤١]

آئندہ حدیث: میں ہے کہ اگر شکاری کتّے کو اللہ کا نام لے کر شکار پر للکارا، اور کتے نے شکار میں سے کھایا نہیں تو وہ حلال ہے...... اور خَزَقَ کے معنی ہیں: معراض نوک سے شکار میں گھسے۔

[۷۳۹۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قُلْتُ: أُرْسِلَ كِلَابِيَ الْمُعَلَّمَةَ؟ قَالَ: "إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَأَمْسَكْنَ فَكُلْ، وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ" [راجع: ١٧٥]

وسوسہ کا اعتبار نہیں: مدینہ منورہ کے اطراف میں جو بدّو رہتے تھے وہ جانور ذبح کر کے اس کا گوشت مدینہ منورہ میں لا کر بیچتے تھے، بعض لوگوں کو شبہ ہوا کہ یہ نئے مسلمان ہیں، دین وشریعت سے واقف نہیں، اللہ جانیں: ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھتے ہیں یا نہیں؟ پس آپؐ نے فرمایا: ''تم بسم اللہ پڑھ کر کھالو'' یعنی آپؐ نے اس شبہ کا اعتبار نہیں کیا، کیونکہ وہ محض وسوسہ تھا۔

[۷۳۹۸-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ، يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هُنَا أَقْوَامًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ، يَأْتُوْنَّا بِلُحْمَانٍ لَانَدْرِيْ يَذْكُرُوْنَ عَلَيْهَا اسْمَ اللّٰهِ أَمْ لَا؟ قَالَ: "اذْكُرُوْا أَنْتُمْ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا"
تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ. [راجع: ٢٠٥٧]

آئندہ دو حدیثوں میں ہے کہ قربانی اللہ کا نام لے کر ذبح کرے، اور قسم اللہ کے نام ہی کی کھائے، آباء کی قسم نہ کھائے۔

[۷۳۹۹-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِكَبْشَيْنِ، يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ. [راجع: ٥٥٥٣]

[۷۴۰۰-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّـهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، فَقَالَ:" مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ"[راجع: ۹۸۵]

[۷۴۰۱-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ"

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ، وَالنُّعُوْتِ، وَأَسَامِيْ اللّٰهِ

وہ روایات جواللہ کی ذات، صفات اور ناموں کے بارے میں آئی ہیں

یہ باب اور اس کے بعد کے تین ابواب: اسمائے حسنیٰ والے باب کا تتمہ ہیں، اسمائے حسنیٰ ننانوے میں منحصر نہیں، قرآن وحدیث میں اللہ کے اور بھی نام اور صفتیں آئی ہیں، علامہ ابن العربی مالکی (شارح سنن ترمذی) نے ایک رسالہ میں قرآن وحدیث سے اللہ کے نام جمع کئے ہیں، جو ایک ہزار چوالیس ہیں، پس نصوص میں جو نام اور صفات وارد ہوئی ہیں ان کا تو اللہ تعالیٰ پر اطلاق درست ہے۔ اور جو نام کسی نص میں نہیں آیا، جیسے 'خدا' اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ ایک رائے یہ ہے کہ اللہ کے نام توقیفی ہیں، پس دوسرا کوئی نام جائز نہیں۔ مگر صحیح رائے یہ ہے کہ اگر وہ نام کوئی غیر قوم استعمال نہیں کرتی، اور وہ نام وارد فی الشرع نام کے ہم معنی ہے تو اس کا اطلاق جائز ہے۔ خدا کی اصل ہے 'خودآ' یعنی بذاتِ خود موجود، پس یہ قدیم کے ہم معنی ہے اس لئے اس کا اطلاق جائز ہے، اور جواز کی دلیل یہ ہے کہ دوسری آسمانوں کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے اور نام بھی آئے ہیں، معلوم ہوا کہ عربی ناموں کے علاوہ اور ناموں کا اطلاق بھی جائز ہے، اور بھگوان (معبود) ایشور (خالق) اور پرمیشور (ودود) وغیرہ نام استعمال نہیں کرنے چاہئیں کہ یہ غیر قوم میں رائج ہیں۔

اور ان ابواب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے نو صفات ذکر کی ہیں، وہ یہ ہیں: ذات (اللہ کے کسی نام کی طرف اضافت کرکے، جیسے ذات الإلٰـه: اللہ کی ذات) نفس، غیرت، رحمت، غضب، ذراع (ہاتھ) باع (باہ) وجہ (چہرہ) عین (آنکھ) اور لیس بأعور (عین کی ضد، سلبی صفت)

حدیث: حضرت خُبیب انصاری رضی اللہ عنہ نے جب ان کو قتل کیا گیا یہ اشعار پڑھے تھے:

اور مجھے پرواہ نہیں جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں شہید کیا جا رہا ہوں ÷ کہ کونسی کروٹ پر ہے اللہ کے لئے میرا پچھڑنا۔

اور وہ شہید ہونا اللہ کی ذات کے لئے ہے، اور اگر وہ چاہیں ÷ تو برکت فرمائیں جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے اعضاء میں۔

دوسرے شعر میں حضرت خبیبؓ نے لفظ ذات کو إلٰـه کی طرف مضاف کرکے استعمال کیا ہے، اور نبی ﷺ کو جب یہ اشعار پہنچے تو آپؐ نے نکیر نہیں کی، پس اس طرح استعمال کا جواز ثابت ہوا (باقی واقعہ کی تفصیل تحفۃ القاری ۶: ۳۵۵ میں ہے)

[١٤-] بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ، وَالنُّعُوْتِ، وَأَسَامِيْ اللّٰهِ

وَقَالَ خُبَيْبٌ: وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الإِلٰـهِ. فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهِ.

[٧٤٠٢-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ، حَلِيْفٌ لَبَنِيْ زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَشْرَةً، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ، فَأَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيَاضٍ: أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ قَالَ خُبَيْبٌ:

مَا أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا ۞ عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ
وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الإِلٰـهِ وَإِنْ يَشَأْ ۞ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مَمَزَّعٍ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ أُصِيْبُوْا. [راجع: ٣٠٤٥]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾

اللہ تعالیٰ کے لئے نفس بمعنی ذات کا استعمال

آیت (۱): سورۃ آلِ عمران کی (آیت ۲۸) ہے: ’’اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں‘‘

آیت (۲): عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے: ’’آپ میرے دل کی بات جانتے ہیں، اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا‘‘ ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ نفس استعمال کیا گیا ہے، پس اس کا اطلاق درست ہے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں، اسی لئے اللہ نے بے حیائی والے کام حرام کئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں، اسی لئے اللہ نے خود اپنی تعریف کی ہے‘‘

سوال: اس میں تو نفس کا ذکر نہیں! **جواب**: نفس کا ذکر نہیں تو غیرت کا تو ذکر ہے اور حاشیہ میں ہے کہ دو مرتبہ أحد (کوئی) آیا ہے: یہ بمعنی نفس (ذات) ہے۔

[١٥-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾

[٧٤٠٣-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيْقٍ، عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْیَرُ مِنَ اللّٰهِ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَیْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ"[راجع: ٤٦٣٤]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا:" جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا، درانحالیکہ وہ اپنے نفس (ذات) پر لازم کررہے تھے، اور وہ (نوشتہ) ان کے پاس تختِ شاہی پر ہے (لوح محفوظ عرش کے اوپر ہے) کہ میری مہربانی میری ناراضگی پر غالب رہے گی (اس سے نفس کے علاوہ صفاتِ رحمت وغضب بھی ثابت ہوئیں)

[٧٤٠٤-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِیْ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِی كِتَابِهِ، وَهُوَ یَكْتُبُ عَلٰی نَفْسِهِ، وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَی الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ"[راجع: ٣١٩٤]

آئندہ حدیث: قدسی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:" میں میرے بندوں کے میرے ساتھ گمان کے پاس ہوں یعنی اگر وہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوردہ گیری کریں گے تو ایسا ہوگا اور وہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ درگذر کریں گے تو ایسا ہوگا۔ اور میں بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے بالشت بھر نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک باہ نزدیک جاتا ہوں، اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف لپک کر جاتا ہوں۔

[٧٤٠٥-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:" یَقُوْلُ اللّٰهُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِیْ، فَإِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِیْ نَفْسِیْ، وَإِنْ ذَكَرَنِیْ فِی مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِی مَلَإٍ خَیْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَیَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَیْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَیْهِ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِیْ یَمْشِیْ أَتَیْتُهُ هَرْوَلَةً"[طرفه: ٧٥٠٥، ٧٥٣٧]

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰی:﴿كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾

اللہ تعالیٰ کے لئے چہرہ بمعنی ذات کا استعمال

سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے:" سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں بجز اس کے چہرے (ذات) کے، اور حدیث میں دومرتبہ ہے: أعوذ بوجهك: میں آپ کے چہرے کے طفیل پناہ چاہتا ہوں (پس صفتِ وجہ اللہ کے لئے ثابت ہوئی)

[۱۶-] بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾

[۷٤۰٦-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ" فَقَالَ: ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ!" قَالَ: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾ [الأنعام: ٦٥] فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "هٰذَا أَيْسَرُ"

[راجع: ٤٦٢٨]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ تُغَذّٰى وَقَوْلِهِ: ﴿تَجْرِيْ بِأَعْيُنِنَا﴾

اللہ تعالیٰ کے لئے عین (آنکھ) کا استعمال

۱-سورۃ طٰہٰ کی (آیت ۳۹) میں موسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے ہے: "اور تا کہ تم میری آنکھ کے سامنے (نگرانی میں) پرورش پاؤ" تُعَذّٰی: پرورش کئے جاؤ۔

۲-سورۃ القمر کی (آیت ۱۴) میں کشتیٔ نوح کے تعلق سے ہے: "اور وہ ہماری آنکھوں کے سامنے (نگرانی میں) چلتی رہی۔

حدیث: دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی، اور اللہ تعالیٰ کانے نہیں، یہ کہتے ہوئے نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس سے بھی صفتِ عین ثابت ہوئی۔

سبھی صفات ازقبیل متشابہات ہیں

صفاتِ متشابہات: وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کا مخلوق کے مشابہ ہونا مفہوم ہوتا ہے اور جن سے اللہ تعالیٰ کا جسم دار ہونا سمجھا جاتا ہے، جیسے ہاتھ، قدم، انگلیاں، پورے، چہرہ، آنکھ، آسمانِ دنیا پر ہر رات اترنا، میدانِ قیامت میں اترنا، عرش پر قائم ہونا وغیرہ، مگر صفاتِ حقیقیہ: سمع وبصر وکلام وغیرہ کے تعلق سے یہ بات نہیں کہی جاتی، مگر یہ تفریق صحیح نہیں، تمام صفات از قبیل متشابہات ہیں، کیونکہ سبھی الفاظ سے جو بات سمجھی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں، جیسے 'ہنسنا' اس لئے اللہ کے شایانِ شان نہیں کہ اس کے لئے 'منہ' ضروری ہے تو کلام کے لئے بھی یہ چیز ضروری ہے، اسی طرح پکڑنے اور اترنے کے لئے ہاتھ اور پیر ضروری ہیں تو سننے اور دیکھنے کے لئے کان اور آنکھ ضروری ہیں پس صفاتِ باری پر دلالت کرنے والے سبھی الفاظ ازقبیل متشابہات ہیں، اور سب کا ایک حکم ہے (حجۃ اللہ البالغہ، رحمۃ اللہ الواسعہ ۱: ۶۴۳)

صفاتِ باری تعالیٰ کو کیسے سمجھا جائے؟

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا کما حقہ ادراک ممکن نہیں، کیونکہ ان کا نہ کسی محسوس چیز سے اندازہ کیا جاسکتا ہے، نہ کسی

معقول چیز سے تخمینہ لگایا جاسکتا ہے، اور ہماری لغت کے الفاظ ذات وصفات کو شامل نہیں، کیونکہ ہمارے الفاظ کا موضوع لہ محسوسات ومعقولات ہیں جو ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں، یا ہماری عقل میں سماتے ہیں، اور اللہ کی ذات وصفات نہ تو ہمارے لئے محسوس ہیں، نہ ان کی ہماری عقل میں سمائی ہے، پھر ہم ان کو موضوع لہ بنا کر الفاظ کیسے وضع کر سکتے ہیں؟ ہماری بول چال میں مستعمل الفاظ ہمارے ہی لئے ہیں، اس لئے صفاتِ باری تعالیٰ کے لئے جو الفاظ استعمال کئے جائیں وہ غایات پائے جانے کے معنی میں استعمال کئے جائیں، مبادی پائے جانے کے معنی میں استعمال نہ کئے جائیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں جو الفاظ حق تعالیٰ کی صفات کو بیان کرنے کے لئے اختیار کئے گئے ہیں، ان میں اکثر وہ ہیں جن کا مخلوق کی صفات پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً خدا کو حَیّ (زندہ) سمیع (سننے والا) بصیر (دیکھنے والا) اور متکلم (کلام فرمانے والا) کہا گیا ہے۔ انسان کے لئے بھی یہی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، مگر دونوں جگہ استعمال کی حیثیت بالکل جداگانہ ہے۔ کسی مخلوق کو سمیع وبصیر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پاس دیکھنے والی آنکھ اور سننے والا کان موجود ہے۔ اب اس میں دو چیزیں ہوئیں: ایک وہ آلہ جسے ''آنکھ'' کہتے ہیں، اور جو دیکھنے کا مبدأ اور ذریعہ بنتا ہے۔ دوسرا اس کا نتیجہ اور غرض وغایت (دیکھنا) یعنی وہ خاص علم جو رویت بصری سے حاصل ہوتا ہے۔ مخلوق کو جب ''بصیر'' کہا جاتا ہے تو یہ مبدأ اور غایت دونوں چیزیں مراد ہوتی ہیں۔ لیکن یہی لفظ جب خدا کی نسبت استعمال کیا جائے تو وہ مبادی اور کیفیات جسمانیہ مراد نہیں لی جائیں گی جو مخلوق کے خواص میں سے ہیں اور جن سے خداوند قدوس قطعاً منزہ ہے۔ البتہ یہ اعتقاد ضروری ہے کہ بصارت (دیکھنے) کا مبدأ اس کی ذات میں موجود ہے اور اس کا نتیجہ یعنی وہ علم جو رویت بصری سے حاصل ہوتا ہے، اس کو بدرجۂ کمال حاصل ہے۔ آگے یہ کہ وہ مبدأ کیسا ہے؟ اور دیکھنے کی کیا کیفیت ہے؟ تو بجز اس بات کے کہ اس کا دیکھنا مخلوق کی طرح نہیں، ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں؟! ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ اس کی شان اقدس ہے۔ اور نہ صرف سمع وبصر بلکہ اس کی تمام صفات کو اسی طرح سمجھنا چاہئے (ماخوذ از فوائد عثمانی در تفسیر سورۃ الاعراف آیت ۵۴) اب دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ مضمون واضح ہو کر ذہن نشین ہو جائے:

پہلی مثال: لفظ رحمت جو صفات رحمان ورحیم کا مأخذ ہے، لغت میں اس کے معنی ہیں: ''کسی پریشان حال اور مصیبت زدہ کو دیکھ کر دل کا پتلا ہونا (پسیجنا) اور اس کی طرف مڑنا اور مائل ہونا اور دل میں مہربانی کا جذبہ ابھرنا اور اس پر تفضّل واحسان اور مہر وانعام کرنا'' اب یہاں دو چیزیں ہیں ایک ''دل'' اور اس کی کیفیات: پتلا ہونا، مڑنا، جذبۂ مہر ابھرنا یہ مبدأ اور سبب ہیں دوسری انعام واحسان یہ غایت ونتیجہ ہے۔ جب انسان کو رحیم ومہربان کہا جاتا ہے تو یہ مبدأ اور غایت دونوں مراد ہوتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کو رحمان ورحیم کہا جاتا ہے تو صرف غایت یعنی انعام واحسان مراد لیا جاتا ہے۔ اور مبدأ کے وجود کا اعتقاد تو رکھا جاتا ہے مگر اس کی کیفیت کو اللہ کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

دوسری مثال: استواء علی العرش میں عرش کے معنی تخت شاہی اور بلند مقام کے ہیں اور استواء کے معنی معتدل وبرابر اور

سیدھا ہونے کے ہیں۔ اور جب کوئی تخت حکومت پر بیٹھتا ہے تو ملک کا سب کام اور نظم وانتظام کرتا ہے اور اقتدار ونفوذ وتصرف کا مالک ہوتا ہے۔ اب یہاں دو چیزیں ہیں ایک تخت شاہی پر بیٹھنا یہ مبدأ اور سبب ہے دوسری نفوذ واقتدار وتصرف کا مالک ہونا یہ نتیجہ اور غایت ہے۔ اب اگر یہ صفت کسی انسان کے لئے ثابت کی جائے تو وہاں مبدأ اور غایت دونوں مراد ہوں گے اور مبدأ کی کیفیت کا ادراک بھی ہم کرسکیں گے۔ مگر جب یہ صفت اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کی جائے گی تو غایت پائے جانے کے معنی میں ہوگی یعنی آسمانوں پر اور زمین پر اقتدار اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، وہی کائنات میں متصرف ہیں۔ رہا مبدأ تو اس کے وجود کا اعتقاد تو ضروری ہے مگر اس کی کیفیت کو نہ سمجھ سکتے ہیں، نہ سمجھا سکتے ہیں پس اس کو اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالے کردیا جائے گا۔

[۱۷-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ تُغَذّٰى وَقَوْلِهِ: ﴿تَجْرِيْ بِأَعْيُنِنَا﴾

[۷۴۰۷-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ، إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلٰى عَيْنِهِ، وَإِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ"[راجع: ۳۰۵۷]

[۷۴۰۸-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ: إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ"[راجع: ۷۱۳۱]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾

صفتِ خالقیت کا اثبات اور تین صفات میں ترتیب

پہلے تین لفظوں کے معنی عرض کرتا ہوں:

۱- خلق کے اصل معنی ہیں: اندازہ ٹھہرانا، پیدا کرنا اور خلق: ابداع کے معنی میں بھی آتا ہے، اس وقت معنی ہوتے ہیں: بے نمونہ بنانا، قرآن میں: ﴿خَلَقَ السَّمَاوَاتِ﴾[النحل:۳] بھی آیا ہے، اور ﴿بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [البقرة: ۱۱۷] بھی، باب میں چونکہ باقی دو لفظوں کے ساتھ ہے اس لئے ثانی معنی ہیں۔

۲- ابن فارس نے مقاییس اللغة میں لکھا ہے کہ بَرَأَ کے بنیادی معنی دو ہیں: (۱) پیدا کرنا، جیسے بَرَأَ اللّٰهُ الخلقَ۔

(۲) ایک چیز کا دوسری چیز سے دور ہونا، زائل ہونا، جیسے بَرَأْتُ من المرض: میں بیماری سے اچھا ہوگیا یعنی دور ہوگیا: التباعد من الشيئ ومزايلته: ایک چیز کا دوسری چیز سے دور ہونا اور ہٹنا، اللہ کی صفت البارئ میں یہ دوسرے معنی ہیں۔

(۳)صَوَّرَہ:شکل دینا،قرآنِ کریم میں ہے:﴿هُوَ الَّذِیْ يُصَوِّرُكُمْ فِی الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ﴾: وہی تمہاری صورت بناتے ہیں ارحام میں جس طرح چاہتے ہیں[آل عمران ۶]

اب جاننا چاہئے کہ کائنات کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں،اور ہر چیز کی تخلیق تین مراحل سے گذر کر تکمیل پذیر ہوتی ہے، پہلے مرحلہ میں اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کو وجود میں لانے کا فیصلہ کرتے ہیں، یہ خلق ہے، پھر مادے میں مختلف تبدیلیاں ہوتی ہیں، مادہ ناقص سے کامل کی طرف بڑھتا ہے، یہ بَرَأَ ہے، پھر اس مخلوق کی صورت جلوہ گر ہوتی ہے یہ تصویر ہے۔

جیسے ہر انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، پہلے اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ کرتے ہیں، یہ خلق ہے۔ پھر مادّہ سات مراحل سے گذرتا ہے، جس کا تذکرہ سورۃ المؤمنون (آیات ۱۲-۱۴) میں ہے، پھر ایک دوسری مخلوق (انسان) وجود پذیر ہوتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں تینوں صفات کو ایک ساتھ لیا ہے، سورۃ الحشر (آیت ۲۴) میں یہ تینوں صفتیں ایک ساتھ آئی ہیں، اور حدیث وہی ہے جو پہلے آئی ہے۔ نبی ﷺ سے باندیوں سے عزل کرنے کے بارے میں پوچھا گیا، آپؐ نے فرمایا: ليس نفس مخلوقة إلا الله خالقها: جس کسی کا پیدا کیا جانا مقدر ہے اس کو اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والے ہیں، پس اللہ کا خالق ہونا ثابت ہوا۔

[۱۸-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾

[۷۴۰۹-] حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَيَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ، عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ، فِیْ غَزْوَةِ بَنِیْ الْمُصْطَلِقِ: أَنَّهُمْ أَصَابُوْا سَبَايَا، فَأَرَادُوْا أَنْ يَسْتَمْتِعُوْا بِهِنَّ وَلاَ يَحْمِلْنَ، فَسَأَلُوْا النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: " مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لاَ تَفْعَلُوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍ، فَقَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم: " لَيْسَ نَفْسٌ مَخْلُوْقَةٌ إِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا"

[راجع: ۲۲۲۹]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَیَّ﴾

اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا ذکر

قرآنِ کریم میں گیارہ جگہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا ذکر آیا ہے، پس یہ صفت اللہ کے لئے ثابت ہے، ان آیات میں سے ایک آیت سورۃ صٓ کی (آیت ۷۵) ہے:﴿قَالَ: يَا إِبْلِيْسُ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَیَّ﴾: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ابلیس! تجھ کو کس چیز نے روکا کہ سجدہ کرے تو اس کو جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا؟ (اضافت

تشریف کے لئے ہے)

حدیث: شفاعت کبریٰ کی ہے، جو تحفۃ القاری (۹:۵۷) میں آئی ہے، اس کے آخر میں چھوٹی شفاعتوں کا ذکر ہے، لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے کہیں گے: ''آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا'' (صفتِ ید ثابت ہوئی)

[۱۹-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَىَّ﴾ [ص:۷۵]

[۷٤۱۰-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ، فَيَقُوْلُوْنَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا. فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا آدَمُ أَمَا تَرَى النَّاسَ! خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلاَئِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْئٍ، اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكَ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا، فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ. فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِىْ أَصَابَهَا، وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا أَتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا، فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ أَصَابَهُ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسَى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوْحَهُ، فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، فَيَأْتُوْنِّىْ، فَأَنْطَلِقُ، فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّىْ، وَيُؤْذَنُ لِىْ عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِىْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِىْ، ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا رَبِّىْ.

ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِىْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّىْ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِىْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِىْ، ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَحْمَدُ رَبِّىْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا رَبِّىْ، ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِىْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِىْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِىْ ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ. فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا رَبِّىْ، ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِىْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ، مَا بَقِيَ فِى النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ''

قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: '' يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَكَانَ فِى قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً، ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَكَانَ فِىْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً، ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَكَانَ فِىْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً''[راجع: ٤٤]

قولہ: کذلك: جس طرح دنیا میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے یعنی اللہ کے خزانے خرچ کرنے سے ختم نہیں ہوتے، نہیں کم کرتا خزانے کو کوئی خرچ کرنا، شب وروز خوب بہانے والے ہیں!'' اور فرمایا: ''بتاؤ کتنا خرچ کیا ہے اللہ نے جب سے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے، پس اس نے کم نہیں کیا اس کو جوان کے ہاتھ میں ہے، اور (تخلیقِ ارض وسماء کے وقت) ان کا تخت پانی پر تھا، اوران کے ہاتھ میں ترازو ہے، وہ پلڑا جھکاتے ہیں اور اٹھاتے ہیں!'' (لغات کے لئے تحفۃ القاری ۹: ۲۹۷ دیکھیں)

[٧٤١١-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لاَ يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ'' وَقَالَ: '' أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالأَرْضَ، فَإِنَّـهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِى يَدِهِ'' وَقَالَ: عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَبِيَدِهِ الأُخْرَى الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ'' [راجع: ٤٦٨٤]

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لیں گے، اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹیں گے، پھر کہیں گے: میں بادشاہ ہوں!

[٧٤١٢-] حَدَّثَنِى مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِى عَمِّى الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، أَنَّـهُ قَالَ: '' إِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ الأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيَطْوِى السَّمٰوَاتِ بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ''

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ: سَمِعْتُ سَالِمًا: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ: عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، بِهٰذَا. وَرَوَاهُ سَعِيْدٌ عَنْ مَالِكٍ.

[٧٤١٣-] وَقَالَ أَبُوْ الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِى أَبُوْ سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' يَقْبِضُ اللّٰهُ الأَرْضَ'' [راجع: ٤٨١٢]

آئندہ روایت: میں اللہ تعالیٰ کی 'انگلی' کا ذکر ہے، اور انگلی ہاتھ میں ہوتی ہے، پس صفتِ ید ثابت ہوئی۔

[٧٤١٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِى مَنْصُوْرٌ، وَسُلَيْمَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ يَهُوْدِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلٰى

إِصْبَعٍ، وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ. فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ'' ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾[الأنعام: ۹۱]

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ: وَزَادَ فِيْهِ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ: عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ: فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لَهُ.[راجع: ٤٨١١]

[٧٤١٥-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالْأَرْضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ وَالثَّرَى عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾[راجع: ٤٨١١]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:'' لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ''

اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ غیرت کا ثبوت

غیرت: اپنی محبوب یا محترم چیز پر کسی کی دست درازی کے خلاف ناگواری۔ یہ بھی اللہ کی صفت ہے، باب کی حدیثوں میں اس کا ذکر ہے۔ پہلی حدیث میں ہے: ''اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے غیرت ہی کی وجہ سے بے حیائی والے گناہ حرام کئے ہیں، خواہ ان کو کھلے عام کیا جائے یا چھپ کر کیا جائے'' اور حدیث پہلے آچکی ہے۔

[٢٠-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:'' لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ''

[٧٤١٦-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلاً مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصَفَّحٍ! فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:'' أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، وَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ، وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ، وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُنْذِرِيْنَ وَالْمُبَشِّرِيْنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ''

وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ:'' لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ''[راجع: ٦٨٤٦]

قوله: العُذْر: توبہ، معافی۔

بَابٌ: ﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ﴾

اللہ تعالیٰ پر شئ (چیز) کا اطلاق

اطلاق: بولا جانا، استعمال ہونا۔ شئ: اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں، نہ یہ اسمائے حسنیٰ میں سے ہے، البتہ اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق درست ہے، کیونکہ لفظ شئ اپنے مفہوم لغوی کے اعتبار سے ہر اس چیز کے لئے ہے جس کو معلوم کیا جاسکے اور اس کے متعلق خبر دی جاسکے، خواہ وہ کچھ ہی ہو، یہ اصل میں شَاء کا مصدر ہے، جو بمعنی مفہوم بولا جاتا ہے جس سے مشیت کا تعلق ہوسکے، خواہ علم کی حیثیت سے خواہ خبر دینے کی حیثیت سے (ارشاد العقل السلیم، بحوالہ لغات القرآن لفظ شئ) اور علامہ حسن بن محمد نظام نیشاپوری اپنی تفسیر غرائب القرآن میں لکھتے ہیں: ''لفظ شئ اعم العام ہے جس طرح کہ اللہ اخص الخاص ہے، یہ جوہر وعرض، قدیم وحادث بلکہ محال ومعدوم تک کے لئے آتا ہے (لغات القرآن)

سورۃ الانعام (آیت ۱۹) میں اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''آپ پوچھیں: سب سے بڑی چیز گواہی دینے کے اعتبار سے کیا ہے؟ آپ کہیں: اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہیں (کہ میں اللہ کا رسول ہوں) اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے لفظ شئ استعمال کیا ہے۔ **دوسری دلیل:** باب کی حدیث میں نبی ﷺ نے قرآن پر شئ کا اطلاق کیا ہے، اور قرآن (کلام) اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے، اور محمول کا محمول محمول ہوتا ہے، پس شئ کا اطلاق ثابت ہوا۔ **تیسری دلیل:** سورۃ القصص (آیت ۸۸) میں ہے: ''سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں اللہ کے چہرے (ذات) کے علاوہ، اور مستثنیٰ: مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہوتا ہے، پس اللہ بھی شئ ہوئے — مگر یہ سب اطلاقات ہیں، صفات نہیں۔

فائدہ: اطلاق کے سلسلہ میں یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس چیز کی نسبت کرنے میں بہیمی آلودگی کی طرف ذہن نہ جائے اس کا اطلاق درست ہے، جیسے: ﴿ءَ أَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهُ أَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ﴾: کیا تم (بیج کو) اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ اس میں اللہ تعالیٰ پر زارع کا اطلاق کیا گیا ہے، مگر یذوق اور یلمس کہنا جائز نہیں۔

[۲۱-] بَابٌ: ﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ﴾

فَسَمَّى اللّٰهُ نَفْسَهُ شَيْئًا، وَسَمَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْقُرْآنَ شَيْئًا، وَهُوَ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ. وَقَالَ: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾

[۷۴۱۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِرَجُلٍ: " أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟" قَالَ: نَعَمْ، سُوْرَةُ كَذَا، وَسُوْرَةُ كَذَا، لِسُوَرٍ سَمَّاهَا. [راجع: ۲۳۱۰]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾ ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾

اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا، اور وہ عرش عظیم کے پروردگار ہیں

(اللہ تعالیٰ کا عرش سے تعلق)

تخلیقِ ارض وسماء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا، پھر اس پانی سے کائنات بنائی: ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾: اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا، اور پانی سے پہلے عرش کو پیدا کیا ہے، اور اللہ کا عرش پانی پر تھا: اس کا یہی مطلب ہے، باب کی پہلی حدیث میں ہے: ''اللہ تعالیٰ تھے، اور ان سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی، اور اللہ کا تخت پانی تھا، پھر اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور لوح محفوظ میں ہر چیز لکھ دی'' دوسری حدیث میں بھی یہی ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا، اور اب عرش ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: ''اللہ نے میرا نکاح سات آسمانوں کے اوپر سے کیا'' اور باب کی ایک حدیث میں ہے کہ فردوس جنت کا اعلیٰ درجہ ہے، اور اس سے اوپر رحمان کا تخت ہے، اور سورج عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے یعنی نظام شمسی عرش سے نیچے ہے، اور عرش کے پایے ہیں، موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک پایہ پکڑے ہوئے ہونگے (یہ باب کی احادیث کا خلاصہ ہے)

قرآنِ کریم میں عرش الٰہی کا ذکر انیس مرتبہ آیا ہے، ان میں سے دو آیتیں باب میں ہیں:

آیت (۱): سورۃ ہودؑ (آیت ۷) میں ہے: ''اور وہ (اللہ) ایسے ہیں کہ انھوں نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، اور اس وقت ان کا تخت پانی پر تھا، تاکہ تمہیں آزمائیں کہ تم میں سے کون اچھا عمل کرنے والا ہے'' —— اس آیت سے عرش ثابت ہوا۔

آیت (۲): سورۃ التوبہ کی آخری آیت ہے: ''پھر اگر لوگ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیں: میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہیں، ان کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے ان پر بھروسہ کیا، وہ بڑے عرش کے مالک ہیں —— اس سے بھی عرش ثابت ہوا۔

استوی کے معنی: سَوَاء (برابر، اسم مصدر) سے اسْتِوَاء (افتعال) کے دو فاعل ہوں تو معنی ہوتے ہیں: برابر ہونا، جیسے: ﴿لَا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ﴾: ناپاک اور پاک برابر نہیں [المائدۃ: ۱۰۰] اور جب اس کا صلہ إلی آئے تو معنی ہوتے ہیں: قصد کرنا، متوجہ ہونا، پہنچنا، جیسے: ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا، ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ﴾: وہی ہیں جنھوں نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا، پس سات آسمان درست بنائے —— ابوالعالیہؒ نے استوی کا ترجمہ ارتفع: بلند ہوا: کیا ہے، اور سَوّٰی کا خلق کیا ہے —— اور جب اس کا صلہ علیٰ آتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں: چڑھنا، قرار پکڑنا اور قائم ہونا، جیسے سورۃ اعراف

(آیت ۵۴) میں ہے: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِىْ سِتَّةِ أَيَّامٍ، ثُمَّ اسْتَوىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾: بے شک تمہارا ربّ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر قائم ہوا — مجاہد رحمہ اللہ نے ترجمہ کیا ہے: عرش پر چڑھا۔

اور سورت البروج (آیات ۱۴و۱۵) میں اللہ کی صفت الودود (محبت کرنے والا) آئی ہے، اور عرش کی صفت المجید (بزرگ، عظمت والا) آئی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے مجید کا ترجمہ کریم (بزرگ) کیا ہے اور ودود کا ترجمہ حبیب (محبوب) کیا ہے۔

اور سورۃ ہود (آیت ۷۳) میں اللہ کی صفتیں حمید مجید آئی ہیں، حمید (ستودہ، تعریف کیا ہوا) حَمِد سے فعیل کا وزن بمعنی محمود (اسم مفعول) ہے اور مجید: بھی فعیل کا وزن بمعنی ماجد (اسم فاعل: بڑی شان والا) ہے۔

فائدہ: قرآنِ کریم میں سات جگہ (الاعراف ۵۴، یونس ۳، الرعد ۲، طٰہٰ ۵، الفرقان ۵۹، السجدۃ ۴، الحدید ۴) میں ایک ہی سیاق وسباق میں ایک مضمون آیا ہے کہ کائنات کو پیدا کرکے اللہ تعالیٰ تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہوئے، یہ تعلق کا بیان ہے، مکانیت کا بیان نہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس باب میں استواء کا ذکر نہیں کیا، صرف عرش کے احوال ذکر کئے ہیں۔

اس مضمون کو جو لوگ سیاق وسباق سے علاحدہ کرکے لیتے ہیں وہ غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں، وہ عرش کو اللہ تعالیٰ کا مکان ماننے لگتے ہیں، اور استوی کو اللہ کی صفت قرار دیتے ہیں، یہ صحیح نہیں، ساتوں جگہ یہ مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات پیدا کرکے دوسروں کے حوالے نہیں کردی، بلکہ وہ بذاتِ خود سلطنیت پر جلوہ افروز ہیں، سارے جہاں کا انتظام وہ خود کررہے ہیں، دوسرا کوئی نظام میں دخیل نہیں، پس معبود بھی وہی ہیں۔

تعلق کی وضاحت: سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں ہے: ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ﴾: جب موسیٰ کے ربّ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی (تجلی کا پہاڑ کے ساتھ تعلق قائم ہوا) یا جیسے: ﴿وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِىِّ﴾: کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری (ہود ۴۴) (یہ بھی تعلق ہے) یا جیسے: اللہ تعالیٰ کا سماء دنیا پر نزول: یہ بھی تعلق ہے۔ نزول اللہ کی صفت نہیں۔

اور عرش پر قرار پکڑنے سے صرف عالم پر قابض ومتصرف ہونا ہی مراد نہیں، بلکہ اس کی حقیقت بھی مراد ہے، عرش کے معنی تختِ شاہی اور بلند مقام کے ہیں، اور نصوص سے یہ بات ثابت ہے کہ عرشِ الٰہی کے پایے ہیں، اور مقرب فرشتے اس کو اٹھائے ہوئے ہیں، اور وہ آسمانوں کے اوپر قبّہ کی طرح ہے، اور استواء کے معنی ہیں: برابر اور سیدھا ہوا، جمنا اور قرار پکڑنا، اور جب کوئی تختِ حکومت پر بیٹھتا ہے تو ملک کا نظم وانتظام کرتا ہے، اور اقتدار ونفوذ وتصرف کا مالک ہوتا ہے۔ اب یہاں دو چیزیں ہیں: ایک: تختِ شاہی پر بیٹھنا، یہ مبدأ اور سبب ہے۔ دوم: نفوذ واقتدار وتصرف کا مالک ہونا، یہ نتیجہ اور غایت ہے، اب اگر یہ صفت کسی انسان کے لئے ثابت کی جائے تو مبدأ اور غایت دونوں مراد ہونگے، اور ہم مبدأ (بیٹھنے) کی کیفیت کا ادراک بھی کرسکیں گے، مگر جب یہ بات اللہ تعالیٰ کے تعلق سے کہی جائے تو غایت مراد ہوگی یعنی آسمانوں پر اور زمین پر اللہ

تعالیٰ کو اقتدار حاصل ہے، اور وہی کائنات میں متصرف ہیں، مشرکین کا یہ خیال کہ اللہ نے بعض بندوں کو جزوی اختیار دیا ہے: قطعاً غلط ہے، رہا مبدأ تو اس کے وجود کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے، مگر اس کی کیفیت کو نہ ہم سمجھ سکتے ہیں نہ سمجھا سکتے ہیں۔

ایک مثال: اگر کہا جائے کہ فلاں بادشاہ مرا اور اس کا بیٹا تخت نشیں ہوا تو تخت بھی ماننا پڑے گا (اب چیر مینی کا دور آ گیا ہے) اور بیٹے کی اس پر نشینی کو بھی ماننا پڑے گا، اور ہم اس نشینی کی کیفیت کو بھی سمجھ سکیں گے، مگر تخت اس کا مکان نہیں ہوگا کہ وہ ہر وقت وہاں بیٹھا رہے، بلکہ گاہ بہ گاہ اس کے ساتھ تعلق قائم ہوگا اور اس قول کا مطلب ہوگا: ملک کا کنٹرول سنبھالنا۔ اسی طرح بغیر تشبیہ: اللہ کا عرش ہے اور اس کے ساتھ نشینی کا تعلق بھی ہے، مگر ہم اس کی کیفیت نہیں جان سکتے کیونکہ ان کی شان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾: پس کیفیت کو اللہ کے حوالے کرنا ضروری ہے، اور سات جگہ جو استواء علی العرش آیا ہے: اس کا مطلب ہے استیلاء، نفوذ اور تصرف، ہاں یہ کہیں گے کہ وہ نشینی بادشاہ کی نشینی کی طرح نہیں، یہی تنزیہ مع التفویض ہے، اور یہی سلف کا مسلک ہے۔

اللہ تعالیٰ نہ مکانی ہیں نہ زمانی، ورنہ سوال ہوگا کہ تخلیقِ عرش سے پہلے اللہ کا مکان کیا تھا؟ ہاں عرش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے

[۲۲-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾ ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾

[۱-] وَقَالَ أَبُوْ الْعَالِيَةِ: ﴿اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ﴾: ارْتَفَعَ، ﴿فَسَوَّاهُنَّ﴾: خَلَقَهُنَّ.

[۲-] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾: عَلَا عَلَى الْعَرْشِ.

[۳-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الْمَجِيْدُ﴾: الْكَرِيْمُ، و﴿الْوَدُوْدُ﴾: الْحَبِيْبُ.

[٤-] يُقَالُ: حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ: كَأَنَّهُ فَعِيْلٌ مِنْ مَاجِدٍ، وَمَحْمُوْدٌ مِنْ حَمِدَ.

آئندہ حدیث: مع شرح تحفۃ القاری (۶: ۴۶۵) میں آئی ہے، اس میں یہ جملہ ہے: وكان عرشه على الماء: اس کی وجہ سے یہ حدیث اس باب میں لائے ہیں۔

[۷٤۱۸-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: إِنِّيْ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ، فَقَالَ: "اقْبَلُوْا الْبُشْرَى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ" قَالُوْا: بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا. فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ: "اقْبَلُوْا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ! إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيْمٍ" قَالُوْا: قَدْ قَبِلْنَا، جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ

أَوَّلِ هٰذَا الْأَمْرِ مَاكَانَ؟ قَالَ:" كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْئٌ قَبْلَهُ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْئٍ"

ثُمَّ أَتَانِي رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا عِمْرَانُ! أَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ، فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا، فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُوْنَهَا، وَايْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ.[راجع: ۳۱۹۰]

آئندہ حدیث: میں بھی یہی جملہ ہے، اور حدیث ابھی (نمبر ۷۴۱۱) گذری ہے اور پہلی مرتبہ تحفۃ القاری (۹:۲۹۷) میں آئی ہے۔ پہلے المیزان آیا ہے، اور یہاں فیض (احسان) یا قبض (موت) شک کے ساتھ ہے۔

[۷۴۱۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّ يَمِيْنَ اللّٰهِ مَلْأَى، لاَ يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِي يَمِيْنِهِ، وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْفَيْضُ أَوْ: الْقَبْضُ، يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ"[راجع: ۴۶۸۴]

آئندہ دوحدیثوں: کی تفصیل تحفۃ القاری (۹:۴۴۰) میں گذری ہے، اس میں ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فخر کیا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح سات آسمانوں کے اوپر سے کیا، سات آسمانوں کے اوپر عرش ہے۔

[۷۴۲۰-] حدثنا أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُو، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "اتَّقِ اللّٰهَ، وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ" قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهِ الْآيَةَ. قَالَ: وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم تَقُوْلُ: زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيْكُنَّ، وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ.

وَعَنْ ثَابِتٍ: ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾[الأحزاب: ۳۷]: نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.[راجع: ۴۷۸۷]

[۷۴۲۱-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَكَانَتْ تَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِيْ فِي السَّمَاءِ.[راجع: ۴۷۹۱]

آئندہ حدیث: میں فوق عرشه ہے، اور اس کے بعد کی حدیث میں: وفوقه عرش الرحمان ہے، یہی مناسبت ہے۔

[٧٤٢٢-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ: " إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ: إِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ"

[٧٤٢٣-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ: " مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ، فَإِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، هَاجَرَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِی أَرْضِهِ الَّتِی وُلِدَ فِيْهَا" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: " إِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِی سَبِيْلِهِ، كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ، وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ"[راجع: ٢٧٩٠]

آئندہ حدیث: مع شرح تحفۃ القاری (۶:۴۷۴) میں گذری ہے، اس میں عرش کے نیچے سورج کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے۔

[٧٤٢٤-] حدثنا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، هُوَ التَّيْمِیُّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ، قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم جَالِسٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: " يَا أَبَا ذَرٍّ! هَلْ تَدْرِیْ أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ؟" قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: "فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِی السُّجُوْدِ، فَيُؤْذَنُ لَهَا فِی السُّجُوْدِ، وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا: ارْجِعِیْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا" ثُمَّ قَرَأَ: ﴿ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا﴾ فِیْ قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ. [راجع: ٣١٩٩]

آئندہ حدیث: میں ہے کہ سورۃ التوبہ کی آخری دو آیتیں حضرت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملیں، ان کے آخر میں ہے: ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾: اس مناسبت سے حدیث اس باب میں لائے ہیں۔

[٧٤٢٥-] حدثنا مُوْسَى، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ. ح: وَقَالَ اللَّيْثُ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ، قَالَ: أَرْسَلَ إِلَیَّ أَبُوْ بَكْرٍ، فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِیْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِیِّ، لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ حَتّٰى خَاتِمَةِ ﴿بَرَاءَةٌ﴾[راجع: ٢٨٠٧]

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، بِهٰذَا، وَقَالَ: مَعَ أَبِیْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِیِّ.

آئندہ حدیث: میں رب العرش العظیم اور رب العرش الکریم ہے۔ نبی ﷺ بے چینی کے وقت یہ ذکر کرتے تھے۔

[٧٤٢٦-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ:" لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ"

آئندہ حدیث: میں ہے کہ قیامت کے میدان میں جب صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہوجائیں گے، پھر پھونکا جائے گا تو سب ہوش میں آجائیں گے (سورۃ الزمر آیت ٦٨) سب سے پہلے نبی ﷺ کو ہوش آئے گا، پس آپؐ دیکھیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں۔

[٧٤٢٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" النَّاسُ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَإِذَا أَنَا بِمُوْسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ"[راجع: ٢٤١٢]

[٧٤٢٨-] وَقَالَ الْمَاجِشُوْنُ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ، فَإِذَا مُوْسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ"[راجع: ٢٤١١]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿تَعْرُجُ الْمَلاَئِكَةُ وَالرُّوْحُ إِلَيْهِ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾

فرشتے اور روح اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں، اور اچھی باتیں اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہیں

(اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ علو (بلندی) کا اثبات)

قرآنِ کریم میں دس جگہ اللہ تعالیٰ کی صفت عَلِیٌّ آئی ہے، اس کے معنی ہیں: بلند مرتبہ، سب سے اونچے، عالی شان، برتر وبالا (جہت سے اللہ تعالیٰ منزہ ہیں، جہت مخلوق ہے اور خالق: مخلوق میں نہیں ہوتا) اور عَلِیّ: عَلَاء (بزرگی) سے بروزن فعیل صفت مشبّہ کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے کہیں برتر وبالا ہے کہ وصف بیان کرنے والوں کا خیال ان تک پہنچ سکے اور ان کا احاطہ کرسکے۔ اسمائے حسنیٰ میں المتعالی کے بھی یہی معنی ہیں۔

آیت (۱): سورۃ المعارج کے شروع میں ہے: "ایک مانگنے والا اس عذاب کو مانگتا ہے جو کافروں پر واقع ہونے والا ہے، جس کو کوئی ہٹانے والا نہیں، جو سیڑھیوں والے (آسمان والے) اللہ کی طرف سے ہوگا؟ یعنی وہ دوزخ میں کب جائے

گا؟ **جواب:** فرشتے اور روح (جبرئیل یا ذی حیات کی روحیں) اس کی طرف چڑھیں گی ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے یعنی اس کائنات کے آغاز سے جب پچاس ہزار سال پورے ہونگے تو قیامت قائم ہوگی، پھر کفار دوزخ میں جائیں گے، پس آپ خوبصورت صبر کریں (جس میں تنگ دلی نہ ہو) وہ (کفار) اس دن کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں۔ ان آیات میں عروج (چڑھنے) کا ذکر ہے، اس سے صفتِ علو (بلندی) ثابت ہوئی —— آیت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ قیامت کا دن اتنا لمبا ہوگا، کچھ اشتداد سے اور کچھ امتداد سے اتنا لمبا دن محسوس ہوگا۔

آیت (۲): سورۃ الفاطر کی دسویں آیت میں ہے: ''اللہ کے پاس اچھا کلام (کلمۂ توحید) پہنچتا ہے اور نیک عمل کو اللہ تعالیٰ اٹھاتے ہیں'' —— صعود ورفع سے صفتِ علو ثابت ہوئی۔

معلق حدیث: تحفۃ القاری (۷: ۳۳۰) میں آئی ہے اور اس کا ترجمہ تحفۃ القاری (۷: ۱۰۷) میں ہے۔ اس میں ہے: ''جو کہتے ہیں کہ ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں'' اس سے صفتِ علو ثابت ہوئی۔

مجاہد رحمہ اللہ کا قول: عمل صالح اٹھاتا ہے اچھی باتوں کو یعنی اعمال کے ساتھ ایمان ہو تو ہی وہ اللہ تک پہنچتا ہے......اور سیڑھیوں والے کا مطلب ہے: فرشتے اللہ کی طرف چڑھتے ہیں، اس لئے آسمانوں کو سیڑھیاں کہا گیا ہے۔

فائدہ: دعا کرنے والے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں، یہ صفتِ علو کی رعایت ہے، جہت مراد نہیں، کیونکہ ہندوستان والے بھی اسی طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں اور امریکہ والے بھی، جبکہ امریکہ ہمارے نیچے ہے، پس اگر جہت مراد ہوتی تو وہ زمین کی طرف ہاتھ لٹکاتے، حالانکہ وہ بھی بلندی کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں، معلوم ہوا کہ بلندی کی طرف ہاتھ اٹھانے میں صفتِ علو کی رعایت ہے، جہت مراد نہیں۔

[۲۳-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ إِلَيْهِ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾

[۱-] وَقَالَ أَبُوْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لِأَخِيْهِ: اعْلَمْ لِيْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ يَأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ.

[۲-] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ، يُقَالُ: ذِي الْمَعَارِجِ: الْمَلَائِكَةُ تَعْرُجُ إِلَى اللّٰهِ.

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۲: ۴۱۵) میں گذری ہے، اس میں ہے: ''پھر وہ فرشتے جنھوں نے تمہارے اندر رات گذاری ہے آسمانوں میں چڑھتے ہیں'' (اور اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتے ہیں، اس سے صفتِ علو ثابت ہوئی)

[۷۴۲۹-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ

فِیْ صَلاَةِ الْعَصْرِ وَصَلاَةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ"[راجع: ٥٥٥]

اگلی حدیث: تحفۃ القاری (۴:۱۸۳) میں آئی ہے، اس میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کی طرف پاکیزہ چیز ہی چڑھتی ہے'' اس سے بھی صفتِ علو ثابت ہوئی۔

[٧٤٣٠-] وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم: " مَنْ تَصَدَّقَ بِعِدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَ يَصْعُدُ إِلَى اللّٰهِ إِلاَّ الطَّيِّبُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّیْ أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ"

وَرَوَاهُ وَرْقَاءُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله عليه وسلم:" وَلاَ يَصْعُدُ إِلَى اللّٰهِ إِلاَّ الطَّيِّبُ"[راجع: ١٤١٠]

اگلی حدیث: میں اللہ کی صفت العظیم ہے، یہ العلی کے ہم معنی ہے۔

[٧٤٣١-] حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِی الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم كَانَ يَدْعُوْبِهِنَّ، عِنْدَ الْكَرْبِ: "لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لاَ إِلٰهَ اللّٰهُ إِلاَّ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ"[راجع: ٦٣٤٥]

آئندہ حدیث: کا ترجمہ تحفۃ القاری (۶:۵۵۷) میں ہے، اس میں ہے: ''اللہ تعالیٰ زمین والوں کے معاملہ میں مجھ پر اعتماد کریں اور تم مجھ پر اعتماد نہ کرو!'' اس سے بطور تقابل اللہ تعالیٰ کا بلندی میں ہونا ثابت ہوا۔

[٧٤٣٢-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ نُعْمٍ، أَوْ أَبِیْ نُعْمٍ - شَكَّ قَبِيْصَةُ - عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ: بُعِثَ إِلَى النَّبِیِّ صلی الله عليه وسلم بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ.

وَحَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ نُعْمٍ، عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: بَعَثَ عَلِیٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِیِّ صلی الله عليه وسلم بِذُهَيْبَةٍ فِیْ تُرْبَتِهَا، فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِیِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِیْ مُجَاشِعٍ، وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ

ابْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِیِّ، وَبَیْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِیِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِیْ كِلَابٍ، وَبَیْنَ زَیْدِ الْخَیْلِ الطَّائِیِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِیْ نَبْهَانَ، فَتَغَضَّبَتْ قُرَیْشٌ وَالْأَنْصَارُ، فَقَالُوْا: یُعْطِیْهِ صَنَادِیْدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَیَدَعُنَا؟! قَالَ: "إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ" فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ، نَاتِئُ الْجَبِیْنِ، كَثُّ اللِّحْیَةِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ، مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ! اتَّقِ اللّٰهَ. فَقَالَ: " فَمَنْ یُطِیْعُ اللّٰهَ إِذَا عَصَیْتُهُ فَیَأْمَنُنِیْ عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ، وَلَا تَأْمَنُوْنِیْ" فَسَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم- أُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ – فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: "إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ، یَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَیَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ"[راجع: ۳۳۴۴]

قوله: فی تربتها: مٹی میں ملا ہوا، صاف نہ کیا ہوا، علاحدہ نہ کیا ہوا۔

آئندہ حدیث: میں ہے کہ سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے اور عرش سے اللہ کا تعلق ہے، پس اللہ کے لئے بلندی ثابت ہوئی۔

[۷۴۳۳-] حدثنا عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ، أُرَاهُ عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم عَنْ قَوْلِهِ:﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾[یٰس:۳۸] قَالَ: "مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ"[راجع: ۳۱۹۹]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:﴿وُجُوْهٌ یَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾

کچھ چہرے اس دن تر وتازہ ہونگے، اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے

(جنت میں مؤمنین کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا)

قرآنِ کریم اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، گمراہ لوگ (معتزلہ وغیرہ) اس کے منکر ہیں، کیونکہ یہ دولت ان کے نصیب میں نہیں، اور ان کی دلیل عقلی (جو حاشیہ میں ہے) یہ ہے کہ رویت کے لئے یہ شرط ہے وہ شرط ہے: وہ ڈھکوسلہ ہے۔ غیر محسوس کو محسوس پر قیاس کرنا ہے۔ اور اس باب میں لمبی لمبی چودہ حدیثیں ہیں، اور وہ بھی اقل قلیل ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ اپنی شرائط کا لحاظ کر کے اتنی ہی لائے ہیں، ورنہ اس مسئلہ میں احادیث متواتر ہیں۔

آیت (۱): سورۃ القیامۃ کی (آیات ۲۲و۲۳) جو باب میں ہیں: " کچھ چہرے (جنتیوں کے چہرے) اس دن تر وتازہ ہونگے اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہونگے" —— آخرت میں رویت باری میں یہ آیت صریح ہے، پس اس کا

انکار کفر ہے۔

آیت (۲): سورۃ التطفیف کی (آیت ۱۵) ہے: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوْبُوْنَ﴾: ہرگز نہیں! وہ (کفار) اس دن اپنے ربّ سے اوجھل میں ہونگے —— مقابلۃً معلوم ہوا کہ مؤمنین دیدار کی دولت سے مشرف ہونگے۔ (یہ اضافہ ہے)

شروع کی تین حدیثیں: پہلے آچکی ہیں، ان میں ہے: ''تم اپنے ربّ کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو، ان کے دیکھنے میں دھکا مکی نہیں کرو گے'' (یہ حدیث بھی صریح ہے)

[۲٤-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وُجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾

[۷٤۳٤-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، وَهُشَيْمٌ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَقَالَ: ''إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ، فَافْعَلُوْا'' [راجع: ٥٥٤]

[۷٤۳٥-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ الْيَرْبُوْعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: '' إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا'' [راجع: ٥٥٤]

[۷٤۳٦-] حَدَّثَنِيْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَقَالَ: '' إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا، لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ'' [راجع: ٥٥٤]

آگے لمبی حدیث ہے، جو تحفۃ القاری (۳۵۸:۱۱) میں آچکی ہے اور اس سے پہلے بھی مختلف جگہ اس کے متفرق حصے آئے ہیں اور شرح مع حل لغات تحفۃ القاری (۱۳۰:۳) میں آئی ہے۔ اس میں ہے: صحابہ نے پوچھا: کیا ہم قیامت کے دن اپنے ربّ کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم ایک دوسرے کو نقصان پہنچاتے ہو یعنی بھیڑ کرتے ہو چودھویں کے چاند کے دیکھنے میں؟ صحابہ نے کہا: نہیں! یارسول اللہ! آپؐ نے پوچھا: کیا تم ایک دوسرے کو ضرر پہنچاتے ہو سورج کے دیکھنے میں جس کے ورے بادل نہ ہو؟ صحابہ نے کہا: نہیں! یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: ''پس تم اللہ کو اسی طرح دیکھو گے'' یعنی واضح طور پر، بے شک وشبہ، بے مشقت اور بغیر دھکا مکی کے!

[۷۴۳۷-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟" قَالُوْا: لاَ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ؟" قَالُوْا: لاَ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: " فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ.

يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُوْلُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ، فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ، وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ، وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ، وَتَبْقَى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا شَافِعُوْهَا أَوْ: مُنَافِقُوْهَا - شَكَّ إِبْرَاهِيْمُ- فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ. فَيَقُوْلُوْنَ: هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ نَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ. فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ. فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ رَبُّنَا. فَيَتْبَعُوْنَهُ.

ملحوظہ: پہلے شعیب کی روایت میں بغیر شک کے منافقوھا ہے، پس وہی صحیح ہے۔

وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ، فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِيْ أَوَّلَ مَنْ يُجِيْزُ، وَلاَ يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ، وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ! وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلاَلِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ؟" قَالُوْا: نَعَمْ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!" فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، غَيْرَ أَنَّهُ لاَ يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ، تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ، أَوِ الْمُوْبَقُ بِعَمَلِهِ، وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ أَوْ: الْمُجَازَى أَوْ: نَحْوُهُ، ثُمَّ يَتَجَلّٰى، حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلاَئِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لاَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، مِمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ بِآثَارِ السُّجُوْدِ، تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُوْدِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ، فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوْا، فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ.

لغات: کلالیب: درخت کا کانٹا...... خَطِفَ الشیئَ: اچک لینا، کھینچ لینا...... السَّعْدان: ایک خاردار پودا جو گھنی چراگاہ میں ہوتا ہے...... الموبق: ہلاک ہونے والا...... المُخَرْدل: بوٹی بوٹی کیا ہوا، خَرْدَلَ اللحمَ: گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنا...... امْتَحَشَ: گرمی یا آگ کی وجہ سے جھلس جانا...... الحبة: دانہ، بیج...... حمیل: سیلاب کا کنارہ پر ڈالا ہوا کوڑا۔

ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ، وَيَبْقَى رَجُلٌ مِنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلاً الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: أَىْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِىْ عَنِ النَّارِ، فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِىْ رِيْحُهَا، وَأَحْرَقَنِىْ ذَكَاؤُهَا، فَيَدْعُوْ اللّٰهَ بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوْهُ، ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ: هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيْتَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِىْ غَيْرَهُ؟ فَيَقُوْلُ: لاَ، وَعِزَّتِكَ! لاَ أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ. وَيُعْطِىْ رَبَّهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ، فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَىْ رَبِّ قَدِّمْنِىْ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ. فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ أَنْ لاَ تَسْأَلَنِىْ غَيْرَ الَّذِىْ أُعْطِيْتَ أَبَدًا؟! وَيْلَكَ! يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ! فَيَقُوْلُ: أَىْ رَبِّ! يَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، حَتّٰى يَقُوْلَ: هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيْتَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ؟ فَيَقُوْلُ: لاَ وَعِزَّتِكَ لاَ أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، وَيُعْطِىْ مَا شَاءَ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ، فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا قَامَ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيْهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُوْرِ، فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَىْ رَبِّ أَدْخِلْنِىْ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ أَنْ لاَ تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أَعْطَيْتُكَ؟! وَيْلَكَ! يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ! فَيَقُوْلُ: أَىْ رَبِّ! لاَ أَكُوْنَنَّ أَشْقَى خَلْقِكَ، فَلاَ يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ، فَإِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ لَهُ: تَمَنَّهْ، فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنَّى لَهُ، حَتّٰى إِنَّ اللّٰهَ لَيُذَكِّرُهُ وَيَقُوْلُ: وَكَذَا وَكَذَا، حَتّٰى انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِىُّ، قَالَ اللّٰهُ: ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ"[راجع: ۸۰٦]

[۷٤۳۸-] قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ: وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىُّ مَعَ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، لاَ يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهِ شَيْئًا حَتّٰى إِذَا حَدَّثَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ اللّٰهَ قَالَ:" ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ" قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىُّ: "وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ" يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: مَا حَفِظْتُ إِلاَّ قَوْلَهُ:" ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ" قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىُّ: أَشْهَدُ أَنِّىْ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَوْلَهُ:" ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ" قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلاً الْجَنَّةَ.[راجع: ۲۲]

لغات: قَشَبَ فلانا ريحُ كذا: کسی چیز کی بدبو کا کسی چیز کو تکلیف پہنچانا...... يدعو الله عزو جل: دعا کرے گا کرے گا، کرتا رہے گا...... انْفَهَقَ الشيئُ: کشادہ ہونا...... الْحَبْرَة: خوشی، نعمت...... كذا و كذا: اس کی اور آرزو کر، اس کی اور آرزو کر۔

آگے گذشتہ حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جو تحفۃ القاری (۹:۱۸۴) میں آئی ہے، اس میں بھی وہی سوال و جواب ہے کہ لوگ قیامت کے دن اللہ کو دیکھیں گے۔

[۷۴۳۹-] حدثنا يَحيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ:" هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا؟" قُلْنَا: لَا، قَالَ:" فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهَا.

ثُمَّ قَالَ: يُنَادِيْ مُنَادٍ لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلٰى مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ، فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيْبِ مَعَ صَلِيْبِهِمْ، وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ، وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ، حَتّٰى يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، وَغُبَّرَاتٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، ثُمَّ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ، فَيُقَالُ لِلْيَهُوْدِ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟ قَالُوْا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرًا ابْنَ اللّٰهِ، فَيُقَالُ: كَذَبْتُمْ، لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ، فَمَا تُرِيْدُوْنَ؟ قَالُوْا: نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا. فَيُقَالُ: اشْرَبُوْا، فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِيْ جَهَنَّمَ. ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارٰى: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ. فَيُقَالُ: كَذَبْتُمْ، لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ، فَمَا تُرِيْدُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا. فَيُقَالُ: اشْرَبُوْا فَيَتَسَاقَطُوْنَ.

حَتّٰى يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، فَيُقَالُ لَهُمْ: مَا يُجْلِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَيْهِ الْيَوْمَ، وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِيْ: لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ. وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا، قَالَ: فَيَأْتِيْهِمُ الْجَبَّارُ فِيْ صُوْرَةٍ غَيْرِ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ رَأَوْهُ فِيْهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ. فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ رَبُّنَا! وَلَا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ، فَيَقُوْلُ: هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُوْنَهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: السَّاقُ. فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ، وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا.

لغت: الصَّحْو: صاف (بے بادل)...... الغُبَّر: ہر چیز کا آخر، بقیہ، جمع غُبَّرَات...... غبرات: اہل کتاب (عیسائیوں) کے باقی ماندہ لوگ جو صحیح دین عیسوی پر تھے...... قال: فيأتيهم الجبار: یہاں روایت میں اختصار ہے، یہ دوسری مرتبہ اللہ کا آنا ہے معروف صورت میں...... السَّاق: (پنڈلی) کی تجلی کا ذکر سورۃ القلم (آیت ۴۲) میں ہے۔

"ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْجَسْرِ، فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ" قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْجَسْرُ؟ قَالَ: "مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ، عَلَيْهِ خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ، وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ، لَهَا شَوْكَةٌ عَقِيْفَةٌ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ، يُقَالُ لَهَا: السَّعْدَانُ، يَمُرُّ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ، وَكَالْبَرْقِ، وَكَالرِّيْحِ، وَكَأَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ، وَالرِّكَابِ، فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ، وَنَاجٍ مَخْدُوْشٌ، وَمَكْدُوْشٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ، حَتّٰى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا، فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ

لِیْ مُنَاشَدَةً فِی الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ، مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ، وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِیْ إِخْوَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اذْهَبُوْا، فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ، وَيُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِی النَّارِ إِلٰی قَدَمَيْهِ وَإِلٰی أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا، ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ، فَيَقُوْلُ: اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَأَخْرِجُوْهُ. فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا، ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ، فَيَقُوْلُ: اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ. فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا" وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُوْنِیْ فَاقْرَءُ وْا: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا﴾[النساء: ۴۰] "فَيَشْفَعُ النَّبِيُّوْنَ وَالْمَلاَئِكَةُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: بَقِيَتْ شَفَاعَتِیْ. فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوْا، فَيُلْقَوْنَ فِیْ نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ، يُقَالُ لَهُ: الْحَيَاةُ، فَيَنْبُتُوْنَ فِیْ حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِیْ حَمِيْلِ السَّيْلِ، قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلٰی جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَإِلٰی جَانِبِ الشَّجَرَةِ، فَمَا كَانَ إِلَی الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ، وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَی الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ، فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ، فَيُجْعَلُ فِیْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ، فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُوْنَ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ، أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلاَ خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ، فَيُقَالُ لَهُمْ: لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ"[راجع: ۲۲]

لغات: **مَدْحَضَة:** پھلسن والی جگہ، جمع **مَدَاحِض** ...... **مَزِلَّة** کے بھی یہی معنی ہیں، پھلسن کی جگہ ...... **الخُطَّاف:** ہرٹیڑھا لوہا، آنکڑا جمع **خطَاطِيْف** ...... **کَلالِيب:** **کُلَّاب** کی جمع: کنویں سے ڈول نکالنے کا کانٹا ...... **حَسَکَة:** کانٹا ...... **مُفَلْطَحَة:** پھیلا ہوا، **فَلْطَحَ الشيئَ:** پھیلانا، فھو **مُفَلْطَح** ...... **عَقِيفة:** مڑا ہوا، **عَقَفَ الشيئَ:** موڑنا ...... **الطَرْف:** پل جھپکنا ...... **أَجاويد:** **أَجْوَاد** کی جمع: **جَوَاد** کی جمع الجمع: عمدہ نسل کا گھوڑا ...... **الركاب:** اونٹ ...... **فَنَاج:** پس کوئی سالم نجات پانے والا ہے اور کوئی زخمی ہوکر نجات پائے گا، اور کوئی نوچا ہوا جہنم میں گرے گا ...... **يُسْحَب:** گھسیٹا جائے گا ......

مناشدة: مطالبة ...... **قوله: فما أنتم بأشد لی مناشدة فی الحق قد تبين لكم، من المؤمن يومئذ للجبار، وإذا رأوا أنهم قد نَجَوْا فی إخوانهم:** أی ليس طلبكم منی فی الدنيا فی شأن حق يكون ظاهرًا لكم، أشد من طلب المؤمنين من الله فی الآخرة فی شأن نجاة إخوانهم من النار (عینی) قد تبين: جملہ حالیہ ہے ...... من المؤمن کا تعلق أشد سے ہے ...... للجبار اور فی إخوانهم کا تعلق مناشدة مقدرة سے ہے (عینی) ترجمہ: پس نہیں ہو تم مجھ سے زیادہ مطالبہ کرنے والے اس حق میں جو تمہارے لئے واضح ہوگیا، مؤمن (کے مطالبہ) سے اس دن جبار سے، اور (شرح ابن بطال میں ف ہے: پس) جب دیکھیں گے وہ کہ انھوں نے نجات پالی (مطالبہ کریں گے) اپنے بھائیوں کے بارے میں، یعنی نہیں ہے تمہاری طلب مجھ سے دنیا میں ایسے حق کے معاملہ میں جو واضح ہو تمہارے لئے، زیادہ

مؤمنین کی طلب سے اللہ سے آخرت میں ان کے بھائیوں کی نجات کے معاملہ میں دوزخ سے (عبارت الجھی ہوئی ہے، بغور پڑھیں) خلاصہ: جتنی تم مسائل کی تحقیق کرتے ہو اس سے زیادہ فکر ہوگی نجات پانے والے مؤمنین کو اپنے بھائیوں کو دوزخ سے چھڑانے کی۔

آگے شفاعت کی حدیث: ہے، اس میں ہے: فإذا رأيته وقعتُ له ساجدًا: اس مناسبت سے حدیث لائے ہیں۔

[٧٤٤٠-] وَقَالَ الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُهُمُّوْا بِذٰلِكَ، فَيَقُوْلُوْنَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَكَانِنَا، فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ آدَمُ أَبُوْ النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلاَئِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْئٍ، اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، قَالَ: فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا، وَلٰكِنْ ائْتُوْا نُوْحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى الْأَرْضِ، فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ. قَالَ: فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ ثَلاَثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ. وَلٰكِنْ ائْتُوْا مُوْسَى عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا. قَالَ: فَيَأْتُوْنَ مُوْسَى فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَةُ الَّتِيْ أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسَى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ. قَالَ: فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هَنَاكُمْ، وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ.

قَالَ: فَيَأْتُوْنِّيْ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهِ، فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِيْ، فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ، وَقُلْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَ، قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ، ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا، فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ" قَالَ قَتَادَةُ: وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا يَقُوْلُ:" فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ. فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِيْ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ، وَقُلْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَ، قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ، قَالَ: ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ" قَالَ قَتَادَةُ: وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِيْ ثُمَّ يَقُوْلُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ، وَقُلْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهُ. قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ، فَأُثْنِيْ عَلٰى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ، قَالَ: ثُمَّ

أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأَخْرَجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ" قَالَ قَتَادَةُ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ" وَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، حَتّٰى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ، قَالَ: ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾[الإسرار: ٨٩] قَالَ: وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ وُعِدَهُ نَبِيُّكُمْ صلی الله عليه وسلم.[راجع: ٤٤]

آئندہ حدیث: میں ہے: ''صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے ملاقات کرو'' (یہی دیدار ہے)

[٧٤٤١-] حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم أَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ، فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ، وَقَالَ لَهُمْ:" اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، فَإِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ"
[راجع: ٣١٤٦]

آئندہ حدیث: میں ولقاؤك حق ہے، اس مناسبت سے حدیث لائے ہیں۔

[٧٤٤١-] حدثنا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی الله عليه وسلم إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ:" اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ، وَبِكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ"

قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ، وَأَبُوْ الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ: قَيَّامٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿الْقَيُّوْمُ﴾: الْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ. وَقَرَأَ عُمَرُ: الْقَيَّامُ. وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ.[راجع: ١١٢٠]

وضاحت: سلیمان احول کی روایت میں ذکر میں قَیِّم ہے، اور قیس اور ابوالزبیر کی روایت میں قَیَّام ہے......اور آیت الکرسی میں جو القیوم ہے اس کے معنی مجاہدؒ نے ہر چیز کا نگہبان کئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قراءت میں آیت الکرسی میں القَیَّام تھا، اور القیوم اور القیام: دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں اور تعریف ہیں

آئندہ روایت: میں ہے: و لا حجاب یحجبه: کوئی پردہ حائل نہ ہوگا: اس سے استدلال کیا ہے۔

[۷٤٤۳-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم" مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ"[راجع: ۱٤۱۳]

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" دو جنتیں: ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے چاندی کا ہے۔ اور دو جنتیں: ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سونے کا ہے۔ اور نہیں ہے جنت عدن میں لوگوں کے درمیان اور اس بات کے درمیان کہ وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں (یہاں باب ہے) مگر اللہ کے چہرے کی عظمت کی چادر (شرح تحفۃ القاری ۵۳۸:۹ میں ہے)

[۷٤٤٤-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: "جَنَّتَانِ: مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا، وَجَنَّتَانِ: مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ"[راجع: ٤۸۷۸]

آئندہ حدیث: میں لَقِیَ اللّٰہ سے استدلال کیا ہے۔

[۷٤٤۵-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ، وَجَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:" مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ"

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ:﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُوْلٰئِكَ لَاخَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ﴾الآيَةَ.[آلِ عمران: ۷۷] [راجع: ۲۳۵٦]

آئندہ حدیث: سے استدلال اس طرح کریں گے کہ جب اللہ کی شدید ناراضگی عدم رویت کا سبب ہے تو خوشنودی حصول رویت کا سبب ہے (حاشیہ)

[۷٤٤٦-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ

إِلَيْهِمْ: رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَتِهِ: لَقَدْ أُعْطِىَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أُعْطِىَ، وَهُوَ كَاذِبٌ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اَلْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِىْ، كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَالَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ"[راجع: ۲۳۵۸]

آئندہ حدیث: میں ہے: ستلقون ربکم: عنقریب اپنے ربّ سے ملاقات کروگے پس وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھیں گے (یہاں باب ہے)

[۷۴۴۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِىْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِىْ بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلاَثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِىْ بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ، أَىُّ شَهْرٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ:" أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟" قُلْنَا: بَلٰى. قَالَ: "أَىُّ بَلَدٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. قَالَ: "أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟" قُلْنَا: بَلٰى. قَالَ:" فَأَىُّ يَوْمٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ:" أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟" قُلْنَا: بَلٰى. قَالَ:" فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ- قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَأَعْرَاضَكُمْ- عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِىْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِىْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلاَ فَلاَ تَرْجِعُوْا بَعْدِىْ ضُلاَّلاً، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلاَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَبْلُغُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعَى مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ" فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ: صَدَقَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ قَالَ:" أَلاَ هَلْ بَلَّغْتُ؟ أَلاَ هَلْ بَلَّغْتُ؟"[راجع:۶۷]

وضاحت: ابن سرین رحمہ اللہ حدیث بیان کرکے کہتے تھے: نبی ﷺ نے صحیح فرمایا، بعض تلامذہ اپنے استاذ سے احفظ ہوتے ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِى قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

اللہ کی صفتِ رحمت اور اس کا صفتِ غضب پر غلبہ

بہت سی آیات میں اللہ کی صفتِ رحمت (مہربانی) کا ذکر آیا ہے، اور غضب (شدید ناراضگی) بھی اللہ کی صفت ہے، مگر حدیث میں صراحت ہے کہ رحمت غضب پر غالب ہے یعنی مہربانی تو ہر کسی پر کرتے ہیں، چاہے وہ مہربانی کا مستحق ہو یا نہ ہو،

اور غضب ناگزیر صورت ہی میں نازل ہوتا ہے اور آخرت میں کفار ہی اس کے مورد ہونگے۔

آیتِ کریمہ: سورۃ الاعراف (آیت ۵۶) میں ہے: ''بے شک اللہ کی رحمت نیک کام کرنے والوں سے نزدیک ہے'' (لہٰذا ان کو ڈر اور امید سے پکاریں، اس سے صفتِ رحمت بھی ثابت ہوئی، اور اس کا قرب بھی، یہی رحمت کا غلبہ ہے)

حدیث: میں إنما یرحم اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ مہربانی کرتے ہیں، اس سے صفتِ رحمت ثابت ہوئی۔

[۲۵-] بَابُ مَاجَاءَ فِی قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

[۷۴۴۸-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِی عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم يَقْضِی، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا، فَأَرْسَلَ: '' إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلٌّ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ'' فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ، فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَقُمْتُ مَعَهُ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ، وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الصَّبِیَّ وَنَفْسُهُ تُقَلْقَلُ فِی صَدْرِهِ- حَسِبْتُهُ قَالَ: كَأَنَّهَا شَنَّةٌ- فَبَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَتَبْكِیْ؟ فَقَالَ: '' إِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ''[راجع: ۱۲۸۴]

لغت: قَلْقَلَ الشیئَ: حرکت دینا...... شَنَّة: پرانا مشکیزہ۔

آئندہ حدیث: میں ہے: اللہ نے جنت سے فرمایا: أنتِ رحمتی: تو میری مہربانی ہے، یہاں باب ہے۔ اور حدیث مع شرح تحفۃ القاری (۹: ۵۱۳) میں گذر چکی ہے۔

[۷۴۴۹-] حَدَّثَنِی عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ إِلٰى رَبِّهِمَا، فَقَالَتِ الْجَنَّةُ: يَا رَبِّ! مَالَهَا لاَ يَدْخُلُهَا إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ، وَقَالَتِ النَّارُ: فَقَالَ لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِیْ! وَقَالَ لِلنَّارِ: أَنْتِ عَذَابِیْ أُصِيْبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا. قَالَ: فَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ يَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَإِنَّهُ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ يَشَاءُ فَيُلْقَوْنَ فِيْهَا، فَتَقُوْلُ: هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ؟ ثَلاَثًا، حَتّٰى يَضَعَ قَدَمَهُ فِيْهَا فَتَمْتَلِئُ، وَيُرَدُّ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ وَتَقُوْلُ: قَطِ قَطِ قَطِ''[راجع: ۴۸۴۹]

قوله: مالها: أی مالی لایدخلنی...... قالت النار: کے بعد تمام نسخوں میں مقولہ رہ گیا ہے: أی أُوْثِرْتُ

بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْن...... أُصِيْبُ بِكِ من أشاء سے رحمت کا غلبہ مفہوم ہوتا ہے۔

قوله: إنه يُنْشِئُ للنار من يشاء: یہ راوی کا وہم ہے، جنت کے لئے نئی مخلوق پیدا کریں گے اور جہنم کو قدم رکھ کر سکیڑ دیں گے، کما سبق فی تحفۃ القاری (۹: ۵۱۳)

آئندہ حدیث: میں ہے: ثم يدخلهم الله الجنة بفضل رحمته: اس سے اللہ کی صفت رحمت ثابت ہوئی...... سَفْع: جھلسنا۔

[۷۴۵۰-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَيُصِيْبَنَّ أَقْوَامًا سَفْعٌ مِنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ أَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً، ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ فَيُقَالُ لَهُمْ: الْجَهَنَّمِيُّوْنَ" قَالَ هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۶۵۵۹]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا﴾

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہیں کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ نہ دیں

(اللہ تعالیٰ کی صفتِ قیومیّت کا بیان)

القیوم: وہ ذات جو اپنے بل پر ہمیشہ قائم رہے اور اپنے ماسوا ہر چیز کی نگراں ومحافظ ہو، اللہ تعالیٰ کی یہ صفت آیت الکرسی میں آئی ہے: ﴿اللّٰهُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾: اللہ تعالیٰ: کوئی معبود نہیں ان کے سوا، (ہمیشہ) زندہ (تمام عالم کا) سنبھالنے والا (البقرۃ: ۲۵۵) اور باب کی آیت میں بھی اللہ کی قیومیت کا بیان ہے، یہ سورۃ الفاطر کی آیت ۴۱ ہے۔ اور حدیث تحفۃ القاری (۹: ۴۷۰) میں گذری ہے، اس میں اللہ کی عظمت وقدرت کا بیان ہے، قیامت کے دن سارے آسمان اللہ کی ایک انگلی پر ہونگے، پس ان کے لئے آسمانوں کا سنبھالنا کیا مشکل ہے؟ مگر مشرکوں نے اللہ کی ایسی عظمت نہیں پہچانی جیسا اس کی عظمت کا حق ہے، اور بے جان مورتیوں کو اور ناتواں بندوں کو خدائی میں ساجھی بنا دیا۔

[۲۶-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا﴾

[۷۴۵۱-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ يَضَعُ السَّمَاءَ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالْأَرْضَ عَلٰى أَصْبَعٍ، وَالْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى

إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَقُوْلُ بِيَدِهِ: أَنَا الْمَلِكُ! فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَقَالَ: ﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾[الأنعام: ٩١] [راجع: ٤٨١١]

بَابُ مَاجَاءَ فِي تَخْلِيْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَلَائِقِ

آسمانوں اور زمین کو اور ان کے علاوہ دیگر مخلوقات کو پیدا کرنے کا بیان

(تکوین صفتِ ذات ہے یا صفتِ فعل؟ پھر قدیم ہے یا حادث؟)

كَوَّنَ تكوينا: وجود میں لانا۔ خَلَّقَ تخليقا: پیدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی سات صفات ذاتیہ قدیمہ ہیں، وہ ذات سے منفک نہیں ہوسکتیں، کیونکہ وہ لازم ذات ہیں: (۱) حیات (حیات نہیں ہوگی تو وہ معدوم ہونگے) (۲) علم (علم نہیں ہوگا تو وہ جاہل ہونگے) (۳) سمع (سمع نہیں ہوگا تو وہ بہرے ہوں گے) (۴) بصر (وہ بینا نہیں ہونگے تو اندھے ہونگے) (۵) ارادہ (وہ مرید نہیں ہونگے تو بت ہونگے) (۶) قدرت (وہ قادر نہیں ہونگے تو عاجز ہونگے) (۷) کلام (وہ متکلم نہیں ہونگے تو گونگے ہوں گے) —— اور یہ اضداد شانِ الوہیت کے خلاف ہیں، اس لئے یہ سات صفات تو ذات آلٰہ کے لئے لازم ہیں، ذاتی ہیں اور قدیم (ہمیشہ سے) ہیں —— جیسے حیوانیت اور ناطقیت انسان کے لئے لازم ذات ہیں، اس لئے دونوں انسان کی کلی ذاتی ہیں۔

صفتِ تکوین:

علاوہ ازیں ایک آٹھویں صفت تکوین بمعنی تخلیق ہے، یہ صفتِ ذات ہے یا صفتِ فعل؟ **جواب**: یہ ذوجہتین ہے، اس کی جو جانب اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وہ قدیم ہے، اور جو جانب مخلوقات کی طرف ہے وہ حادث ہے، بہ الفاظ دیگر: یہ فعلی صفت ہے اور قدیم ہے، اور مخلوقات کے ساتھ اس کا تعلق حادث ہے، اس لئے مکون (اسم مفعول) بھی حادث ہے، یہی حال دیگر صفاتِ فعلیہ کا ہے، جیسے رازق ہونا: صفتِ فعل ہے، اس کی جو جانب اللہ کی طرف ہے وہ قدیم ہے، اللہ تعالیٰ مرزوق کے وجود سے پہلے بھی رازق تھے، اور مرزوق کے ساتھ اس کا تعلق حادث ہے، اس لئے رزق رسانی حادث ہے۔

اس کی نظیر: تقدیر کا مسئلہ ہے، تقدیر کی جو جانب اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وہ مبرم (قطعی) ہے، کیونکہ وہ اللہ کے شمول علم کے ساتھ ہے، اور اس کی جو جانب بندوں کی طرف ہے وہ معلق (قابل تبدیلی) ہے، کیونکہ وہ بندوں کے عدم علم کے ساتھ ہے، اور خود تقدیر ازلی ہے، اسی طرح صفت تکوین بھی ازلی ہے، کیونکہ مکون (اسم فاعل) ازلی ہے، البتہ مکون (اسم مفعول) حادث ہے۔

یہ بات امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرح بیان کی ہے:

''اور وہ (پیدا کرنا) پروردگار کا فعل ہے، اور ان کا حکم ہے یعنی مخلوقات ان کے حکم سے وجود پذیر ہوئی ہیں، پس پروردگار اپنی صفات (ذاتیہ) کے ساتھ اور اپنے فعل اور اپنے حکم اور اپنے کلام (کلمہ کن مراد ہے، پس حکم اور کلام ایک ہیں) کے ساتھ ہی خالق ومکون (اسم فاعل) ہیں، اور جو کچھ ان کے فعل سے، ان کے حکم سے اور ان کے پیدا کرنے اور ان کے بنانے سے ہے: وہ بنایا ہوا، پیدا کیا ہوا اور وجود میں لایا ہوا ہے (اس لئے حادث ہے)

اور یہی بات امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب **خلق أفعال العباد** میں اس طرح بیان کی ہے:

فاعل، فعل اور مفعول میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ قدریہ (معتزلہ) کہتے ہیں: انسان کے سارے افعال انسان کے پیدا کردہ ہیں۔ اور جبریہ کہتے ہیں: انسان کے سارے افعال اللہ کے پیدا کردہ ہیں۔ اور جہمیہ کہتے ہیں: فعل اور مفعول ایک ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ کلمہ کن مخلوق ہے۔ اور سلف کہتے ہیں کہ پیدا کرنا اللہ کا فعل ہے، اور ہمارے افعال مخلوق ہیں، پس اللہ کا فعل اللہ کی صفت ہے، اور مفعول اللہ کے علاوہ دیگر مخلوقات ہیں'' (یہ بات حاشیہ میں منقول ہے)

اور حدیث: میں سورۃ آلِ عمران کی (آیت ۱۹۰) ہے: ''بے شک آسمانوں اور زمین کے بنانے میں، اور رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے میں اہل عقل کے لئے دلائل ہیں'' —— اس سے ثابت ہوا کہ تخلیق اور تقلیب اللہ کے افعال ہیں، اور یہی تکوین ہے، اور کائنات اور رات دن کا الٹ پھیر مخلوق اور حادث ہیں، جو خالق وقدیم پر دال ہیں۔

فائدہ: اللہ کی صفات کی دو قسمیں ہیں: صفاتِ ذات (ان کو صفاتِ حقیقیہ بھی کہتے ہیں) اور صفاتِ فعل (ان کو اسمائے حسنیٰ بھی کہتے ہیں)

۱- صفاتِ ذات: وہ صفات ہیں جو لازم ذات ہوتی ہیں، جن کے بغیر ذات بے معنی ہوتی ہے، اور ان کے اضداد کے ساتھ ذات کو متصف کرنا جائز نہیں ہوتا، جیسے حیات: ذاتی صفت ہے۔

۲- صفاتِ فعل: وہ صفات ہیں جو لازم ذات نہیں ہوتیں، بلکہ وہ ذات کے کمالات پر دلالت کرتی ہیں، اور ان کی اضداد کے ساتھ ذات کو متصف کرنا جائز ہوتا ہے، جیسے زندہ کرنا اور مارنا۔

ملحوظہ: یہ فائدہ رحمۃ اللہ الواسعہ (۱: ۶۵۴) میں حوالہ کے ساتھ ہے۔

[۲۷-] بَابُ مَاجَاءَ فِی تَخْلِیْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَغَیْرِهَا مِنَ الْخَلاَئِقِ

وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ وَأَمْرُهُ، فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهِ وَفِعْلِهِ وَأَمْرِهِ وَكَلاَمِهِ هُوَ الْخَالِقُ الْمُكَوِّنُ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ، وَمَاكَانَ بِفِعْلِهِ وَأَمْرِهِ وَتَخْلِیْقِهِ وَتَكْوِیْنِهِ فَهُوَ مَفْعُوْلٌ مَخْلُوْقٌ مُكَوَّنٌ.

[۷۴۵۲-] حدثنا سَعِیْدُ بْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ شَرِیْكُ بْنُ

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِیْ نَمِرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ فِیْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً، وَالنَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم عِنْدَهَا، لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم بِاللَّيْلِ، فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ، فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ: ﴿ إِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ إِلٰی قَوْلِهِ: ﴿ لِأُوْلِی الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ، ثُمَّ صَلّٰی إِحْدَی عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّی رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّی لِلنَّاسِ الصُّبْحَ. [راجع: ۱۱۷]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ﴾

ہماری بات ہمارے پیغمبروں کے لئے پہلے سے مقرر ہو چکی ہے

(اللہ کا کلمہ جس سے کائنات وجود پذیر ہوئی ہے قدیم ہے)

یہ ذیلی باب ہے، گذشتہ باب میں جو تکوین کی بحث میں تھا: اللہ کے کلام کا ذکر آیا تھا، یہ کلام: کلمہ کی جمع ہے، اللہ کی صفت کلام نہیں، اس کا ذکر تفصیل سے آگے آئے گا، یہ کلمہ جس سے کائنات وجود پذیر ہوتی ہے: قدیم ہے، سورۃ الصافات (آیت ۱۷۱) میں ہے: ''اللہ کا کلمہ انبیاء کی نصرت وغلبہ کا پہلے سے (ازل سے) مقرر ہو چکا ہے، اسی قدیم فیصلہ کے مطابق معاملات وجود میں آتے ہیں، جو حادث ہوتے ہیں، اور وہ تقدیر الٰہی کا ظہور ہوتے ہیں۔

حدیث: جب اللہ تعالیٰ نے (ازل میں) مخلوقات کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تو ایک نوشتہ میں لکھا، اور وہ نوشتہ عرش پر اللہ کے پاس ہے کہ میری مہربانی میری ناراضگی پر چھائی رہے گی (یہی وہ کلمہ ہے جو ازلی قدیم ہے)

[۲۸-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ﴾

[۷۴۵۳-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِی مَالِكٌ، عَنْ أَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ: '' لَمَّا قَضَی اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ: إِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ''[راجع: ۳۱۹۴]

آئندہ حدیث: تین جگہ آئی ہے، پہلی مرتبہ تحفۃ القاری (۶: ۴۸۰) میں آئی ہے، اور آخری مرتبہ یہاں آئی ہے، اس میں ہے: ''پھر اللہ تعالیٰ جنین کی طرف فرشتہ بھیجتے ہیں، پس اس کو چار باتوں کی اطلاع کی جاتی ہے'' (یہی وہ بات ہے جو پہلے سے طے ہے، جو فرشتہ کو بتائی جاتی ہے، اور وہ اس کو لکھتا ہے، یہ تقدیر کا ظہور اولی ہے)

[٧٤٥٤-] حدثنا آدمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ: " إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ: أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَهُ، ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَهُ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيُؤْذَنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَعَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، لَا يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا"

[راجع: ٣٢٠٨]

آئندہ حدیث: دوجگہ آئی ہے (تحفۃ القاری ۶:۴۸۳ و ۹:۳۷۰) اور یہاں آخری مرتبہ آئی ہے، آیت میں ﴿بِأَمْرِ رَبِّكَ﴾ سے مرادکلام ہے، یا ﴿نَتَنَزَّلُ﴾ سے مراد وحی ہے، (حاشیہ) یہی وہ کلمہ ہے جو ازل سے طے ہے۔

[٧٤٥٥-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " يَا جِبْرَئِيْلُ! مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُوْرَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا" فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ، لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ [مريم: ٦٤] قال: هٰذَا كَانَ الْجَوَابُ لِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ٣٢١٨]

آئندہ حدیث: تین جگہ آئی ہے، پہلی مرتبہ تحفۃ القاری (۱:۴۳۱) میں آئی ہے، اور ایک جگہ آگے آئے گی۔ اس میں روح کے بارے میں ہے: ﴿مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ﴾ یعنی کلمہ کن سے یا وحی سے جنین پر غیب سے ایک چیز نازل ہوتی ہے جو اس کی حیات کا موجب بنتی ہے، یہی وہ کلمہ ہے جو ازل سے طے ہے۔

[٧٤٥٦-] حدثنا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ، وَهُوَ مُتَوَكِّئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ، فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوْهُ، فَسَأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ، فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى الْعَسِيْبِ وَأَنَا خَلْفَهُ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوْحىٰ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلاً﴾ [الإسراء: ٨٥] فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ. [راجع: ١٢٥]

آئندہ حدیث: سات مرتبہ آچکی ہے، پہلی مرتبہ تحفۃ القاری (۱:۲۵۷) میں آئی ہے، اور ایک مرتبہ ابھی آگے آئے گی، اس میں: تصديق كلماته ہے، یہ جزء باب سے متعلق ہے۔

[۷۴۵۷-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ، وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ، بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ، مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ "[راجع: ٣٦]

آئندہ حدیث: تین جگہ آئی ہے، پہلی مرتبہ تحفۃ القاری (۱:۴۲۸) میں آئی ہے، اور یہاں آخری مرتبہ آئی ہے، اس میں ہے: لتكون كلمة الله هي العليا: یہاں باب ہے۔

[۷۴۵۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً، فَأَيُّ ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: " مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ "[راجع: ١٢٣]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿إِنَّمَا أَمْرُنَا لِشَيْءٍ﴾

اللہ تعالیٰ کے امر (حکم) کا بیان

یہ بھی ذیلی باب ہے، گذشتہ سے پیوستہ باب میں اللہ کے امر کا ذکر آیا ہے، اس باب میں اس کا بیان ہے اور باب میں آیت غلط لکھی گئی ہے، اصل آیت سورۃ النحل کی (آیت ۴۰) اس طرح ہے: ﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَّقُوْلَ لَهُ: كُنْ، فَيَكُوْنَ﴾: بس ہمارا کہنا کسی چیز کو جب ہم اس کو پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس سے کہتے ہیں: ہوجا تو وہ موجود ہوجاتی ہے، اس آیت میں لفظ امر نہیں ہے ـــــ اور حاشیہ میں ہے کہ امام صاحب سورۃ القمر کی (آیت ۵۰) لکھنا چاہتے تھے، وہ یہ ہے: ﴿وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ﴾: اور نہیں ہے ہمارا حکم مگر یکبارگی، جیسے آنکھوں کا جھپکانا۔ اس میں لفظ امر ہے ـــــ مگر میں نے کتاب میں تصحیح نہیں کی، کیونکہ لفظ امر ختم ہوجاتا۔ پہلی حدیث میں ہے: حتى يأتي أمر الله: یہاں تک کہ آجائے ان کے پاس اللہ کا حکم (تحفۃ القاری ۷:۱۷۶) اور دوسری حدیث میں بھی: حتى يأتي أمر الله ہے۔

[۲۹-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿إِنَّمَا أَمْرُنَا لِشَيْءٍ﴾

[۷۴۵۹-] حدثنا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ قَوْمٌ ظَاهِرِيْنَ

عَلٰی النَّاسِ، حَتّٰی یَأْتِیَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ“[راجع: ٣٦٤٠]

[٧٤٦٠-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم، يَقُوْلُ:” لَا تَزَالُ مِنْ أُمَّتِیْ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ، مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ، وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتّٰی يَأْتِیَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ“ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ: سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُوْلُ: وَهُمْ بِالشَّامِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: هٰذَا مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ: وَهُمْ بِالشَّامِ.[راجع: ٧١]

آئندہ حدیث: چار جگہ آئی ہے، پہلی مرتبہ تحفۃ القاری (۷:۱۶۴) میں آئی ہے، اور یہاں آخری مرتبہ آئی ہے، اس میں ہے: ”اور تو ہرگز نہیں بڑھے گا اللہ کے حکم سے جو تیرے حق میں ہے“ (یہاں باب ہے)

[٧٤٦١-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ حُسَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: وَقَفَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم عَلٰی مُسَيْلِمَةَ فِیْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: ”لَوْسَأَلْتَنِیْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ“[راجع: ٣٦٢٠]

آئندہ حدیث: ابھی گذری ہے، آیت کریمہ میں روح کے بارے میں ہے: ﴿مِنْ أَمْرِیْ رَبِّیْ﴾: یہاں باب ہے، اور اعمش کی قراءت میں نو ما أوتوا ہے یعنی یہود نہیں دیئے گئے۔

[٧٤٦٢-] حدثنا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم فِیْ بَعْضِ حَرْثٍ أَوْ: خَرِبِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰی عَسِيْبٍ مَعَهُ، فَمَرَرْنَا عَلٰی نَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوْهُ أَنْ يَجِیْءَ فِيْهِ بِشَیْءٍ تَكْرَهُوْنَهُ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَنَسْأَلَنَّهُ. فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوْحٰی إِلَيْهِ فَقَالَ: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ، قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّیْ وَمَا أُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ قَالَ الْأَعْمَشُ: هٰكَذَا فِیْ قِرَاءَتِنَا.[راجع: ١٢٥]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّیْ﴾ إِلٰی آخِرِ الْآيَةِ

اللہ تعالیٰ کی باتیں لکھنے کے لئے سمندروں کی سیاہی ناکافی ہے

یہ پیوستہ در پیوستہ باب ہے، باب ۲۸ میں ’اللہ کے کلمات‘ کا ذکر آیا ہے، یہ اس کا ذیلی باب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں

بے نہایت ہیں، اس لئے کہ ان کا علم غیر محدود ہے، سورۃ الکہف کی (آیت ١٠٩) ہے: ''کہیں: اگر ہو سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی تو سمندر نمٹ جائیں میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے، اگرچہ لائیں ہم اس کا مانند مدد کے لئے''

اور سورۃ لقمان (آیت ٢٧) میں ہے: ''اور اگر جو درخت زمین میں ہیں: قلمیں ہوں، اور سمندر: اس کی مدد کو آئیں اس کے بعد سات سمندر تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہیں ہونگی، بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں!''

اور سورۃ الاعراف کی (آیت ٥٤) ہے: ''بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے! جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں (ادوار) میں پیدا کیا، پھر وہ تختِ شاہی پر متمکن ہوا، ڈھانکتا ہے رات کو دن، ڈھونڈھتا ہے رات کو تیزی سے، اور (پیدا کیا) سورج، چاند اور ستاروں کو، درانحالیکہ وہ اللہ کے حکم کے تابع ہیں، سنو! اللہ کے لئے ہے پیدا کرنا اور حکم دینا، بڑی برکت والے ہیں وہ اللہ جو سارے جہانوں کے پالنہار ہیں!'' ـــــ سَخَّر: ذَلَّلَ: تابع کیا۔

اور حدیث: ابھی گذری ہے، اس میں ہے: وتصدیقُ کلماته: اللہ کے فرمودات کی تصدیق ہی نے نکالا، یہاں باب ہے۔

[٣٠-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ﴾ إِلٰى آخِرِ الآيَةِ

وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

وَقَوْلِهِ: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سَخَّرَ: ذَلَّلَ.

[٧٤٦٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ، لاَ يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلاَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِهِ، وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدُّهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ" [راجع: ٣٦]

بَابٌ: فِي الْمَشِيْئَةِ وَالإِرَادَةِ

اللہ تعالیٰ کی صفتِ مشیت وارادہ کا بیان

مشیت اور ارادہ ایک ہیں، ارادہ ذاتی صفت ہے، اور اس کے معنی ہیں: مقدور کی دو جانبوں میں سے ایک جانب کو واقع

کرنا، معتزلہ صفتِ ارادہ کو مخلوق (حادث) مانتے ہیں، یہ باب ان پر رد ہے، اور قرآنِ کریم میں چالیس سے زیادہ مقامات میں مشیت کا ذکر ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان میں سے پانچ آیتیں ذکر کی ہیں:

پہلی آیت: سورۃ آلِ عمران کی (آیت ۲۶) ہے: ''کہیں: اے اللہ! اے ملک کے مالک! آپ ملک جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں، اور جس سے چاہتے ہیں لے لیتے ہیں، اور جس کو چاہتے ہیں غالب کرتے ہیں، اور جس کو چاہتے ہیں پست کرتے ہیں، آپ کے ہاتھ میں (اختیار میں) بھلائی ہے (اور برائی بھی) بے شک آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں''

دوسری آیت: سورۃ الدہر کی (آیت ۳۰) ہے: ''اور نہیں چاہتے تم مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہیں'' —— بندوں کا چاہنا ان کا ایک فعل ہے، اور بندوں کے افعالِ اختیاریہ کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں، پس ان کا چاہنا بھی اللہ کے چاہنے کے تابع ہے، بندوں کا کوئی فعل اللہ کی قدرت سے باہر نہیں ہوسکتا، رہا یہ خیال کہ پھر تو بندے مجبور و عاجز ہوئے، پھر جزاؤ سزا کیسی؟

جواب: بندوں کا کسب کے درجہ تک اختیار ہے، اور جزاؤ سزا کے لئے کامل اختیار ضروری نہیں، جزوی اختیار بھی کافی ہے۔

تیسری آیت: سورۃ الکہف کی (آیت ۲۳) ہے: ''اور آپ کسی کام کی نسبت یہ نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کروں گا، مگر اللہ کے چاہنے کو ملا دیا کیجئے''

چوتھی آیت: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے ایمان نہ لانے کے سلسلہ میں سورۃ القصص کی (آیت ۵۶) نازل ہوئی: ''بے شک آپ جس کو چاہیں راہِ راست پر نہیں لا سکتے، ہاں اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں راہِ راست پر لاتے ہیں!''

پانچویں آیت: سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۸۵) ہے: ''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتے ہیں، اور تم کو دشواری میں ڈالنا نہیں چاہتے'' اس میں صفتِ ارادہ کا ذکر ہے، اور ارادہ اور مشیت ایک ہیں، ایک حقیقت کو مختلف الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

[۳۱-] بَابٌ: فِي الْمَشِيْئَةِ وَالإِرَادَةِ

[۱-] وَقَوْلُ اللّٰهِ: ﴿تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ﴾ [۲-] ﴿وَمَا تَشَآءُ وْنَ إِلَّآ أَنْ يَشَآءَ اللّٰهُ﴾ [۳-] ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ إِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّآ أَنْ يَشَآءَ اللّٰهُ﴾ [۴-] ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْ مَنْ يَشَآءُ﴾ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ: نَزَلَتْ فِیْ أَبِیْ طَالِبٍ. [۵-] ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

اس باب میں سترہ حدیثیں ہیں، اور سب پہلے آچکی ہیں، سب میں مشیت کا ذکر ہے۔ اور مشیت اور ارادہ ایک ہیں۔

پہلی حدیث: جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو مضبوطی سے مانگے، اور ہرگز نہ کہے: ''اے اللہ! آپ چاہیں تو مجھے دیں (اللہ کی صفتِ مشیت ثابت ہوئی) بلکہ مضبوطی سے مانگے، کیونکہ ان پر زبردستی کرنے والا کوئی نہیں'' (تحفۃ القاری ۱۱: ۲۴۱)

[٧٤٦٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:" إِذَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ فَاعْزِمُوْا فِي الدُّعَاءِ، وَلاَ يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ: إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِيْ، فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ مُسْتَكْرِهَ لَهُ"[راجع: ٦٣٣٨]

آئندہ حدیث: تین جگہ گذری ہے اور یہاں آخری مرتبہ آئی ہے، اس میں ہے:" ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں، جب اللہ ہمیں اٹھانا چاہتے ہیں ہم اٹھتے ہیں" (تحفۃ القاری ۳: ۴۵۲)

[٧٤٦٥-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ:" أَلاَ تُصَلُّوْنَ؟" قَالَ عَلِيٌّ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ قُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ، وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ، وَيَقُوْلُ: ﴿وَكَانَ الإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلاً﴾[الكهف: ٥٤] [راجع: ١١٢٧]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۱۰: ۴۷۸) میں گذری ہے۔ اس میں ہے:" اللہ تعالیٰ اس (درخت صنوبر) کو توڑ کر علاحدہ کر دیتے ہیں جب چاہتے ہیں"

[٧٤٦٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلاَلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:" مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ، يَفِيْءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيْحُ تُكَفِّئُهَا، فَإِذَا سَكَنَتِ اعْتَدَلَتْ، وَكَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّأُ بِالْبَلاَءِ، وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ"[راجع: ٥٦٤٤]

آئندہ حدیث: پانچ جگہ آئی ہے، پہلی مرتبہ تحفۃ القاری (۲: ۴۱۸) میں آئی ہے اور ایک مرتبہ آگے آئے گی، اس کے آخر میں ہے:" اللہ نے فرمایا: پس یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں عطا کروں!" (یہاں باب ہے)

[٧٤٦٧-] حدثنا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ: "إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ، كَمَا بَيْنَ صَلاَةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ، أُعْطِيَ أَهْلُ

التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ، فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى انْتَصَفَ النَّهَارُ، ثُمَّ عَجَزُوْا، فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا، ثُمَّ أُعْطِىَ أَهْلُ الإِنْجِيْلِ الإِنْجِيْلَ، فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ عَجَزُوْا، فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا، ثُمَّ أُعْطِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتّٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ، فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ، قَالَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ: رَبَّنَا هٰؤُلَآءِ أَقَلُّ عَمَلاً وَأَكْثَرُ أَجْرًا؟! قَالَ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالُوْا: لَا، فَقَالَ: فَذٰلِكَ فَضْلِىْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ"[راجع: ٥٥٧]

اگلی حدیث: کا یہ جملہ باب سے متعلق ہے: فذلك إلى الله، إن شاء عذبه، وإن شاء غفر له۔

[٧٤٦٨-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِى إِدْرِيْسَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِىْ رَهْطٍ، قَالَ: "أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوْنِىْ فِىْ مَعْرُوْفٍ، فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِى الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ، وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ"[راجع: ١٨]

اگلی حدیث: میں ہے: استثنى: أى: قال: إن شاء الله (یہاں باب ہے)

[٧٤٦٩-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ سُلَيْمَانَ كَانَ لَهُ سِتُّوْنَ امْرَأَةً فَقَالَ: لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَائِىْ، فَلَتَحْمِلَنَّ كُلُّ امْرَأَةٍ وَلَتَلِدَنَّ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَطَافَ عَلٰى نِسَائِهِ، فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ، قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لَوْ كَانَ سُلَيْمَانُ اسْتَثْنٰى لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ، فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ"[راجع: ٢٨١٩]

اگلی حدیث: میں ہے: طَهور إن شاء الله (یہ باب ہے)

[٧٤٧٠-] حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ فَقَالَ: "لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" قَالَ: قَالَ الأَعْرَابِيُّ: طَهُوْرٌ؟! بَلْ هِىَ حُمَّى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ، تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " فَنَعَمْ إِذَنْ"[راجع: ٣٦١٦]

اگلی روایت: میں ہے:إن الله قبض أرواحكم حين شاء، وردَّها حين شاء (اس سے مشیت ثابت ہوئی)

[٧٤٧١-] حدثنا ابْنُ سَلَّامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، حِيْنَ نَامُوْا عَنِ الصَّلاَةِ، قَالَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ، وَرَدَّهَا حِيْنَ شَاءَ" فَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَتَوَضَّئُوْا إِلٰى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ فَقَامَ فَصَلّٰى.[راجع: ٥٩٥]

اگلی حدیث: میں ہے:أو كان ممن استثنى الله: یہ اشارہ ہے سورۃ الزمر کی (آیت ٦٨) کی طرف:﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ﴾:اور صور میں پھونکا جائے گا، پس ہوش اڑ جائیں گے ان لوگوں کے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں (وہ بے ہوش نہیں ہوگا)

[٧٤٧٢-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ وَالْأَعْرَجِ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَخِیْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِیْ عَتِيْقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِیْ اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ! فِیْ قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ، فَقَالَ الْيَهُوْدِیُّ: وَالَّذِیْ اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْعَالَمِيْنَ! فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُوْدِیَّ، فَذَهَبَ الْيَهُوْدِیُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِیْ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" لَاتُخَيِّرُوْنِیْ عَلٰى مُوْسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ، فَإِذَا مُوْسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ! فَلَا أَدْرِیْ، أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِیْ أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ"[راجع: ٢٤١١]

اگلی حدیث: میں ہے:فلا يقر بها الدجال ولا الطاعون إن شاء الله (یہاں باب ہے)

[٧٤٧٣-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِیْ عِيْسٰى، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" الْمَدِيْنَةُ يَأْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُوْنُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ"[راجع: ١٨٨١]

اگلی حدیث: میں ہے:فأريد إن شاء الله (یہاں باب ہے)

[٧٤٧٤-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ، فَأُرِيْدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[راجع: ٦٣٠٤]

اگلی حدیث: میں ہے: فنزعتُ ماشاء اللہ (یہ باب ہے)

[۷۴۷۵-] حدثنا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلٍ اللَّخْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِى عَلٰى قَلِيْبٍ فَنَزَعْتُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَنْزِعَ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِىْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِىْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِىْ فَرِيَّهُ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهُ بِعَطَنٍ" [راجع: ۳۶۶۴]

اگلی حدیث: میں ہے: يقضى الله على لسان رسوله بما شاء (مشیت ثابت ہوئی)

[۷۴۷۶-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِىْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِىْ مُوْسَى، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ، وَرُبَّمَا قَالَ: جَاءَهُ السَّائِلُ، أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ:" اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا، وَيَقْضِى اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهِ بِمَا شَاءَ" [راجع: ۱۴۳۲]

اگلی حدیث: اس باب کی پہلی حدیث کے ہم معنی ہے اور إنه يفعل مايشاء سے استدلال کیا ہے۔

[۷۴۷۷-] حدثنا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ إِنْ شِئْتَ، ارْحَمْنِىْ إِنْ شِئْتَ، ارْزُقْنِىْ إِنْ شِئْتَ، وَلْيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهُ، إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ، لَا مُكْرِهَ لَهُ" [راجع: ۶۳۳۹]

اگلی حدیث: میں جو واقعہ ہے، اس واقعہ میں جو آیات نازل ہوئی ہیں، ان میں یہ آیت ہے: ﴿سَتَجِدُنِىْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا﴾ [الکہف:۶۹] اس آیت تک امام صاحب نے کمند پھینکی ہے (حاشیہ)

[۷۴۷۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ عَمْرٌو، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِىْ ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِى صَاحِبِ مُوْسَى: أَهُوَ خَضِرٌ؟ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّىْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِىْ هٰذَا فِىْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِىْ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهِ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَذْكُرُ شَأْنَهُ: يَقُوْلُ:" بَيْنَا مُوْسَى فِى مَلَإٍ مِنْ بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ إِذْ جَاءَهُ

رَجُلٌ، فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ مُوْسَى: لاَ، فَأُوْحِيَ إِلَى مُوْسَى: بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ. فَسَأَلَ مُوْسَى السَّبِيْلَ إِلَى لُقِيِّهِ، فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ آيَةً، وَقِيْلَ لَهُ: إِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ، فَكَانَ مُوْسَى يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ فَتَى مُوْسَى، لِمُوْسَى:﴿ أَرَءَ يْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾ قَالَ مُوْسَى:﴿ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا○ فَوَجَدَا﴾ خَضِرًا، فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ"[راجع: ٧٤]

اگلی روایت: میں ہے کہ ہم کل اگر اللہ نے چاہا خیف بنی کنانہ میں پڑاؤ ڈالیں گے۔

[٧٤٧٩-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ" يُرِيْدُ الْمُحَصَّبَ.[راجع: ١٥٨٩]

آئندہ حدیث: میں ہے: إنّا قافلون غدًا إن شاء الله: اس سے بھی مشیت وارادہ ثابت ہوا۔

[٧٤٨٠-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَاصَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا، فَقَالَ:" إِنَّا قَافِلُوْنَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: نَقْفُلُ وَلَمْ تُفْتَحْ، قَالَ:" فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ" فَغَدَوْا فَأَصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" فَكَأَنَّ ذٰلِكَ أَعْجَبَهُمْ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ٤٣٢٥]

بَابُ قَوْلِهِ:﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ، حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾

قیامت کے دن شفاعت اس کے لئے کارآمد ہوگی جس کے لئے اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے جب فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوگی تو وہ پوچھیں گے: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟

(اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ کلام مع صوت کا اثبات)

دھوکہ نہ ہو! اس باب میں شفاعت کا بیان نہیں، شفاعت: اللہ کی صفت نہیں، وہ شفاعت کرنے والے کا فعل ہے، اور

کتاب التوحید بیانِ صفات کے لئے موضوع ہے، بلکہ اس باب میں اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ کلام کا اثبات ہے، اور آگے اس سلسلہ کے ذیلی ابواب ہیں بلکہ اب آخر کتاب تک یہی سلسلۂ کلام ہے۔ باب میں دو آیتیں ذکر کی ہیں، دونوں میں یہ مضمون ہے کہ شفاعت کے لئے اجازت ضروری ہے، قیامت کو اللہ تعالیٰ جو اجازت دیں گے وہی 'کلام' ہے، اور تمہارے ربّ نے کیا فرمایا؟ اس میں معتزلہ کے نظریہ کی تردید ہے۔

صفتِ کلام کا بیان:

جب ہم کہتے ہیں کہ "فلاں نے فلاں سے بات کی" تو ہم اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ اس نے اپنے دل کی مراد الفاظ کے ذریعہ دوسرے کو بتائی، اور مہربان اللہ بھی کبھی اپنے بندوں پر علوم کا فیضان کرتے ہیں، اور صرف معانی کا فیضان نہیں کرتے، بلکہ معانی کے ساتھ الفاظ کا بھی فیضان کرتے ہیں، جو بندے کی قوتِ خیالیہ میں بیٹھ جاتے ہیں، اور وہ علوم ومعانی پر دلالت کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ معانی کے ساتھ الفاظ کا فیضان اس لئے کرتے ہیں کہ تعلیم زیادہ سے زیادہ واضح ہو، پس جب شانِ عالی بھی یہ ہے تو ضروری ہے کہ ان کے لئے صفتِ کلام ثابت کی جائے، چنانچہ وہ متکلِّم (بات کرنے والے) ہیں، اور یہ صفت بھی ان کی ذاتی صفت ہے (رحمۃ اللہ الواسعہ ۱:۶۵۴)

معتزلہ وغیرہ کا خیال:

معتزلہ وغیرہ چونکہ صفات کی نفی کرتے ہیں یا عینِ ذات مانتے ہیں، اس لئے ان کے نزدیک اللہ کے کلام کی کوئی حیثیت نہیں، قرآنِ کریم کو بھی وہ اللہ کا قدیم کلام نہیں مانتے، وہ قرآن کو مخلوق (حادث) مانتے ہیں، ان کے نزدیک صفتِ کلام کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محل (قاری) میں اپنا کلام پیدا کرتے ہیں، ان کی یہ بات غلط ہے، اہل السنہ والجماعہ کے نزدیک قرآن اللہ کا کلام ہے، وہ غیر مخلوق (قدیم) ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کی آیت کی جو تفسیر کی ہے اس میں معتزلہ پر رد کیا ہے، فرشتوں نے پوچھا: تمہارے ربّ نے کیا فرمایا، یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے رب نے کیا پیدا کیا؟ یعنی اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا، محل میں کلام پیدا نہیں کیا۔

باب کی آیت: سورۃ سبا کی (آیت ۲۳) ہے: "اور کام نہیں آتی سفارش اللہ کے پاس مگر اس کے لئے جس کے لئے وہ اجازت دیں، یہاں تک کہ جب ان (فرشتوں) کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو پوچھتے ہیں: تمہارے ربّ نے کیا فرمایا؟ وہ جواب دیتے ہیں: برحق فرمایا! اور وہی برتر اور بڑے ہیں" (فُزِّع: ماضی مجہول، مصدر تَفزیع: ڈرانا، خوف دور کرنا (اضداد میں سے ہے) یہاں معنی ہیں: جب وہ خوف دور کئے جاتے ہیں، ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے)

تفسیر: مشرکین مکہ فرشتوں کو سفارشی مان کر پوجتے تھے، وہ کہتے تھے: ہم ان کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنادیں (الزمر آیت ۳) اس آیت میں ان پر رد کیا گیا ہے کہ فرشتے کیا سفارش کرسکتے ہیں وہ تو اجازت کے بغیر زبان بھی نہیں کھول سکتے (اس سے معلوم ہوا کہ جس کو شفاعت کی اجازت ملے گی وہ شفاعت کرسکے گا) —— پھر فرشتوں

کا حال بیان کیا ہے کہ جب ان پر اللہ کا کوئی حکم نازل ہوتا ہے تو وہ تھرّ اجاتے ہیں، بے ہوش سے ہوجاتے ہیں، پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو نیچے والے فرشتے اوپر والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں: تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ (یہاں اللہ کی صفتِ کلام بمعنی بولنا ثابت ہوا، کلام کے معنی: محل میں کلام پیدا کرنا نہیں، ایسا ہوتا تو فرماتے: تمہارے ربّ نے کیا پیدا کیا؟) پس اوپر والے فرشتے نیچے والے فرشتوں کو وہ حکم بتاتے ہیں، اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ پروردگار کا ارشاد برحق ہے، اور وہ برتر اور بڑے ہیں! جو چاہیں حکم دیں! (فرشتے جن کا یہ حال ہے وہ بے اجازت کیسے سفارش کر سکتے ہیں؟ اور اجازت مؤمن کے لئے ہی ملے گی، مشرک کے لئے ہرگز اجازت نہیں ملے گی)

آیت (۲): یہی مضمون آیت الکرسی میں بھی ہے: ''ایسا کون ہے جو اس کے پاس سفارش کر سکے اس کی اجازت کے بغیر؟'' (اور قیامت کے دن انبیاء اور اولیاء جو گنہگاروں کے لئے شفاعت کریں گے وہ اول اللہ کی مرضی پالیں گے تب شفاعت کریں گے)

اثر: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب اللہ تعالیٰ وحی بولتے ہیں تو آسمانوں والے ایک چیز سنتے ہیں، پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے، اور آواز تھم جاتی ہے تو فرشتے جان لیتے ہیں کہ برحق وحی ہے، اور ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ دوسرے جواب دیتے ہیں: برحق فرمایا! (یہ باب کی آیت کا مضمون ہے)

معلق روایت: ایک ضعیف روایت میں عبداللہ بن انیسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندوں کو میدانِ حشر میں جمع کریں گے، پھر ان کو پکاریں گے ایسی آواز سے جس کو دور کے لوگ اسی طرح سنیں گے جس طرح قریب کے لوگ سنیں گے کہ میں بادشاہ ہوں، بلکہ دینے والا ہوں! (کلام مع الفاظ ثابت ہوا)

[۳۲-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَلاَ تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ، حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوْا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾

وَلَمْ يَقُلْ: مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ.

وَقَالَ: ﴿مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ [البقرة: ۲۵۵]

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ شَيْئًا، فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ، وَسَكَنَ الصَّوْتُ، عَرَفُوْا أَنَّهُ الْحَقُّ، وَنَادَوْا: ﴿مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوْا الْحَقَّ﴾

وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: ''يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيْهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ: أَنَا الْمَلِكُ! أَنَا الدَّيَّانُ!''

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۹:۳۲۵) میں آچکی ہے: جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی امر کا فیصلہ کرتے ہیں (اور فرشتوں کو اس امر کی وحی کرتے ہیں) تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں، وحی کے سامنے عاجزی اور فروتنی ظاہر کرنے کے لئے، گویا وہ چکنے پتھر پر لوہے کی زنجیر ہے یہ فرشتوں کے پر پھڑ پھڑانے کی آواز ہوتی ہے (عینی) علی مدینی (راوی) کہتے ہیں: اور سفیان کے علاوہ استاذ نے صفوان کے بعد **ينفذهم ذلك** بڑھایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں کو وہ فیصلہ پہنچاتے ہیں —— پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو نیچے والے فرشتے اوپر والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں: تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ مقرب فرشتے اس حکم کے بارے میں جو دیا گیا: کہتے ہیں: برحق فرمایا، اور وہ برتر بڑے ہیں۔

[۷۴۸۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ، ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ، بِأَجْنِحَتِهَا، خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ، كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ- قَالَ عَلِيٌّ: وَقَالَ غَيْرُهُ: صَفْوَانٌ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ- فَ﴿إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا﴾ لِلَّذِىْ قَالَ ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ [راجع: ۴۷۰۱]

قَالَ عَلِيٌّ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، بِهٰذَا.

قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ.

قَالَ عَلِيٌّ: قُلْتُ لِسُفْيَانَ: قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُزِّعَ. قَالَ سُفْيَانُ: هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِىْ سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا، قَالَ سُفْيَانُ: وَهِيَ قِرَاءَتُنَا.

وضاحت: حدیث کے بعد دوسندیں سماع کی صراحت کے لئے لائے ہیں...... **قوله: قال على: قلت لسفيان** کی شرح تحفۃ القاری (۹:۳۲۷) میں گذر چکی ہے۔

آئندہ حدیث: اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کی اجازت نہیں دی جیسی اجازت دی ہے نبی کو ترنم سے قرآن پڑھنے کی (یہ اجازت دینا کلام ہے) —— **يتغنى** کے کیا معنی ہیں؟ ابوسلمہؒ کے ایک شاگرد جہراً پڑھنا مراد لیتے ہیں یعنی ترنم سے پڑھنا، دوسرے معنی پہلے گذرے ہیں: بے نیاز بننا (تحفۃ القاری ۱۰:۸۶)

[۷۴۸۲-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْئٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ" وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ: يُرِيْدُ: يَجْهَرُ بِهِ. [راجع: ۵۰۲۳]

آئندہ حدیث: میں یقول الله: یا آدم سے استدلال کیا ہے، یہی اللہ کا کلام ہے، اور یُنَادِی کا فاعل فرشتہ ہے۔

[۷۴۸۳-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم: "یَقُوْلُ اللّٰهُ: یَا آدَمُ! فَیَقُوْلُ: لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ! فَیُنَادِیْ بِصَوْتٍ: إِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّیَّتِكَ بَعْثًا إِلَی النَّارِ"[راجع: ۳۳۴۸]

اگلی حدیث: میں أمره ربه سے استدلال کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا (یہاں باب ہے) کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دیں۔

[۷۴۸۴-] حدثنا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْمَاعِیْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰی امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ یُبَشِّرَهَا بِبَیْتٍ مِنَ الْجَنَّةِ.
[راجع: ۳۸۱۶]

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرَئِیْلَ، وَنِدَاءِ اللّٰهِ الْمَلَائِكَةَ

پروردگار کا جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ بات کرنا، اور اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو آواز دینا

یہ صفتِ کلام کے سلسلہ کا ذیلی باب ہے، سب سے پہلے سورۃ النمل کی (آیت ۶) لکھی ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَتُلَقَّی الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ﴾: اور بے شک آپ قرآن دیئے جارہے ہیں بڑے حکمت والے علم والے کی جانب سے۔ تُلَقّٰی: تَلَقِّیْ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے، ابوعبیدۃ معمر بن المثنی نے اس کا ترجمہ کیا ہے: یُلْقٰی إلیك: آپ کی طرف ڈالا جاتا ہے، تَلَقَّاه أنت: آپ اس کو کیچ کر رہے ہیں أی تأخذه عنهم: آپ اس کو فرشتوں سے لے رہے ہیں اور فرشتوں نے اللہ سے لیا ہے۔ اور سورۃ البقرۃ (آیت ۳۷) میں ہے: ﴿فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ﴾: پس حاصل کئے آدمؑ نے اپنے رب سے چند الفاظ، یہ تَلَقّیْ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے یہ اس کے مانند ہے۔

تشریح: جس طرح ایک شخص گیند پھینکتا ہے تو دوسرا اس کو پکڑ لیتا ہے، پھر وہ پھینکتا ہے تو تیسرا اس کو لے لیتا ہے، اسی طرح بلاتشبیہ قرآن کا نزول ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے قرآن جبرئیل علیہ السلام نے روحانی طور پر لیا، پھر انھوں نے نبی ﷺ کو جسمانی طور پر پہنچایا، یعنی انسانی صورت میں ظاہر ہوکر پہنچایا (یہ بات حاشیہ میں عینی سے منقول ہے) یہ جو جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے قرآن حاصل کیا یہی اللہ کا کلام فرمانا ہے، پس باب کا پہلا جزء ثابت ہوا، اور پہلی حدیث میں نادی جبرئیل ہے، اس سے باب کا دوسرا جزء ثابت ہوگا۔

[۳۳-] بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرَئِيْلَ، وَنِدَاءِ اللّٰهِ الْمَلَائِكَةَ

وَقَالَ مَعْمَرٌ: ﴿إِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ﴾ أَيْ: يُلْقَى عَلَيْكَ، وَتَلَقَّاهُ أَنْتَ، أَيْ: تَأْخُذُهُ عَنْهُمْ. وَمِثْلُهُ: ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ، كَلِمَاتٍ﴾

[۷٤۸٥-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرَئِيْلَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ. فَيُحِبُّهُ جِبْرَئِيْلُ، ثُمَّ يُنَادِيْ جِبْرَئِيْلُ فِي السَّمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ. فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ"

[راجع: ۳۲۰۹]

آئندہ پہلی حدیث: میں ہے فیسألهم: یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں، یہ اللہ کا کلام فرمانا ہے، اور دوسری حدیث میں جبرئیل علیہ السلام نے جو خوش خبری سنائی ہے وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں، پس اللہ کا کلام کرنا ثابت ہوا۔

[۷٤۸٦-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ"[راجع: ٥٥٥]

[۷٤۸۷-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنِ الْمَعْرُوْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " أَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَبَشَّرَنِيْ: أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ" قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَزَنَى؟ قَالَ: " وَإِنْ سَرَقَ وَزَنَى"[راجع: ۱۲۳۷]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ﴾

اللہ تعالیٰ نے قرآن اپنے کمالِ علمی سے اتارا ہے، اور فرشتے گواہی دیتے ہیں

یہ بھی صفتِ کلام کے سلسلہ کا ذیلی باب ہے، اور باب میں سورۃ النساء کی (آیت ۱٦٦) ہے، حافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سلف سے اس بات پر اتفاق منقول ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، غیر مخلوق ہے، اس کو جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے لیا، اور محمد ﷺ کو پہنچایا، اور محمد ﷺ نے اپنی امت کو پہنچایا (حاشیہ) پس جس طرح یہ رسول اللہ ﷺ کا کلام نہیں،

جبرئیل علیہ السلام کا بھی نہیں، اللہ کا کلام ہے، جو وسائط کے ذریعہ امت (لوگوں) تک پہنچا ہے، اور سورۃ الطلاق (آیت ۱۲) میں ہے: ''اللہ وہ ہیں جنھوں نے سات آسمانوں کو پیدا کیا، اور ان ہی کی طرح زمین کو بھی، نازل ہوتے ہیں احکام ان سب کے درمیان (یہی اللہ کا کلام ہے) اور پہلی حدیث میں ہے: آمنت بكتابك الذى أنزلت اور دوسری حدیث میں ہے: مُنزل الكتاب، اس انزال سے کلام باری تعالیٰ پر استدلال کیا ہے۔

[٣٤-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلاَئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ﴾

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾: بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ.

[٧٤٨٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الْأَحْوَصِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" يَا فُلاَنُ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلْ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ. فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ أَجْرًا"[راجع: ٢٤٧]

[٧٤٨٩-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفَى، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الْأَحْزَابِ:" اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ، اهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَزَلْزِلْهُمْ"[راجع: ٢٩٣٣]

زَادَ الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم.

اگلی حدیث: میں ہے، مشرکین قرآن سن کر قرآن کو برا کہتے تھے، کیوں کہتے تھے؟ اس لئے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، وہ ان کو ہضم نہیں ہوتا تھا، پس اللہ کا کلام کرنا ثابت ہوا۔

[٧٤٩٠-] حدثنا مُسَدَّدٌ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ: أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ، فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَسَبُّوْا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ. فَقَالَ اللّٰهُ: ﴿وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ﴾ حَتّٰى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ، وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلاَ تُسْمِعُهُمْ، ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً﴾ أَسْمِعْهُمْ وَلاَ تَجْهَرْ، حَتّٰى يَأْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْآنَ. [راجع: ٤٧٢٢]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ﴾

منافقین چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں

یہ بھی صفتِ کلام کے سلسلہ کا ذیلی باب ہے، اللہ کا حکم آیا کہ غزوۂ خیبر میں وہی لوگ چلیں جو حدیبیہ میں تھے، اب منافقین بھی ساتھ چلنے کے لئے اصرار کررہے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا فرمودہ بدل دیں، ایسا نہیں ہوسکتا، ان کو ساتھ چلنے کی اجازت نہیں، اللہ کا فرمودہ اٹل ہے (سورۃ الفتح آیت ۱۵) اور سورۃ الطارق (آیات ۱۳و۱۴) میں ہے: ''بے شک قرآن فیصلہ کن کلام ہے، وہ کوئی کھیل اور لغو چیز نہیں'' قول اور کلام ایک ہیں۔

پہلی حدیث میں ہے قال اللہ: اللہ نے فرمایا، دوسری حدیث میں ہے: یقول اللہ: اللہ فرماتے ہیں، تیسری حدیث میں ہے: فنادی ربه: ایوب علیہ السلام کو ان کے رب نے پکارا، چوتھی حدیث میں ہے: فیقول: جب تہائی رات رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر اترتے ہیں، پس فرماتے ہیں، ان سب سے اللہ کا کلام کرنا ثابت ہوتا ہے، یہی استدلال ہے اور حدیثیں سب گذر چکی ہیں۔

[۳۵-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ﴾

﴿لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾: حَقٌّ ﴿وَمَاهُوَ بِالْهَزْلِ﴾: بِاللَّعِبِ.

[۷۴۹۱-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " قَالَ اللّٰهُ: يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِيْ الْأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ"[راجع: ۴۸۲۶]

[۷۴۹۲-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " يَقُوْلُ اللّٰهُ: الصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِيْ، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ"[راجع: ۱۸۹۴]

[۷۴۹۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " بَيْنَمَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهِ، فَنَادَى رَبُّهُ: يَا أَيُّوْبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ وَلٰكِنْ لَا غِنَى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ"[راجع: ۲۷۸]

[٧٤٩٤-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلٰى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ"

[راجع: ١١٤٥]

آگے دونمبروں پر ایک ہی حدیث ہے، اس میں قال اللہ ہے، اس کے بعد کی حدیث میں ہے فَأَقْرِئْهَا من ربها السلام: ان کو ان کے پروردگار کا سلام کہنا، اس کے بعد کی روایت میں قال اللہ ہے، ان سب سے اللہ کے لئے کلام کرنا ثابت ہوتا ہے۔

[٧٤٩٥-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "نَحْنُ الآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[راجع: ٢٣٨]

[٧٤٩٦-] وَبِهٰذَا الإِسْنَادِ: "قَالَ اللّٰهُ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ"[راجع: ٤٦٨٤]

[٧٤٩٧-] حدثنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: "هٰذِهِ خَدِيْجَةُ أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ فِيْهِ طَعَامٌ أَوْ: إِنَاءٍ أَوْ شَرَابٍ فَأَقْرِئْهَا مِنْ رَبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ"[راجع: ٣٨٢٠]

[٧٤٩٨-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "قَالَ اللّٰهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ"[راجع: ٣٢٤٤]

اگلی پہلی روایت: میں ہے: وقولك الحق: آپ کی بات برحق ہے، اس کے بعد کی روایت میں صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ولشأني في نفسي كان أحقر من أن يتكلم الله فِيَّ بأمر يتلى: اور میری شان میرے دل سے اس سے بہت ہی کم تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں ایسا کلام فرمائیں جس کی تلاوت کی جاتی رہے: اس سے بھی اللہ کا کلام کرنا ثابت ہوتا ہے۔

[٧٤٩٩-] حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ، أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: "اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ

السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِيْ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ"[راجع: ۱۱۲۰]

[۷۵۰۰-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَيْلِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوْا، فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا، وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ بَرَاءَتِيْ وَحْيًا يُتْلَى، وَلَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى، وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيْ اللّٰهُ بِهَا، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الآيَاتِ. [النور: ۱۱-۲۰] [راجع: ۲۵۹۳]

اگلی پہلی حدیث میں: يقول الله ہے، اس سے اللہ کی صفتِ کلام ثابت ہوئی، یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسی جگہ ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے تحفۃ القاری (۱۱:۳۱۸) میں آچکی ہے۔

[۷۵۰۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:" يَقُوْلُ اللّٰهُ: إِذَا أَرَادَ عَبْدِيْ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلاَ تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا، وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِيْ فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةٍ"

اگلی حدیث: میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ناتے سے فرمایا: کیا تو خوش نہیں (الی آخرہ) —— اس کے بعد کی حدیث میں ہے کہ بارش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (الی آخرہ) —— اس کے بعد کی حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا (الی آخرہ) —— اس کے بعد کی حدیث بھی قدسی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا (الی آخرہ)

[۷۵۰۲-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ مُزَرِّدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:" خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا

فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَقَالَ: مَهْ، قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ، فَقَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى يَا رَبِّ! قَالَ: فَذٰلِكَ لَكِ" ثُمَّ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾[محمد: ۲۲] [راجع: ۴۸۳۰]

[۷۵۰۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: مُطِرَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم، فَقَالَ:" قَالَ اللّٰهُ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ بِيْ"[راجع: ۸۴۶]

[۷۵۰۴-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ:" قَالَ اللّٰهُ: إِذَا أَحَبَّ عَبْدِيْ لِقَائِيْ أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِيْ كَرِهْتُ لِقَاءَهُ"

[۷۵۰۵-] حدثنا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ:" قَالَ اللّٰهُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ"[راجع: ۷۴۰۵]

اگلی حدیث: اللہ کے معاملات سے جاہل ایک شخص نے وصیت کی تھی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کو جلا کر را کھ اڑا دی جائے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی راکھ جمع کی گئی اور اس کو زندہ کیا، پھر اللہ نے اس سے پوچھا: تو نے یہ حرکت کیوں کی؟ (یہاں باب ہے)

[۷۵۰۶-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ:" قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ: إِذَا مَاتَ فَأَحْرِقُوْهُ وَاذْرُوْا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ، فَوَ اللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ. فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ، وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: لِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ! فَغَفَرَ لَهُ"[راجع: ۳۴۸۱]

آئندہ حدیث: نئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کسی بندے نے کوئی گناہ کیا، پس اس نے کہا: اے میرے ربّ! میں نے گناہ کیا، پس اس کو بخش دیں، پس اس کے ربّ نے کہا (یہاں باب ہے) کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا کوئی ربّ ہے جو گناہ کو بخشتا بھی ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخشش دیا —— پھر ٹھہرا وہ جتنا اللہ نے چاہا، پھر اس نے کوئی گناہ کیا، اور کہا: اے رب! میں نے دوسری بار گناہ کیا، آپ اس کو بخش دیں! پس اللہ نے فرمایا: کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا کوئی ربّ ہے جو گناہ بخشتا بھی ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا —— پھر ٹھہرا وہ جتنا اللہ نے چاہا، پھر اس نے کوئی اور گناہ کیا، پس کہا: اے ربّ! میں نے اور گناہ کیا، آپ اس کو میرے لئے بخش

دیں، پس اللہ نے فرمایا: کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا کوئی ربّ ہے جو گناہ کو بخشتا بھی ہے اور گناہ پر پکڑتا بھی ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا (تین مرتبہ فرمایا)

[۷۵۰۷-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِیْ عَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم " إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ، وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَبْتُ، فَاغْفِرْهُ. فَقَالَ رَبُّهُ: أَعَلِمَ عَبْدِیْ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ. ثُمَّ مَكُثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا، أَوْ: أَذْنَبَ ذَنْبًا، قَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ، أَوْ: أَصَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ. فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِیْ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ. ثُمَّ مَكُثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَابَ ذَنْبًا، قَالَ: رَبِّ أَصَبْتُ، أَوْ قَالَ: أَذْنَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ، فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِیْ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ — ثلاثًا—"

آئندہ حدیث: میں اسی بندے کا قصہ ہے جس نے وصیت کی تھی کہ اس کو جلا کر اس کی راکھ بکھیر دی جائے۔ یہ واقعہ پہلے دو جگہ آ گیا ہے (تحفۃ القاری ۷:۸۶ و ۱۱:۳۱۳)

[۷۵۰۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِیْ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ، عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلاً فِيْمَنْ سَلَفَ، أَوْ: فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، قَالَ كَلِمَةً، يَعْنِیْ: أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالاً وَوَلَدًا، فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ: أَیَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ؟ قَالُوْا: خَيْرَ أَبٍ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ أَوْ: لَمْ يَبْتَئِزْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا، وَإِنْ يَقْدِرِ اللّٰهُ يُعَذِّبْهُ، فَانْظُرُوْا إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِیْ حَتّٰى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِیْ أَوْ قَالَ: فَاسْحَكُوْنِیْ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ رِيْحٍ عَاصِفٍ فَأَذْرُوْنِیْ فِيْهَا، قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " فَأَخَذَ مَوَاثِيْقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ وَرَبِّیْ، فَفَعَلُوْا ثُمَّ أَذْرَوْهُ فِیْ يَوْمٍ عَاصِفٍ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: كُنْ، فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ قَائِمٌ، قَالَ اللّٰهُ: أَیْ عَبْدِیْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ أَوْ: فَرَقٌ مِنْكَ، قَالَ: فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا" فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا عُثْمَانَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ سَلْمَانَ، غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيْهِ: " أَذْرُوْنِیْ فِی الْبَحْرِ" أَوْ كَمَا حَدَّثَ. [راجع: ۳۴۷۸]

حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، وَقَالَ: لَمْ يَبْتَئِرْ. وَقَالَ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ: لَمْ يَبْتَئِزْ. فَسَّرَهُ قَتَادَةُ: لَمْ يَدَّخِرْ.

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا انبیاء وغیرہ کے ساتھ بات کرنا

یہ بھی اللہ کی صفتِ کلام کے سلسلہ کا باب ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو میری شفاعت مانی جائے گی، میں عرض کرونگا: اے میرے ربّ! جنت میں داخل کریں اس کو جس کے دل میں رائے کا دانہ ہے، پس وہ داخل کئے جائیں گے، پھر میں عرض کرونگا جنت میں داخل کریں اس کو جس کے دل میں معمولی چیز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ (راوی) کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کو دیکھ رہا تھا (آپؐ نے انگلی سے اشارہ کرکے 'معمولی چیز' کو سمجھایا، یہ اشارہ کس طرح کیا تھا؟ معلوم نہیں)

حاشیہ میں ہے کہ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ ایک دوسری حدیث کی طرف ہے، وہ یہ ہے: میں قیامت کے دن سفارش کرونگا تو مجھ سے کہا جائے گا: آپؐ کے لئے وہ ہے جس کے دل میں جَو ہے، اور آپؐ کے لئے وہ ہے جس کے دل میں رائے کا دانہ ہے اور آپؐ کے لئے وہ ہے جس کے دل میں کچھ بھی (ایمان) ہے (یہ اللہ کا نبی ﷺ کے ساتھ بات کرنا ہے)

[۳۶-] بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

[۷۵۰۹-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: '' إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَبِّ! أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ، فَيُدْخَلُوْنَ، ثُمَّ أَقُوْلُ: أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْئٍ'' فَقَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ٤٤]

لغت: شَفَّعَ فلانا فی کذا: کسی معاملہ میں کسی کی سفارش قبول کرنا۔ مُشفِّع (اسم فاعل): سفارش قبول کرنے والا، مشفَّع (اسم مفعول) سفارش قبول کیا ہوا، جس کی سفارش مانی جاتی ہے۔

آئندہ حدیث: شفاعتِ کبریٰ کی حدیث ہے اور اس کے آخر میں چھوٹی شفاعتوں کا ذکر ہے، یہ حدیث پہلے آئی ہے، مگر اس کا شروع کا اور آخر کا حصہ نیا ہے، اس کا ترجمہ کرتا ہوں۔

''معبد کہتے ہیں: ہم (طلبہ) اکٹھا ہوئے، (ہم) بصرہ کے کچھ لوگ تھے، ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ہم اپنے ساتھ ثابت بُنانی کو لے گئے تا کہ وہ ہمارے لئے شفاعت کی حدیث ان سے پوچھیں، پس اچانک وہ اپنے محل میں تھے (یہ محل زاویہ میں تھا جو بصرہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا) پس اچانک ہم نے ان کو چاشت کی نماز پڑھتے

ہوئے پایا، پس ہم نے اجازت طلب کی، ہمیں اجازت دی گئی درانحالیکہ وہ اپنے بستر پر تشریف فرما تھے، پس ہم نے ثابت سے کہا: آپ ان سے کوئی چیز نہ پوچھیں شفاعت کی حدیث سے پہلے (کیونکہ دوسری باتیں شروع ہونگی تو یہ حدیث رہ جائے گی) پس ثابت نے کہا: اے ابوحمزۃ! یہ آپ کے بصرہ کے بھائی ہیں، یہ شفاعت کی حدیث پوچھنے کے لئے آئے ہیں، پس انھوں نے کہا:

حدیث کا آخر: پس ہم انسؓ کے پاس سے نکلے، میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا: کاش ہم حسن بصریؒ کے پاس جاتے، اور وہ ابوخلیفہ کے گھر میں روپوش تھے، پس ہم ان کو یہ حدیث سناتے جو ہم سے انسؓ نے بیان کی ہے، چنانچہ ہم ان کے پاس پہنچے، ہم نے ان کو سلام کیا، پس ہمیں اجازت دی گئی، ہم نے ان سے کہا: اے ابوسعید! (حسن بصریؒ کی کنیت) ہم آپ کے پاس آپ کے بھائی انسؓ کے پاس سے آئے ہیں، پس نہیں دیکھا ہم نے اس حدیث کے مانند جو انھوں نے شفاعت کے سلسلہ میں بیان کی، حضرت حسنؒ نے کہا: لاؤ (سناؤ) پس ہم نے ان سے حدیث بیان کی، پس ہم اس جگہ تک رک گئے، پس انھوں نے کہا: آگے سناؤ! ہم نے کہا: ہم سے اتنی ہی حدیث بیان کی ہے، پس فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی جبکہ وہ پورے تھے بیس سال پہلے، پس میں نہیں جانتا کہ وہ بھول گئے یا انھوں نے ناپسند کیا کہ تم تکیہ کرو، پس ہم نے کہا: اے ابوسعید! ہم سے بیان کریں، پس وہ ہنسے اور کہا: انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے، میں نے نہیں بیان کی وہ بات مگر میرا ارادہ تھا کہ میں تم سے بیان کرونگا، مجھ سے حدیث بیان کی جس طرح تم سے بیان کی، پھر کہا: ''پھر میں چوتھی مرتبہ لوٹونگا، پس اللہ کی تعریف کروں گا اس تعریفوں کے ساتھ پھر میں اللہ کے سامنے سجدہ میں گر پڑونگا، پس کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، اور کہو بات سنی جائے گی، اور مانگو دیئے جاؤ گے اور سفارش کرو سفارش قبول کئے جاؤ گے، پس میں عرض کروں گا: اے میرے ربّ! مجھے اجازت دیجئے اس شخص کے بارے میں جس نے لا إلـٰه إلا الله کہا ہے، پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میری عزت (غلبہ) اور جلال اور بڑائی اور عظمت کی قسم! میں ضرور نکالوں گا جہنم سے اس کو جس نے لا إلـٰه إلا الله کہا ہے۔

[۷۵۱۰-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَذَهَبْنَا إِلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ، فَإِذَا هُوَ فِيْ قَصْرِهِ، فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّيْ الضُّحٰى، فَاسْتَأْذَنَّا، فَأَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَقُلْنَا لِثَابِتٍ: لَا تَسْأَلْهُ عَنْ شَيْئٍ أَوَّلَ مِنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ. فَقَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! هٰؤُلَآءِ إِخْوَانُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاءُ وْا يَسْأَلُوْنَكَ عَنْ حَدِيْثِ السَّفَاعَةِ.

فَقَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ''إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ، فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: اشْفَعْ إِلٰى رَبِّكَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيْمَ فَإِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسَى فَإِنَّهُ كَلَّمَ اللهُ. فَيَأْتُوْنَ مُوْسَى فَيَقُوْلُ:

لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسَى فَإِنَّهُ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ. فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ. فَيَأْتُوْنِّىْ، فَأَقُوْلُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّىْ فَيُؤْذَنُ لِىْ وَيُلْهِمُنِىْ مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِىْ الآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِىْ أُمَّتِىْ! فَيُقَالُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ. فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِىْ أُمَّتِىْ، فَيُقَالُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ: خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ. فَانْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِىْ أُمَّتِىْ. فَيَقُوْلُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ"

فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا: لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ، وَهُوَ مُتَوَارٍ فِىْ مَنْزِلِ أَبِىْ خَلِيْفَةَ، فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَنَا، فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيْكَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِىْ الشَّفَاعَةِ! قَالَ هِيْهِ؟ فَحَدَّثْنَاهُ بِالْحَدِيْثِ، فَانْتَهَيْنَا إِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ، فَقَالَ: هِيْهِ؟ فَقُلْنَا: لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلٰى هٰذَا، فَقَالَ: لَقَدْ حَدَّثَنِىْ وَهُوَ جَمِيْعٌ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً، فَلَا أَدْرِىْ أَنَسِىَ أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَّكِلُوْا. فَقُلْنَا: يَا أَبَا سَعِيْدٍ فَحَدِّثْنَا، فَضَحِكَ وَقَالَ: خُلِقَ الإِنْسَانُ عَجُوْلًا، مَا ذَكَرْتُهُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ، حَدَّثَنِىْ كَمَا حَدَّثَكُمْ ثُمَّ قَالَ:" ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ، ائْذَنْ لِىْ فِيْمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. فَيَقُوْلُ: وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ وَكِبْرِيَائِىْ وَعَظَمَتِىْ، لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ"[راجع: ٤٤]

اگلی حدیث: میں ہے: فیقول له ربه، یہ غیر انبیاء کے ساتھ اللہ کا کلام ہے، اور حَبْوًا کے معنی ہیں: گھسٹتا ہوا۔ اور ثلاث مرات کے معنی ہیں: اللہ تعالیٰ تین مرتبہ اس کو جنت دیکھنے کے لئے بھیجیں گے، وہ ہر مرتبہ آکر کہے گا: جنت فل ہے!

[٧٥١١-] حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ، وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُوْلُ لَهُ رَبُّهُ: ادْخُلِ

الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: رَبِّ الْجَنَّةُ مَلْأَى ، فَيَقُوْلُ لَهُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، كُلَّ ذٰلِكَ يُعِيْدُ عَلَيْهِ: الْجَنَّةُ مَلْأَى! فَيَقُوْلُ: إِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مِرَارٍ"[راجع: ٦٥٧١]

آئندہ حدیث: میں ہے: ما منکم أحد إلا سیکلمه ربه: اس سے اللہ کا کلام فرمانا ثابت ہوا۔

[٧٥١٢-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ، وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" قَالَ الْأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيْهِ:" وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ"[راجع: ١٤١٣]

آئندہ حدیث: میں ہے: اللہ کہیں گے: میں بادشاہ ہوں! میں بادشاہ ہوں! یہ اللہ کا کلام فرمانا ہے۔

[٧٥١٣-] حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُوْدِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَعَلَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالْأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ! أَنَا الْمَلِكُ! فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَضْحَكُ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لِقَوْلِهِ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾[الزمر: ٦٧] [راجع: ٤٨١١]

آئندہ حدیث: نجوی (سرگوشی) کی ہے، اللہ تعالیٰ ایک بندے کے ساتھ سرگوشی (چپکے چپکے باتیں) کریں گے، یہی اللہ کا کلام فرمانا ہے۔

[٧٥١٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ فِي النَّجْوَى؟ قَالَ:" يَدْنُوْ أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ: أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ. وَيَقُوْلُ: أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ. فَيُقَرِّرُهُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: إِنِّيْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ"[راجع: ٢٤٤١]

وَقَالَ آدَمُ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسَى تَكْلِيْمًا﴾

اور موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا

یہ بھی گذشتہ سلسلہ کا باب ہے، اور تکلیما: مفعول مطلق ہے پس مجاز کا احتمال ختم، کلام کو حقیقت پر محمول کرنا ضروری ہے (حاشیہ) پس اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ کلام ثابت ہوئی۔ اور حدیث گذری ہے، اس میں ہے: أنت موسیٰ الذی اصطفاك الله برسالاته وبكلامه: آپ وہی موسیٰ ہیں جن کو برگزیدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے یعنی آپ کو رسول بنایا اور آپ کو ہم کلامی کا شرف بخشا، پس اللہ کا انبیاء کے ساتھ کلام فرمانا ثابت ہوا۔

[۳۷-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسَى تَكْلِيْمًا﴾[النساء: ۱۶۴]

[۷۵۱۵-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى، فَقَالَ مُوْسٰى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِيْ أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ! قَالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوْسَى الَّذِيْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ، بِمَ تَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ؟! فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى"[راجع: ۳۴۰۹]

آئندہ حدیث: شفاعت کی ہے، اس میں ہے: عَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ: اور تعلیم مشافہۃً ہوتی ہے، اس سے باب ثابت کریں یا پھر اسی حدیث میں دوسری جگہ ہے: عليكم بموسیٰ فإنه كليم الله: موسیٰ کے پاس جاؤ، وہ کلیم اللہ ہیں، ان سے اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ باتیں کی ہیں: اس سے باب ثابت کریں (حاشیہ)

[۷۵۱۶-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُوْلُوْنَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا، فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا، فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: أَنْتَ آدَمُ أَبُوْ الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا، فَيَقُوْلُ لَهُمْ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ"[راجع: ۴۴]

آئندہ حدیث: معراج کی مفصل حدیث ہے، پہلے اس کے بعض اجزاء چار جگہ آئے ہیں (۷: ۱۳۵ و ۹: ۶۲۹ و ۱۰: ۴۶۲ و ۱۱: ۳۶۳) اور پہلے میں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ یہ منامی معراج ہے: شاید یہ صحیح نہیں، یہ بڑی معراج ہے، کیونکہ اس میں

نمازوں کی فرضیت کا ذکر ہے، اور اس روایت میں اور بڑی معراج کی دوسری روایتوں میں بعض اختلافات ہیں، ان کو واقعہ کے متعلقات کا اختلاف قرار دینا چاہئے۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس رات رسول اللہ ﷺ کو مسجد کعبہ سے رات میں لے جایا گیا، آپؐ کے پاس تین شخص آئے، یہ واقعہ نبوت سے پہلے کا ہے، اس وقت آپؐ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے، پس ان میں سے پہلے نے کہا: وہ کون ہیں؟ درمیانی نے کہا: وہ ان میں بہتر ہیں! آخری نے کہا: ان کے بہترین کو لے چلو، اس رات بس اتنا ہی خواب دیکھا، پھر آپؐ نے ان کو نہیں دیکھا، یہاں تک کہ وہ آپؐ کے پاس ایک اور رات خواب میں آئے، جس میں آپؐ کا دل دیکھتا تھا، اور آپؐ کی آنکھیں سوئی تھیں، اور آپؐ کا دل نہیں سویا تھا، اور اسی طرح انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل نہیں سوتا، انھوں نے آپؐ سے کوئی بات نہیں کی، یہاں تک کہ آپؐ کو اٹھایا، پس آپؐ کو زمزم کے کنویں کے پاس رکھا، ان میں سے آپؐ کے ذمہ دار بنے جبرئیل علیہ السلام، پس جبرئیل نے پھاڑا آپؐ کے گلے سے ہنسلی تک، پھر آپؐ کے سینہ اور پیٹ میں ریڑھا، اور اس کو اپنے ہاتھ سے زمزم کے پانی سے دھویا، یہاں تک کہ صاف کر دیا آپؐ کے باطن کو۔

[۷۵۱۷-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَلَيْمَانُ، عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: لَيْلَةَ أُسْرِىَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ، أَنَّـهُ جَاءَ هُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوْحَى إِلَيْهِ، وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ: أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ، فَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوْا خَيْرَهُمْ، فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَى فِيْمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذٰلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلاَ تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ، فَلَمْ يُكَلِّمُوْهُ حَتّٰى احْتَمَلُوْهُ فَوَضَعُوْهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ، فَتَوَلاَّهُ مِنْهُمْ جِبْرَئِيْلُ، فَشَقَّ جِبْرَئِيْلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلٰى لَبَّتِهِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ، فَغَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ، حَتّٰى أَنْقَى جَوْفَهُ.

آگے کا ترجمہ: پھر سونے کا تھال لایا گیا، اس میں سونے کا برتن تھا، جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا، پس اس سے آپؐ کے سینہ کو اور گلے کی رگوں کو بھر دیا، پھر اس کو بند کر دیا، پھر وہ آپؐ کو لے کر چڑھے آسمانِ دنیا کی طرف، اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھٹکھٹایا، آسمان والوں نے پکارا: کون؟ جواب دیا: جبرئیل، انھوں نے پوچھا: اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں، پوچھا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں، انھوں نے کہا: خوش آمدید! (کشادہ جگہ میں آئے اور اپنے گھر آئے) خوش ہو رہے تھے آپؐ کی وجہ سے آسمان والے، اور آسمان والوں کو معلوم نہیں تھی وہ بات جو اللہ تعالیٰ ان سے زمین میں چاہتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بتائیں یعنی فرشتے غیب نہیں جانتے، آپؐ نے آسمانِ دنیا میں آدم علیہ السلام کو پایا، جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا: یہ آپؐ کے ابا ہیں، آپؐ ان کو سلام کریں، آپؐ نے ان کو

سلام کیا، آدمؑ نے آپؐ کو جواب دیا، اور کہا: اے میرے بیٹے! کشادہ جگہ میں آئے آپؐ اور اپنے گھر آئے یعنی خوش آمدید کہا، اور کہا: آپؐ بہت اچھے بیٹے ہیں! پس اچانک وہ آسمانِ دنیا میں دو بہتی نہروں کے پاس تھے۔ آپؐ نے پوچھا: یہ دو نہریں کیا ہیں؟ اے جبرئیلؑ؟ انھوں نے کہا: یہ نیل اور فرات ہیں، ان دونوں کا سرچشمہ (کہیں اور ہے) پھر وہ آپؐ کو لے کر چلے آسمان میں، پس اچانک آپؐ ایک دوسری نہر پر تھے، اس پر موتی اور زبرجد کا محل تھا، آپؐ نے اپنا ہاتھ مارا، اچانک وہ (مٹی) نہایت خوشبودار مشک تھی، آپؐ نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ وہ کوثر ہے جو آپؐ کے ربّ نے آپؐ کے لئے چھپا رکھی ہے۔

ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، فِيْهِ تَوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ، مَحْشُوًّا إِيْمَانًا وَحِكْمَةً، فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَلَغَادِيْدَهُ يَعْنِيْ عُرُوْقَ حَلْقِهِ، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَضَرَبَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِهَا، فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: جِبْرَئِيْلُ. قَالُوْا: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مَعِيْ مُحَمَّدٌ. قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالُوْا: فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلاً يَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ، لاَ يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى يُعْلِمَهُمْ، فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ، فَقَالَ لَهُ جِبْرَئِيْلُ: هٰذَا أَبُوْكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ، وَقَالَ: مَرْحَبًا وَأَهْلاً بِابْنِيْ! فَنِعْمَ الِابْنُ أَنْتَ! فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهْرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ: "مَا هٰذَانِ النَّهْرَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ؟" قَالَ: هٰذَا النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا، ثُمَّ مَضَى بِهِ فِي السَّمَاءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ، فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ فَقَالَ: "مَا هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ؟" قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ قَدْ خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ.

آگے کا ترجمہ: پھر جبرئیل علیہ السلام آپ کو لے کر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے، پس فرشتوں نے ان سے ویسی ہی بات کہی جو ان سے پہلی جماعت نے کہی تھی۔ پوچھا: کون؟ جواب دیا: جبرئیل، پوچھا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: محمد ﷺ ہیں، پوچھا: ان کی طرف آدمی بھیجا گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں! انھوں نے بھی خوش آمدید کہا، پھر جبرئیلؑ آپ کو لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے، اور انھوں نے بھی جبرئیل سے ویسی ہی بات کہی جیسی پہلوں نے اور دوسروں نے کہی، پھر وہ آپؐ کو لے کر چوتھے آسمان کی طرف چڑھے۔ پس انھوں نے ان سے ویسی ہی بات کہی، پھر وہ آپؐ کو لے کر پانچویں آسمان کی طرف چڑھے، پس انھوں نے ان سے ویسی ہی بات کہی، پھر وہ ان کو لے کر چھٹے آسمان کی طرف چڑھے، پس انھوں نے ان سے ویسی ہی بات کہی، پھر وہ ان کو لے کر ساتویں آسمان کی طرف چڑھے، پس انھوں نے ان سے ویسی ہی بات کہی، ہر آسمان میں انبیاء تھے، تحقیق نام لیا انھوں نے ان کا، پس محفوظ کیا میں نے ان میں سے ادریس علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں اور ہارون علیہ السلام کو چوتھے آسمان میں، اور ایک اور پانچویں آسمان میں، مجھے ان کا نام یاد نہیں رہا، اور

ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان میں تھے اور موسیٰ علیہ السلام ساتویں آسمان میں، اللہ کے کلام کے برتری دینے کی وجہ سے (یہاں باب ہے)

ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلٰى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُوْلٰى: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِيْلُ. قَالُوْا: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم. قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالُوْا: مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا! ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلٰى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، وَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُوْلٰى وَالثَّانِيَةُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلٰى الرَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلٰى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلٰى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلٰى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، كُلُّ سَمَاءٍ فِيْهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ: إِدْرِيْسُ فِي الثَّانِيَةِ، وَهَارُوْنُ فِي الرَّابِعَةِ، وَآخَرُ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظِ اسْمَهُ، وَإِبْرَاهِيْمُ فِي السَّادِسَةِ، وَمُوْسَى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيْلِ كَلَامِ اللّٰهِ.

آگے کا ترجمہ: پس موسیٰ نے کہا: اے پروردگار! میں نہیں گمان کرتا تھا کہ مجھ سے بھی کوئی اوپر کیا جائے گا! پھر جبرئیلؑ آپؐ کو لے کر چڑھے اس سے اوپر (ساتویں آسمان سے اوپر) اس جگہ تک جس کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، یہاں تک کہ باڑ کی بیری آئی، اور اللہ رب العزت نزدیک ہوئے وہ اترے یہاں تک کہ آپؐ سے کمان کی تانت کے برابر رہ گئے یا اس سے بھی نزدیک آئے، پس اللہ نے آپؐ کی طرف وحی کی ان باتوں کی جو اللہ نے وحی کیں، روزانہ پچاس نمازیں آپؐ کی امت پر فرض کیں، پھر آپؐ اترے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے، پس آپؐ کو موسیٰؑ نے روک لیا، اور پوچھا: اے محمدؐ! آپؐ کے ساتھ آپؐ کے رب نے کیا پیمان باندھا؟ جواب دیا: مجھ سے روزانہ پچاس نمازوں کا پیمان باندھا۔ موسیٰؑ نے کہا: آپؐ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، آپؐ واپس جائیں تاکہ آپؐ سے اور آپؐ کی امت سے ہلکا کریں، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا، گویا آپؐ ان سے اس سلسلہ میں مشورہ طلب کررہے ہیں، جبرئیلؑ نے مشورہ دیا: ہاں، اگر آپؐ چاہیں، پس جبرئیلؑ آپؐ کو لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف بلند ہوئے، پس آپؐ نے کہا درانحالیکہ آپؐ اپنی جگہ میں تھے: اے ربّ! ہم سے ہلکا کریں، اس لئے کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، پس آپؐ سے دس نمازیں اتار دیں، پھر آپؐ موسیٰؑ کی طرف لوٹے، انھوں نے آپؐ کو روک لیا، پس موسیٰؑ برابر آپؐ کو آپؐ کے رب کی طرف واپس کرتے رہے یہاں تک کہ نمازیں پانچ ہوگئیں، پھر پانچ پر بھی موسیٰؑ نے آپؐ کو روکا، اور کہا: اے محمدؐ! بخدا! میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو ترغیب دی اس سے کم نمازوں کی، مگر وہ کمزور پڑ گئے اور انھوں نے ان کو چھوڑ دیا، اور آپؐ کی امت تو جسم، دل، بدن، آنکھ اور کان کے اعتبار سے زیادہ کمزور ہے، پس آپ لوٹیں، تاکہ آپؐ سے آپؐ کے رب ہلکا کریں، ہر مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیلؑ کی طرف دیکھتے تھے تاکہ وہ آپؐ کو مشورہ دیں، اور جبرئیلؑ بھی اس کو ناپسند نہیں کرتے تھے، پس جبرئیلؑ نے آپؐ کو پانچویں مرتبہ

بلند کیا، پس آپؐ نے عرض کیا: اے میرے ربّ! میری امت جسم، دل، کان، آنکھ اور بدن کے اعتبار سے کمزور ہے پس ہم سے ہلکا کریں، اللہ نے فرمایا: اے محمدؐ! آپؐ نے جواب دیا: حاضر ہوں اور حاضری میری سعادت ہے! اللہ نے فرمایا: میرے یہاں بات بدلی نہیں جاتی، جیسا فرض کیا ہے میں نے آپؐ پر لوح محفوظ میں، پس ہر نیکی اس کی دس گنا ہے، وہ لوح محفوظ میں پچاس ہیں، اور وہ آپؐ پر پانچ ہیں، پس آپ موسیٰؑ کی طرف لوٹے، انھوں نے پوچھا: کیا کیا آپؐ نے؟ جواب دیا: ہم سے ہلکا کر دیا، ہمیں ہر نیکی کے بدل دس گنا دیا۔ موسیٰؑ نے کہا: بخدا! میں نے بنی اسرائیل کو ترغیب دی اس سے کم کی، مگر انھوں نے اس کو چھوڑ دیا، آپؐ واپس جائیں آپؐ کے رب کے پاس، پس مزید ہلکا کریں وہ آپؐ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے موسیٰ! بخدا! مجھے میرے رب سے شرم آتی ہے اس بات سے کہ میں بار بار آیا گیا! موسیٰؑ نے کہا: پس اللہ کا نام لے کر اتریں، پس آپؐ بیدار ہوئے درانحالیکہ آپؐ مسجدِ حرام میں تھے (معراج کا یہ واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے، یہ حدیث مرفوع نہیں، اور صحابہ میں اختلاف تھا کہ بڑی معراج بیداری میں ہوئی یا خواب میں؟)

فَقَالَ مُوْسٰی: رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ، ثُمَّ عَلاَ بِهِ فَوْقَ ذٰلِكَ بِمَا لاَيَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، حَتّٰى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى وَدَنَا الْجَبَّارُ، رَبُّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ فِيْمَا يُوْحِيْ اللّٰهُ خَمْسِيْنَ صَلاَةً عَلٰى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ. ثُمَّ هَبَطَ حَتّٰى بَلَغَ مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهُ مُوْسٰى، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: " عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ" قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ، فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلٰى جِبْرَئِيْلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيْرُهُ فِيْ ذٰلِكَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرَئِيْلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ. فَعَلاَ بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ، فَقَالَ، وَهُوَ مَكَانَهُ: " يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا، فَإِنْ أُمَّتِيْ لاَ تَسْتَطِيْعُ هٰذَا" فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوْسٰى إِلٰى رَبِّهِ حَتّٰى صَارَتْ إِلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوْسٰى عِنْدَ الْخَمْسِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَوْمِيْ عَلٰى أَدْنٰى مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوْا وَتَرَكُوْهُ، فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوْبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا، فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ. كُلَّ ذٰلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلٰى جِبْرَئِيْلَ لِيُشِيْرَ عَلَيْهِ، وَلاَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ جِبْرَئِيْلُ، فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ، فَقَالَ: " يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِيْ ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا" فَقَالَ الْجَبَّارُ: يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: " لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ" قَالَ: إِنَّهُ لاَ يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، كَمَا فَرَضْتُ عَلَيْكَ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ، فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، فَهِيَ خَمْسُوْنَ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ، وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ، فَرَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ: كَيْفَ فَعَلْتَ؟ فَقَالَ: " خَفَّفَ عَنَّا أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا" قَالَ مُوْسٰى: قَدْ

وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ، ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَلْيَخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَا مُوْسٰى! قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّىْ مِمَّا أَخْتَلِفُ إِلَيْهِ" قَالَ: فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ. فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.[راجع: ۳۵۷۰]

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اللہ تعالیٰ کا جنتیوں سے کلام فرمانا

یہ بھی صفتِ کلام کے سلسلہ کا باب ہے، اور پہلی حدیث: تحفۃ القاری (۱۱:۳۴۹) میں آئی ہے۔

[۳۸-] بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

[۷۵۱۸-] حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُوْلُوْنَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِىْ يَدَيْكَ! فَيَقُوْلُ: هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ! وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُوْلُ: أَلَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا رَبِّ، وَأَىُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِىْ فَلَا أَسْخُطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا"[راجع: ۶۵۴۹]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۵:۳۹۰) میں آئی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کھیتی کی خواہش کرنے والے جنتی سے بات فرمائیں گے۔

[۷۵۱۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ: "أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِى الزَّرْعِ، فَقَالَ لَهُ: أَوَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنِّىْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ. فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ، فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ، نَبَاتُهُ، وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيْرُهُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: دُوْنَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ" فَقَالَ الْأَعْرَابِىُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَاتَجِدُ هٰذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ، فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ، فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ۲۳۴۸]

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ بِالْأَمْرِ، وَذِكْرِ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالإِبْلَاغِ

اللہ تعالیٰ کا حکم کے ذریعہ اور بندوں کا دعاء، تضرع، دعوت اور تبلیغ کے ذریعہ یاد کرنا

(اللہ تعالیٰ اپنے کلام (وحی) کے ذریعہ بندوں کی راہ نمائی کرتے ہیں، اور بندے اللہ کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں)

یہ بھی صفتِ کلام کے سلسلہ کا باب ہے اور پہلودار (مبہم) ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی ذہانت کا آئینہ دار ہے، صفتِ کلام کے سلسلہ کا پہلا باب بھی دقیق تھا، اس میں بإذنہ سے استدلال کیا تھا، اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن شفاعت کی اجازت دینا کلام کے ذریعہ ہوگا، پس صفتِ کلام ثابت ہوئی۔ اب فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بندوں کو یاد کرتے ہیں احکام (وحی) کے ذریعہ یعنی احکام بھیجتے ہیں، یہی وحی اللہ کا کلام ہے، اور بندے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں دعا، تضرع (گڑگڑانے) اور دعوت وتبلیغ کے ذریعہ یعنی وحی میں بندوں کا فائدہ ہے، وہ نازل کردہ وحی کے مطابق عمل کرتے ہیں، اور آخری وحی قرآنِ کریم ہے، وہ اللہ کا کلام ہے اور قدیم ہے۔

آیت (۱): سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۵۲) ہے: ﴿فَاذْكُرُوْنِیْ أَذْكُرْكُمْ، وَاشْكُرُوْلِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾: پس مجھ کو یاد کرو، میں تم کو یاد رکھونگا، اور میرے شکرگذار بندے بنو، اور میری ناشکری مت کرو یعنی تم کسی کی مت سنو، بیت اللہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا، نئی نئی رحمتیں اور نعمتیں تم پر نازل کروں گا، اور میرا احسان مانو کہ تمہارے لئے افضل قبلہ تجویز کیا، اس قبلہ کا انکار کرکے میری ناشکری مت کرو (تحفۃ القاری ۹: ۹۰)

تفسیر: اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے پالنہار ہیں، اور پرورش میں زندگی گذارنے کی راہیں سجھانا بھی داخل ہے، اور دیگر مخلوقات میں صرف روح حیوانی ہے، ان کی ضروریات کا علم ان کی فطرت میں بھر دیا ہے، سورۃ طٰہٰ کی (آیات ۴۹ و ۵۰) ہیں: ﴿قَالَ: فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوْسٰی؟ قَالَ:: رَبُّنَا الَّذِیْ أَعْطٰی كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی﴾: فرعون نے پوچھا: تم دونوں کا ربّ کون ہے اے موسیٰ؟ جواب دیا: ہمارا ربّ وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی بناوٹ دی، پھر اس کی راہ نمائی کی کہ ان کو زندگی کیسے گذارنی ہے۔ اور انسان میں روح حیوانی کے علاوہ روح ربانی بھی ہے، روح حیوانی کی ضروریات کا علم تو اس کی فطرت میں رکھ دیا ہے، وہ اپنی خداداد عقل سے اپنی دنیوی ضروریات پوری کرلیتا ہے، مگر وہ اپنی روحانی ضروریات اپنی عقل کے بل بوتے پر پوری نہیں کرسکتا، کیونکہ انسانی عقول میں بے حد تفاوت ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی دینی راہ نمائی کے لئے نبوت کا سلسلہ قائم کیا، اور آدم علیہ السلام سے خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک بے شمار انبیاء اور ہادی بھیجے، اور وحی کے ذریعہ ان کی پھر ان کے ذریعہ عام لوگوں کی راہ نمائی کی، یہی وحی جو ہمیشہ آتی رہی ہے اللہ کا کلام ہے، پس اللہ کے لئے صفتِ کلام ثابت

ہوئی، اب بندے اس وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان پر نوازشات فرمائیں گے۔

وحی کا سلسلہ قدیم زمانہ سے جاری ہے:

حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں، ان سے پہلے نبی ہوتے تھے، پس کامل وحی نوح علیہ السلام سے نازل ہونی شروع ہوئی، سورۃ یونس (آیت ۷۱) میں ہے: ''اور آپؐ ان کو نوحؑ کا قصہ پڑھ کر سنایئے! جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر تمہیں بھاری (ناگوار) معلوم ہو (تم میں) میرا رہنا اور میرا اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا (یہی وحی ہے) تو میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا، پس تم اپنے معاملہ کو اور اپنے ساجھی داروں کو جمع کرو، پس نہ ہو تمہارا معاملہ تم پر گھٹن، پھر کر گذرو میرے ساتھ (جو چاہو) اور مجھے مہلت مت دو، پس اگر تم اعراض کرو تو میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے، اور میں حکم دیا گیا ہوں کہ اطاعت شعاروں میں سے ہوؤں!

لغات: غمة: غم اور تنگی (اور گیلری میں هَمّ ہے یعنی باعث فکر) اور اصل معنی ہیں: گرمی کی وجہ سے دَم گھٹنا...... کر گذرو میرے ساتھ یعنی جو تمہارے دلوں میں ہے...... دوسرے معنی کئے گئے ہیں: افْرُق: جدائی کرو، یہ بھی اقْضِ کے معنی میں ہے: فیصلہ کرو۔

قرآنِ کریم اللہ کی آخری وحی ہے:

سورۃ التوبہ (آیت ۶) میں ہے: ''اگر مشرکوں میں سے کوئی آپؐ سے پناہ کا طالب ہو تو آپؐ اس کو پناہ دے دیں، تا کہ وہ اللہ کا کلام سنے (یہاں باب ہے) پھر اس کو اس کی امن کی جگہ میں پہنچا دیں، یہ حکم اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (اللہ کا دین) جانتے نہیں —— مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: ایک انسان نبی ﷺ کے پاس آتا، پس وہ سنتا جو آپؐ کہتے اور جو آپؐ پر اتارا گیا یعنی قرآن، پس وہ امن والا ہے تا کہ آئے وہ آپؐ کے پاس، پس اللہ کا کلام سنے، پھر وہ پہنچ جائے اپنی اطمینان کی جگہ میں جہاں سے آیا ہے (اس کے بعد اس سے جنگ روا ہے)

دوسری آیت: سورۃ ص کی آیات (۶۷و۶۸) ہیں: ﴿قُلْ: هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ﴾: کہو: وہ ایک عظیم خبر (قرآن) ہے، جس سے تم روگردانی کرنے والے ہو۔

تنبیہ: امام بخاریؒ کے ذہن نے خطا کی ہے، آپ نے سورۃ النبا کی (آیت ۲) لکھی ہے: ﴿عَمَّ يَتَسَاءَ لُوْنَ؟ عَنِ النَّبَأِ الْعَظِيْمِ﴾: لوگ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں؟ ایک بڑے واقعہ کے بارے میں یعنی قیامت کے بارے میں، یہاں قرآن مراد نہیں —— پھر اسی سورت کی (آیت ۳۸) میں ﴿صَوَابًا﴾ آیا ہے، اس کے معنی بیان کئے ہیں: دنیا میں برحق کام اور اس پر جس نے عمل کیا ہے وہی بول سکے گا۔

فائدہ: باب کی شرح تو پوری ہوئی، اب کچھ تفصیل عرض کرتا ہوں کیونکہ آگے قرآنِ کریم کے سلسلہ میں متعدد ابواب

آرہے ہیں۔

توراۃ وانجیل اللہ کی کتابیں تھیں، اللہ کا کلام نہیں تھیں، اللہ کا کلام صرف قرآن ہے:

تحفۃ القاری جلد نہم کے بالکل شروع میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے کہ قرآن سے پہلے کی کتابیں: اللہ کی کتابیں تھیں، اللہ کا کلام نہیں تھیں، توراۃ وانجیل کو قرآنِ کریم میں اللہ کی کتابیں ہی کہا ہے، کلام اللہ نہیں کہا، اسی وجہ سے وہ معجز نہیں، اللہ کا کلام صرف قرآنِ کریم ہے، اسی وجہ سے وہ معجز ہے (امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ فرق نہیں کیا، اللہ کی سبھی کتابوں کو اللہ کا کلام کہا ہے)

تدلّی اور تمثّل:

تدلی کے معنی ہیں: بہت نزدیک آنا، اور تمثل کے معنی ہیں: پیکر محسوس اختیار کرنا۔ اگر دوسری دنیا کی کوئی چیز اپنی حالت پر رہتے ہوئے اس دنیا کی مخلوق سے قریب آئے تو وہ تدلّی ہے، جیسے سورۃ النجم (آیت ۸) میں ہے: ﴿ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی﴾: پھر جبرئیلؑ نزدیک آئے، پھر اور نزدیک آئے، اس موقع پر جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں نبی ﷺ کے قریب آئے تھے۔ کمان کی تانت کے بقدر یا اس سے بھی نزدیک آگئے تھے، یہی تدلّی ہے، اسی طرح ابھی حدیث (نمبر ۷۵۱۷) گذری ہے: ودنا الجبار رب العزة فتدلّى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى: معراج میں اللہ رب العزت قریب ہوئے، پھر اور قریب ہوئے یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ سے کمان کی تانت کے بقدر یا اس سے بھی قریب ہو گئے، یہ تدلّی ہے۔

اور تمثل: حالت بدل کر سامنے آنے کا نام ہے، عام طور پر جبرئیل علیہ السلام انسانی صورت اختیار کر کے نبی ﷺ کے سامنے ظاہر ہوتے تھے، کتاب کے شروع میں حدیث (نمبر ۲) گذری ہے: أحيانا يتمثل لى الملك رجلاً: کبھی فرشتہ میرے لئے پیکر (نظر آنے والی صورت) اختیار کرتا ہے، یہ تمثل ہے۔

پانچ صفات اور دو صفات میں فرق:

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ پانچ صفاتِ حقیقیہ کا مرجع اللہ کی ذات ہے، حیات: اللہ کا وجود ہے، سمع: مسموعات کے ظہورِ تام کا نام ہے، بصر: مبصرات کے انکشاف تام کا نام ہے، اور قدرت ان کی ذاتی صفت ہے اور علم: معلومات کے انکشاف تام کا نام ہے، باقی دو صفات کا تعلق مخلوقات کے ساتھ ہوتا ہے، ارادہ کا محض تعلق ہوتا ہے اور کلام کا تنزل ہوتا ہے، پس اللہ کی مراد مخلوق ہے یعنی اللہ تعالیٰ جس چیز کو وجود میں لانے کا ارادہ کرتے ہیں وہ مراد مخلوق (حادث) ہوتی ہے، کیونکہ وہ صرف صفتِ ارادہ کا اثر ہوتی ہے، اور صفتِ کلام میں — جس کو متکلمین کلام نفسی کہتے ہیں — تنزل ہوتا ہے، وہ کلام مخلوق کے قریب آتا ہے، یہاں تک کہ مخلوق کے افعال اس سے متعلق ہو جاتے ہیں، جو حادث ہوتے ہیں، امام اعظم اور امام

بخاری رحمہما اللہ سے مروی ہے: لفظی بالقرآن مخلوق: میرا قرآن پڑھنا حادث ہے، کیونکہ وہ مخلوق کا فعل ہے، البتہ وہ کلام غیر مخلوق پر دال ہے، اسی طرح قرآن کے نقوش اور قاری کی قراءت حادث ہیں، مگر وہ کلام قدیم پر دال ہیں۔

البتہ قدیم حنابلہ نے اپنی جہالت سے کلام کی تدلی کے ساتھ جو افعال عباد متعلق ہوتے ہیں ان کو بھی قدیم مانا، انھوں نے قرآن کی لکھائی، روشنائی اور کاغذ کو بھی قدیم کہہ دیا، جیسے ابن الحال صوفیوں نے وجود باری میں تدلی مانی اور مخلوقات کو بھی اس وجود میں شامل کرلیا، اور وحدت الوجود کا باطل نظریہ چلا دیا۔

اور معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقے تدلی کی حقیقت نہیں سمجھ سکے، انھوں نے کہا: صفتِ ارادہ میں جیسے مراد حادث ہوتی ہے، صفتِ کلام میں بھی اللہ تعالیٰ محل میں کلام پیدا کرتے ہیں، پس وہ بھی حادث ہے، اس طرح قرآن کے مخلوق ہونے کا نظریہ چلا دیا، جس سے بادشاہ وقت تک متأثر ہوگئے، اور ہزاروں معصوم جانیں اس فتنہ کی نذر ہوگئیں، امام احمدؒ نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا، اور وہ فتنہ اپنی موت مرگیا، اب اہل السنہ والجماعہ متفق ہیں کہ قرآنِ کریم اللہ کا کلام اور صفتِ قدیمہ ہے۔

[۳۹-] بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ بِالْأَمْرِ، وَذِكْرِ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالإِبْلَاغِ

[۱-] لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿فَاذْكُرُوْنِىْ أَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة: ۱۵۲]

[۲-] ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ، إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَاقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِىْ وَتَذْكِيرِىْ بِآيَاتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوْا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَ كُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ﴿غُمَّةً﴾: غَمٌّ وَضِيقٌ. قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿اقْضُوْا إِلَيَّ﴾: مَا فِىْ أَنْفُسِكُمْ، يُقَالُ: افْرُقْ: اقْضِ.

[۳-] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ﴾: إِنْسَانٌ يَأْتِيهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَهُوَ آمِنٌ حَتّٰى يَأْتِيَهِ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ، وَحَتّٰى يَبْلُغَ مَأْمَنَهُ حَيْثُ جَاءَ.

﴿النَّبَإِ الْعَظِيْمِ﴾: الْقُرْآنُ، ﴿صَوَابًا﴾: حَقًّا فِى الدُّنْيَا وَعَمِلَ بِهِ.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا﴾ وَمَا ذُكِرَ فِىْ خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاكْتِسَابِهِمْ

اللہ تعالیٰ کا کوئی ہم سر نہیں، اور افعالِ عباد کے خلق وکسب کا مسئلہ

(خالق صرف اللہ تعالیٰ ہیں)

اس باب میں دو باتیں ہیں: اور دونوں میں گہرا ربط ہے، اس باب میں انسان کے اختیاری افعال کے خلق وکسب کا مسئلہ بھی ہے اور اللہ کی خالقیت کا اثبات بھی اور باب کا پہلا جزء دلیل کے طور پر لایا گیا ہے۔ معتزلہ کا خیال ہے کہ انسان اپنے اختیاری افعال کا خود خالق ہے، اس سے جزاؤسزا کا مسئلہ حل ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ انسان کے اچھے برے افعال کے خالق

ہیں تو انسان مجبور ہے، اور مجبور جزاؤ سزا کا مستحق نہیں ہوتا۔

معتزلہ عجیب لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ کے لئے صفات مانتے ہوئے تو ان کو موت آتی ہے، اس سے تعدد آلہہ لازم آتا ہے، چنانچہ وہ صفات کو عین ذات مانتے ہیں یعنی نفی کرتے ہیں، اور بندوں کو اختیاری افعال کا خالق ماننے میں ان کو توحید کا گاؤ خورد ہونا نظر نہیں آتا!

اور اہل حق کے نزدیک: خالق اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں، اگر کوئی اور خالق ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کا ہم سر ہوگا، وہ بھی قدرتِ کاملہ کا مالک ہوگا، جبکہ قرآن بھرا پڑا ہے کہ اللہ کے برابر کوئی نہیں، اور جو اللہ کا مقابل مانے وہ مشرک ہے۔ آخرت میں اس کے تمام اعمال اکارت جائیں گے، اور وہ گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔

رہا جزاؤ سزا کا مسئلہ تو وہ کسب سے حل ہو جاتا ہے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی جزوی اختیار دیا ہے، جب وہ اپنے اختیار سے کوئی اچھا برا کام کرنا چاہتا ہے اور اس کے اسباب مہیا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس فعل کو پیدا کرتے ہیں، اور جزاؤ سزا کے لئے کامل اختیار ضروری نہیں، جزوی اختیار بھی کافی ہے۔ یہ بات حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھی ہے۔

ایک واقعہ: ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: انسان مختار ہے یا مجبور؟ آپؓ نے فرمایا: مختار بھی ہے اور مجبور بھی! اس نے کہا: یہ کیسے؟ آپؓ نے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، وہ کھڑا ہو گیا، آپؓ نے فرمایا: ایک پیر اٹھالو، اس نے اٹھالیا، آپ نے فرمایا: دوسرا بھی اٹھالو، اس نے کہا: دوسرا کیسے اٹھاؤں؟ گر پڑوں گا! آپؓ نے فرمایا: دیکھو، تم کھڑے ہونے پر اور ایک پیر اٹھانے پر قادر تھے، اور اس کے بعد مجبور ہو گئے — اسی طرح انسان کسب (کمانے) کی حد تک مختار ہے، پھر خلق پر قادر نہیں، خالق اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

وہ آیات جن میں اللہ تعالیٰ کے ہم سر ہونے کی نفی ہے:

پہلی آیت: سورۃ البقرۃ کی (آیت ۲۲) ہے: ''وہ ذاتِ پاک ایسی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا، اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ پھلوں کو بطور روزی نکالا، پس تم جانتے بوجھتے اللہ تعالیٰ کا مقابل مت ٹھہراؤ'' (یہ آیت باب میں ہے)

دوسری آیت: سورۃ حمٰ السجدۃ کی (آیت ۹) ہے: ''پوچھیں: کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا، اور تم ان کا مقابل ٹھہراتے ہو! وہی سارے جہانوں کے ربّ ہیں! (اور ربّ: سب سے پہلے خالق ہوتا ہے)

تیسری آیت: سورۃ الفرقان کی (آیت ۶۸) میں عباد الرحمٰن کے اوصاف میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے (کیونکہ کوئی اور معبود ہے ہی نہیں! جس کو پکاریں)

چوتھی آیت: سورۃ الزمر کی (آیات ۶۵ و ۶۶) ہیں: ''اور بخدا! واقعہ یہ ہے کہ آپؐ کی طرف اور ان پیغمبروں کی طرف جو

آپؐ سے پہلے ہوئے ہیں یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تو شرک کرے گا تو تیرا کیا کرایا غارت ہوجائے گا، اور تو گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا() بلکہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بن!''

پانچویں آیت: سورۃ یوسف کی (آیت ۱۰۶) ہے: ''اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں'' —— عکرمہؒ نے کہا: اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کو کس نے پیدا کیا؟ اور آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ وہ جواب دیں گے: اللہ نے، پس یہ تو ان کا عقیدہ ہے، درانحالیکہ وہ غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں (اللہ پر ان کا ایمان بھی ہے اور قبروں کا طواف بھی کرتے ہیں، اور اولیاء سے مرادیں بھی مانگتے ہیں: یہ شرک کے ساتھ ایمان ہے)

وہ آیات جو افعالِ عباد کے خلق اور ان کے کسب کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں:

پہلی آیت: سورۃ الفرقان کی (آیت ۲) میں ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا، پس ہر چیز کا خوب اندازہ رکھا'' (ہر چیز میں بندوں کے اختیاری افعال بھی آگئے)

دوسری آیت: سورۃ الحجر کی (آیت ۸) ہے: ''نہیں اتارتے ہم فرشتوں کو مگر فیصلہ ہی کے لئے'' —— مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: پیغام رسانی اور عذاب کے لئے ہی ہم فرشتوں کو اتارتے ہیں، ان کو نبی بنا کر نہیں بھیجتے —— یعنی فرشتوں کا نزول بھی اللہ کے خلق سے ہوتا ہے، فرشتے مکلّف نہیں، اس لئے ان کے لئے جزاؤ سزا نہیں، اور انسان مکلّف ہیں ان کے افعال کا خلق بھی اللہ تعالیٰ کرتے ہیں، مگر ان میں ان کا کسب کا دخل ہوتا ہے اس لئے ان کے لئے جزاؤ سزا ہے)

تیسری آیت: سورۃ الاحزاب کی (آیت ۸) میں ہے: ''تاکہ ان سچوں سے ان کے سچ کی تحقیقات کرے!'' یعنی ان رسولوں نے اللہ کا دین لوگوں تک پہنچایا یا نہیں؟ اس کی تحقیق ہوگی، معلوم ہوا کہ ان کا کسب کا اختیار تھا اسی لئے ان سے پوچھا گیا)

چوتھی آیت: سورۃ الحجر کی (آیت ۹) ہے: ''ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے، اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں'' حفاظت: عالم اسباب میں حافظوں کے ذریعہ ہوتی ہے، مگر اس حفاظت کو اللہ تعالیٰ پیدا کرتے ہیں۔

پانچویں آیت: سورۃ الزمر کی (آیت ۳۳) ہے: ''اور جو شخص سچی بات (قرآن) لے کر آیا، اور اس کو سچ جانا: یہی لوگ پرہیزگار ہیں'' —— یہ سچ جاننا مؤمن کا کسب ہے، اس کا تقوی میں دخل ہے، مؤمن قیامت کے دن عرض کرے گا: یہ قرآن آپؐ نے مجھے دیا تھا، میں نے اس کے احکام پر عمل کیا (یہی کسب ہے)

اور حدیث: باب کے پہلے جزء سے متعلق ہے، اس میں اللہ کے ساتھ ہم سر بنانے کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے، اور بندوں کو ان کے افعال اختیاریہ کا خالق ماننا ان کو اللہ کا ہم سر بنانا ہے۔

ملحوظہ: یہ باب صفتِ کلام کے ابواب کے درمیان میں کیوں لایا گیا ہے؟ **جواب:** بندوں کا قرآن پڑھنا بندوں کا فعل ہے، اس میں ان کے کسب کا دخل ہے، اس لئے وہ پڑھنا حادث ہے، اگرچہ اس پڑھنے کو بھی بندوں کے دیگر افعال کی طرح

اللہ تعالیٰ پیدا کرتے ہیں، مگر اس سے وہ پڑھنا غیر مخلوق نہیں ہوجاتا، جیسا کہ قدیم حنابلہ کا خیال تھا۔

[٤٠-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿فَلاَ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا﴾

[٢-] وَقَوْلِهِ: ﴿وَتَجْعَلُوْنَ لَهُ أَنْدَادًا، ذٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ [٣-] وَقَوْلِهِ: ﴿وَالَّذِيْنَ لاَ يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾ [٤-] ﴿ وَلَقَدْ أُوْحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ،لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ○ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنِ الشَّاكِرِيْنَ﴾ [٥-] وَقَالَ عِكْرِمَةُ: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ﴾ قَالَ: يَسْأَلُهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ؟ وَمَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ! فَذٰلِكَ إِيْمَانُهُمْ، وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ غَيْرَهُ.

وَمَا ذُكِرَ فِىْ خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاكْتِسَابِهِمْ

[١-] لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيْرًا﴾ [٢-] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَا نُنَزِّلُ الْمَلاَئِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾: بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ. [٣-] ﴿لِيَسْئَلَ الصَّادِقِيْنَ﴾: الْمُبَلِّغِيْنَ الْمُؤَدِّيْنَ مِنَ الرُّسُلِ. [٤-] ﴿ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾ عِنْدَنَا. [٥-] ﴿ وَالَّذِىْ جَاءَ بِالصِّدْقِ﴾: بِالْقُرْآنِ ﴿وَصَدَّقَ بِهِ﴾: الْمُؤْمِنُ، يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: هٰذَا الَّذِىْ أَعْطَيْتَنِىْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ.

[٧٥٢٠-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم: أَىُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ”أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ“ قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ! قُلْتُ: ثُمَّ أَىٌّ؟ قَالَ:” ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ“ قُلْتُ: ثُمَّ أَىٌّ؟ قَالَ:” ثُمَّ أَنْ تُزَانِىَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ“[راجع: ٤٤٧٧]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلاَ أَبْصَارُكُمْ وَلاَ جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لاَ يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾

اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا بیان

انسان کے طرزِ عمل سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کا علم محیط نہیں، وہ اس غلط فہمی میں ہے کہ جو چاہو کرو کون دیکھتا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ذرہ ذرہ کا علم ہے، سورۃ حم السجدۃ کی (آیت ۲۲) میں ہے کہ چلو، اللہ نہیں دیکھتا، تو کیا تمہارے کان، آنکھیں اور کھالیں بھی نہیں دیکھتیں؟ کیا تم ان سے چھپ کر کوئی برا عمل کر سکتے ہو؟ یہ سب کل تمہارے خلاف گواہ

ہونگے !اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے۔

آیت کریمہ: اور تم نہیں چھپا سکتے تھے (اپنا برا عمل) اس بات سے کہ تمہارے خلاف گواہی دیں تمہارے کان، آنکھیں اور کھالیں، بلکہ (گناہ پر دلیر اس لئے تھے کہ) تم گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے کاموں کی خبر نہیں! اور حدیث تحفۃ القاری (۹:۴۸۱) میں گذری ہے، تین شخص اکٹھا ہوئے، بعض نے بعض سے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتے ہیں؟ ایک نے کہا: اگر ہم زور سے بولیں تو سنتے ہیں، اور آہستہ بولیں تو نہیں سنتے، دوسرے نے کہا: اگر وہ ہماری زور سے کہی ہوئی باتیں سنتے ہیں تو وہ آہستہ کہی ہوئی باتیں بھی سنتے ہیں۔

[٤١-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلاَ أَبْصَارُكُمْ وَلاَ جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لاَ يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾

[٧٥٢١-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ، أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ، كَثِيْرٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ، قَلِيْلٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ؟ وَقَالَ الآخَرُ: يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلاَ يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا. وَقَالَ الآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلاَ أَبْصَارُكُمْ﴾ الآيَةَ. [راجع: ٤٨١٦]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ﴾ و ﴿مَا يَأْتِيْهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ﴾

تعلقات کا حدوث صفات کے حدوث کو مستلزم نہیں

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ قدیمہ کا مخلوقات کے ساتھ تعلق قائم ہوتا ہے، پس تعلق: حادث (نیا) ہوتا ہے، اور صفات قدیمہ ہوتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے زید کو پیدا کیا تو صفتِ خلق کا زید کے ساتھ تعلق قائم ہوا، یہ تعلق اور زید حادث ہیں، مگر صفتِ خلق قدیم ہے، یا جیسے صفتِ کلام کا لوح محفوظ کے ساتھ، پھر بیتِ معمور کے ساتھ تعلق قائم ہوا، پھر دنیا میں اس کا نزول ہوا، لکھا گیا اور پڑھا گیا: یہ سب تعلقات حادث ہیں، اور صفتِ کلام (قرآنِ کریم) قدیم ہے، پس اللہ کے معاملات کے نیا ہونے سے صفات کا نیا ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ وہ حادث کا حادث کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا، بلکہ قدیم کا حادث کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔

آیت (۱): سورۃ الرحمٰن کی (آیت ۲۹) ہے: ''اللہ تعالیٰ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں ہوتے ہیں'' ـــــ یعنی صفات کا مخلوقات کے ساتھ تعلق قائم ہوتا رہتا ہے اور نئے نئے معاملات وجود میں آتے رہتے ہیں۔

آیت (۲): سورۃ الانبیاء کی (آیت ۲) ہے: ''نہیں پہنچتی ان (کفار) کو کوئی تازہ نصیحت ان کے رب کی طرف سے مگر

وہ اس کو ہنسی کرتے ہوئے سنتے ہیں" ـــــ یہ نصیحت (قرآن) کا نیا ہونا بندوں کے ساتھ تعلق (نزول) کے اعتبار سے ہے۔

آیت (۳): سورۃ الطلاق کی پہلی آیت ہے: "شاید اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کریں اس (طلاق) کے بعد" ـــــ یہ بات نئی ہوگی، اور اس کے ساتھ صفتِ خلق کا تعلق نیا ہوگا، مگر خود صفت خلق قدیم ہوگی، اور اللہ کا نیا کرنا مخلوق کے نیا کرنے کی طرح نہیں، سورۃ الشوریٰ کی (آیت ۱۱) میں ہے: "کوئی چیز اس کے مثل نہیں، اور وہ سننے والے دیکھنے والے ہیں" کیونکہ مخلوق کا نیا کام کرنا حادث کا حادث کے ساتھ تعلق ہے، اور اللہ کا نیا کام کرنا قدیم کا حادث کے ساتھ تعلق ہے۔

موقوف روایت: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ اپنے معاملات سے جو چاہیں نیا معاملہ پیدا کرتے ہیں، اور انھوں نے جو نئے احکام بھیجے ہیں: ان میں سے یہ ہے کہ نماز میں بات چیت مت کرو"

اور باب کی دونوں روایتوں میں ایک مضمون ہے۔ یہ روایت تحفۃ القاری (۸۲:۶) میں آچکی ہے۔ پہلی روایت میں أقرب الکتب ہے اور دوسری میں أحدث الأخبار ہے، یہ الفاظ باب سے متعلق ہیں، اور قرآن کا نیا ہونا مخلوق کے ساتھ تعلق کے اعتبار سے ہے، ورنہ قرآن (کلام نفسی) قدیم ہے۔

[۴۲-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ﴾ و ﴿مَا يَأْتِيْهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ﴾

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾ وَأَنَّ حَدَثَهُ لاَ يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوْقِيْنَ، لِقَوْلِهِ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْئٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ: أَنْ لاَ تَكَلَّمُوْا فِي الصَّلاَةِ"

[۷۵۲۲-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللّٰهِ، تَقْرَءُ وْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ. [راجع: ۲۶۸۵]

[۷۵۲۳-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْئٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّكُمْ أَحْدَثُ الأَخْبَارِ بِاللّٰهِ، مَحْضًا لَمْ يُشَبْ، وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوْا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْا فَكَتَبُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكُتُبَ، قَالُوْا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلاً، أَوَلاَ يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَ كُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ؟! وَلاَ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلاً مِنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ. [راجع: ۲۶۸۵]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ وَفِعْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حَيْثُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ

نزولِ وحی پر نبی ﷺ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ پڑھتے تھے: وہ پڑھنا حادث تھا

پہلے یہ بات آئی ہے کہ اللہ کی صفتِ کلام کی تدلّی (تنزل) ہوا، یعنی وہ صفت مخلوق سے قریب آئی، پھر جب اس کا مخلوق کے ساتھ تعلق قائم ہوا تو تعلق سے پہلے تک صفتِ قدیمہ ہے اور تعلق کے بعد صفتِ حادثہ ہے، جو صفتِ قدیمہ پر دلالت کرتی ہے، پس قرآن اللہ کا کلام ہے، جب اس کا مخلوق کے ساتھ تعلق قائم ہوا یعنی نبی ﷺ نے اس کو پڑھا تو وہ پڑھنا حادث ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے نیشاپور میں یہی فرمایا تھا: لفظی بالقرآن مخلوق: میرا قرآن پڑھنا حادث ہے، کیونکہ وہ بندے کا فعل ہے، اور بندے کا فعل قدیم نہیں ہوسکتا۔

باب کی آیت: شروع میں جب جبرئیل علیہ السلام وحی پڑھتے تھے تو نبی ﷺ بھی ساتھ ساتھ پڑھتے تھے، تاکہ وحی یاد ہوجائے، اس سے دوہرا بوجھ پڑتا تھا، چنانچہ سورۃ القیامہ میں آپؐ کو ساتھ پڑھنے سے روک دیا گیا، یہ نبی ﷺ کا پڑھنا حادث تھا، اللہ کی صفت نہیں تھی، مگر وہ اللہ کی صفت پر دلالت کرتا تھا۔

معلق حدیث قدسی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں میرے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر میں اس کے دونوں ہونٹ ہلتے ہیں'' —— یہ ذکر حادث ہے، کیونکہ بندے کا فعل ہے۔

حدیث: باب کی حدیث میں باب کی آیت کا شانِ نزول ہے، یہ حدیث پہلے آچکی ہے۔

[٤٣-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ وَفِعْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حَيْثُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "قَالَ اللّٰهُ: أَنَا مَعَ عَبْدِيْ مَا ذَكَرَنِيْ، وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ"

[٧٥٢٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً، كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ، فَقَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُحَرِّكُهُمَا، فَقَالَ سَعِيْدٌ: أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ: جَمْعُهُ لَكَ فِيْ صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَؤُهُ.

﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ: فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ، ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ، قَالَ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ اسْتَمَعَ، فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرَئِيْلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم كَمَا أَقْرَأَهُ.[راجع:۵]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:﴿وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوْا بِهِ، إِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ، أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾

چھپا کر بات کہو یا پکار کر سب کی اللہ کو خبر ہے، کیا وہ نہیں جانے گا جس نے پیدا کیا اور وہ باریک بیں باخبر ہے!

یہ بھی صفتِ کلام (قرآن) کے سلسلہ کا باب ہے، اور اب آخر کتاب تک اسی سلسلہ کے ابواب ہیں۔ بندوں کا قرآن پڑھنا بندوں کی صفت ہے، اللہ کی صفت نہیں، اس لئے حادث ہے، البتہ اس پڑھنے کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، خواہ آہستہ پڑھا جائے یا جہراً پڑھا جائے، پس اس کا صفتِ علم سے تعلق ہوا، صفتِ کلام سے تعلق نہیں ہوا۔

باب کی آیت: سورۃ الملک کی (آیات ۱۳و۱۴) ہیں: ''اور تم خواہ چھپا کر بات کہو یا پکار کر (اس کو سب کی خبر ہے کیونکہ) وہ دلوں تک کی باتوں سے واقف ہیں، کیا وہ نہیں جانے گا جس نے پیدا کیا، اور وہ باریک بیں باخبر ہے؟! (آیت کے عموم میں قرآن کا پڑھنا بھی آتا ہے)

ایک لفظ کے معنی: أَسِرُّوْا کی مناسبت سے یتخافتون کے معنی بیان کئے ہیں، یہ کلمہ سورۃ القلم کی (آیت ۲۳) میں آیا ہے، اس کے معنی ہیں: چپکے چپکے باتیں کرنا۔

اور پہلی حدیث: تحفۃ القاری (۳۵۲:۹) میں آچکی ہے، اس کے ذریعہ قرآن پڑھنے کو باب کی آیت کے عموم میں داخل کیا ہے، اسی طرح دوسری حدیث کے ذریعہ دعا کو بھی باب کی آیت کے عموم میں داخل کیا ہے، اور آخری حدیث میں جہراً قرآن پڑھنے کی فضیلت بیان کی ہے۔

[٤٤-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:﴿وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوْا بِهِ، إِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ، أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾

﴿يَتَخَافَتُوْنَ﴾: يَتَسَارُّوْنَ.

[٧٥٢٥-] حدثنا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، عَنْ هُشَيْمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ، فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوْا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَ تِكَ، فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوْا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ، ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ [راجع: ٤٧٢٢]

[٧٥٢٦-] حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ فِي الدُّعَاءِ. [راجع: ٤٧٢٣]

[٧٥٢٧-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ" وَزَادَ غَيْرُهُ: "يَجْهَرُ بِهِ"

حوالہ: آخری حدیث کے ہم معنی حدیث تحفۃ القاری (۸۶:۱۰) میں گذری ہے

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَرَجُلٌ يَقُوْلُ: لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ"

قاری کا قرآن پڑھنا اس کا فعل ہے، اس لئے حادث ہے، مگر وہ اللہ کے کلام پر دال ہے اس لئے قابل رشک ہے

باب کی حدیثوں میں ہے کہ دو شخص قابل رشک ہیں: ایک: جس کو قرآن کی دولت ملی ہے، وہ شب وروز اس کو پڑھتا ہے۔ دوسرا: مالدار، جو مال راہِ خدا میں لٹاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے قرآن سے نماز پڑھنے والے کو اس کا فعل قرار دیا ہے، اور انسان کا فعل حادث ہوتا ہے، پس قاری کا پڑھنا حادث ہے، تاہم قاری قابل رشک ہے، کیونکہ اس کا پڑھنا اللہ کی صفت پر دلالت کرتا ہے۔

آیت (۱): سورۃ الروم کی (آیت ۲۲) ہے: "اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا بنانا، اور تمہارے لب ولہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا" —— پس خواہ قرآن کو کسی انداز سے پڑھے قابل رشک ہے، اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قاری کا پڑھنا اللہ کی صفت نہیں، کیونکہ قراء مختلف طرح پڑھتے ہیں اور اللہ کی صفت میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔

آیت (۲): سورۃ الحج کی (آیت ۷۷) ہے: "اے ایمان والو! تم رکوع کیا کرو، اور سجدہ کیا کرو، اور اپنے رب کی

عبادت کیا کرو، اور نیک کام کیا کرو، تا کہ تم فلاح پاؤ!" —— قرآن پڑھنا بھی نیک کام ہے، پس قاری قابل رشک ہے۔

[۴۵-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَرَجُلٌ يَقُوْلُ: لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ"

فَبَيَّنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنَّ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهُ.

وَقَالَ: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِهِمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾

وَقَالَ: ﴿وَافْعَلُوْا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

[۷۵۲۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ، مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَآنَاءِ النَّهَارِ، فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِيْ حَقِّهِ فَيَقُوْلُ: لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا عَمِلْتُ فِيْهِ مِثْلَ مَا عَمِلَ"[راجع: ۵۰۲۶]

[۷۵۲۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لَاحَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ" قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ سُفْيَانَ مِرَارًا، لَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ، وَهُوَ مِنْ صَحِيْحِ حَدِيْثِهِ.[راجع: ۵۰۲۵]

وضاحت: آخری حدیث کی سند میں زہری رحمہ اللہ نے حدثنا یا أخبرنا نہیں کہا، مگر حدیث صحیح ہے (یہ علی مدینی کا قول ہے)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾

رسول اللہ ﷺ کی اور ان کے ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنِ کریم کو پہنچائیں

اب تک ابواب کلام اللہ (صفتِ کلام) سے متعلق تھے، اب کلام اللہ (قرآن) کی تبلیغ سے متعلق ابواب شروع کر رہے ہیں، پھر قرآنِ کریم پر عمل کے سلسلہ کے ابواب آئیں گے، اور ان پر بخاری شریف پوری ہوگی۔

باب کی آیت: سورۃ المائدۃ کی (آیت ٦٧) میں ہے: "اے رسول! جو کچھ آپؐ کے رب کی طرف سے آپؐ پر اتارا

گیا ہے اس کو پہنچایئے، اور اگر آپ نے یہ کام نہیں کیا تو آپؐ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا!

قول زہری رحمہ اللہ: امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ کی طرف سے پیغام ہے، اور اللہ کے رسول کے ذمہ اس کا پہنچانا ہے، اور ہمارے ذمہ ماننا ہے (اس قول میں ابواب کی ترتیب کی طرف اشارہ ہے، اب تک ابواب قرآن سے متعلق تھے، قرآن: اللہ کی طرف سے پیغام ہے، اب ابواب اس کی تبلیغ سے متعلق ہیں، پھر اس پر عمل کے تعلق سے ابواب آئیں گے)

پیغام رسانی کی ذمہ داری فرشتوں کی، نبیوں کی اور ان کے ورثاء کی ہے:

فرشتوں کی ذمہ داری کا بیان: سورہ الجن (آیت ۲۸) میں ہے: ''تاکہ اللہ تعالیٰ جان لیں کہ ان فرشتوں نے بالتحقیق ان کے ربّ کے پیغامات پہنچائے، اور اللہ تعالیٰ ان (فرشتوں) کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، اور ہر چیز کو اللہ نے گن کر محفوظ کر رکھا ہے''

نبیوں کی ذمہ داری کا بیان: سورۃ اعراف (آیت ۶۲) میں ہے: ''(نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:) میں تم کو اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچاتا ہوں'' (یہی بات آیت ۶۸ میں ہود علیہ السلام نے کہی ہے، پھر یہی بات آیت ۷۹ میں صالح علیہ السلام نے کہی ہے، پھر یہی بات آیت ۹۳ میں شعیب علیہ السلام نے کہی ہے، پس پیغام رسانی کی ذمہ داری سبھی انبیاء کی ہے)

علماء کی ذمہ داری کا بیان: غزوۂ تبوک میں بعض مؤمنین شریک جہاد نہیں ہوئے تھے، انھوں نے نبی ﷺ کی واپسی کی اطلاع پا کر خود کو مسجدِ نبوی کے ستونوں سے باندھ دیا تھا، آیات ۱۰۲-۱۰۵ میں ان کی توبہ نازل ہوئی، ان کو ستونوں سے کھول دیا گیا، اور انھوں نے توبہ کی تکمیل کے طور پر جو صدقہ پیش کیا وہ قبول کر لیا گیا، پھر (آیت ۱۰۵) میں ان سے کہا: ''عمل کرو، پس عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مؤمنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے'' یعنی توبہ وغیرہ سے گذشتہ تقصیرات تو معاف ہو گئیں، لیکن آگے دیکھا جائے گا کہ تم کہاں تک صدق واستقامت کا عملی ثبوت پیش کرتے ہو —— یہ آیت لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ علماء کی تبلیغ بھی اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمان دیکھیں گے کہ انھوں نے کہاں تک اس سلسلہ میں جدوجہد کی ہے۔

کسی کو داعی کا کام پسند آئے تو ستائش کس طرح کرے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب تجھے کسی شخص کا (دینی) عمل پسند آئے تو تو کہہ: ''عمل کرو، پس عنقریب اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مؤمنین تمہارا عمل دیکھ لیں گے'' (ستائش کا یہ شاندار طریقہ ہے، اس سے داعی کا نفس پھولتا نہیں)

داعی کو بے برداشت نہیں ہونا چاہئے: کبھی حالات ناسازگار ہوتے ہیں، داعی کو مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، صدیقہ عائشہؓ نے فرمایا: ''اور تجھے کوئی شخص بے برداشت نہ کرے'' کیونکہ ہمتِ مرداں مددِ خدا! قدم قدم بڑھے چلو، منزل دور نہیں!

قرآن وہ راہ نمائی ہے جس میں انگلی رکھنے کی جگہ نہیں، پس لوگوں کو اس کی دعوت دو!

سورۃ البقرۃ کی دوسری آیت ہے: ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ لاَرَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ﴾: یہ کتاب ایسی ہے جس (کے من جانب اللہ ہونے) میں کوئی شبہ نہیں، خدا سے ڈرنے والوں کو راہ بتلانے والی ہے ـــــ ابوعبیدۃ معمر بن المثنی (امام لغت) نے فرمایا: ذلك (اسم اشارہ بعید) بمعنی هٰذَا (اسم اشارہ قریب) ہے، اور ھدی کے معنی ہیں: وضاحت اور راہ نمائی، جیسے سورۃ الممتحنہ (آیت ۱۰) میں بھی ذلك بمعنی هذا ہے (ذلكم حكم الله: یہ اللہ کا حکم ہے) اور ریب کے معنی ہیں: شک، اسی طرح تلك آيات الله میں بھی تلك بمعنی هذه ہے، اور آیت کے معنی ہیں: یہ قرآن کے اعلام (اہم مضامین) ہیں، اسی طرح سورۃ یونس میں بكم کی جگہ بهم آیا ہے، غرض ایسے تصرفات (التفات) قرآن میں ہیں (یہاں تک ابوعبیدہ کا قول ہے)

معلق روایت: تحفۃ القاری (۱۸۸:۸) میں گذری ہے۔ نبی ﷺ نے حضرت انسؓ کے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ کو ایک قوم کی طرف بھیجا، انھوں نے کہا: کیا تم مجھے امن دیتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچاؤں؟ پس انھوں نے ان سے باتیں شروع کیں (معلوم ہوا کہ دین پہنچانا امت کی بھی ذمہ داری ہے)

پہلی حدیث: تحفۃ القاری (۴۴۱:۶) میں آچکی ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کسری کے عامل سے کہا: ہمارے نبی ﷺ نے ہمارے پروردگار کی طرف سے آنے والے پیغام سے ہمیں بتلایا کہ ہم میں سے جو مارا جائے گا وہ جنت میں جائے گا (دین غیروں کو بھی پہنچانا ہے، وہ بھی نبی ﷺ کی امت دعوت ہیں)

دوسری حدیث: تحفۃ القاری (۲۱۵:۹) میں گذر چکی ہے۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جو شخص تم سے بیان کرے کہ نبی ﷺ نے وحی میں سے کچھ چھپایا ہے: اس کی بات مت ماننا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اے رسول! پہنچائیں جو آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے اتارا گیا ہے'' (اس حکم الٰہی کی نبی ﷺ کیسے خلاف ورزی کر سکتے ہیں؟)

تیسری حدیث: میں نبی ﷺ نے جو تین بڑے گناہ ترتیب وار بتائے ہیں وہ اسی ترتیب سے سورۃ الفرقان کی (آیت ۶۸) میں ہے، یہ نبی ﷺ نے اللہ کا حکم ابن مسعودؓ کو پہنچایا۔

[٤٦-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾

[١-] قَالَ الزُّهْرِيُّ: مِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ، وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْبَلاَغُ، وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ.

[٢-] وَقَالَ: ﴿لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوْا رِسَالاَتِ رَبِّهِمْ﴾ وَقَالَ: ﴿أُبَلِّغُكُمْ رِسَالاَتِ رَبِّيْ﴾

[٣-] وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: ﴿فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ

وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾

[٤-] وَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِذَا أَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ امْرِئٍ فَقُلِ: ﴿اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ وَلاَ يَسْتَخِفَّنَّكَ أَحَدٌ.

قوله: وقال: أی قال الله...... وقال كعب: یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ذہن نے خطا کی، حضرت کعبؓ سے متعلق دوسری آیتیں ہیں۔

[٥-] وَقَالَ مَعْمَرٌ: ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ﴾: هٰذَا الْقُرْآنُ، ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾: بَيَانٌ وَدَلاَلَةٌ، كَقَوْلِهِ: ﴿ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ﴾: هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ، ﴿لاَ رَيْبَ فِيْهِ﴾: لاَ شَكَّ. ﴿تِلْكَ آيَاتُ اللّٰهِ﴾: يَعْنِيْ: هٰذِهِ أَعْلاَمُ الْقُرْآنِ، وَمِثْلُهُ: ﴿حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾: يَعْنِيْ: بِكُمْ.

[٦-] وَقَالَ أَنَسٌ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خَالَهُ حَرَامًا إِلٰى قَوْمِهِ وَقَالَ: أَتُؤْمِنُوْنِّيْ أُبَلِّغُ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ.

نوٹ: معمرؒ کتاب المجاز میں ایسی ہی ٹیڑھی میڑھی اور مختصر عبارت لکھتے ہیں اور امام صاحب بعینہ نقل کرتے ہیں۔

[٧٥٣٠-] حدثنا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ ابْنُ سَلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ، وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ، قَالَ الْمُغِيْرَةُ: أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صلى الله عليه وسلم عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا: "أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ" [راجع: ٣١٥٩]

[٧٥٣١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَتَمَ شَيْئًا، ح: وَقَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ، فَلاَ تُصَدِّقْهُ، إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ الآية. [راجع: ٣٢٣٤]

[٧٥٣٢-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا، وَهُوَ خَلَقَكَ" قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: "ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ" قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟

قَالَ: ''ثُمَّ أَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ'' فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَهَا: ﴿وَالَّذِیْنَ لاَ یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلاَ یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلاَ یَزْنُوْنَ، وَمَنْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ أَثَامًا﴾[راجع: ٤٤٧٧]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنتُمْ صَادِقِیْنَ﴾

قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے، اس کو پڑھو، سمجھو اور اس پر عمل کرو

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، قرآن میں تورات وانجیل کے حوالے آئے ہیں، اور حوالہ بعد والی کتاب میں ہوتا ہے اور حدیث میں اس کی صراحت ہے۔

تورات کا حوالہ: سورۃ آلِ عمران (آیت ۹۳) میں ہے: ''کہیں: پس تورات لاؤ، اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو (یہ آیت بطور مثال ذکر کی ہے، ورنہ متعدد آیات میں تورات وانجیل کا تذکرہ ہے)

اور حدیث: ابھی اسی جلد میں آئی ہے (نمبر ۷۴۶۷) نبی ﷺ نے فرمایا: ''تورات والے تورات دیئے گئے، پس انھوں نے اس پر عمل کیا، اور انجیل والے انجیل دیئے گئے، پس انھوں نے اس پر عمل کیا، اور تم قرآن دیئے گئے، پس تم نے اس پر عمل کیا''

آیتِ کریمہ: سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۲۱) ہے: ﴿الَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْكِتَابَ یَتْلُوْنَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ، أُوْلٰئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهِ، وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهِ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ﴾: جن لوگوں کو ہم نے کتاب (تورات وانجیل) دی، وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں، جیسا تلاوت کرنے کا حق ہے: وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں، اور جو شخص قرآن کا انکار کرے گا پس وہی لوگ خسارہ میں رہیں گے —— حضرت ابورزین مسعود بن مالک اسدی کوفی (تابعی) نے ﴿یَتْلُوْنَهُ﴾ کی تفسیر کی: ''وہ اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں جیسا اس پر عمل کا حق ہے (اس سے بھی ثابت ہوا کہ تورات وانجیل سابقہ کتابیں ہیں اور قرآن آخری کتاب ہے)

قرآن کو عمدہ طریقہ پر پڑھو:

سورۃ النساء کی (آیت ۱۲۷) ہے: ﴿وَیَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَاءِ، قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فِی الْكِتَابِ فِیْ یَتَامٰی النِّسَاءِ﴾ الآیة: اور لوگ آپؐ سے عورتوں کے احکام دریافت کرتے ہیں، آپ کہیں: اللہ تعالیٰ تم کو ان کے بارے میں حکم دیتے ہیں، اور ان آیات کا حوالہ بھی دیتے ہیں جو قرآن میں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، یتیم عورتوں کے بارے میں (الی آخرہ) —— امام بخاری رحمہ اللہ نے ﴿یُتْلٰی﴾ کی تفسیر کی ہے: پڑھتا ہے قرآن کو عمدہ تلاوت کرنے والا، قرآن کو اچھا پڑھنے والا —— یعنی قرآن کو عمدہ طریقہ پر پڑھو۔

قرآن کو سمجھو اور اس پر عمل کرو:

سورۃ الواقعہ کی (آیت ۷۹) ہے: ﴿لَا یَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾: پاک لوگوں کے علاوہ اس کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا —— امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نہیں چھوتا اس کو یعنی اس کا مزہ اور اس کا نفع نہیں پاتا مگر جو قرآن پر یقین رکھتا ہے، اور نہیں اٹھاتا اس کو اس کے حق کے ساتھ یعنی نہیں عمل کرتا اس پر مگر یقین کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی وجہ سے: ''حال ان لوگوں کا جو تورات دیئے گئے، پھر انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا اس گدھے کے حال جیسا ہے جو کتابیں لادے ہوئے ہے، بری حالت ہے ان لوگوں کی جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتے (سورۃ الجمعہ آیت ۵)

نوٹ: سورۃ الواقعہ کی آیت کی جو تفسیر کی ہے، وہ غور طلب ہے، اس میں پاک لوگوں سے فرشتے مراد ہیں، اور ضمیر کتاب مکنون یعنی لوح محفوظ کی طرف لوٹتی ہے یعنی لوح محفوظ تک فرشتوں کے علاوہ کسی کی پہنچ نہیں، شیاطین قرآن میں کیا گڑبڑ کر سکتے ہیں؟

قرآن پر عمل کی اہمیت:

نبی ﷺ نے اسلام، ایمان اور نماز کا نام عمل رکھا ہے، نبی ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: مجھ سے اپنا وہ عمل بیان کرو جو اسلام میں تم نے کیا ہے، اور جس پر تم کو ثواب کی سب سے زیادہ امید ہے، انھوں نے کہا: مجھے سب سے زیادہ ثواب کی امید اپنے اس عمل پر ہے کہ رات دن میں جب بھی میں نے وضوء کیا تو حسب توفیق نماز پڑھی ہے۔
(تحفۃ القاری ۳: ۴۷۷)

اور نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ ورسول پر ایمان لانا، پوچھا گیا: پھر کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا: راہِ خدا میں لڑنا، پوچھا گیا: پھر کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا: مقبول حج (تحفۃ القاری ۱: ۲۴۰)

اور باب کی حدیث تحفۃ القاری (۳: ۴۱۸) میں آچکی ہے، اس میں باب کی پہلی بات ہے کہ یہود ونصاری: تورات وانجیل پہلے دیئے گئے ہیں اور ہم قرآنِ کریم بعد میں دیئے گئے ہیں۔

[٤٧-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا، وَأُعْطِيَ أَهْلُ الإِنْجِيْلِ الإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهِ، وَأُعْطِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ"

وَقَالَ أَبُوْ رَزِيْنٍ: ﴿يَتْلُوْنَهُ﴾: يَتَّبِعُوْنَهُ وَيَعْمَلُوْنَ بِهِ حَقَّ عَمَلِهِ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: ﴿يُتْلٰى﴾: يَقْرَأُ حَسَنُ التِّلَاوَةِ، حَسَنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ.

﴿لَايَمَسُّهُ﴾: لَايَجِدُ طَعْمَهُ وَنَفْعَهُ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِالْقُرْآنِ، وَلَا يَحْمِلُهُ بِحَقِّهِ إِلَّا الْمُوْقِنُ، لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوْا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا، بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ،وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ﴾

وَسَمَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الإِسْلَامَ، وَالإِيْمَانَ، وَالصَّلَاةَ عَمَلًا، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِبِلَالٍ: "أَخْبِرْنِى بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِى الإِسْلَامِ؟" قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِىْ أَنِّى لَمْ أَتَطَهَّرْ إِلَّا صَلَّيْتُ.

وَسُئِلَ: أَىُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، ثُمَّ الْجِهَادُ، ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ"

[۷۵۳۳-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِىِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِى سَالِمٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ، أُوْتِىَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى انْتَصَفَ النَّهَارُ، ثُمَّ عَجَزُوْا، فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا. ثُمَّ أُوْتِىَ أَهْلُ الإِنْجِيْلِ الإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهِ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ عَجَزُوْا، فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا، ثُمَّ أُوْتِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ، فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ: هٰؤُلَاءِ أَقَلُّ عَمَلًا مِنَّا وَأَكْثَرُ خَيْرًا، قَالَ اللّٰهُ: هَلْ ظُلِمْتُمْ مِنْ حَقِّكُمْ مِنْ شَيْئٍ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَهُوَ فَضْلِى أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ" [راجع: ۵۵۷]

بَابٌ

قرآن پڑھنا ہی عمل ہے

یہ ردیف باب ہے، اس لئے بے سرا ہے، اس میں قرآن پڑھنے کی اہمیت کا بیان ہے، اور یہ بات قیاس کی شکل ثالث سے ثابت کی ہے، شکل ثالث میں حد اوسط: صغری اور کبری: دونوں میں موضوع ہوتی ہے، پس شکل ثالث اس طرح بنے گی: الصلاۃ عمل (صغری) والصلاۃ ھی القراء ۃ (کبری) فالعمل ھو القراء ۃ (نتیجہ) اور صغری کی دلیل باب کی حدیث ہے، پوچھا گیا: کونسا عمل افضل ہے؟ جواب دیا: بروقت نماز پڑھنا، اور کبری قضیۃ قیاساتھا معھا ہے، وہ خود حدیث ہے، اور قراءتِ فاتحہ خاص ہے، اور خاص کے ضمن میں عام پایا جاتا ہے، جیسے انسان ثابت ہو تو حیوان بھی ثابت ہوگا۔ اور قرآن پڑھنا ہی عمل ہے: یہ حصر ادعائی ہے۔

[۴۸-] بَابٌ

وَسَمَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الصَّلَاةَ عَمَلًا، وَقَالَ: "لَاصَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ"

[٧٥٣٤-] حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْوَلِیْدِ، ح: وَحَدَّثَنِیْ عَبَّادُ بْنُ یَعْقُوْبَ الْأَسَدِیُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنِ الشَّیْبَانِیِّ، عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ الْعَیْزَارِ، عَنْ أَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم أَیُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: " الصَّلاَ ةُ لِوَقْتِهَا، وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ، ثُمَّ الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ"[راجع: ٥٢٧]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ الإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا﴾: ضَجُوْرًا

انسان کم ہمت پیدا کیا گیا ہے (سب کچھ پڑھتا ہے، قرآن نہیں پڑھتا)

یہ بھی ذیلی باب ہے۔سورۃ المعارج کی (آیات ۱۹-۲۱) ہیں: ''بے شک انسان کم ہمت پیدا کیا گیا ہے! جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہاہو کرنے لگتا ہے، اور جب اس کو راحت ملتی ہے تو ہاتھ روک لیتا ہے!'' چنانچہ خوش حالی میں پھولا نہیں سماتا اور بدحالی میں بدحال ہوجاتا ہے اور دونوں حالتوں میں اعمال کی طرف مائل نہیں ہوتا، سب کچھ پڑھتا ہے مگر قرآن کو ہاتھ نہیں لگاتا۔

اور باب کی حدیث تحفۃ القاری (۳: ۲۴۳) میں آئی ہے، اس سے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے قراری ہوتی ہے، یہی ہلوع ہے، اور اس کی تفسیر بعد کی دو آیتوں میں ہے......الضَّجُور: بہت اکتایا ہوا، بہت اچاٹ، بہت پریشان، بہت تنگ دل۔

[٤٩-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ الإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا﴾: ضَجُوْرًا

﴿إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ○ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا﴾

[٧٥٣٥-] حدثنا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ، قَالَ: أَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم مَالٌ فَأَعْطَی قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِیْنَ فَبَلَغَهُ أَنَّهُمْ عَتَبُوْا فَقَالَ: "إِنِّیْ أُعْطِیَ الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ، وَالَّذِیْ أَدَعُ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ أُعْطِیْ، أُعْطِیْ أَقْوَامًا لِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَأَکِلُ أَقْوَامًا إِلٰی مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنَی وَالْخَیْرِ، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ" فَقَالَ عَمْرٌو: مَا أَحِبُّ أَنَّ لِیْ بِکَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم حُمْرَ النَّعَمِ.[راجع: ٩٢٣]

بَابُ ذِکْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، وَرِوَایَتِهِ عَنْ رَبِّهِ

نبی ﷺ کا قرآن کی تلاوت کرنا، اور ان کا اللہ تعالیٰ سے روایت کرنا

عبارت میں تعقید ہے، عن ربه کے قرینہ سے معطوف علیہ جملہ میں رَبَّه مقدر ہے، پھر چونکہ جزءِ اول کے سلسلہ کی

روایات بخاری شریف میں لانے کے قابل نہیں تھیں اس لئے باب بڑھایا، اور جزء ثانی کی روایتیں لائے، اوران سے پہلا جزء ثابت کیا، کیونکہ قرآن کی تلاوت بھی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے۔

احادیث میں بکثرت نبی ﷺ کا قرآن پڑھنا مروی ہے، تہجد کی چار رکعتوں میں شروع کی بڑی چار سورتیں پڑھتے تھے، اوراتنی طویل قراءت کرتے تھے کہ پیر سوجھ جاتے تھے، اور اللہ پاک کا سورۃ الاحزاب (آیت ۲۱) میں ارشادِ پاک ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوْا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾: بخدا! واقعہ یہ ہے کہ تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے رسول اللہ میں، اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھنے کی توفیق دیں (آمین)

پہلی دو حدیثیں: ایک ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایتیں ہیں، پہلی روایت میں: يرويه عن ربه ہے اور دوسری میں صرف عن ربه ہے، اس سے استدلال کیا ہے۔ اور حدیث قدسی کا بیان تحفۃ القاری (۱:۹۲) میں ہے۔

[۵۰-] بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَرِوَايَتِهِ عَنْ رَبِّهِ

[۷۵۳۶-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهِ، قَالَ: " إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِذَا أَتَانِيْ مَشْيًا أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً"

[۷۵۳۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ:- رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم- قَالَ: " إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ: بُوْعًا" [راجع: ۷۴۰۵]

وَقَالَ مُعْتَمِرٌ: سَمِعْتُ أَبِيْ، سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، عَنْ رَبِّهِ.

اگلی حدیث میں: يرويه عن ربكم سے استدلال کیا ہے، اس کے بعد والی حدیث میں فيما يروى عن ربه سے استدلال کیا ہے۔

[۷۵۳۸-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّكُمْ، قَالَ: " لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ، وَالصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ، وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ. أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ" [راجع: ۱۸۹۴]

[۷۵۳۹-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ. ح: وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم،

فِيمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهِ، قَالَ: " لاَ يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ: إِنَّــهُ خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى" وَنَسَبَهُ إِلٰى أَبِيْهِ. [راجع: ۳۳۹۵]

آئندہ حدیث: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے، اور خوش الحانی سے سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے، اور پڑھتے وقت آواز حلق میں گھوم رہی تھی، حدیث کے راوی معاویہ کہتے ہیں: اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے پاس بھیڑ لگالیں گے تو میں گلے میں آواز گھما کر دکھاتا جس طرح حضرت عبداللہؓ نے آواز گھمائی تھی (تحفۃ القاری ۸:۶۔۳۷)

سوال: حدیث کی باب سے مناسبت کیا ہے؟

جواب: (۱) ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی ﷺ قرآن بھی اپنے ربّ سے روایت کرتے ہیں (حاشیہ) (۲) اور کرمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: پروردگار سے روایت کرنا عام ہے، خواہ قرآن روایت کرے یا اس کے علاوہ، اور خواہ بالواسطہ روایت کرے یا بلاواسطہ، اگرچہ ذہن اس طرف جاتا ہے کہ بلاواسطہ روایت ہونی چاہئے (حاشیہ) دونوں باتوں کا حاصل ایک ہے۔

[۷۵٤٠-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ سُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الْفَتْحِ عَلٰى نَاقَةٍ لَهُ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ، أَوْ: مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ، قَالَ: فَرَجَّعَ فِيْهَا، قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِيَةُ يَحْكِيْ قِرَاءَ ةَ ابْنِ مُغَفَّلٍ، وَقَالَ: لَوْلاَ أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ" يَحْكِيْ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ: كَيْفَ كَانَ تَرْجِيْعُهُ؟ قَالَ: آ آ آ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. [راجع: ٤٢٨١]

بَابُ مَايَجُوْزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَاةِ وَكُتُبِ اللّٰهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا

تورات وغیرہ آسمانی کتابوں کی عربی وغیرہ زبانوں میں تفسیر جائز ہے

کسی بھی زبان کی کتاب کو دوسری زبان میں منتقل کرنا ایک مشکل امر ہے، ہر زبان میں بعض الفاظ اور بعض محاورات ایسے ہوتے ہیں جن کا متبادل دوسری زبان میں نہیں ہوتا، اور زورِ کلام تو ناقابل تبدیلی ہے، پھر جب معاملہ اللہ کی کتابوں کی منتقلی کا ہو تو مشکل سوا ہوجاتی ہے، تاہم امام بخاری رحمہ اللہ جواز ثابت کررہے ہیں کہ تورات وغیرہ آسمانی کتابوں کی عربی وغیرہ زبانوں میں تفسیر جائز ہے، کیونکہ سورۃ آلِ عمران کی (آیت ۹۳) ہے: "کہو: تورات لاؤ اور اس کو پڑھو، اگر تم سچے ہو" کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے حرام ہیں۔ تورات عبرانی (حبرو) زبان میں تھی، یہ زبان نبی ﷺ اور عام صحابہ نہیں جانتے تھے، پس وہ عربی میں سمجھائیں گے، ثابت ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے، اور پہلی حدیث ہے

کہ نبی ﷺ نے جودعوتی والانامہ ہرقل (شاہِ روم) کولکھا تھاوہ عربی میں تھا، ہرقل نے اس کا ترجمہ سنا، پس اس کا برعکس بھی جائز ہے، اور دوسری حدیث میں ہے کہ اہل کتاب عبرانی میں تورات پڑھتے تھے اور عربی میں مسلمانوں کو سمجھاتے تھے، پس نبی ﷺ نے فرمایا ان کی باتوں کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب، مگر ان کے فعل پر نکیر نہیں کی، معلوم ہوا کہ تورات کی عربی میں تفسیر کرنا جائز ہے۔ اور آخری حدیث میں یہودی مرد وزن کے زنا کا قصہ ہے، اس میں تورات لاکر پڑھی گئی تھی، اس کی تفسیر عربی میں کی گئی ہوگی، پس ثابت ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

قرآنِ کریم کا غیر عربی میں ترجمہ وتفسیر کرنا:

امام بخاری رحمہ اللہ نے قرآنِ کریم کے ابواب کے دوران یہ باب لاکر اشارہ کیا ہے کہ قرآنِ کریم کا بھی غیر عربی میں ترجمہ وتفسیر کرسکتے ہیں، اور صراحت اس لئے نہیں کی کہ اللہ کی کتابوں میں اور اللہ کے کلام میں فرق ہے، اللہ کی سابقہ کتابیں یا تو جبرئیل علیہ السلام کا کلام تھیں یا انبیاء کا، جیسے احادیث قدسیہ نبی ﷺ کا کلام ہیں، اور بندوں کے کلام کی معنویت بندے سمجھ سکتے ہیں، پس اس کو دوسری زبان میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اور قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور خالق کے کلام کی معنویت مخلوق پوری طرح نہیں سمجھ سکتی، پس قرآنِ کریم کو دوسری زبان میں منتقل کرنا سخت دشوار ہے، چنانچہ ایک ہزار سال تک قرآن کا غیر عربی میں ترجمہ نہیں کیا گیا، مگر چونکہ اسلام آفاقی مذہب ہے، اور دنیا کی تمام اقوام عربی سے واقف نہیں، اس لئے ضرورت تھی کہ قرآن کا ترجمہ کیا جائے، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور ان کے صاحبزادگان رحمہم اللہ نے ترجمہ کی طرح ڈالی، پس علماء جواز پر متفق ہوتے چلے گئے، مگر متن کے بغیر صرف ترجمہ چھاپنے کی علماء اب بھی اجازت نہیں دیتے۔ متن ساتھ میں ہوگا تو قاری کے ذہن میں یہ بات رہے گی کہ یہ اصل ہے اور یہ ترجمہ، پس اگر مترجم سے کوئی چوک ہوئی یا اس نے مفہوم صحیح ادا نہیں کیا تو اس کا سمجھانا آسان ہوگا۔

[۵۱-] بَابُ مَايَجُوْزُ مِنْ تَفْسِيْرِ التَّوْرَاةِ وَكُتُبِ اللّٰهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا

لِقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

[۷۵۴۱-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ: أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ، ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَرَأَهُ: " بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ، و﴿يٰأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾" [آلِ عمران: ٦٤] [راجع: ٧]

[۷۵۴۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُ وْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ

الْكِتَابِ، وَلاَ تُكَذِّبُوْهُمْ و ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ﴾ الآيَةَ"[راجع: ٤٤٨٥]

[٧٥٤٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنَ الْيَهُوْدِ قَدْ زَنَيَا، فَقَالَ لِلْيَهُوْدِ:" مَا تَصْنَعُوْنَ بِهِمَا؟" قَالُوْا: نُسَخِّمُ وُجُوْهَهُمَا وَنُخْزِيْهِمَا. قَالَ:"﴿فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ فَجَاءُ وْا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَرْضَوْنَ: يَا أَعْوَرُ اقْرَأْ. فَقَرَأَ حَتّٰى انْتَهَى إِلٰى مَوْضِعٍ مِنْهَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ. قَالَ: "ارْفَعْ يَدَكَ" فَرَفَعَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوْحُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ عَلَيْهِمَا الرَّجْمَ، وَلٰكِنَّا نَتَكَاتَمُهُ بَيْنَنَا، فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا، فَرَأَيْتُهُ يُجَانِئُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ.[راجع: ١٣٢٩]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ" وَزَيِّنُوْا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ

قرآن کا ماہر نیک، مکرم، نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور قرآن کو خوبصورت آواز میں پڑھو

باب میں دو حدیثیں جمع کی ہیں۔ پہلی حدیث مسلم شریف کی ہے (نمبر ۹۸) اور دوسری حدیث احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی کی ہے (مشکات حدیث ۲۱۹۹) السَّفَرة: السَّافِر کی جمع ہے، جیسے الکتبة: الکاتب کی جمع ہے، اور السافر کے معنی ہیں: کاتب، لکھنے والا، اور مراد ہے: نامۂ اعمال لکھنے والا فرشتہ...... اور الکِرام: الکریم کی جمع ہے: معزز و مکرم...... اور البررة: البار کی جمع ہے: نیک، صالح، فرمانبردار...... یہ تین صفتیں نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کی ہیں، جو سورۂ عبس (آیات ۱۵ و ۱۶) میں آئی ہیں۔

تجربہ کی بات ہے اگر کوئی شخص میری کتاب کا مطالعہ کرتا ہے تو مجھے اس سے محبت ہو جاتی ہے، اور قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، پس جو شخص اس کی تلاوت کرے گا، اور مہارت کے ساتھ پڑھے گا، خواہ حافظ ہو یا ناظرہ خواں: اس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو جائے گی، اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنے مقرب فرشتوں کے ساتھ لاحق کریں گے۔

دوسرا مضمون باب میں یہ ہے کہ قرآن کو خوبصورت آواز میں پڑھنا چاہئے، اور یہ بھی تجربہ کی بات ہے کہ کوئی کسی کا کلام عمدہ ترنم سے پڑھتا ہے تو شاعر اس کو گلے لگاتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی قرآن عمدہ پڑھنے والے کا پڑھنا سنتے ہیں، اور قاری سے خوش ہوتے ہیں۔ باب کی پہلی حدیث میں ہے: "اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو نہیں سنا جیسا سنا اس نبی کو جو خوبصورت آواز سے قرآن پڑھتا ہے، جو اس کو جہراً پڑھتا ہے" یعنی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترنم سے جہراً قرآن پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو سنتے ہیں

اورخوش ہوتے ہیں......أَذِن (س)أَذَنًا:سننااور إِذْنا:اجازت دینا(تحفۃ القاری ۱۰:۸۶)

[۵۲-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ"

وَزَيِّنُوْا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ

[۷۵۴۴-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْئٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ"[راجع: ۵۰۲۳]

آئندہ حدیث: میں صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت تراشی کا واقعہ ہے، اس میں صدیقہؓ فرماتی ہیں: میں گمان نہیں کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں ایسی وحی اتاریں گے جس کی تلاوت کی جائے گی'' ـــــ معلوم ہوا قرآن تلاوت کرنے کی کتاب ہے۔

[۷۵۴۵-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوْا، وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ، قَالَتْ: فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ، وَأَنَا حِيْنَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّيْ بَرِيْئَةٌ، وَأَنَّ اللّٰهَ يُبَرِّئُنِيْ، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِيْ شَأْنِيْ وَحْيًا يُتْلٰى، وَلَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْ بِالإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الآيَاتِ كُلَّهَا.[راجع: ۲۵۹۳]

آئندہ حدیث: میں ہے۔ ایک سفر میں نبی ﷺ نے عشاء کی نماز میں سورۃ التین پڑھی، راوی حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کسی کو اتنی اچھی آواز میں پڑھتے نہیں سنا ـــــ یہ حدیث باب کے دوسرے جزء سے متعلق ہے، اور اس کے بعد کی حدیث میں ہے کہ اگر جہراً پڑھنے میں کچھ ضرر ہو تو پھر بہت زور سے نہیں پڑھنا چاہئے۔

[۷۵۴۶-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ: ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ: قِرَاءَةً مِنْهُ.[راجع: ۷۶۷]

[۷۵۴۷-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ، وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ، فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ

سَبُّوْا الْقُرْآنَ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم:﴿وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا﴾[الإسراء: ۱۱۰] [راجع: ۴۷۲۲]

آئندہ حدیث: میں ہے کہ مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے قیامت کے دن مخلوقات گواہی دیں گی، اور حاشیہ میں ہے کہ قرآن کا مقام ومرتبہ اذان سے بڑھا ہوا ہے، پس جو بھی اس کو سنے گا گواہی دے گا، اس لئے قرآن جہراً پڑھنا چاہئے۔

[۷۵۴۸-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّـهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ:" إِنِّيْ أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ، فَإِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ أَوْ: بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلاَةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ، فَإِنَّـهُ لاَ يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلاَ إِنْسٌ وَلاَ شَيْئٌ إِلاَّ شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ۶۰۹]

آئندہ حدیث: میں ہے کہ جس زمانہ میں صدیقہ رضی اللہ عنہا نماز نہیں پڑھتی تھیں: نبی ﷺ ان کے گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھتے تھے، کیونکہ حیض کی جنابت حکمی ہے، حقیقی نجاست کے قریب قرآن پڑھنا مکروہ ہے، حکمی کے پاس مکروہ نہیں۔

[۷۵۴۹-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِيْ حَجْرِيْ وَأَنَا حَائِضٌ.[راجع: ۲۹۷]

بَابٌ:﴿ فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾

جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو

جو حافظ نہیں اور ناظرہ بھی رواں نہیں یا قلیل الفرصت ہے تو جتنا آسانی سے قرآن پڑھ سکے پڑھے، ضروری نہیں کہ روز ایک منزل پڑھے، اور ضروری نہیں کہ تجوید ہی سے پڑھے، جیسا پڑھنا جانتا ہے پڑھے، مگر پڑھے ضرور! ابوداؤد میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے (نمبر ۸۲۹) نبی ﷺ صحابہ کی طرف نکلے، صحابہ قرآن پڑھ رہے تھے، کوئی بدّو تھا کوئی عجمی، آپؐ نے ان کا پڑھنا سنا اور فرمایا: "پڑھو، سب ٹھیک ہے، آئندہ ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو تیر کی لکڑی کی طرح سیدھا کریں گے، وہ اس سے دنیا کمائیں گے، آخرت کے اجر کے طلب گار نہیں ہونگے" اور باب کی حدیث میں ہے۔ حضرت ہشام سورۃ الفرقان پڑھ رہے تھے، وہ معنی کی حفاظت کے ساتھ الفاظ بدل کر پڑھ رہے تھے، اس وقت اس کی اجازت تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو نبی ﷺ کے پاس لے گئے، آپؐ نے ان کا پڑھنا سنا اور فرمایا: هكذا أنزلت: اسی طرح

قرآن اتارا گیا، اور فرمایا: قرآن متعدد طرح پڑھنے کی اجازت ہے، پس جس کے لئے جس طرح پڑھنا آسان ہو پڑھے۔

ایک واقعہ: میرے نانا نے بڑی عمر میں ناظرہ پڑھنا سیکھا تھا، مسجد سے اشراق پڑھ کر آتے تھے اور قرآن کھول کر بیٹھتے تھے، اور قرآن پڑھنا شروع کرتے تھے، ایک بے معنی سی آواز سنائی دیتی تھی، ایک حرف ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا، مگر وہ روتے رہتے تھے اور گیارہ بجے تک پڑھتے رہتے تھے۔

[۵۳-] بَابٌ: ﴿فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾[المزمل: ۲۰]

[۷۵۵۰-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ: أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَ تِهِ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلاَ ةِ، فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ، فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ فَقَالَ: أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: كَذَبْتَ! أَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ! فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُوْدُهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا، فَقَالَ: "أَرْسِلْهُ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ" فَقَرَأَ الْقِرَاءَ ةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "اقْرَأْ يَا عُمَرُ" فَقَرَأْتُ الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْ، فَقَالَ: "كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ، إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ ﴿فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ [راجع: ۲٤۱۹]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾

ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کردیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

قرآن کی صرف تلاوت پر قناعت نہیں کرنی چاہئے، اس کو سمجھنا بھی ضروری ہے، اور اس میں جو نصیحتیں ہیں ان کو پلّے باندھنا بھی ضروری ہے، اور اس اعتبار سے قرآن بہت آسان ہے، اس کی ظاہری سطح عام فہم ہے، اور تہہ میں حقائق ودقائق ہیں جو مجتہدین کا نصیب ہیں، مگر قرآن سے نصیحت قبول کرنے کی توفیق اسی کو ملتی ہے جس کی قسمت میں سعادت لکھی ہے۔

باب کی حدیثوں میں ہے: "ہر ایک آسان کیا ہوا ہے اس کے لئے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے" یعنی جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو جنت والے کام اس کے لئے آسان کئے جاتے ہیں، اور جہنم کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو جہنم والے کام اس کے

لئے آسان کئے جاتے ہیں، مُیَسَّر کے معنی ہیں مُھَیَّأ: تیار کیا ہوا۔ اور یَسَّرْنا کے معنی مجاہد رحمہ اللہ نے کئے ہیں: آسان کیا ہے ہم نے آپ پر اس کا پڑھنا۔

[٥٤-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾

وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ". مُيَسَّرٌ: مُهَيَّأٌ.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ﴾ بِلِسَانِكَ: هَوَّنَّا قِرَاءَ تَهُ عَلَيْكَ.

[٧٥٥١-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، حَدَّثَنِيْ مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ عِمْرَانَ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ؟ قَالَ: "كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ" [راجع: ٦٥٩٦]

[٧٥٥٢-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، وَالْأَعْمَشِ، سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّهُ كَانَ فِيْ جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُوْدًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ، فَقَالَ: "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ" قَالُوْا: أَلَا نَتَّكِلُ؟ قَالَ: "اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ﴾ الآيَةَ. [راجع: ١٣٦٢]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ ٥ فِيْ لَوْحٍ مَحْفُوْظٍ﴾

کلام اللہ باعظمت پڑھنے کی کتاب ہے، حفاظت سے رکھی ہوئی تختی میں ہے

اس باب میں قرآن کی عظمت ومرتبت کا بیان ہے، اور ساتھ ہی اس کی تلاوت کی ترغیب بھی، کیونکہ کلام اللہ کو قرآن کہنے کی وجہ قراءت وتلاوت ہے، یہ مصدر ہے اس کے معنی ہیں: پڑھنا، چونکہ اللہ کی کتاب عموماً جہر کے ساتھ نماز میں، دینی محافل میں، مدارس میں اور دوسری تقریبات میں پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کا نام 'قرآن' رکھا گیا ہے (لغات القرآن)

پھر اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں جو کلام نفسی تھا اس کا پہلا ظہور لوح محفوظ میں ہوا، یعنی اس کلام کو عرش کی قوتِ خیالیہ میں منتقل کردیا، شریعت کی اصطلاح میں اسی کا نام لوح محفوظ الذکر، کتاب مبین، امام مبین اور ام الکتاب ہے (رحمۃ اللہ ۱:۱۷۶)

روایات میں اس ظہور کو لکھنے سے تعبیر کیا ہے، سورۃ الطّور (آیت ۲) میں کتاب مسطور کی قسم کھائی گئی ہے یعنی لکھی ہوئی کتاب کی قسم! قتادہ رحمہ اللہ نے مسطور کے معنی مکتوب کئے ہیں، اور سورۃ القلم کی پہلی آیت میں ﴿يَسْطُرُوْنَ﴾ ہے یعنی جو فرشتے/لوگ لکھتے ہیں، اور سورۃ الزخرف کی (آیت ۴) ہے: ﴿وَإِنَّهُ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾: اور بے شک وہ (کلام اللہ) ہمارے پاس لوح محفوظ میں ہے، وہ بڑے رتبہ کی اور حکمت بھری کتاب ہے، اس آیت میں لوح محفوظ کو ام الکتاب کہا گیا ہے: کتاب کی ماں: یعنی کتاب کا خلاصہ اور اس کی اصل یعنی جس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے، جس طرح

فرشتے نامۂ اعمال میں سب کچھ ریکارڈ کر لیتے ہیں، سورہ قٓ کی (آیت ۱۸) ہے: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾: انسان کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا مگر اس کے پاس ایک تاک میں لگا ہوا فرشتہ تیار ہے، جو اس کے خلاف اس بولی ہوئی بات کو ریکارڈ کر لیتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ خیر وشر دونوں کو لکھ لیتا ہے۔

اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں میں تحریف معنوی کی ہے یا لفظی بھی؟

تحریف کی دو قسمیں ہیں: لفظی اور معنوی۔ تحریفِ لفظی: الفاظ میں ردوبدل کرنا، اور تحریف معنوی: تاویل باطل کا نام ہے۔ اس میں اتفاق ہے کہ تورات میں تحریف معنوی ہوئی ہے، اور تحریف لفظی میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک تحریف لفظی بھی بہت ہوئی ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک صرف تحریف معنوی ہوئی ہے، اور آپ نے حضرت ابن عباسؓ کے قول سے استدلال کیا ہے، اور اسی رائے کو شاہ ولی اللہ صاحب نے الفوز الکبیر میں اختیار کیا ہے۔

سورۃ النساء (آیت ۴۶) میں ہے: ﴿مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ﴾: اور یہودیوں میں سے بعض کلام کو اس کے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں، ابن عباسؓ نے ﴿يُحَرِّفُوْنَ﴾ کی تفسیر یُزِیلون سے کی ہے یعنی ہٹا دیتے ہیں (امام بخاریؒ فرماتے ہیں:) اور کوئی زائل نہیں کر سکتا اللہ کی کتابوں میں سے کسی کتاب کے کسی لفظ کو، بلکہ وہ اس کو بدل دیتے ہیں مطلب بیان کرنے میں اس کا ایسا مطلب جو نہیں ہے، یعنی مراد خداوندی بدل دیتے ہیں، یہی تحریف معنوی ہے (یہ بحث تفصیل سے مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری زید مجدہٗ (استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند) کی کتاب الخیر الکثیر شرح الفوز الکبیر (اردو ص:۱۳۵ میں پڑھیں)

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ کو دھوکا اس سے لگا ہے کہ انھوں نے اللہ کی تمام کتابوں کو کلامِ الٰہی سمجھا ہے، اور اللہ کے کلام کو کوئی بدل نہیں سکتا، جبکہ واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی سابقہ کتابیں صرف اللہ کی کتابیں تھیں، اللہ کا کلام نہیں تھیں، اللہ کا کلام صرف قرآنِ کریم ہے، یہ فرق ملحوظ رکھتے تو یہ بات اختیار نہ کرتے۔

قرآن پڑھنے پڑھانے کے لئے ہے:

سورۃ الانعام کی (آیت ۱۵۶) ہے: ﴿أَنْ تَقُوْلُوْا: إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلٰى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا، وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِيْنَ﴾: کہیں تم کہنے لگو: اللہ کی کتاب تو ہم سے پہلے جو دو فرقے (یہود ونصاریٰ) تھے انہی پر نازل کی گئی تھی اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے محض بے خبر تھے! —— اس لئے تمہیں بھی نہ صرف اللہ کی کتاب بلکہ اللہ کا کلام دیا جا رہا ہے اس کو پڑھو پڑھاؤ!

قرآن حفظ بھی کرو:

سورۃ حاقہ کی (آیت ۱۲) ہے: ﴿لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَا أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴾: تا کہ ہم اس معاملہ کو تمہارے لئے

یادگار بنائیں، اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں (جن کو اللہ نے یادداشت دی ہے وہ قرآن کو حفظ کریں)

تنبیہ: اگر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ سورۃ الحجر کی (آیت ۸) لکھتے تو بہتر ہوتا: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾: بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں —— **حافظون**: حافظ کی جمع ہے، اس میں اشارہ ہے کہ عالم اسباب میں اللہ تعالیٰ قرآن کی حفاظت حافظوں کے ذریعہ کرتے ہیں، پس حافظہ والوں کو قرآن حفظ کرنا چاہئے۔

قرآن کی دعوت عام ہے:

سورۃ الانعام کی (آیت ۱۹) ہے: ﴿وَأُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ﴾: اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے، تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ تم کو (مکہ والوں کو) اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے سب کو ڈراؤں (مگر اب اپنوں میں اور غیروں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ قرآن صرف مسلمانوں کی کتاب ہے، اس لئے ہم قرآن دوسروں تک نہیں پہنچاتے! اور غیر اس کو ہاتھ نہیں لگاتے، فیا للأسف!)

اور حدیثیں: پہلے آچکی ہیں، جب تخلیق عالم کا فیصلہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پہلے لوح محفوظ میں لکھا کہ میری رحمت میرے غضب پر چھائی رہے گی اور یہ لوح محفوظ عرش کے اوپر ہے، اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تعبیر میں لوح محفوظ عرش کی قوتِ خیالیہ کا نام ہے، اسی طرح لوحِ محفوظ میں قرآنِ کریم کا پہلا ظہور ہوا ہے، اس مناسبت سے یہ حدیث اس باب میں لائے ہیں۔

[۵۵-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ۝ فِيْ لَوْحٍ مَحْفُوْظٍ﴾

[۱-] ﴿وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ: مَكْتُوْبٍ، ﴿يَسْطُرُوْنَ﴾: يَخُطُّوْنَ.

[۲-] ﴿فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ﴾: جُمْلَةِ الْكِتَابِ وَأَصْلِهِ. ﴿مَّا يَلْفِظُ﴾: مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْئٍ إِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ.

[۳-] ﴿يُحَرِّفُوْنَ﴾: يُزِيْلُوْنَ، وَلَيْسَ أَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ، وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهُ يَتَأَوَّلُوْنَهُ عَلٰى غَيْرِ تَأْوِيْلِهِ.

[٤-] ﴿دِرَاسَتِهِمْ﴾: تِلَاوَتِهِمْ، ﴿وَاعِيَةٌ﴾: حَافِظَةٌ. ﴿وَتَعِيَهَا﴾: وَتَحْفَظُهَا.

[۵-] ﴿وَأُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ﴾ يَعْنِيْ أَهْلَ مَكَّةَ ﴿وَمَنْ بَلَغَ﴾ هٰذَا الْقُرْآنُ، فَهُوَ لَهُ نَذِيْرٌ.

[۷۵۵۳-] وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ أَوْ: قَالَ: سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ، وَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ" [راجع: ۳۱۹٤]

[٧٥٥٤-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِیْ غَالِبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِیْ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّ أَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهُ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: ”إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ: أَنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ، فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ“[راجع: ٣١٩٣]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

انسان اور اس کے تمام اعمال مخلوق ہیں، اور ہر چیز ازلی اندازے کے مطابق پیدا کی گئی ہے

تلاوتِ قرآن کے ابواب چل رہے ہیں، درمیان میں ایک مرتبہ پھر یہ مسئلہ صاف کرتے ہیں کہ ہمارا قرآن کو پڑھنا مخلوق (حادث) ہے، کیونکہ یہ ہمارا فعل ہے، اور سورت الصافات (آیت ۹۶) میں ہے: ”اللہ نے تم کو پیدا کیا اور اس کو جو تم کرتے ہو“ اور سورۃ القمر (آیت ۴۹) میں ہے: ”ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے“ یعنی جس چیز کے لئے جو وقت موزون ہوتا ہے اس وقت وہ چیز پیدا کی جاتی ہے، اسی طرح قاری جب اس کا نمبر آتا ہے تلاوت کرتا ہے، پس اس کی تلاوت امر متجدد، مخلوق اور حادث ہے۔

سوال: باب میں حدیث ہے۔ قیامت کے دن جاندار کی صورتیں بنانے والوں سے کہا جائے گا کہ تم نے جو صورتیں بنائی ہیں ان میں روح ڈالو۔ اس میں صورتوں کو صورت گر کی طرف منسوب کیا ہے، اور آیت میں ہے کہ تمہارے تمام اعمال اللہ کے پیدا کردہ ہیں: یہ تعارض ہے!

جواب: یہ کھلّی کی ہے، تمسخر کیا ہے، اور دلیل باب کی آخری حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اس سے بڑا ظالم کون جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے؟ پس چاہئے کہ وہ کوئی ذرہ پیدا کریں یا فرمایا: دانہ یا جو پیدا کر کے دکھائیں! معلوم ہوا کہ صورتیں بھی اللہ نے پیدا کی ہیں، مگر ان کا کسب صورت گروں نے کیا ہے، جس کی ان کو سزا دی جائے گی۔

بات آگے بڑھاتے ہیں: سورۃ الاعراف کی (آیت ۵۴) ہے: ”بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ تختِ شاہی پر قائم ہوا، ڈھانکتا ہے رات کو دن پر، ڈھونڈھتی ہے رات دن کو لپک کر، اور سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا، درانحالیکہ سب اللہ کے حکم کے تابع ہیں، سنو! اللہ کے لئے پیدا کرنا اور حکم ہے، بڑی برکت والے ہیں وہ اللہ جو تمام عالموں کے پروردگار ہیں!

ابن عیینہؒ نے فرمایا: اللہ نے خلق اور امر کو جدا کیا ہے (ابن عیینہؒ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا قرآن مخلوق ہے؟ انھوں نے سورۃ الاعراف کی مذکورہ آیت پڑھی کہ پیدا کرنا اور حکم اللہ کے لئے ہے، پھر فرمایا: دیکھو، اللہ نے خلق و امر کو جدا کیا ہے (درمیان میں واو عاطفہ لائے ہیں) پس امر اللہ کا کلام ہے جو قدیم ہے (اور خلق اللہ کا فعل ہے پس مخلوق (قاری کا پڑھنا)

حادث ہے)

بلکہ مؤمن کا ایمان بھی حادث ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے ایمان کو عمل کہا ہے ابوذر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیثوں میں یہ مضمون ہے۔ اور سورۃ السجدۃ کی (آیت ۱۷) میں ہے: ''بدلہ ان کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے'' اس میں ایمان بھی داخل ہے۔ اور وفد عبدالقیس نے درخواست کی تھی کہ ہمیں دین کا خلاصہ بتائیں جس پر عمل کر کے ہم جنت حاصل کریں، پس آپؐ نے جو امور بتائے ان میں ایمان بھی تھا، معلوم ہوا کہ ایمان بھی ایک عمل ہے، جس کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں۔

[۵۶-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

[۱-] وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِيْنَ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

[۲-] ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ، أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: بَيَّنَ اللّٰهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ، لِقَوْلِهِ: ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾

[۳-] وَسَمَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الإِيْمَانَ عَمَلاً، قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ، وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: '' إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ. وَقَالَ: ﴿جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

وَقَالَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: مُرْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ، فَأَمَرَهُمْ بِالإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالشَّهَادَةِ وَإِقَامِ الصَّلاَةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ. فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ عَمَلاً.

آئندہ حدیث: میں نبی ﷺ نے اشعریوں کو اونٹ دیئے اور فرمایا: میں نے نہیں دیئے، اللہ نے دیئے، کیونکہ بندوں کے سب افعال اللہ کے پیدا کردہ ہیں۔

[۷۵۵۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، وَالْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ، عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ، فَكُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِيْ، فَدَعَاهُ إِلَيْهِ فَقَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ، فَحَلَفْتُ لاَ آكُلُهُ، فَقَالَ: هَلُمَّ فَلْأُحَدِّثْكَ عَنْ ذٰلِكَ، إِنِّيْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ: '' وَاللّٰهِ لاَ أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ'' فَأُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا، فَقَالَ: ''أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟'' فَأَمَرَ لَهُ بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى، ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا! حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله

عليه وسلم لاَ يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا، تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَمِيْنَهُ، وَاللّٰهِ لاَ نُفْلِحُ أَبَدًا، فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ، فَقَالَ:" لَسْتُ أَنَا أَحْمِلُكُمْ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ إِنِّىْ وَاللّٰهِ لاَ أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، وَتَحَلَّلْتُهَا"[راجع: ٣١٣٣]

لغت: تَحَلَّلَ يمينه: قسم پوری کرنا،قسم سے بری ہونا۔

آ گے: عبدالقیس کے وفد کی روایت ہے،اس سے استدلال باب کے شروع میں آ گیا ہے کہ آپؐ نے اعمال میں ایمان کو بھی لیا ہے،معلوم ہوا کہ مؤمن کا ایمان بھی مخلوق (حادث) ہے۔

[٧٥٥٦-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوْا: إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُضَرَ، وَإِنَّا لاَ نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِى أَشْهُرٍ حُرُمٍ، فَمُرْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ، إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ، وَنَدْعُوْ إِلَيْهَا مَنْ وَرَاءَ نَا. قَالَ:" آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: آمُرُكُمْ بِالإِيْمَانِ بِاللّٰهِ، وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الإِيْمَانُ بِاللّٰهِ؟ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِقَامُ الصَّلاَةِ، وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ، وَتُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: لاَ تَشْرَبُوْا فِى الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيْرِ، وَالظُّرُوْفِ الْمُزَفَّتَةِ، وَالْحَنْتَمَةِ"[راجع: ٥٣]

آ گے: صورت گروں کی سزا کی روایت ہے،اس سے اعتراض ہوسکتا تھا،اس لئے باب میں آخری حدیث لائے کہ یہ ٹھٹھا کیا ہے۔

[٧٥٥٧-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ"[راجع: ٢١٠٥]

[٧٥٥٨-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ"[راجع: ٥٩٥١]

[٧٥٥٩-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِىْ زُرْعَةَ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" قَالَ اللّٰهُ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِىْ، فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً أَوْ شَعِيْرَةً"[راجع: ٥٩٥٣]

بَابُ قِرَاءَةِ الْفَاجِرِ، وَالْمُنَافِقِ، وَأَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لاَ تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

بدکار (منافق عملی) کا پڑھنا اوران کی آوازیں اوران کی تلاوتیں ان کے نرخروں سے آگے نہیں بڑھتیں!

تلاوتِ قرآن کے ابواب چل رہے ہیں۔ اس باب میں یہ بیان ہے کہ تلاوت کا پورا فائدہ متقی مؤمن ہی کو پہنچتا ہے۔ بدکار (منافق عملی) کو اس کا کچھ فائدہ نہیں پہنچتا، ان کی تلاوت اوران کا پڑھنا سانس کی نالی سے آگے نہیں بڑھتا، دل پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا، پس ایمان مضبوط کرو، عملی زندگی سنوارو، اور تلاوت کرو، تاکہ کلامِ الٰہی کی برکتوں سے حظ وافر حاصل ہو۔

پہلی حدیث: میں تلاوت قرآن کے تعلق سے لوگوں کے درجات بیان کئے ہیں۔

۱- جو (نیک) مؤمن قرآن پڑھتا ہے یعنی تلاوت سے اس کو دلچسپی ہے وہ ترنج لیموں کی طرح ہے، جس کی بو اور مزہ دونوں عمدہ ہوتے ہیں۔

۲- جو (نیک) مؤمن قرآن نہیں پڑھتا وہ کھجور کی طرح ہے، جس میں بو نہیں، مگر مزہ عمدہ ہوتا ہے۔

۳- جو بدکار (منافق عملی) قرآن پڑھتا ہے وہ خوشبودار پھول کی طرح ہے، جس کی بو اچھی ہوتی ہے مگر مزہ تلخ ہوتا ہے۔

۴- جو بدکار قرآن نہیں پڑھتا وہ اندرائن کی طرح ہے، اس میں خوشبو نہیں، اور مزہ تلخ ہوتا ہے۔

نوٹ: تحفۃ القاری (۱۰: ۸۳) میں حل لغات ہے۔

[۵۷-] بَابُ قِرَاءَةِ الْفَاجِرِ، وَالْمُنَافِقِ، وَأَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لاَ تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

[۷۵۶۰-] حدثنا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَی، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: " مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَرِیْحُهَا طَیِّبٌ، وَالَّذِیْ لاَ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَالتَّمْرَةِ، طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَلاَ رِیْحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَةِ، رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ لاَ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، طَعْمُهَا مُرٌّ وَلاَ رِیْحَ لَهَا" [راجع: ۵۰۲۰]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۱۰: ۵۳۳) میں گذری ہے، اس میں یہ مضمون ہے کہ کاہنوں کی بعض باتیں سچی کیوں نکلتی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا گیا، آپؐ نے فرمایا: "وہ کچھ نہیں! (بوگس ہیں!) لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ ہم سے بعض مرتبہ ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو سچی نکلتی ہیں، آپؐ نے فرمایا: "وہ سچی بات جن اچک لیتا ہے (فرشتوں کی گفتگو سے) پس ڈالتا ہے وہ اس کو اپنے دوست (کاہن) کے کان میں مرغی کے کُڑکُڑ کرنے کی طرح، پس ملاتے ہیں وہ (کاہن) اس میں سو سے زیادہ جھوٹ!

حدیث کی باب سے مناسبت: باب ہے: بدکار کا قرآن پڑھنا ہنسلی سے نیچے نہیں اترتا۔ یہ حدیث اس کی نظیر ہے۔ قاعدہ ہے: کبھی ناقص کو کالعدم فرض کر کے کلام کیا جاتا ہے، جیسے بے نمازی کا ایمان ناقص ہے، اس کو کالعدم فرض کر کے فرمایا: من ترك الصلاة متعمدا فقد كفر: جو بالقصد نماز چھوڑتا ہے وہ کافر ہو گیا، حالانکہ وہ مؤمن ہے، اسی طرح بدکار کی تلاوت ناقص ہے، وہ تلاوت ہے، اس پر بھی اس کو ثواب ملتا ہے، مگر چونکہ وہ بے فائدہ ہے، اس لئے اس کو کالعدم فرض کر کے فرمایا کہ وہ گلے سے نیچے نہیں اترتی، جیسے کاہن کی کوئی بات سچ نکلتی ہے، وہ جنّی کی فرشتوں سے سنی ہوئی بات ہوتی ہے، مگر اس کو کالعدم فرض کر کے فرمایا کہ وہ کچھ نہیں، بوگس ہیں!

ملحوظہ: ابن بطال رحمہ اللہ نے بھی ایک مناسبت بیان کی ہے، اور کرمانی رحمہ اللہ نے اس کی تلخیص کی ہے، اور حافظ رحمہ اللہ نے اس کو نقل کیا ہے، پھر حافظ صاحب نے بھی ایک مناسبت بیان کی ہے، یہ دونوں مناسبتیں حاشیہ میں ہیں، ان کو دیکھ لیں۔

[۷۵٦۱-] حدثنا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَحَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ ابْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يَحْيىَ بْنُ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ: "إِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْئٍ" فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ! فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ بِالشَّيْئِ يَكُوْنُ حَقًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدُّجَاجَةِ، فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ"[راجع: ۳۲۱۰]

آئندہ حدیث: تفصیل سے تحفۃ القاری (۷:۱۵٦ و ۱۱:۵۵٦) میں آچکی ہے۔ اس میں خوارج کے بارے میں پیشین گوئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: مشرق کی جانب سے کچھ لوگ حکومت سے بغاوت کریں گے (خروج کا یہ مطلب ہے) وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا (یہاں باب ہے) دین سے وہ نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، پھر وہ دین میں نہیں لوٹیں گے تا آنکہ تیر کا سوفار (شکار کی طرف) لوٹے (یہ تعلیق بالمحال ہے) لوگوں نے پوچھا: ان کی خاص علامت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ان کی خاص علامت بالوں کو اچھی طرح مونڈنا ہے'' یا فرمایا: ''اتنا مونڈنا کہ کھال ظاہر ہو جائے، گھس کر مونڈنا''

[۷۵٦۲-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيْرِيْنَ، يُحَدِّثُ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ

الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لاَ يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ إِلٰى فُوْقِهِ" قِيْلَ: مَا سِيْمَاهُمْ؟ قَالَ:" سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ" أَوْ قَالَ:" التَّسْبِيْدُ"[راجع: ٣٣٤٤]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ

قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کی جائے گی، اورانسانوں کے اعمال واقوال تولے جائیں گے

(اللہ کا کلام ہر ذکر سے بھاری ہوگا)

یہ تلاوتِ قرآن کے سلسلہ کا آخری باب ہے۔اور تلاوت کرنے والوں کے لئے ایک مژدہ ہے،اسی پر بخاری شریف ختم ہورہی ہے۔قیامت کے میدان میں جگہ جگہ انصاف کی ترازوئیں قائم کی جائیں گی،سورۃ الانبیاء(آیت ۴۷) میں ہے: ''اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے،پس کسی پر مطلق ظلم نہ ہوگا'' پھر تمام انسانوں کے اعمال واقوال تولے جائیں گے،اچھے بھی اور برے بھی،اور جس عمل کا جتنا وزن ہوگا اس کے اعتبار سے جزاؤسزا ملے گی،اوراقوال میں سب سے اہم کلام پاک کی تلاوت ہے،اس کا وزن ہر ذکر سے زیادہ ہوگا، کیونکہ وہ مہربان اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔

لغت: القِسْط کی مناسبت سے سورۃ الشعراء(آیت ۱۸۲) میں لفظ قسطاس کے معنی بیان کرتے ہیں: مجاہدؒ کے نزدیک یہ رومی لفظ ہے،اس کے معنی ہیں: انصاف......اور القِسْط: اسم مصدر ہے: انصاف......اورسورۃ المائدۃ (آیت ۴۲) میں المُقْسِط: اسم فاعل از إقساط(باب افعال) ہے: انصاف کرنے والا......اورسورۃ الجن(آیت ۱۵) میں القاسط ہے، اس کے معنی ہیں: ناانصافی کرنے والا، دوسرے کا حق لے لینے والا۔قَسَطَ قَسْطًا وَقُسُوْطًا: ناانصافی کرنا،حق سے انحراف کرنافھو قاسط جمع:قُسَّاطٌ وَقَاسِطُوْنَ،اور قَسَطَ(ض)قِسْطًا کے معنی ہیں: انصاف کرنا(مصدر بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں)

حدیث: تحفۃ القاری (۱۱: ۲۷۱) میں آئی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا:''دوبول(جملے) رحمان(مہربان اللہ) کو پیارے ہیں، زبان پر یعنی بولنے میں ہلکے ہیں، ترازو میں یعنی ثواب میں بھاری ہیں: **ایک**: **سبحان اللہ وبحمدہ** ہے **دوسرا**: **سبحان اللہ العظیم**۔

تشریح: یہ دونوں جملے رحمان کو اس لئے پسند ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی سلبی اور ثبوتی معرفتیں جمع ہیں......**سبحان اللہ** میں سلبی معرفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے مبرا ہیں، اور **بحمدہ** اور **العظیم** میں ثبوتی معرفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمام خوبیوں کے ساتھ متصف ہیں، وہ بہت بڑے ہیں اور قرآنِ کریم ان دونوں معرفتوں سے بھرا پڑا ہے، علاوہ ازیں:

وہ اللہ کا کلام ہے، اس لئے وہ بدرجۂ اولیٰ پیارا ہے۔

اور یہ دونوں جملے زبان پر ہلکے ہیں یعنی بے تکلف ادا ہوتے ہیں، اور یہ بات بدیہی ہے، ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ بول کر دیکھو، زبان ذرا نہیں لڑکھڑائے گی، یہی حال قرآنِ کریم کا ہے، اس کی عبارت اتنی رواں ہے کہ ہکلا بھی آسانی سے پڑھتا چلا جاتا ہے، پس یہ وصف بھی قرآنِ کریم میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

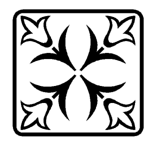
اور ثواب میں بھاری اس لئے ہیں کہ ذاتِ باری سے ان کا تعلق ہے، اور یہ بات بھی قرآنِ عظیم میں بدرجۂ اتم موجود ہے، اس لئے میزانِ عمل میں تلاوت کا وزن ان جملوں سے بھی زیادہ ہوگا، مگر لوگ ان جملوں کی فضیلت سے تو واقف ہیں، ختم بخاری پر ان کی فضیلت سنتے ہیں، مگر قرآنِ کریم کی فضیلت سے جیسا واقف ہونا چاہئے واقف نہیں، اس لئے تلاوت میں سستی کرتے ہیں۔ **اللّٰهُم وفقنا لما تحب وترضی، واجعل آخرتنا خیرا من الأولیٰ، وصلی الله علی حبیبه وآله وصحبه أجمعین، برحمتك یا أرحم الراحمین۔**

[٥٨-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْقِسْطَاسُ: الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ، وَيُقَالُ: الْقِسْطُ مَصْدَرُ، الْمُقْسِط، وَهُوَ الْعَادِلُ، وَأَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ.

[٧٥٦٣-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" [راجع: ٦٤٠٦]

﴿اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایتوں سے آج بروز جمعہ ٢٠ر جمادی الاخری ١٤٣٦ھ مطابق ١٠را پریل ٢٠١٥ء کو تحفۃ القاری کی بارہویں جلد مکمل ہوئی، اور اسی پر بخاری شریف کی یہ خدمت بھی تکمیل پذیر ہوئی﴾



تقریبِ اختتام

الحمدللہ! بخاری شریف کی شرح تحفۃ القاری بارہ جلدوں میں مکمل ہوئی، میں چونکہ جلد اول پڑھاتا ہوں اس لئے جلد اول کے ختم پر طلبہ سے جو باتیں کی ہیں وہ جلد ہفتم کے آخر میں آگئی ہیں، یہاں چند متفرق باتیں عرض کرتا ہوں۔

تحفۃ الالمعی اور تحفۃ القاری کی ابتدائی جلدیں تقریریں ہیں

درسی تقریر برجستہ ہوتی ہے، اس میں ہر بات حوالہ کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی، پھر مرتب جب تقریر مرتب کرکے لاتا ہے تو اس پر نظر ثانی کی جاتی ہے، مگر نظر ثانی بھی کما حقہ نہیں ہوسکتی، اس لئے اس میں زبان کی کمزوری بھی رہ جاتی ہے اور حوالہ کی بھی، رحمۃ اللہ الواسعہ کی جلد اول بھی درس کی تقریر ہے، چنانچہ جب وہ شائع ہوئی —— نظر ثانی کے بعد شائع ہوئی تھی —— تو اس میں زبان کی کمزوری بھی سامنے آئی اور اہل علم کے ملاحظات بھی موصول ہوئے، چنانچہ میں نے اس کی از سر نو کتابت کرائی، آگے کی جلدیں تصنیف ہیں، ان میں یہ صورت پیش نہیں آئی، اسی طرح تحفۃ الالمعی کی شروع کی تین چار جلدیں درس کی تقریر ہیں اور تحفۃ القاری کی بھی شروع کی پانچ جلدیں تقریریں ہیں، اس لئے ان میں بعض مسامحات ہیں، پس میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ ان کو یہاں درج کروں تاکہ ان کی تصحیح ہوجائے۔

اس سلسلہ میں میری بڑی مدد کی ہے دو دوستوں نے، اللہ تعالیٰ دونوں کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائیں، ان کے علم میں برکت فرمائیں اور ان کے فیوض کو عام و تام فرمائیں (آمین)

اول: حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری زید مجدہم ہیں، آپ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل کے شیخ الحدیث ہیں، اور دارالافتاء کے رئیس بھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی معرفت کا بھی بڑا حصہ عطا فرمایا ہے اور علم وعمل کا بھی، وہ میرے پانچ سال بعد چلے ہیں اور پچاس سال آگے نکل گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائیں، انھوں نے ملاحظات بھیجے ہیں، جن کو میں آگے ذکر کروں گا۔

دوم: حضرت مولانا مفتی عمر فاروق صاحب لوہاروی زید مجدہم ہیں، آپ دارالعلوم لندن کے شیخ الحدیث ہیں، علم میں پختگی اور مسلک میں تصلّب ان کا خاص امتیاز ہے، جواں سال ہیں مگر بالغ نظر ہیں، انھوں نے بھی ملاحظات بھیجے ہیں ان کو بھی ذکر کروں گا۔

فِقْہُ البخاری فی تَرَاجُمِہ کا مطلب

فقہ الإمام البخاری فی تراجمہ: کا مطلب عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ چونکہ خود کو مجتہد مطلق خیال کرتے ہیں، اس لئے انھوں نے اپنی فقہ اپنی کتاب کے ابواب میں سمودی ہے، یہ بات کسی درجہ میں صحیح ہے، مگر صدفی صد صحیح نہیں، کیونکہ امام صاحب نے سخت شرائط کا التزام کر کے نطاق تنگ کرلیا ہے، اور فقہ پیش کرنے کے لئے توسع ضروری ہے، اگرچہ امام صاحب آثار کا سہارا لیتے ہیں، اور تراجم میں ہلکی ضعیف روایتیں بھی لاتے ہیں، مگر اس سے کام نہیں چل سکتا، حسن لغیرہ تک حدیثوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

بلکہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ امام بخاریؒ کی ذہانت اور دقّت نظر کا اندازہ صحیح بخاری کے ابواب سے ہوتا ہے، کبھی تو شارحین کرام مقصدِ باب پاتے ہوئے ہمت ہار جاتے ہیں، پھر حدیثیں بار بار لاتے ہیں، اور نئے نئے استدلالات کرتے ہیں، اور کہیں تو مناسبت اتنی دقیق ہوتی ہے کہ امام صاحب کو داد دینی پڑتی ہے، پس جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ بخاری شریف حدیثوں کا نام ہے وہ خام خیالی میں مبتلا ہیں، بخاری درحقیقت ابواب کا اور حدیثوں کی باب سے مناسبت کا نام ہے، اور یہ خوبی آخر کتاب تک یکساں ہے، بلکہ کتاب الاعتصام اور کتاب التوحید میں تو آپ کا یہ کمال نقطۂ عروج کو پہنچ گیا ہے، پس بخاری شریف بامقصد پڑھنی پڑھانی چاہئے، شروع میں وقت ضائع کرنا اور آخر میں ورق گردانی کرنا کسی بھی طرح مناسب نہیں۔

چکنے پتھر پر زنجیر کھینچنے کی طرح جو جھنکار سنائی دیتی تھی وہ کس کی آواز ہوتی تھی؟

اور نبی ﷺ پر قرآنِ کریم کی وحی کس طرح آتی تھی؟

تحفۃ القاری جلد اول صفحہ ۱۳۱ میں لکھا گیا ہے کہ اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں...... لیکن حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہوتی تھی، یہ مسئلہ حضرتؒ نے کتاب التوحید میں چھیڑا ہے...... پھر امام بخاری رحمہ اللہ کے قول کی دو دلیلیں بیان کی ہیں...... اس سلسلہ میں جاننا چاہئے کہ کتاب التوحید میں صفتِ کلام کی بحث میں امام بخاری رحمہ اللہ نے باری تعالیٰ کے لئے صوت (آواز) ثابت کی ہے، مگر یہ بات بیان نہیں کی کہ چکنے پتھر پر زنجیر کھینچنے کی طرح جو جھنکار سنائی دیتی تھی وہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہوتی تھی، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت لائے ہیں: **إذا تكلّم الله بالوحی سمع أهلُ السماوات شيئًا:** جب اللہ تعالیٰ وحی بولتے ہیں تو آسمانوں والے 'ایک چیز' سنتے ہیں، پھر باب کی پہلی حدیث میں ہے: **إذا قَضَى اللّٰه الأمر فی السماء ضربت الملائكة بأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لقوله، كأنه سِلْسِلَة علی صفوان:** جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی معاملہ طے کرتے ہیں تو فرشتے اپنے پَر پھڑ پھڑاتے ہیں، ارشادِ باری کے سامنے تابعداری ظاہر کرنے کے لئے، گویا وہ چکنے پتھر پر زنجیر ہے، یہ فرشتوں کے پَر پھڑ پھڑانے کی آواز ہوتی ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ

لکھتے ہیں:قولہ: کأنہ: أی کان الصوتُ الحاصلُ من ضرب أجنحتھم صوتَ السلسلۃِ علی صفوان: گویا وہ یعنی فرشتوں کے پَر پھڑ پھڑانے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ چکنے پتھر پر زنجیر کی آواز ہوتی ہے، غرض یہ آواز باری تعالیٰ کی آواز ہوتی ہے اس کی صراحت نہیں، اسی لئے (۱:۱۳۱) میں میں نے لکھا ہے کہ ”کوئی کہتا ہے: وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اصلی آواز ہوتی تھی، اور کوئی کہتا ہے: حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پروں کی آواز ہوتی تھی“ اور ﴿عَلٰی قَلْبِكَ﴾ کی رازی رحمہ اللہ نے دو تاویلیں کی ہیں (تفسیر کبیر ۲۴:۱۶۶ سورۃ الشعراء آیت ۱۹۴)

پھر تحفۃ القاری (۱:۱۳۳) میں ایک فائدہ ہے کہ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ قرآنِ کریم کی وحی ہمیشہ حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آتے تھے...... پھر اس کو مدلل کیا ہے...... حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب زید فضلہ نے اس پر استدراک کیا ہے، جو بعینہٖ درج ذیل ہے۔

ص:۱۳۳۔فائدہ: (۱) علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ: قرآنِ کریم کی وحی ہمیشہ حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آتے تھے، وحی کی جو پہلی صورت ہے اس طریقے پر قرآن کی وحی نہیں آتی تھی، إلخ (اس کا ماخذ کیا ہے؟) اس حدیث میں نزول وحی کی صورت عام بتلائی گئی ہے، کہ صلصلۃ الجرس کی طرح یہ بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی کی وساطت سے ہوتی تھی، کما فی کتاب بدأ الخلق قال: کل ذٰلك یأتی الملك أحیانا فی مثل صلصلۃ الجرس، فیفصم عنی وقد وعیت ما قال، وھو أشدہ علی، ویتمثل لی الملك أحیانا رجلا فیکلمنی، فأعی ما یقول (بخاری ۱:۴۵۷) علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اول صورت میں فرشتہ ظاہراً نہیں آتا تھا، بلکہ قلب پر اترتا تھا، اور قلب ہی میں وحی کا نزول ہوتا تھا، اور قلب ہی کی آنکھ سے آپ فرشتے کو دیکھتے تھے، اور قلب ہی کے کان سے وحی کو سنتے تھے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْأَمِیْن، عَلٰی قَلْبِكَ﴾ إلخ (فضل الباری ۱:۵۵۵) قرآن کی وحی کے بہت سے واقعات احادیث میں ایسے موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی وحی بھی پہلی صورت میں آتی تھی۔ واقعۂ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت میں نازل شدہ آیات کے موقع پر نزول وحی کی جو کیفیت حدیث عائشہ میں ہے وہ یہی ہے، ملاحظہ ہو: فواللّٰہ ما رام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلسہ ولا خرج أحد من أھل البیت حتی أنزل علیہ، فأخذہ ماکان یأخذہ من البرحاء، حتی أنہ لیتحدر منہ من العرق مثل الجمان وھو فی یوم شات من ثقل القول الذی أنزل علیہ إلخ [باب حدیث الإفك] احقر کا اپنا وجدان تو یہ ہے کہ: قرآن کی وحی پہلی صورت میں زیادہ آتی تھی، اسی کے نتیجے میں آپ ﷺ باوجود انتہائی طاقت ور ہونے کے کمزوری محسوس فرماتے ہیں۔

اسلام میں پہلی رصدگاہ طوسی نے کس بادشاہ کے زمانہ میں قائم کی؟

تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری (۱:۴۷) میں ہے:

”سب سے پہلے تیمور لنگ کے زمانہ میں نصیر الدین طوسی نے رصدگاہ قائم کی ہے، نصیر الدین نے تیمور لنگ سے کہا: ہمیں رصدگاہ قائم کرنی چاہئے، تیمور لنگ نے پوچھا: اس پر کتنا خرچ آئے گا؟ نصیر الدین نے پچاس ہزار کا تخمینہ بتایا......

اس پر حضرت مفتی فاروق صاحب نے درج ذیل استدراک کیا ہے جو صحیح ہے:

بندہ کے ناقص تتبع کے اعتبار سے نصیر الدین طوسی اور تیمور لنگ دونوں ہم عصر نہیں ہیں، بلکہ دونوں کے زمانے الگ الگ ہیں۔ نصیر الدین کی وفات اور تیمور لنگ کی پیدائش کے درمیان ساٹھ سے زیادہ سال کا فاصلہ ہے۔ نصیر الدین طوسی کی پیدائش ۱۸/فروری ۱۲۰۱ء میں اور وفات ۲۶/جون ۱۲۷۴ء میں ہے (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ص: ۷۰، ج:۱۲، طباعت پانزدہم: ۱۹۹۲ء) جبکہ تیمور لنگ کی پیدائش ۱۳۳۶ء میں اور وفات ۱۹/فروری ۱۴۰۵ء میں ہے (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ص: ۸۴۷، ج:۱۱، طباعت پانزدہم: ۱۹۹۲ء) اس لحاظ سے ان دونوں میں گفتگو اور پھر تیمور لنگ کے زمانے میں نصیر الدین طوسی کا رصدگاہ قائم کرنا ناممکن ہے۔

درحقیقت نصیر الدین طوسی اگر کسی کا وزیر یا مشیر رہا ہے، تو وہ ہولاکو خان (جسے ہلاکو خان لکھتے اور بولتے ہیں) ہے، جس کی پیدائش ۱۲۱۷ء میں اور وفات ۸/فروری ۱۲۶۵ء میں ہے (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ص:۱۳۱، ج:۶) ہجری سن کے لحاظ سے ہولاکو خان ۶۶۴ یا ۶۶۳ھ میں ہلاک ہوا ہے۔ (العبر فی خبر من غبر للذهبی، ص:۳۱۱و۳۱۲، ج:۳، العلمية: بيروت — البداية والنهاية لابن كثير، ص: ۲۸۸، ج:۱۳، دار إحياء التراث العربی: بيروت) اور نصیر الدین طوسی کی وفات ۵۹۷ھ میں (فوات الوفيات، ص:۲۵۲، ج:۳، دار الثقافة: بيروت) اور وفات ۱۲ یا ۱۸ ذی الحجہ ۶۷۲ھ میں ہوئی ہے (العبر فی خبر من غبر، ص:۳۲۶، ج:۳۔ البداية والنهاية، ص:۳۱۳، ج:۱۳) اس لئے نصیر الدین طوسی نے جو رصدگاہ قائم کی تھی، وہ ہولاکو خان کی ذہن سازی کر کے قائم کی تھی، تیمور لنگ کی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

گذارش: یہ واقعہ درس میں ارتجالاً بیان کیا ہے، اور واقعات میں مقصود مضمون ہوتا ہے، 'کردار' کی چنداں اہمیت نہیں ہوتی۔

ہرقل کی حدیث بخاری شریف میں کتنی مرتبہ آئی ہے؟

تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری (۱:۱۷۲) میں ہے:

”یہ روایت بخاری شریف میں بارہ جگہ آئی ہے، کہیں مفصل کہیں مختصر“

حضرت مفتی فاروق صاحب نے تتبع کر کے سترہ جگہ اس حدیث کا ہونا بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

بندہ کے ناقص تتبع میں حدیث ہرقل صحیح البخاری میں بارہ سے زائد جگہ آئی ہے، جس کا جدول حسب ذیل ہے:

نوٹ: جدول میں صفحہ نمبر اور جلد نمبر کا حوالہ صحیح بخاری مطبوعہ قدیمی: کراچی کا دیا گیا ہے۔

نمبر شمار	کتاب	باب	کتنی دفع تخریج ہوئی	متصلًا یا معلقًا	صفحہ نمبر	جلد نمبر
۱		كيف كان بدء الوحى إلى رسول الله ﷺ	۱	متصلًا	۴و۵	۱
۲	الإيمان	باب بلاترجمة، بعد باب سؤال جبرئيل النبى ﷺ	۱	متصلًا	۱۳	۱
۳	الصلاة	كيف فرضت الصلاة فى الإسراء	۱	معلقًا	۵۰	۱
۴	الزكاة	وجوب الزكاة	۱	معلقًا	۱۸۷	۱
۵	الشهادات	من أمر بإنجاز الوعد	۱	متصلًا	۳۶۸	۱
۶	الجهاد	قول الله عزوجل: قل هل تربصون بنا إلا أحدى الحسنيين	۱	متصلًا	۳۹۳	۱
۷	الجهاد	من استعان بالضعفاء والصالحين فى الحرب	۱	معلقًا	۴۰۵	۱
۸	الجهاد	هل يرشد المسلم أهل الكتاب أو يعلمهم الكتاب	۱	متصلًا	۴۱۱	۱
۹	الجهاد	دعاء النبى ﷺ إلى الإسلام والنبوة إلخ	۲ حافظ کی تحقیق کے مطابق (فتح الباری ۸:۶۳)	متصلًا	۴۱۲ ۴۱۳	۱
۱۰	الجهاد	قول النبى ﷺ: نصرت بالرعب مسيرة شهر إلخ	۱	متصلًا	۴۱۸	۱
۱۱	الجزية والموادعة	فضل الوفاء بالعهد	۱	متصلًا	۴۵۰	۱
۱۲	التفسير	قُل يأَهل الكتاب تعالوا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم إلخ	۲ (عینی کے شمار کے مطابق)	متصلًا	۶۵۳ ۶۵۴	۲
۱۳	الأدب	صلة المرأة أمها ولها زوج	۱	متصلًا	۸۸۴	۲
۱۴	الاستئذان	كيف يكتب إلى أهل الكتاب	۱	متصلًا	۹۲۶	۲
۱۵	الأحكام	ترجمة الحكام وهل يجوز ترجمان واحد	۱	متصلًا	۱۰۶۸	۲
۱۶	أخبار الآحاد	ماكان النبى ﷺ ببعث من الأمراء والرسل واحد بعد واحد	۱	معلقًا	۱۰۸۷	۲
۱۷	التوحيد	ما يجوز من تفسير التوراة وكتب الله بالعربية وغيرها	۱	معلقًا	۱۱۲۵	۲

تحویلِ قبلہ کے وقت نبی ﷺ قبیلہ بنوسلمہ میں کس صحابی کے جنازہ میں تشریف لے گئے تھے؟

تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری (۱:۲۶۳) میں ہے:

''غرض تحویل قبلہ کا یہ مقصد پورا نہ ہوا، تو سولہ یا سترہ مہینے کے بعد دوبارہ تحویل ہوئی، اس وقت آنحضور ﷺ بنوسلمۃ کے ایک نوجوان صحابی بشیر بن براء کے جنازے میں شرکت کے لئے ان کے محلّہ میں تشریف لے گئے تھے......

تحفۃ الالمعی شرح سنن الترمذی (۲:۱۶۵) میں ہے:

''غرض تحویل قبلہ کا یہ مقصد پورا نہ ہوا، تو سولہ یا سترہ مہینے کے بعد دوبارہ تحویل ہوئی، اس وقت آنحضور ﷺ بنوسلمۃ کے ایک نوجوان صحابی بشیر بن براء کے جنازہ میں شرکت کے لئے ان کے محلّہ میں تشریف لے گئے تھے......''

اس پر مفتی فاروق صاحب کی انیق تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تراجم سے متعلقہ بندہ کو دستیاب کتابوں میں بشیر بن براء نام کے کسی صحابی کا ذکر مل نہ سکا۔ 'فتح الباری' میں بشر بن براء بن معرور واقع ہوا ہے، چنانچہ 'فتح الباری' میں ہے:

والتحقيقُ أنَّ أولَ صلاةٍ صلاَها في بني سلمةَ لمّا مات بِشْرُ بْنُ البراء بن مَعْرورٍ الظّهرُ. (فتح الباری، کتاب الإيمان، باب الصلاة من الإيمان ص:۱۲۰، ج۱)

لیکن بندہ کے ناقص خیال میں یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا وہم ہے، کیونکہ تحویل قبلہ سے قبل وفات پانے والے حضرت بِشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہما کے والد حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہما نہیں۔ فتح الباری میں ہے:

والذين ماتوا بعد فرض الصلاة وقبل تحويل القبلة من المسلمين عشرة أنفس...... ومن الأنصار بالمدينة البراء بن معرور بمهملات وأسعد بن زرارة. (فتح الباری، کتاب الإيمان، باب الصلاة من الإيمان، ص:۱۲۱، ج:۱)

العجاب فی بيان الأسباب (أسباب نزول القرآن) للحافظ ابن حجر العسقلانی میں ہے:

قال الواحدی: قال ابن عباس في رواية الكلبي — يعني عن أبي صالح عنه —: كان رجال من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من المسلمين قد ماتوا على القبلة الأولى، منهم أبو أمامة أسعد بن زرارة أحد بني النجار والبراء بن معرور أحد بني سلمة في أناس آخرين، جاء ت عشائرهم، فقالوا: يارسول الله، توفي أخواننا وهم يصلون إلى القبلة الأولىٰ، وقد صرفك الله إلى قبلة إبراهيم، فكيف بِإخواننا؟ فأنزل الله عزوجل ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ﴾ (العجاب في بيان الأسباب، ص: ۹٤، العلمية: بروت)

حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہما تو تحویلِ قبلہ کے وقت بقیدِ حیات تھے، ان کا وصال فتحِ خیبر کے موقع پر سلّام بن مِشْکَمْ

کی بیوی زینب بنت الحارث کی پیش کردہ بھونی ہوئی زہر آلود بکری کا گوشت کھانے سے ہوا تھا، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

قال ابن إسحاق: لما اطمأن النبی صلی اللہ علیه وسلم بعد فتح خیبر، أهدت له زینب بنت الحارث امرأة سلام بن مشکم شاة مشویة، وکانت سألت: أی عضو من الشاة أحب إلیه؟ قیل لها: الذراع، فأکثرت فیها من السم، فلما تناول الذراع لاك منها مضغة ولم یسغها، وأکل معه بشر بن البراء فأساغ لقمته، فذکر القصة، وأنه صفح عنها، وأن بشر بن البراء مات منها. (فتح الباری، کتاب المغازی، باب الشاة التی سمّت للنبی صلی اللہ علیه وسلم بخیبر، ص: ٥٦٨، ٥٦٩، ج:٧)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ 'الإصابة فی تمییز الصحابة' میں فرماتے ہیں:

٦٥٤-(بشر) بن البراء بن معرور...... وأما بشر فشهد العقبة مع أبیه، وشهد بدرا وما بعدها، ومات بعد خیبر من أکلة أکلها مع النبی صلی اللہ علیه آله وسلم من الشاة التی سمّ فیها، قاله ابن إسحاق .

(الإصابة، ص: ١٥٠، ج: ١)

الغرض 'فتح الباری' ص:۱۲۰، ج:۱ میں بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہما کا ذکر بندہ کے ناقص خیال میں وہم ہے۔ یہ وہم دیگر شروح و امالی میں بھی در آیا ہے، بعض میں حافظ ابن حجرؒ کے حوالے سے اور بعض میں ان کے حوالے کے بغیر۔

ایک حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کا استدلال اور اس کا جواب: صحیح نہیں

تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری (۱:۸۱-۵۸۰) میں ہے:

''اس حدیث سے امام بخاریؒ کا استدلال اس طرح ہے کہ نبی ﷺ پر سجدہ کی حالت میں نجاست رکھ دی گئی، پھر بھی آپ ﷺ سجدہ میں رہے، نماز جاری رکھی، معلوم ہوا کہ دورانِ نماز اگر نمازی پر کوئی ناپاکی گر جائے، تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

جواب: یہ استدلال بایں وجہ صحیح نہیں کہ نماز جاری تھی، اس کی کوئی دلیل نہیں، نماز تو ٹوٹ گئی تھی اور آپ ﷺ سجدہ میں اس لئے پڑے رہے تھے کہ اس روح فرسا واقعہ سے آپ ﷺ کا دل ٹوٹ گیا تھا، آپ ﷺ نے حزن وملال کی وجہ سے سر نہیں اٹھایا، پھر جب صاحب زادی نے پیٹھ سے گندگی ہٹائی، تو آپؐ نے سر اٹھایا اور فوراً بددعا شروع کی، یہ دلیل ہے کہ آپ کی نماز باقی نہیں تھی، ورنہ نماز پوری کر کے بددعا فرماتے''

مفتی فاروق صاحب کا استدراک:

بندہ کہتا ہے کہ یہی روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے آئندہ دوسرے طریق سے تخریج فرمائی ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ کا نماز پوری کر کے بددعا فرمانا مذکور ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فَلَمَّا قَضَی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم الصَّلَاةَ (صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب المرأة تطرح عن

المصلی شیئا من الأذی، ص: ۷٤، ج: ۱)

امام مسلم رحمہ اللہ نے دوسرے طریق سے اس روایت کی تخریج فرمائی ہے، اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کا نماز پوری کر کے دعا فرمانا مذکور ہے۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم صَلاَتَهُ رَفَعَ صَوْتَهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهِمْ (صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب مالقی النبی صلی اللہ علیه وسلم من أذی المشرکین والمنافقین، ص: ۱۰۸، ج:۲)

گذارش: تحفۃ القاری کا جواب اس بنیاد پر ہے کہ موقع پر جو روایت ذکر کی ہے اس میں نماز پوری کرنے کا ذکر نہیں، اور جب امام صاحب رحمہ اللہ کے پاس روایت تھی اور دوسری جگہ اس کو لائے بھی ہیں تو موقع پر جہاں استدلال کرنا ہے: کیوں نہیں لائے، اور آپ بالغ نظر ہیں، روایات بالمعنی بھی ہوتی ہیں اور ان میں رواۃ کے تصرفات بھی ہوتے ہیں، تاہم میں جواب کا ضعف تسلیم کرتا ہوں، اب امام نووی رحمہ اللہ کا پسندیدہ جواب رہ جاتا ہے: **وقال النووی: الجواب المرضی: أنه صلی الله علیه وسلم لم یعلم ما وضع علی ظهره، فاستمر فی سجوده استصحابا لأصل الطهارة:** پسندیدہ جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ کو پتہ نہیں چلا اس (ناپاکی) کا جو آپؐ کی پیٹھ پر رکھی گئی تھی، پس آپؐ سجدہ میں رہے، اس طہارت کی وجہ سے جو پہلے سے حاصل تھی، مگر اس جواب کا بھی پیچھا کیا گیا ہے (فتح الباری وعینی)

دو حدیثوں میں دو واقعے ہیں، ایک نہیں

تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری (۳۱۹:٦) میں ہے:

"......اور باب کی دونوں روایتوں میں فتحِ مکہ کا واقعہ ہے، نبی ﷺ اپنے پڑاؤ کی جگہ سے گدھے پر سوار ہوئے، اس پر پالان تھا اور اس پر کمبل پڑا ہوا تھا اور پیچھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بٹھایا، دوسرے حضرات ساتھ چل رہے تھے، نبی ﷺ نے کعبہ پر پہنچ کر چابی منگوائی اور کھول کر کعبہ کو غسل دیا"

بندہ کے ناقص خیال میں باب کی دوسری روایت میں بلاشبہ فتح مکہ کا واقعہ ہے، لیکن باب کی پہلی روایت میں فتح مکہ کا واقعہ نہیں ہے، بلکہ غزوۂ بدر سے قبل رئیس المنافقین: عبداللہ بن ابی کے اظہار اسلام سے پہلے مدینہ منورہ میں پیش آنے والا واقعہ ہے، جب رسول اللہ ﷺ قبیلۂ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارن پوری نور اللہ مرقدہ (وفات: ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) نے باب کی پہلی حدیث کے متعلق الخیر الجاری کے حوالے سے حاشیۂ 'صحیح بخاری' میں بلا تعقب لکھا ہے کہ عنقریب یہ بات آئے گی کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا تھا۔

بندہ کے ناقص خیال میں حاشیۂ صحیح بخاری میں منقول یہ بات وہم ہے۔ واللہ اعلم

گذارش: یہ استدراک صحیح ہے، اور حدیثوں کے بعد جو حوالے ہیں ان سے بھی یہ بات واضح ہے۔

مسلم شریف میں باب میں علی الناصیۃ ہے اس سے دھوکہ لگا

تحفۃ الالمعی شرح سنن الترمذی (۱:۳۷۱) میں ہے:

''......پہلی روایت کے الفاظ مسلم شریف میں یہ ہیں: مَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِهِ وَعِمَامَتِهِ: یعنی نبی ﷺ نے پیشانی پر اور پگڑی پر مسح کیا''

صحیح مسلم میں مَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ حرف با کے ساتھ، تو روایت موجود ہے (صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفين، ص:۱۳۴، ج:۱) لیکن عَلٰی نَاصِیَتِهِ حرف عَلٰی کے ساتھ روایت بندہ کو نہ مل سکی۔

وضوء کے بعد بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینے کی دو حکمتیں ہیں یا ایک؟

تحفۃ الالمعی شرح سنن الترمذی (۱:۲۷۷) میں ہے:

''وضوء کے بعد بچا ہوا پانی پینے میں دو حکمتیں ہیں: ایک: وہ بابرکت پانی ہے، کیونکہ برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لے کر وضوء کیا گیا ہے۔ دوم: کھڑے ہو کر پینے سے اس برکت والے پانی کا اثر پورے جسم میں پہنچے گا، جیسے زم زم تھوڑا ہو تو کھڑے ہو کر پیتے ہیں تاکہ اس کا اثر پورے بدن میں پہنچے، اب لوگ لوٹے سے یا نل سے وضوء کرتے ہیں اس لئے پہلی حکمت باقی نہیں رہی، مگر دوسری حکمت اب بھی باقی ہے اس لئے وضوء کے بعد کچھ پانی کھڑے ہو کر پینا چاہئے''

بندہ کے ناقص خیال میں اس میں دو اعتبار سے کلام ہے:

اولاً: وضوء کے بعد بچا ہوا پانی پینے کی حکمتوں کے دو ہونے میں کلام ہے، کیونکہ پہلی حکمت تو وضوء کے بعد بچے ہوئے پانی پینے کی ہے، لیکن دوسری حکمت وضوء کے بعد بچے ہوئے پانی پینے کی نہیں، بلکہ اس کے کھڑے ہو کر پینے کی ہے، اس لئے وضوء کے بعد بچے ہوئے پانی پینے کی ایک ہی حکمت ہوئی دو نہیں۔

ثانیاً: اگر مذکور حکمتوں کو دو تسلیم کرلیا جائے، تو لوٹے یا نل سے وضوء کرنے کی صورت میں دوسری حکمت کے باقی ہونے میں کلام ہے، کیونکہ دوسری حکمت میں وہ برکت والا پانی مراد لیا گیا ہے، جس کا ذکر پہلی حکمت میں آیا ہے، یعنی وہ پانی جو برتن میں ہاتھ ڈالنے کی وجہ سے بابرکت بنا ہے، جبکہ لوٹے یا نل سے وضوء کرنے کی صورت میں اس پانی میں ہاتھ نہیں ڈالا جاتا، اس لئے وہ پانی بابرکت نہیں ہوا، پھر کچھ پانی کھڑے ہو کر پینے میں کوئی تُک نہیں بنتی۔

مختصر یہ کہ دوسری حکمت کی بنیاد پہلی حکمت پر تھی، اس لئے جب لوٹے یا نل سے وضوء کرنے میں پہلی حکمت جو مبنی تھی، باقی نہ رہی، تو دوسری حکمت جو مَبنی تھی، وہ بھی باقی نہ رہی، لہٰذا اس حکمت کی بنیاد پر لوٹے یا نل سے وضوء کرنے کے بعد کچھ پانی کھڑے ہو کر پینے کو ثابت کرنا محل نظر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دعا شروع کرتے وقت اور ختم کرتے وقت امام ایک آدھ جملہ جہراً نہ کہے تاکہ ہیئتِ اجتماعیہ اور التزام ختم ہو

تحفۃ الالمعی شرح سنن الترمذی (۹۶:۲) میں ہے:

خلاصہ: یہ ہے کہ دو باتیں بے شک قابلِ اصلاح ہیں: ایک: ہیئتِ اجتماعی۔ دوسری دعا کا التزام یعنی اس کو ضروری سمجھنا۔ ان دونوں کی اصلاح کا جو طریقہ تجویز کیا جاتا ہے کہ دعا بدعت ہے، اس کو بند کر دیا جائے، یہ طریقہ صحیح نہیں۔ یہ تو مزید غلطی ہوگئی کہ جس چیز کی اصل ثابت تھی اس کو بدعت قرار دے دیا اور بندوں کا اپنے خالق و مالک سے دعا کا رابطہ منقطع کر دیا۔

اصلاح کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ عام احوال میں جہری دعا نہ کی جائے، بلکہ ہر شخص اپنی زبان میں اپنی حاجتیں مانگے تو ہیئتِ اجتماعی خود بخود ختم ہو جائے گی۔ تین نمازوں میں تو لوگ نوافل کے بعد دعا کریں گے اور ظاہر ہے نوافل سے سب ایک ساتھ فارغ نہیں ہوتے اس لئے ہیئتِ اجتماعی خود بخود ختم ہو جائے گی اور دو نمازوں میں جب جس کی تسبیحات پوری ہوں دعا شروع کر دے اور جب اس کی دعا پوری ہو دعا ختم کر دے خواہ امام سے پہلے یا امام کے بعد، پس اجتماعی ہیئت باقی نہ رہے گی۔

اور التزام کو ختم کرنے کی یہ صورت ہے کہ امام صاحب لوگوں کو مختلف اوقات میں یہ بات سمجھاتے رہیں کہ امام اور مقتدیوں کا رابطہ سلام پر ختم ہو جاتا ہے، نماز سلام پر پوری ہو جاتی ہے۔ پس جس کو کوئی حاجت ہو وہ جا سکتا ہے۔ بلکہ خود امام کو کوئی ضرورت ہو تو وہ بھی جا سکتا ہے، دوسرے لوگ اپنی تسبیحات پوری کریں اور اپنی دعا مانگیں۔ امام کا ان کے ساتھ ہونا ضروری نہیں۔

نوٹ: بعض امام اس طرح دعا شروع کرتے ہیں کہ لوگوں کو نہ دعا شروع کرنے کا احساس ہوتا ہے نہ ختم کرنے کا۔ وہ دعا کے شروع اور آخر میں ایک جملہ بھی جہراً نہیں کہتے یہ طریقہ بھی ٹھیک نہیں۔ اگر دعا شروع کرتے وقت اور ختم کرتے وقت ایک آدھ جملہ جہراً کہہ دیا جائے تو یہ جہری دعا نہیں ہے۔

بندہ کے ناقص خیال میں نوٹ اور ماقبل تقریر میں تعارض ہے، کیونکہ بقول حضرت والا جب امام اور مقتدیوں کا رابطہ سلام پر ختم ہو جاتا ہے اور عام احوال میں جہری دعا نہیں مانگنا ہے، بلکہ ہر شخص کو اپنی زبان میں اپنی حاجتیں مانگنا ہے اور تین نمازوں میں لوگ نوافل کے بعد دعا کریں گے اور ظاہر ہے، نوافل سے سب ایک ساتھ فارغ نہیں ہوتے اور دو نمازوں میں جب جس کی تسبیحات پوری ہوں، دعا شروع کر دے اور جب اس کی دعا پوری ہو، ختم کر دے خواہ امام سے پہلے یا امام کے بعد، تو پھر امام کو دعا شروع کرتے وقت اور ختم کرتے وقت ایک آدھ جملہ جہراً کیوں کہنا ہے؟

میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم ام رومان نے کھائی تھی، حضرت ابو بکرؓ نے نہیں

تحفۃ الالمعی شرح سنن الترمذی (۴۶۶:۴) میں ہے:

اسی طرح بطور تکیہ کلام غیر اللہ کی قسم کھانا بھی جائز ہے اور وہ بمنزلۂ یمین لغو کے ہے، مثلاً: عربی میں تکیہ کلام کے طور پر یہ

قسم کھاتے ہیں: لَعَمْرُكَ! تیری زندگی کی قسم، لَعَمْرِیْ: میری زندگی کی قسم، إِیْ وَا یعنی إِیْ واللّٰہِ: ہاں بخدا! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک واقعہ میں قسم کھائی ہے: وَقُرَّةِ عَیْنِیْ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ قسمیں بمنزلہ یمین لغو ہیں، ان پر کوئی مواخذہ نہیں۔

بندہ کے ناقص تتبع کے اعتبار سے: وَقُرَّةِ عَیْنِیْ: کے الفاظ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم نہیں کھائی تھی، بلکہ ان کی زوجہ رضی اللہ عنہا نے کھائی تھی، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

...... **وکُنّا نأخذ من لقمة إلا ربا مِن أسفلها أكثر منها، قال: شبعوا وصارت أكثر ممّا كانت قبل ذٰلك، فنظر إليها أبوبكر، فإذا هي كما هي أو أكثر، فقال لامرأته: يا أخت بني فراس، ما هٰذا؟ قالت: لا وقُرَّة عيني، لهي الأن أكثر منها قبل ذٰلك بثلث مرار......** (**صحيح بخارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب السمر مع الأهل والضيف، ص: ۸۵، ج: ۱، كتاب المنافب، باب علامات النبوة في الإسلام، ص: ۵۰۶، ج: ۱، كتاب الأدب، باب قول الضيف لصاحبه: لا أكل حتى تأكل**)

جس عورت کے چند نکاح ہوئے ہوں وہ کس کو ملے گی؟

علمی خطبات میں ''جس عورت کے چند نکاح ہوئے: وہ کس کو ملے گی؟ کے زیر عنوان ہے:

یہاں لوگ ایک مسئلہ پوچھا کرتے ہیں: ایک شخص کی بیوی تھی، پھر اس کا انتقال ہوگیا، اور بیوی کا دوسری جگہ نکاح ہوگیا، پھر اتفاقاً دوسرے شوہر کا بھی انتقال ہوگیا، پھر بیوی نے تیسرا نکاح کرلیا: پس یہ بیوی کس کو ملے گی؟ دنیا میں اس کے تین شوہر ہوئے ہیں۔

اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ یہ بات معلوم نہیں، دنیا میں آئندہ جو معاملات پیش آنے والے ہیں یا مرنے کے بعد آخرت میں جو معاملات پیش آئیں گے ان میں سے ہم انہی سوالوں کے جواب جانتے ہیں، جن کا تذکرہ قرآن وحدیث میں آیا ہے، اور جن کا تذکرہ قرآن وحدیث میں نہیں آیا اس کا جواب ہم نہیں جانتے، آخرت کے معاملات میں عقل کا گھوڑا نہیں دوڑایا جاسکتا، قیاس نہیں چلتا، قیاس اسی دنیا کے معاملات میں چلتا ہے۔ نصوص میں یعنی قرآن وحدیث میں اگر کوئی بات آئی ہے تو ہم بتا سکتے ہیں، اس کے بغیر نہیں بتا سکتے۔

اور یہ مسئلہ قرآن وحدیث میں نہ واضح طور پر آیا ہے، نہ اشارۃً آیا ہے، اس لئے صحیح جواب یہ ہے کہ یہ بات معلوم نہیں! البتہ کتابوں میں چند قول لکھے ہیں، مگر وہ علماء کی باتیں ہیں، قرآن وحدیث کی باتیں نہیں ہیں، اس لئے قطعی نہیں ہیں:

ایک قول: یہ ہے کہ جو آخری شوہر ہے اسے وہ بیوی ملے گی، کیوں کہ جب پہلا شوہر مرگیا تو نکاح ختم ہوگیا، پھر جب دوسرا شوہر بھی مرگیا تو اس کا نکاح بھی ختم ہوگیا، جبھی اگلے سے نکاح جائز ہوا، پھر تیسرے سے نکاح ہوا، پس وہ آخری شوہر ہے، اس کے نکاح میں وہ بیوی آخر تک رہی ہے، اس لئے اسی کو ملے گی۔

مگر تیسرا ابھی تو کبھی نہ کبھی مرے گا یا بیوی مرے گی، کوئی بھی مرے گا نکاح ختم ہوجائے گا۔ پھر تیسرے کے لئے وجہ ترجیح کیا ہے؟ بیوی مرے تو بھی نکاح ختم ہوجاتا ہے، شوہر مرے تو بھی نکاح ختم ہوجاتا ہے، بس اتنا فرق ہے کہ شوہر مرے تو نکاح عدت تک باقی رہتا ہے اور بیوی مرے تو نکاح فوراً ختم ہوجاتا ہے۔

دوسرا قول: کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ قیامت کے دن عورت کو اختیار دیا جائے گا وہ جس کو پسند کرے گی، اس کو وہ عورت دی جائے گی۔

تیسرا قول: کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ ان تینوں شوہروں میں سے جس کا اخلاقی برتاؤ اس عورت کے ساتھ اچھا ہوگا اس کو وہ عورت ملے گی۔

لیکن یہ سب علماء کے اقوال ہیں، قرآن وحدیث میں یہ مسئلہ نہ صراحتاً آیا ہے نہ اشارۃً، اس لئے صحیح جواب یہ ہے کہ یہ بات معلوم نہیں، آخرت میں پتہ چلے گا کہ کس کو ملی؟ (علمی خطبات ۱:۲۶۳ تا ۲۶۵)

بندہ کی ناقص رائے یہ ہے کہ جہاں جہاں قرآن وحدیث میں اس مسئلہ کے نہ آنے کا ذکر ہے، وہاں "حدیث" کے ساتھ آئندہ طباعت میں "صحیح" کی قید لگادی جائے، تو بہتر ہوگا، کیونکہ ضعیف حدیث میں یہ مسئلہ آیا ہے۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دریافت کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اختیار دیا جائے گا اور وہ ان میں اچھے اخلاق والے شوہر کو اختیار کرے گی۔ یہ روایت امام طبرانی رحمہ اللہ کے حوالے سے شیخ ابن القیم رحمہ اللہ (۶۹۱-۷۵۱ھ) نے **حادی الأوراح** میں اور علامہ نور الدین الھیثمی رحمہ اللہ (وفات ۸۰۷ھ) نے **مجمع الزوائد** میں نقل فرمائی ہے۔ اس میں سلیمان بن ابی کریمہ راوی متفرد ہے اور ابو حاتم اور ابن عدی رحمہما اللہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔

واقعہ حضرت شیخ الہندؒ اور مثنوی کی تصنیف کا ہے

علمی خطبات حصۂ دوم میں ہے: "حضرت تھانوی قدس سرہ کا واقعہ ہے:

ایک مرتبہ ان کے استاذ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب تھانہ بھون آئے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ بہت خوش ہوئے، اور زور کی دعوت کی۔ کھانے کے بعد مجلس میں بیٹھے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے عرض کیا: حضرت! اس وقت میرا بیان القرآن لکھنے کا معمول ہے، اگر اجازت ہو، تو میں لکھنے کے لئے چلا جاؤں؟ حضرت نے فرمایا: بالکل جاؤ اور لکھو! حضرت تھانوی چلے گئے اور دس منٹ کے بعد آگئے۔ حضرت نے پوچھا: کیوں آگئے؟ کہنے لگے: حضرت! میں نے اپنا معمول پورا کرلیا۔ اس طرح آدمی نظام الاوقات بنائے، تو کامیابی حاصل ہوتی ہے"

بندہ کے ناقص خیال میں اس میں دو اعتبار سے کلام ہے:

اول: حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری قدس سرہ (۱۲۶۹-۱۳۴۶ھ) کو حضرت تھانوی قدس سرہ کا استاذ قرار دیا گیا ہے، تاویل سے قطع نظر کہ اس کا باب بہت وسیع ہے، متبادر وظاہر یہی ہے کہ استاذ سے معروف معنی میں استاذ مراد

ہے، حالانکہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب حضرت تھانوی قدس اللہ اسرارھما کے معروف معنی میں استاذ نہیں ہیں: حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے سامنے حضرت تھانوی رحمہما اللہ نے معروف معنی میں زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا ہے، کیونکہ حضرت تھانویؒ آخر ذی قعدہ ۱۲۹۵ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور شروع ۱۳۰۱ھ میں فارغ التحصیل ہوگئے۔ ملاحظہ ہو: اشرف السوانح، باب ششم، ۱:۲۷، ادارۂ تالیفات اشرفیہ: ملتان۔ جبکہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ کا دارالعلوم دیوبند میں تقرر ۱۳۰۸ھ میں ہوا۔ ملاحظہ ہو: مقدمہ فتاوی مظاہر علوم المعروف بہ فتاوی خلیلیہ ۱:۴۱، مکتبہ الشیخ کراچی۔ یعنی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی تقرری سے قبل حضرت تھانوی رحمہ اللہ درسِ نظامی کی تکمیل فرما چکے تھے۔

تذکرۃ الخلیل میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ کے ''نامور تلامذہ'' کے زیر عنوان چھتیس (۳۶) تلامذہ کے نام ذکر کئے ہیں، ان میں بھی حضرت تھانوی قدس سرہ کا نام نہیں۔ ملاحظہ ہو: تذکرۃ الخلیل ص:۲۳۴۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ کی ترتیب دادہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی سوانح بنام 'اشرف السوانح' کی جلد اول، جو ان تین جلدوں میں سے ہے، جن کا ایک ایک لفظ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی نظر سے گزرا ہے، کے باب ششم ص:۲۷ میں حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے ابتدائی کتب کے اور باب ہفتم ص:۳۶ میں بقیہ اساتذۂ کرام کے اسماءِ گرامی مذکور ہیں، ان میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ کا نام نہیں ہے۔

درحقیقت تشریف لانے والے استاذ وہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی قدس اللہ سرہ (۱۲۶۸-۱۳۳۹ھ) ہیں: چنانچہ 'اشرف السوانح' میں ہے:

''حضرت والا کا انضباطِ اوقات نہایت حیرت انگیز ہے، بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مشین ہے، جو ہر وقت چل رہی ہے، کسی وقت بے کار نہیں۔ ظاہر ہے، جو ایسا کثیر المشاغل ہو، اُس کو بلا انضباطِ اوقات چارہ نہیں اور انضباطِ اوقات جب ہی ہوسکتا ہے جب اخلاق و مروّت سے مغلوب نہ ہو اور ہر کام کو اپنے وقت اور موقع پر کرے اور تو اور، حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمہ اللہ جو حضرت والا کے استاذ تھے، ایک بار مہمان ہوئے۔ حضرت والا نے راحت کے سبب ضروری انتظامات کر کے جب تصنیف کا وقت آیا، تو بہ ادب عرض کر دیا کہ حضرت! میں اس وقت کچھ لکھا کرتا ہوں، اگر حضرت اجازت دیں، تو کچھ دیر لکھ کر بعد کو حاضر ہو جاؤں، فرمایا: ضرور لکھو، میری وجہ سے اپنا حرج ہرگز نہ کرو، گو اُس روز حضرت والا کا دل لکھنے میں لگا نہیں، لیکن ناغہ نہ ہونے دیا، تاکہ بے برکتی نہ ہو، تھوڑا سا لکھ کر پھر حاضر خدمت ہوگئے''

(اشرف السوانح باب ششم ۱:۳۰ و ۳۱)

دوم: ''علمی خطبات'' میں حضرت تھانوی قدس سرہ کے استاذ گرامی کی تشریف آوری کے زمانے میں بیان القرآن کی تالیف کا ذکر کیا گیا ہے، حالانکہ اس وقت مثنوی کی شرح: کلید مثنوی کی تالیف ہو رہی تھی، چنانچہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

”ایک مرتبہ حضرت مولانا رحمہ اللہ تشریف لائے، میں اس وقت مثنوی کی شرح لکھ رہا تھا۔ وقت معمول پر میں نے مولانا کی آسائش اور راحت کا انتظام کرکے اجازت چاہی کہ میں تھوڑا سا لکھ کر آؤں۔ فرمایا: جی ضرور! آپ اپنا حرج نہ کریں۔ میں نے یہ کیا کہ تھوڑا سا کام کرکے فوراً حاضر ہوگیا۔ اگر تھوڑا تھوڑا کام بھی روزانہ ہوتا رہے، تو ایک برکت ہوتی ہے مداومت کی۔ اگر سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے تو اس میں ایک قسم کی بے برکتی ہوجاتی ہے“ (ملفوظات حکیم الامت، ملفوظ ۱۸۶، ۱:۶:۱۷)

مفتی عمر فاروق صاحب زید فضلہ کے ملاحظات تمام ہوئے

اب تک تمام ملاحظات حضرت مفتی عمر فاروق صاحب کے تھے، مفتی صاحب نے مفصل ومدلل تحریر بھیجی ہے، میں نے ان پر صرف عنوان لگایا ہے، باقی تحریر انہی کی ہے، البتہ بعض ملاحظات میں عربی عبارتیں حذف کی ہیں، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ علمی خطبات اور تحفۃ الالمعی اور تحفۃ القاری کی شروع کی جلدیں سبق کی تقریریں ہیں، اور تقریر میں مسامحات ہوجاتے ہیں، پھر تحفۃ الالمعی کی آٹھ جلدیں اور تحفۃ القاری کی بارہ جلدیں تقریباً تین تین سال میں لکھی گئی ہیں ایسی صورت میں تسامحات لابد ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں، اور بھی تسامحات ہونگے، جہاں شبہ ہو تحقیق کریں اور حق کی پیروی کریں، میرے لکھے پر بھروسہ نہ کریں۔

اب آگے وہ تصویبات درج کرتا ہوں جو حضرت مفتی خانپوری صاحب نے بھیجی ہیں، قارئین تصحیح کرلیں:

تحفۃ القاری جلد اول

(۱) ص:۱۰۰۔ ازہر نامی ایک صحابی تھے الخ (ان کا نام زاہر تھا، شمائل ترمذی، **باب ماجاء فی صفة مزاح رسول الله صلی الله علیه وسلم**)

(۲) ص:۱۰۱۔ اس کے بعد آپ نے اُن کی لنگی پر نظر ڈالی الخ (لنگی والا واقعہ حضرت زاہر کا نہیں، بلکہ عبید بن خالد محاربیؓ کا ہے، شمائل **باب ماجاء فی إزار رسول الله صلی الله علیه وسلم**)

(۳) ص:۱۳۱۔ یہ ابوجہل کے بھائی تھے، ان کے ایک دوسرے بھائی عمرو بن ہشام بھی ہیں، وہ بھی مسلمان ہوگئے تھے، الخ (عمرو تو ابوجہل ہی کا نام تھا)

(۴) ص:۱۵۴۔ جیسے یہاں دونوں سندیں عبداللہ بن المبارک پر اکٹھا ہوئیں، اس لئے ابن المبارک مدار الاسناد ہیں (ابن المبارک کی جگہ ”زہری“ ہونا چاہئے)

(۵) ص:۲۹۸۔ نزار بن معد بن عدنان کے دولڑکے تھے: ربیعہ اور مضر الخ (چار بیٹے بتلائے جاتے ہیں: مضر، ربیعہ، انمار، زید)

(۶) ص:۳۲۹۔ (آخری سطر) اور حضرت سعید کے دادا کا نام حُزن (غم) تھا، وہ صحابی ہیں، آنحضور ﷺ نے ان کا نام سہل رکھا تھا، مگر الخ (حُزْن: رنج وغم، جمع: أحزان اور حَزن: سخت جگہ، اکھڑ مزاج آدمی، جمع: حزون۔ حضرت سعید کے

دادا کا نام حَزْن (بفتح الحاء) بہ معنی سخت مزاج تھا، جس کو بدل کر آنحضور ﷺ نے ''سہل'' بہ معنی نرم مزاج تجویز فرمانا چاہا، جس پر وہ آمادہ نہ ہوئے (دیکھئے بخاری ۲:۹۱۴ باب اسم الحَزن) روایت کے آخر میں ہے: قال ابن المسیب: فما زالت الحزونة فینا بعد یعنی ہمارے خاندان میں اس کے بعد مزاج کی سختی برابر رہی)

(۷) ص: ۳۹۷۔ اگر کسی کو عمداً قتل کیا جائے تو اختلاف ہے: ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک اس سے حرم میں قصاص لیا جائے گا، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حرم میں قصاص نہیں لیا جائے گا الخ (اِس مسئلے میں امام احمدؒ کا مسلک بھی امام ابوحنیفہ جیسا ہے، الابواب والتراجم میں ہے: ولا یقتص عند أبی حنیفة وأحمد بل یضطر إلی الخروج (۲-۱/۴۷۸ دار البشائر بیروت)

(۸) ص: ۳۴۸۔ اختلاف کیا ہے؟ سند میں اختلاف ہے یا متن میں؟ معلوم نہیں، حاشیے میں لکھا ہے کہ: سفیان کی روایت جو ابن شہاب زہری سے مروی ہے، وہ کسی کتاب میں موجود نہیں الخ (یہ روایت کتاب التوحید باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: رجل آتاہ اللہ القرآن إلخ (بخاری ہندی نسخہ ۲:۱۱۲۳) پر زھری عن سالم عن أبیه موجود ہے)

(۹) ص: ۴۱۸۔ پس اغلب یہ ہے کہ آپ ۹ ہجری میں مسلمان ہوئے الخ (اِسی باب میں حافظ نے ''فتح الباری'' میں علامہ بغوی اور ابن حبان کا حضرت جریرؓ کے رمضان ۱۰ ہجری میں اسلام لانے کا قول نقل فرما کر اس کو بخاری کی حجۃ الوداع کی روایت سے مؤید کیا ہے۔ دیکھئے باب الإنصات للعلماء، فتح الباری إحیاء التراث بیروت ۱:۱۷۵)

(۱۰) ص: ۴۳۳۔ قدم آدم (قد آدم)

(۱۱) ص: ۴۳۷۔ سطر ۱۶: جب وہ پانی دیکھے (جب وہ خواب دیکھے)

(۱۲) ص: ۴۵۵۔ اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو ہم سے بچا، اور اس اولاد سے بچا الخ (اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو اس اولاد سے بچا الخ)

(۱۳) ص: ۴۷۷۔ مگر اس حدیث سے یہ استدلال کمزور ہے، کیونکہ یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے، اس میں ہے: ائتنی بحجر کوئی پتھر لاؤ (مسند احمد ۱:۴۵۰) الخ (اِس کا جواب حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ دیا ہے کہ: یہاں پر صیغۂ امر اِبقائے حال کے لئے ہے، کما قول سعد لابنه قیس (انحر) غزوۂ سیف البحر کا واقعہ)

(۱۴) ص: ۴۵۸۔ اور غندر کے الفاظ ہیں: إذا دخل الخلاء (دخل کے بہ جائے أتی ہونا چاہئے)

(۱۵) ص: ۵۱۸۔ تشریح: (۱) اس حدیث کے راویوں میں تھوڑا الجھاؤ ہے، حاشیے میں بھی الجھاؤ ہے...... اور سائل ہیں: عمرو بن عمارہ، جو یحییٰ کے بھائی الخ (سائل عمرو بن ابی حسن ہیں، اس کے بعد والے باب یعنی باب غسل الرجلین إلی الکعبین (حدیث ۱۸۶) حدثنا موسیٰ قال ناوھیب عن عمرو عن أبیه شهدت عمرو بن أبی حسن سأل

عبد اللہ بن زید میں تصریح ہے، اسی طرح باب مسح الرأس مرۃ (حدیث۱۹۲) اور باب باب الوضوء من التور (حدیث۱۹۹) (ابوحسن کے دولڑکے: (۱) عمارہ (۲) عمرو، پھر عمارہ کے لڑکے یحییٰ، اوران کے بیٹے عمرو ہیں، عمرو بن یحییٰ اپنے ابا: یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہ: میرے چچا یعنی عمرو بن ابی حسن وضوء کے دل دادہ تھے، تو انھوں نے عبداللہ بن زید سے پوچھا، کما فی حدیث۱۹۹)

(۱۶) ص:۵۲۰۔ تشریح: صحیح عمرو بن عمارہ بن ابی حسن الخ (اوپر (۱۵) والے قرائن کی بنا پر اب اس کی ضرورت نہیں)

(۱۷) ص:۵۸۱۔ جواب: یہ استدلال بہ ایں وجہ صحیح نہیں کہ نماز جاری تھی، اس کی کوئی دلیل نہیں، نماز تو ٹوٹ گئی تھی الخ (یہ جواب درست نہیں، اس لئے کہ یہ روایت باب المرأۃ تطرح عن المصلی شیئا من الأذی (حدیث:۵۲۰) میں ہے، اس کے الفاظ ہیں: فلما قضیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلاۃ قال، معلوم ہوا نماز جاری تھی)

(۱۸) ص:۵۸۲۔ ایک بڑے محدث گذرے ہیں، حماد بن سلمہ انھوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے، الخ (اعتراض کرنے والے یحییٰ بن سعید القطان ہیں۔ فتح الباری)

(۱۹) ص:۵۸۳۔ حضرت الاستاذؒ نے مقصد ترجمہ یہ بیان فرمایا تھا الخ (وضوء میں بہ وقتِ ضرورت استعانت جائز ہونے کا مسئلہ پہلے آچکا ہے، یہاں استعانت فی ازالۃ النجاسات ہونا چاہئے)

اب چند امور مسامحات/ اغلاط ذکر کرتا ہوں

تحفۃ القاری میں کچھ اور اغلاط ہیں، جو میرے علم میں آئیں، یا دوسروں نے بتلائیں، ان کو ذکر کرتا ہوں:

۱- تحفۃ القاری (۱۱۰:۲ کتاب الحیض باب ۱۶) کی یہ عبارت: ''اور دم نہ ہو تو دس روزے رکھے، تین ایام حج میں اور سات وطن لوٹ کر'' —— یہ عبارت کاٹ دیں، یہاں یہ بات صحیح نہیں۔

۲- تحفۃ القاری (۵۰۳:۱) میں تبسم کی تعریف ہے: ''یعنی چہرہ پر ہنسی کے آثار ظاہر ہوں، دانت نظر آئیں، مگر آواز پیدا نہ ہو'' اس عبارت کو اس طرح کر دیں: ''یعنی چہرہ پر ہنسی کے آثار ظاہر ہوں، ہونٹ نہ کھلیں، دانت نظر نہ آئیں نہ آواز پیدا ہو''

۳- تحفۃ القاری (۹۲:۲) کی عبارت: ''تین مسئلوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے'' اس عبارت کو اس طرح کر دیں: ''تین مسئلے گڈمڈ ہو گئے ہیں''

۴- تحفۃ القاری (۵۱۸:۴) میں آیتِ کریمہ کے ترجمہ میں: ﴿مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ کا ترجمہ رہ گیا ہے، وہ یہ ہے: ''جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے، جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر آدمی کریں''

۵- تحفۃ القاری (۵۰۵:۴) میں حضرت ضُباعہؓ کے بارے میں ہے کہ یہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، یہ غلطی ہے، وہ زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی اور نبی ﷺ کی چچازاد بہن ہیں، اس کو ٹھیک کر لیں۔

۶- (۳۸۵:۱) ''مزاج میں دعابہ یعنی دل لگی تھی۔

۷-(۵:۲۷۸) سطر ۱۸ میں جو ملحوظہ ہے وہ صحیح نہیں، اس کو حذف کردیں۔

۸-(۵:۱۷۵) آخری سطر: ''قیمت بولنے کا زیادہ حق مشتری کا ہے'' مشتری کی جگہ بائع کریں۔

۹-(۵:۱۹۴) سطر ۱۲ میں سورۃ الفتح کی جگہ سورۃ النصر کردیں۔

۱۰-(۵:۲۸۵) پر متن میں عبارت رہ گئی ہے، بخاری شریف سے ملا کر صحیح کرلیں۔

۱۱-تحفۃ القاری (۱:۱۸۵) کے آخری حاشیہ میں الفقہ الاکبر کی عبارت صحیح نہیں، اصل عبارت اس طرح ہے: (إیمان أهل السماء والأرض لایزید ولا ینقص)أی: من جهة المؤمن به نفسه......(والمؤمنون مستوون فی الإیمان والتوحید، متفاضلون فی الأعمال)

۱۲-(۲:۴۳۰) آخری سطر: عطاء کہتے ہیں کی جگہ ابن جریج کہتے ہیں۔

کلومیٹر سے مسافتِ سفر کتنی ہے؟

دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارن پور کا فتوی قدیم زمانہ سے سوا ستتر کلومیٹر کا ہے، یہ تقدیر انگریزی میل کے حساب سے ہے، اور شرعی میل انگریزی میل سے دوسو چالیس گز بڑا ہوتا ہے (اوزانِ شرعیہ) اور شاہی مراد آباد کا فتوی بیاسی کلومیٹر کا ہے (کتاب النوازل جلد خامس) اور مجمع لغۃ الفقهاء میں تقریباً ۸۹ کلومیٹر کا حساب کیا ہے، میں نے اس کو احتیاطاً لیا ہے۔ رحمۃ اللہ الواسعہ (۳:۵۵۷) میں ہے:

اور میل کے لغوی معنی ہیں: مدّ البصر یعنی جہاں تک نگاہ جاتی ہے وہ ایک میل ہے۔ اور اصطلاح میں میل چار ہزار ہاتھ کا اور ہاتھ چوبیس انگشت کا، اور انگشت چھ جو کی ہوتی ہے۔ یہی میل ہاشمی اور میل شرعی ہے۔ کسی زمانہ میں میل اموی اس سے بڑا رائج ہوا تھا۔ اور قریب زمانہ میں میل انگریزی اس سے چھوٹا رائج ہوا ان کا اعتبار نہیں۔ پس کلومیٹر میں اندازہ کرتے وقت اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ پس ایک عام حساب جو ۷۷ کلومیٹر کا چل رہا ہے، غالباً وہ صحیح حساب نہیں۔ مجمع لغۃ الفقهاء میں تقریباً ۸۹ کلومیٹر حساب کیا گیا ہے۔ اب کسی بھی قول/فتوی پر عمل کرنا درست ہے، اور احتیاط اولیٰ ہے۔

آخر میں امام محمد رحمہ اللہ کی ایک قیمتی نصیحت درج کی جاتی ہے کہ جہاں شک ہو کہ آدمی مسافر ہوا یا نہیں وہاں پوری نماز پڑھنا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے: دَعْ مایُرِیْبُكَ إلی مالا یُرِیْبُكَ: کھٹک والی بات چھوڑو، اور بے کھٹک بات اختیار کرو واللہ الموفق۔

الحمدللہ! تحفۃ القاری کی جلد دوازدہم پوری ہوئی اور اسی پر شرح تکمیل پذیر ہوئی وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه أجمعین، والحمدللہ رب العالمین۔